اللہ رسول محمد

تاریخ ابنِ کثیر

البدایہ والنہایہ

حصہ پنجم ششم

علامہ حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر دمشقی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد ششم

رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں' ہتھیاروں' جوتوں' گھوڑوں' انگوٹھی' پیالے اور تلوار نیز آپؐ کے شمائل و خصائل' حسی دلائل نبوت مثلاً کنوئیں کا پانی بڑھ جانا' کھانے کا زیادہ ہوجانا' سنگریزوں کا تسبیح کرنا' بیماروں کا دعا سے شفایاب ہونا' حضرت عثمانؓ کے زمانے کے فتنوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کے درمیان رونما ہونے والے واقعات کے علاوہ اس زمانے کے بے شمار واقعات شامل ہیں۔

تصنیف ❁ عَلّامہ حَافِظ اَبُوالفِدا عِمَادُ الدّینْ اِبْنِ کَثِیْر (۷۰۱ھ۔۷۷۴)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

البدایة والنهایة

نام کتاب .... تاریخ ابنِ کثیر (جلد ششم)
مصنف .... علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر
ترجمہ .... مولانا اختر فتح پوری
ناشر .... نفیس اکیڈمی۔ کراچی
طبع اوّل .... جنوری ۱۹۸۹ء
ایڈیشن .... آفسٹ
ضخامت .... ۴۷۲ صفحات
ٹیلیفون ۰۲۱-۷۷۲۲۰۸۰

تعارف

جلد ششم

اس وقت البدایہ والنہایہ کی جلد ششم ہمارے پیش نظر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں' ہتھیاروں' جوتوں' گھوڑوں' سواریوں' انگوٹھی' پیالے اور تلوار' نیز آپ کے شمائل وخصائل' چہرے کے محاسن' رنگت' خاتم النبوۃ' عبادت' شجاعت' مزاج وطبیعت' زہد و درویشی' سخاوت' حسی دلائل نبوت مثلاً کنوئیں کے پانی بڑھ جانے' کھانے کے زیادہ ہو جانے' گھی کے زیادہ ہو جانے' حنانہ کے اشتیاق ظاہر کرنے اور رونے' سنگریزوں کے تسبیح کرنے' پرندوں' چوپایوں اور درندوں کے ساتھ رکھنے والے معجزات کے رونما ہونے' بیماروں کے دعا سے شفایاب ہونے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے کے فتنوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کے درمیان ہونے والے واقعات کی خبر دینے رومیوں اور ہندوستان سے جنگ کرنے' بنوامیہ اور بنوعباس کے خلفاء اور ائمہ قریش کے متعلق خبر دینے گذشتہ انبیائے کرام سے آپ کے اور آپ کے پیروکاروں کے ملتے جلتے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ اس میں بے شمار ایسے واقعات ہیں جن کے مطالعے سے آپ کی نبوت اور رسالت پر انسان کا ایمان و یقین مستحکم ہو جاتا ہے نیز اس میں اسود عنسی کے خروج و قتل' مرتدین کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قتال' مسیلمہ کذاب کے قتل کے واقعات اور جلیل الشان صحابہ مثلاً حضرت ام ایمن' حضرت زید بن الخطاب' حضرت ثابت بن قیس' حضرت عبداللہ بن سہل' حضرت عکاشہ بن محصن' حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ' حضرت اسائب بن العوام' حضرت عبداللہ بن عبداللہ ابن ابی بن سلول' حضرت معن بن عدی' حضرت سالم بن عبید' حضرت عباد بن بشر اور ان کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کی وفات کے واقعات کو مؤلف نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جن کے مطالعے سے ان بزرگوں کی پاکیزگی نفس' تقویٰ وطہارت' ایمان وایقان' دلیری وشجاعت اور فانی فی اللہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ غرضیکہ یہ جلد حضور ﷺ کی زندگی کا ایک آئینہ ہے۔ جس میں آپ کے تمام خدوخال کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں آپ کی اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام

اختر فتح پوری

۸۷۔۱۰۔۲۷

فہرست عنوانات

باب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی مخصوص یادگاریں: کپڑے، ہتھیار اور سواریاں

اُس انگوٹھی کا تذکرہ جسے آپ پہنتے تھے:

ابوداؤد نے اپنی کتاب السنن میں اس کے لیے ایک الگ باب قائم کیا ہے اب ہم اضافوں کے ساتھ ان سرچشموں کو بیان کرتے ہیں، جنہیں انہوں نے بیان کیا ہے۔ اور ہمارا اصل اعتماد اس بیان پر ہوگا' جسے ہم بیان کریں گے۔

ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحیم بن مطرف الرؤاسی نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ نے عن سعید عن قتادہ عن انس بن مالک ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اعاجم کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے گذارش کی گئی کہ جب تک خط پر مہر نہ ہو' وہ خط کو نہیں پڑھتے۔ تو آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی' جس میں محمد رسول اللہ منقوش تھا۔

اور اسی طرح بخاری نے اسے عبدالاعلیٰ بن حماد عن یزید بن ذریع عن سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ روایت کیا ہے' پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ وہب بن بقیہ نے عن خالد عن سعید عن قتادہ عن انس ہم سے عیسیٰ بن یونس کی حدیث کا مفہوم بیان کیا اور اسی میں اضافہ کیا کہ جب آپ نے وفات پائی تو وہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو وہ آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی' تو وہ آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اور پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی' اسی دوران میں کہ آپ ایک کنوئیں پر بیٹھے تھے' وہ کنوئیں میں گر پڑی۔ پس آپ کے حکم سے کنوئیں کا پانی نکالا گیا مگر آپ اسے نہ پا سکے۔

ابوداؤد اس طریق سے بیان کرنے میں متفرد ہیں۔ پھر ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قتیبہ بن سعید اور احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا' کہ ابن وہب نے ہمیں خبر دی کہ مجھے یونس نے ابن شہاب کے حوالے سے بتایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی' اور اس کا نگینہ سیاہ تھا۔ اور بخاری نے اس حدیث کو لیث کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے ابن وہب کی حدیث سے' اور طلحہ نے یحییٰ انصاری اور سلیمان بن ہلال سے روایت کیا ہے اور نسائی اور ابن ماجہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' اور ان پانچوں نے یونس بن یزید ایلی سے اسے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے اس طریق سے حسن صحیح غریب کہا ہے۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر نے ہم سے بیان کیا کہ حمید الطویل نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی' اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ اور ترمذی اور نسائی نے اسے زہیر بن معاویۃ الجعفی ابی خیثمہ کوفی کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اسے اس طریق سے حسن صحیح غریب کہا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابومعمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن صہیب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے

حوالے سے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی' اور فرمایا' ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے' اور اس میں ایک نقش کھدوایا ہے' پس کوئی شخص وہ نقش نہ کھدوائے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں اس کی چمک کو آپ کی چھنگلی میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ نصیر بن الفرج نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے عن عبیداللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی' اور اس کے نگینے کو اپنی ہتھیلی کے اندر رکھا اور اس میں محمد رسول اللہ نقش کروایا۔ پس لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں' پس جب آپ نے دیکھا کہ انہوں نے انگوٹھیاں بنوالی ہیں' تو آپ نے اسے پھینک دیا' اور فرمایا' میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ پھر آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی' اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ نقش کروایا۔ پھر آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس انگوٹھی کو پہنا' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پہنا' پھر آپ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے پہنا' حتیٰ کہ وہ اریس کے کنوئیں میں گر پڑی' اور بخاری نے اسے یوسف بن موسیٰ سے بحوالہ ابواسامہ حماد بن اسامہ روایت کیا ہے۔

پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے عن ایوب بن موسیٰ عن نافع ہم سے بیان کیا۔ اور اس حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت نبی کریم ﷺ کے حوالے سے یہ بھی بیان ہوا ہے کہ آپ نے اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کا نقش بنوایا اور فرمایا کہ کوئی شخص میری اس انگوٹھی کا نقش نہ بنوائے اور آگے اس حدیث کو بیان کیا اور مسلم اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ بن فارس نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے عن مغیرہ بن زیاد عن نافع ہم سے بیان کیا اور اس حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت نبی کریم ﷺ کے حوالے سے بیان ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اسے تلاش کیا اور نہ پایا۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ بنوایا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ اسے پہنا کرتے تھے۔ اور نسائی نے اسے محمد بن معمر سے بحوالہ ابوعاصم ضحاک بن مخلد النبیل روایت کیا ہے۔

باب

انگوٹھی ترک کرنے کے بیان میں

محمد بن سلیمان لوین نے عن ابراہیم بن سعد عن ابن شہاب عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں صرف ایک روز چاندی کی انگوٹھی دیکھی' پس لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں۔ اور رسول کریم ﷺ نے انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ اس نے زہری زیاد بن سعد اور ابن مسافر سے روایت کیا ہے' اور سب نے کہا ہے کہ وہ انگوٹھی چاندی کی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ بخاری نے بھی اسے روایت کیا ہے کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے یونس سے بحوالہ ابن شہاب ہم سے بیان کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں

صرف ایک روز چاندی کی انگوٹھی دیکھی' پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی۔ اور لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ پھر بخاری نے اسے ابراہیم بن سعد زہری مدنی' شعیب بن ابی حمزہ اور زیاد بن سعد خراسانی سے متعلق قرار دیا ہے۔ اور مسلم نے اسے اپنی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤ' عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر سے منفرد ہیں۔ اور ابوداؤد کے قول کے مطابق سب نے اسے زہری سے روایت کیا ہے کہ وہ چاندی کی انگوٹھی تھی۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے جسے صرف ایک دن پہنا' اور پھر اسے پھینک دیا' وہ سونے کی انگوٹھی تھی نہ کہ چاندی کی۔ کیونکہ صحیحین میں عن مالک عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما لکھا ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ پس آپؐ نے اسے پھینک دیا' اور فرمایا' میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ اور لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں' اور چاندی کی انگوٹھی کو آپ اکثر پہنا کرتے تھے' اور وہ آپ کی وفات تک مسلسل آپؐ کے ہاتھ میں رہی' اور اس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔ پس اس میں کوئی الگ نگینہ نہ تھا' اور جس نے یہ روایت کی ہے کہ اس میں کسی شخص کی تصویر تھی' اس نے غلطی کی ہے اور دور کی بات کہی ہے' وہ سب کی سب چاندی کی تھی' اور اس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔ اور اس کا نقش محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا جو تین سطروں میں تھا' ایک سطر میں محمد' دوسری میں رسول' اور تیسری سطر میں اللہ لکھا تھا۔ واللہ اعلم

وہ کھدا ہوا تھا اور اس کی تحریر الٹی تھی تاکہ اس کی مہر سیدھی لگے' جیسا کہ اس کا دستور ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس کی تحریر سیدھی تھی' اور وہ اسی طرح مطبوع ہو جاتی تھی۔ اس بات کی صحت میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ اور میں اس کے نہ ہی صحیح اور نہ ہی ضعیف اسناد کو جانتا ہوں۔

اور جن احادیث کو ہم نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چاندی کی انگوٹھی تھی' یہ ان احادیث کو رد کرتی ہے جنہیں قبل ازیں ہم سنن ابی داؤد اور نسائی سے ابی عتاب سہل بن حماد الدلال کے طریق سے عن ابی مکین نوح بن ربیعہ عن ایاس بن الحارث بن معیقیب بن ابی فاطمہ عن جدہ بیان کر چکے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی مڑھی ہوئی تھی۔ اور اس حدیث کے ضعف میں وہ حدیث اور بھی اضافہ کر دیتی ہے' جسے احمد' ابوداؤ' ترمذی اور نسائی نے ابی طیبہ عبداللہ بن مسلم سلمی مروزی کی حدیث سے عبداللہ بن بریدہ سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' اور وہ پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا' تو آپؐ نے فرمایا' مجھے تم سے بتوں کی بو آ رہی ہے' تو اس نے انگوٹھی کو پھینک دیا۔ پھر ایک شخص لوہے کی انگوٹھی پہنے آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے فرمایا: میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں' تو اس نے بھی انگوٹھی کو پھینک دیا۔ پھر اس نے پوچھا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں' آپؐ نے فرمایا' چاندی کی' اور اسے پورا مثقال نہ بنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے' جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا ہے اور نسائی نے شریک کی حدیث سے بیان کیا ہے' اور ابوسلمہ بن قاضی عبدالرحمٰن نے عن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حسن عن ابیہ عن علی رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر دی' شریک کہتے ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ اور بائیں ہاتھ میں پہننے کی روایت بھی کی گئی ہے' اسے ابوداؤد

نے عبد العزیز بن ابی رواد کی حدیث سے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے' اور اس کا نگینہ آپ کی ہتھیلی کی اندرونی جانب ہوتا تھا۔

ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابواسحاق اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے نافع سے روایت کی ہے کہ آپ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے' اور ہناد نے عن عبدہ عن عبید اللہ عن نافع ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی انگوٹھی اپنے بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سید نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن بکیر نے بحوالہ محمد بن اسحاق ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے الصلت بن عبداللہ بن نوفل بن عبدالمطلب کی دائیں چھنگلی میں انگوٹھی دیکھی' تو میں نے کہا' یہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس طرح اپنی انگوٹھی پہنتے دیکھا ہے اور وہ اس کے نگینے کو باہر کی طرف رکھتے تھے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق یہی خیال کیا جا سکتا ہے' کہ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ بھی اسی طرح اپنی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ اور ترمذی نے بھی اسی طرح محمد بن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے' پھر محمد بن اسماعیل بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابن اسحاق نے الصلت سے جو حدیث روایت کی ہے وہ حسن ہے۔ اور ترمذی نے الشمائل میں حضرت انس' حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' کہ رسول کریم ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

اور امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ثمامہ نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ کے لیے تحریر لکھی جاتی' اور آپ کی انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں تھا۔ ایک سطر میں محمد' دوسری میں رسول' اور تیسری میں اللہ لکھا تھا۔

ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ابواحمد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ثمامہ نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ کے بعد وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' اریس کے کنویں پر بیٹھے' اور آپ انگوٹھی کو پکڑ کر اس سے کھیلنے لگے' تو وہ گر پڑی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم تین دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاتے رہے۔ آپ نے کنویں کا پانی نکالا' مگر انگوٹھی نہ ملی' اور وہ حدیث جسے ترمذی نے الشمائل میں روایت کیا ہے کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن ابی بسر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی' اور آپ اس سے مہر لگاتے تھے۔ اور اسے پہنتے نہیں تھے۔ یہ حدیث بہت غریب ہے' اور السنن میں ابن جریج کی حدیث سے زہری سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔

آپ کی شمشیر کا بیان

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ شریح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی الزناد نے عن ابیہ عن الاعمیٰ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی شمشیر ذوالفقار کو بدر کے روز غنیمت میں حاصل کیا۔ جس کے متعلق اُحد کے روز آپؐ نے خواب دیکھا' اور فرمایا کہ میں نے اپنی تلوار ذوالفقار میں ایک دندانہ دیکھا ہے تو میں نے اس کی تعبیر کی ہے کہ تمہیں شکست ہوگی۔ اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک مینڈھے کو پیچھے بٹھائے ہوئے ہوں' تو میں نے اس کی تعبیر فوج کے سردار سے کی ہے۔ اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مضبوط زرہ میں ہوں تو میں نے اس کی تعبیر مدینہ کی ہے۔ اور میں نے خواب میں گایوں کو ذبح ہوتے دیکھا ہے۔ پس اللہ کی قسم گایوں میں بہتری ہے' پس جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

اور ابن ماجہ اور ترمذی نے اسے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی حدیث سے اس کے باپ سے روایت کیا ہے' اور اہل السنن نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی جوان نہیں۔ اور ترمذی نے ہود بن عبد اللہ بن سعید کی حدیث سے اس کے دادا مزیدہ بن جابر العبدی العصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کی تلوار پر سونا اور چاندی لگی ہوئی تھی پھر کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔

اور ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا ہے کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ بن ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے قتادہ سے بحوالہ سعید بن ابی الحسن مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا میان چاندی کا تھا۔ اور اسی طرح انہوں نے عثمان بن سعد کی حدیث سے بحوالہ ابن سیرین بیان کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سمرہ کی تلوار کی طرح اپنی تلوار بنائی' اور سمرہ کا خیال ہے کہ اس نے اپنی تلوار' رسول اللہ ﷺ کی تلوار کی طرز پر بنائی ہے۔ اور وہ تلوار سیدھی تھی' اور رسول اللہ ﷺ کی تلواروں میں سے ایک تلوار آل علیؓ کے پاس پہنچ گئی۔ اور جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما طف کے نزدیک کربلا میں شہید ہوئے تو یہ تلوار ان کے پاس تھی' پس حضرت زین العابدین علی بن الحسینؓ نے اسے لے لیا۔ اور جب آپ دمشق میں یزید بن معاویہؓ کے پاس آئے تو اسے اپنے پاس لائے۔ پھر اسے لے کر مدینہ واپس آ گئے۔ اور صحیحین میں مسور بن مخرمہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ آپ کو راستہ میں ملا تو اس نے آپ سے کہا' کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے' جس کے کرنے کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں؟ راوی بیان کرتا ہے' آپ نے کہا نہیں' تو اس نے کہا' کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی تلوار دیں گے' مجھے خدشہ ہے کہ لوگ اس کے بارے میں آپ پر غالب آ جائیں گے۔ اور قسم بخدا! اگر آپ نے اسے مجھے دے دیا تو جب تک کوئی میرا کام تمام نہ کر دے اس تک نہیں پہنچے گا۔

اس کے علاوہ حضور علیہ السلام کے دیگر ہتھیاروں کا بھی ذکر کیا گیا ہے' جن میں زرہیں بھی شامل ہیں جیسا کہ کئی لوگوں نے

روایت کی ہے جن میں السائب بن یزید اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز اوپر نیچے دو زرہیں پہنیں۔ اور صحیحین میں مالک کی حدیث سے زہری سے بحوالہ حضرت انسؓ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز آئے تو آپؐ کے سر پر خود تھا' اور جب آپؐ نے اسے اتارا تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ ابن اخطل کعبہ کے پردوں سے اٹکا ہوا ہے' آپؐ نے فرمایا' اسے قتل کر دو۔

اور مسلم میں ابوالزبیر کی حدیث سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز سیاہ عمامہ پہنے ہوئے آئے' اور وکیع' عن مساور الوراق عن جعفر بن عمرو بن حریث عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاہی مائل عمامہ پہنے لوگوں سے خطاب کیا۔ ترمذی نے ان دونوں حدیثوں کو الشمائل میں بیان کیا ہے' اور یہی الدراردی کی حدیث سے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اسے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔

اور حافظ ابوبکر البزار نے اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ ابوشیبہ ابراہیم بن عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ مخول بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن عاصم' عن محمد بن سیرین عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک چھوٹا ڈنڈا تھا' جو آپ کی وفات پر آپؐ کے ساتھ آپ کی قمیص اور پہلو کے درمیان دفن کر دیا گیا۔ پھر البزار بیان کرتے ہیں' ہم نہیں جانتے کہ مخول بن راشد کے سوا' اسے کسی نے روایت کیا ہو' یہ صادق راوی ہے مگر اس میں شیعیت پائی جاتی ہے' اس لیے اس سے چشم پوشی کی گئی ہے۔

حافظ بیہقی اس حدیث کو مخول کے طریق سے روایت کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ مخول شیعہ ہے جو اسرائیل سے افراد حدیث بیان کرتا ہے جنہیں کوئی دوسرا بیان نہیں کرتا' اور اس کی روایات کا ضعف ظاہر اور واضح ہے۔

آپؐ کے ان جوتوں کا بیان جنہیں آپؐ پہن کر چلتے تھے:

صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ادھوڑی کے جوتے پہنتے تھے' جن پر بال نہیں ہوتے تھے۔ اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن طہمان نے ہمیں بتایا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمارے پاس دو جوتے پہنے ہوئے آئے جن کے دو تسمے تھے' تو ثابت بنانی نے کہا یہ حضرت نبی کریم ﷺ کے جوتے ہیں۔ اور بخاری نے اسے کتاب الخمس میں بھی عن عبداللہ بن محمد عن ابی احمد الزبیری عن عیسیٰ بن طہمان عن انس روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمارے پاس دو بے بال جوتے لائے جن کے دو تسمے تھے۔ اور ثابت بنانی نے بعد میں مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ وہ جوتے حضرت نبی کریم ﷺ کے تھے اور ترمذی نے اسے الشمائل میں احمد بن منیع سے بحوالہ ابواحمد زبیری روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا ہے کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے عن سفیان عن خالد الحذاء عن عبداللہ بن حارث عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کے دو تسمے تھے' جن کا پشت قدم رہنے والا تسمہ دوہرا تھا۔ نیز اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے عن معمر عن ابن ابی ذئب عن صالح مولی التوأمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے' اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ محمد بن مرزوق نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ عبدالرحمن بن قیس نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے محمد سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ' اور حضرت ابوبکرؓ' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے جوتے کے دو دو تسمے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے ایک گانٹھ دی۔

جوہری بیان کرتے ہیں کہ قبال النعل سے مراد وہ تسمہ ہے جو درمیانی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ۶۰۰ھ اور اس کے بعد کے زمانے میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ ابن ابی الحدرد نامی تاجر کے پاس ایک تنہا جوتا ہے جس کے متعلق اس نے بیان کیا کہ یہ حضرت نبی کریم ﷺ کا جوتا ہے' پس ملک اشرف موسیٰ بن الملک العادل ابی بکر بن ایوب نے اس سے کثیر مال کے عوض خریدنا چاہا تو اس نے اسے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ اتفاق سے کچھ عرصہ بعد اس کی وفات ہو گئی تو وہ جوتا ملک اشرف مذکور کے پاس آ گیا۔ پس اس نے اس کی بہت قدر و منزلت کی' اور پھر جب اس نے قلعہ کے پہلو میں دارالحدیث اشرفیہ کی تعمیر کی' تو اسے اس کے خزانہ میں رکھ دیا' اور اس کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا۔ اور اس کے لیے ہر ماہ چالیس درہم مشاہرہ مقرر کر دیا۔ اور وہ جوتا اب تک اس مذکورہ مکان میں موجود ہے' اور ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا ہے' کہ محمد بن رافع اور کئی لوگوں نے ہم سے بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ابواحمد زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے عن عبداللہ بن مختار عن موسیٰ بن انس عن ابیہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عطر کا ایک ڈبہ تھا جس سے آپ خوشبو لگایا کرتے تھے۔

آپؐ کے پیالے کا بیان:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے بحوالہ عاصم ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیالہ دیکھا جس میں چاندی کی ایک گوہ تھی۔ اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ احمد بن محمد بن النسوی نے مجھے بتایا کہ حماد بن شاکر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسماعیل بخاری نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن مدرک نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حماد نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے بحوالہ عاصم الاحول ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیالہ دیکھا جو ٹوٹ گیا تھا' جسے آپ نے چاندی سے جوڑ لیا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ وہ جھاؤ کے درخت کا ایک بہت اچھا اور چوڑا پیالہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس پیالے میں رسول اللہ ﷺ کو اتنی اتنی بار سے زیادہ دفعہ پانی پلایا۔ اور حضرت ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ اس میں لوہے کا ایک چھلا بھی تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کی جگہ سونے یا چاندی کا چھلا ڈال دیں' تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' جو چیز رسول اللہ ﷺ نے بنائی ہے' اسے تبدیل نہ کونا تو آپ نے اس ارادے کو ترک کر دیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح بن عبادہ نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج بن حسان نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے

ہیں کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ آپ نے ایک برتن منگوایا' جس میں لوہے کی تین مادہ گوہ اور لوہے کا ایک چھلا تھا۔ آپ نے اسے ایک سیاہ غلاف سے نکالا جو درمیان سائز سے کم اور نصف ربع سے زیادہ تھا۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس میں ہمارے لیے پانی ڈال کر لایا گیا' تو ہم نے پانی پیا اور اپنے سروں اور چہروں پر ڈالا' اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

آپ کی اس سرمے دانی کا بیان' جس سے آپؐ سرمہ لگاتے تھے:

احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن منصور نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمے دانی تھی جس سے آپؐ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں لگایا کرتے تھے' اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے یزید بن ہارون کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

علی بن المدائنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید کو بیان کرتے سنا کہ میں نے عباد بن منصور سے کہا' آپ نے اس حدیث کو عکرمہ سے سنا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ابن ابی یحییٰ نے اس کے متعلق مجھے بتایا کہ داؤد بن الحصین نے عکرمہ سے روایت کی ہے۔ میں نے کہا' مجھے اطلاع ملی ہے کہ دیارِ مصر میں ایک مزار ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی یادگار چیزیں موجود ہیں' جنہیں بعض متاخرین وزراء نے جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے جن میں ایک سرمہ دانی بھی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کنگھی وغیرہ بھی ہے۔ واللہ اعلم

چادر:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ وہ چادر جو خلفاء کے پاس تھی' اس کے متعلق ہم نے محمد بن اسحاق بن یسار سے واقعہ تبوک میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایلہ کو اپنے اس خط کے ساتھ جو آپ نے انہیں امان دینے کے لیے لکھا تھا' چادر بھی دی تھی۔ پس ابوالعباس عبداللہ بن محمد نے اسے تین سو دینار میں خرید لیا۔ اس سے مراد بنو عباس کا پہلا خلیفہ السفاح ہے رحمہ اللہ اور بنو عباس کے خلف' سلف سے اس کے وارث ہوتے رہے اور خلیفہ عید کے روز اسے اپنے کندھوں پر ڈالتا' اور اپنے ہاتھ میں وہ چھڑی بھی لیتا جو آپ کی طرف منسوب ہے' اور وہ ایسے وقار و سکینت کے ساتھ باہر نکلتا' جس سے قلب و نظر خیرہ ہو جاتے۔ اور وہ عید و اجتماع کے ایام میں سیاہ لباس پہنتے۔ اور وہ یہ کام اہالیان دیہات و شہر کے سردار کی اقتداء میں کرتے' اس لیے کہ بخاری اور مسلم نے' جو محدثین کے امام ہیں' مالک کی حدیث سے زہری سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سیاہ عمامہ تھا' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس کے پلو کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔

اور امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے محمد سے بحوالہ ابو بردہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک چادر اور موٹا تہ بند ہمارے پاس لائیں' اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو کپڑوں میں وفات پائی۔ اور بخاری نے زہری کی حدیث سے عبیداللہ بن عبداللہ سے بحوالہ حضرت عائشہ اور

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے' تو آپ اپنے سیاہ کنارے والے جبے کو اپنے چہرے پر ڈال لیتے' اور جب غمگین ہوتے تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے' اور اسی حالت میں آپ نے فرمایا' یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو' انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے' جو کچھ انہوں نے کیا تھا' آپ اس سے ڈراتے تھے۔ میں کہتا ہوں' ان تین ابواب کے متعلق معلوم نہیں کہ اس کے بعد ان کے بارے میں کیا ہوگا۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں سرخ چادر ڈالی گئی' جس پر آپ نماز پڑھا کرتے تھے اور اگر ہم اس بات کا استقصاء کریں کہ آپ اپنی زندگی میں کیا پہنتے تھے تو یہ باب طویل ہو جائے گا اور اس کا مقام کتاب الاحکام الکبیر میں کتاب اللباس ہوگا۔ ان شاء اللہ

آپؐ کے گھوڑے اور سواریاں:

ابن اسحاق عن یزید بن حبیب عن مرثد بن عبداللہ مزنی عن عبداللہ بن زرین عن علی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کو المرتجز اور گدھے کو عفیر اور خچر کو دلدل اور تلوار کو ذوالفقار اور زرہ کو ذوالفضول کہا جاتا تھا' اور بیہقی نے اسے الحکم کی حدیث سے یحییٰ بن الجزار سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے ہی روایت کیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کتاب السنن میں آپ کے ان گھوڑوں کے نام بیان کیے ہیں جو الساعدیین کے پاس تھے۔ لزاز' لحیف' اور بعض کہتے ہیں کہ لخیف اور ظرب' اور جس پر آپ ابوطلحہ کے لیے سوار ہوئے' اسے مندوب' اور آپ کی ناقہ کو القصواء' العضباء اور الجدعا' اور آپؐ کے خچر کو الشہباء اور البیضاء کہا جاتا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ روایات میں ہے کہ آپ ان سب چیزوں کو چھوڑ کر وفات پا گئے۔ ہاں ہم نے آپؐ کے خچر البیضاء اور ہتھیاروں اور زمین کے متعلق روایت کی ہے جسے آپؐ نے اسے صدقہ کر دیا تھا' اور آپؐ کے کپڑوں اور خچر اور انگوٹھی کے متعلق بھی ہم نے اس باب میں بیان کیا ہے۔

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ زمعہ بن صالح نے ابوحازم سے بحوالہ سہل بن سعد ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپ کا ایک اُونی جبہ بنا جا رہا تھا' اور یہ اسناد جید ہے۔ اور حافظ ابویعلیٰ نے اپنے مسند میں روایت کی ہے کہ مجاہد نے بحوالہ موسیٰ ہم سے بیان کیا کہ علی بن ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ غالب جزری نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپ کی اُونی چادر بنی جا رہی تھی' یہ پہلی روایت کی شاہد ہے' اور ابوسعید بن الاعرابی بیان کرتے کہ سعدان بن نصیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے عن الولید بن کثیر عن حسین عن فاطمہ بنت الحسین ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے' اور الجف میں آپ کی دو چادریں بن رہی تھیں' یہ روایت مرسل ہے۔

اور ابوالقاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ حسن بن اسحاق تستری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوامیہ عمرو بن ہشام جرانی نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عبدالرحمٰن بن علی بن عروہ نے عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن عطاء و عمرو بن دینار عن ابی عباس ہم سے بیان کیا' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تلوار کا دستہ اور میان چاندی کا تھا' اور آپؐ اسے ذوالفقار کہتے تھے۔ اور آپ کی کمان کا نام السداء اور ترکش کا نام الجمع تھا اور آپ کی ایک زرہ پر تانبا جڑا ہوا تھا جس کا نام ذوالفضول تھا۔ اور آپؐ کے برچھے کا نام السغاء اور ڈھال کا

نام الذقن تھا' اور آپ کی سفید ڈھال کا نام الموجز تھا اور آپؐ کے سیاہ گھوڑے کا نام السکب' اور آپ کی زین کا نام الداج' اور آپؐ کے سفید خچر کا نام دُلدل' اور آپ کی ناقہ کا نام القصواء تھا' اور آپؐ کے گدھے کو یعفور کہا جاتا تھا۔ اور آپؐ کے بچھونے کا نام الکز' اور آپ کی چادر کا نام النمر' اور آپ کی چھاگل کا نام الصادر' اور آپؐ کے آئینے کا نام المرآۃ' اور آپ کی قینچی کا نام الجامع' اور آپ کی لمبی چھڑی کا نام الممشوق تھا۔

میں کہتا ہوں' قبل ازیں کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کوئی دینار و درہم اور نہ کوئی غلام و لونڈی ترکہ میں چھوڑا' سوائے ایک خچر اور زمین کے' جسے آپؐ نے صدقہ کر دیا تھا۔ یہ امر اس بات کا مقتضی ہے کہ آپ نے ان تمام غلاموں اور لونڈیوں کو' جن کا ہم نے ذکر کیا ہے' آزاد کر دیا تھا۔ اور تمام ہتھیاروں' حیوانات اور ساز و سامان کو جسے ہم نے بیان کیا ہے یا نہیں کیا' صدقہ کر دیا تھا' اور آپ کا خچر البیضاء الشہباء وہ بھی اسی طرح صدقہ تھا۔ واللہ اعلم

اور یہ وہی خچر ہے جسے حاکم اسکندریہ مقوقس نے' جس کا نام جریج بن میناء تھا' آپ کو تحائف میں دیا تھا اور اسی پر آپ حنین کے روز سوار تھے' جبکہ آپ دشمن کے سامنے تھے' اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے شجاعت کے ساتھ اس کے نام پر مشقت برداشت کر رہے تھے۔

کہتے ہیں کہ یہ خچر آپؐ کے بعد بھی زندہ رہا' حتیٰ کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کے پاس تھا' اور ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا اور اس کے لیے جو کوٹے جاتے تھے تاکہ کمزوری کی وجہ سے انہیں کھا لے۔ اور آپؐ کے گدھے یعفور کو مصغر کر کے اسے عفیر کہا جاتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اس پر سوار ہوتے تھے۔

اور احمد نے محمد بن اسحاق کی حدیث سے عن یزید بن ابی حبیب عن یزید بن عبداللہ العوفی عن عبداللہ بن رزین عن علی روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوتے تھے جسے عفیر کہا جاتا تھا۔ اور ابویعلیٰ نے اسے عون بن عبداللہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کی ہے اور متعدد احادیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ گدھے پر سوار ہوئے اور صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور مسلمان اور مشرک اور بت پرست اور یہودی مل جل کر بیٹھے تھے' گدھے پر سوار ہو کر گذرے پس آپؐ نے اتر کر انہیں دعوت الی اللہ دی۔ اور جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے' اور آپؐ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے ارادے سے جا رہے تھے' عبداللہ نے آپ سے کہا' اے شخص تو جو بات کہتا ہے' وہ اچھی نہیں' اور اگر وہ اچھی ہے تو آپ اسے ہماری مجالس میں نہ کہا کریں۔ یہ اسلام کے غلبے سے پہلے کی بات ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنی ناک کو ڈھانپ لیا' کیونکہ جانور کے غبار نے انہیں ڈھانک لیا تھا اور اس نے کہا' آپ اپنے گدھے کی بدبو سے ہمیں اذیت نہ دیں' تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کی بو' تمہاری بو سے زیادہ اچھی ہے اور عبداللہ نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہماری مجالس میں لایا کیجیے' ہم اسے پسند کرتے ہیں' پس دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور جنگ کرنے کی ٹھان لی' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا۔ پھر آپ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر عبداللہ بن ابی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نرمی کیجیے۔ اس ذات کی قسم' جس

نے آپ کو حق کے ساتھ معزز کیا ہے اور اس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' ہم اسے اپنا بادشاہ بنانے کے لیے پردے ترتیب دے رہے تھے' پس جب اللہ حق کو لایا تو تھوک سے اس کا گلا گھٹ گیا۔

اور پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ آپؐ خیبر میں بھی ایک روز گدھے پر سوار ہوئے تھے' اور آپؐ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی گدھے پر اپنے پیچھے بٹھا کر آئے۔ اور اگر ہم ان احادیث کو الفاظ واسانید کے ساتھ بیان کریں تو باب طویل ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

اور قاضی عیاض بن موسیٰ السبتی نے اپنی کتاب الشفاء میں جو کچھ بیان کیا ہے' اور قبل ازیں امام الحرمین نے اسے اپنی کتاب الکبیر فی اصول الدین وغیرہ میں بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گدھا تھا' جس کا نام زیاد بن شہاب تھا' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے کسی صحابی کی تلاش میں بھیجا کرتے تھے' تو وہ ان میں سے کسی کے دروازے پر جا کر اسے کھٹکھٹاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جستجو میں ہیں۔

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیان کیا گیا کہ وہ ستر گدھوں کی اولاد ہے جن میں سے ہر ایک پر نبی سوار ہوا ہے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو گدھا جا کر ایک کنوئیں میں گر کر مر گیا۔ اس حدیث کا اسناد کلیتہً معلوم نہیں' اور کئی حفاظ نے اس کا انکار کیا ہے جن میں عبدالرحمٰن بن ابی حاتم اور ان کے والد رحمہما اللہ بھی شامل ہیں۔ اور میں نے اپنے شیخ حافظ ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ سے بھی کئی بار سنا ہے' وہ اس کا شدت سے انکار کرتے تھے' اور حافظ ابونعیم دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر احمد بن محمد بن موسیٰ عنبری نے بیان کیا ہے کہ احمد بن محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سوید الجذوعی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن اذین طائی نے عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن معاذ بن جبل نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں ایک سیاہ گدھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپؐ نے پوچھا' تو کون ہے؟ اس نے کہا' میں عمرو بن فلاں ہوں' ہم سات بھائی ہیں اور ہم سب پر انبیاء نے سواری کی ہے' اور میں ان سب سے چھوٹا ہوں' اور میں آپؐ کے لیے تیار تھا کہ ایک یہودی نے مجھ پر قبضہ کر لیا۔ اور جب میں آپ کا ذکر کرتا تو میں اسے گرا دیتا اور وہ مجھے مار مار کر تکلیف دیتا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تو تو یعفور رہے' یہ حدیث بہت غریب ہے۔

باب:

سیرت شریفہ کے متعلقات میں سے جو باتیں بیان کرنا ہمارے ذمے باقی ہیں وہ چار کتابوں پر مشتمل ہیں' پہلی کتاب الشمائل' دوسری دلائل' تیسری فضائل اور چوتھی خصائص کے بارے میں ہے۔

و باللّٰہ المستعان و علیہ التکلان و لاحول و لاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم.

کتابُ الشمائل

رسول اللہ ﷺ کی عادات اور آپؐ کے پاکیزہ اخلاق کا بیان

اس بارے میں قدیم وجدید لوگوں نے بہت سی کتب تصنیف کی ہیں جو الگ الگ بھی ہیں اور دوسری کتب کے ساتھ بھی شامل ہیں۔ اور ان میں سب سے اچھی اور مفید کتاب امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی کی ہے جو الشمائل کے نام سے مشہور ہے' اور ہم مسلسل اس کی شہرت سن رہے ہیں اور ہم ان سرچشموں کو بیان کریں گے جنہیں انہوں نے بیان کیا ہے۔ اور ان میں اہم باتوں کا اضافہ بھی کریں گے' جن سے کوئی محدث اور فقیہہ مستغنی نہیں ہوتا۔ اب ہم سب سے پہلے آپؐ کے حسن روشن کو بیان کریں گے۔ پھر اس کے بعد ہم اس کے اجمال و تفصیل میں مصروف ہو جائیں گے۔

واللہ حسبنا و نعم الوکیل.

باب:

آپؐ کے حسن روشن کا بیان

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن سعید ابوعبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن یوسف نے اپنے باپ سے بحوالہ ابواسحاق ہم سے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرے اور اخلاق کے لحاظ سے سب لوگوں سے اچھے تھے۔ آپؐ نہ تو زیادہ لمبے تھے اور نہ چھوٹے تھے۔ اور اسی طرح اسے مسلم نے ابوکریب سے بحوالہ اسحاق بن منصور روایت کیا ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ابواسحاق سے بحوالہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ اور آپؐ کے بال آپؐ کے کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ کو سرخ حلہ میں دیکھا اور میں نے کسی چیز کو آپؐ سے حسین تر نہیں دیکھا۔ اور یوسف بن ابواسحاق اپنے باپ سے دونوں کندھوں تک کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابواسحاق سے بحوالہ البراء ہم سے بیان کیا کہ میں نے سرخ حلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت بالوں والا شخص نہیں دیکھا۔ آپؐ کے بال کندھوں پر پڑتے تھے اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپؐ نہ لمبے تھے نہ چھوٹے۔ اور مسلم ابوداؤد ترمذی اور نسائی نے اسے وکیع کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحاق نے ہمیں بتایا اور یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے بحوالہ ابواسحاق ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے البراء کو بیان کرتے سنا کہ میں نے مخلوق الٰہی میں سرخ حلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت شخص کوئی نہیں دیکھا۔ اور آپ کی زلفیں آپؐ کے کندھوں پر پڑتی تھیں۔

اور ابن بکیر بیان کرتے ہیں کہ وہ آپؐ کے کندھوں کے قریب پڑتی تھیں ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے انہیں کئی بار بیان کرتے سنا اور جب بھی وہ بات بیان کرتے مسکرا پڑتے اور بخاری نے اسے اللباس اور ترمذی نے الشمائل اور نسائی نے الزینۃ میں اسرائیل کی حدیث سے بیان کیا ہے۔

اور بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر نے بحوالہ ابواسحاق ہم سے بیان کیا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔ اور ترمذی نے اسے زہیر بن معاویہ الجعفی الکوفی کی حدیث سے ابواسحاق السبیعی سے جس کا نام عمرو بن عبداللہ کوفی ہے بحوالہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اور حافظ ابو بکر بیہقی نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ ابو الحسن بن الفضل القطان نے بغداد میں ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے ہمیں بتایا کہ ابو یوسف یعقوب بن سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ ابو نعیم اور عبداللہ نے اسرائیل سے بحوالہ سماک ہم سے بیان کیا کہ اس نے جابر بن سمرہ سے سنا کہ ایک آدمی نے اسے کہا' کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا' انہوں نے جواب دیا نہیں' بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا۔

اور اسی طرح اسے مسلم نے ابو بکر بن شیبہ سے بحوالہ عبیداللہ بن موسیٰ روایت کیا ہے اور امام احمد نے اسے پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے بحوالہ سماک ہمیں بتایا کہ انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے سر اور ڈاڑھی کے اگلے حصہ کے بال سفید اور سیاہ تھے' پس جب آپؐ تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تو وہ نمایاں نہ ہوتے' اور جب آپ کا سر پراگندہ ہوتا تو نمایاں ہو جاتے۔ اور آپؐ کے سر اور داڑھی کے بال بہت تھے۔ ایک آدمی نے کہا' کیا آپ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' بلکہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں' اور میں نے آپ کی مہر کو کبوتری کے انڈے کی طرح آپؐ کے کندھے کے پاس دیکھا' جو آپؐ کے جسم کے مشابہ تھی۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو طاہر فقیہ نے ہمیں بتایا کہ ابو حامد بن بلال نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن اسماعیل احمسی نے ہم سے بیان کیا کہ محاربی نے عن اشعث عن ابی اسحاق عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بے ابر رات میں رسول اللہ ﷺ کو سرخ حلہ میں دیکھا' اور میں آپ کو اور چاند کو دیکھنے لگا' اور آپؐ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے' اسی طرح اسے ترمذی اور نسائی نے عن ہناد بن السری عن عبثر بن القاسم عن الشعث بن سوار روایت کیا ہے' نسائی کہتے ہیں وہ ضعیف ہے' اور اس نے غلطی کی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ ابو اسحاق نے البراء سے روایت کی ہے اور ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور ہم اسے اشعث بن سوار کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔ اور میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے پوچھا کہ ابو اسحاق کی حدیث جو البراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اصح ہے یا ان کی حدیث جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اصح ہے تو انہوں نے دونوں حدیثوں کو صحیح پایا۔

اور صحیح بخاری میں کعب بن مالک سے حدیث توبہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ روشن ہو جاتا' گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور قبل ازیں یہ حدیث مکمل طور پر بیان ہو چکی ہے۔ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ سعید نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ابی یعفور العبدی نے ابو اسحاق ہمدانی سے بحوالہ ایک ہمدانی عورت کے جس کا اس نے نام بھی لیا تھا ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا اور میں نے آپ کو اپنے اونٹ پر کعبہ کا طواف کرتے دیکھا' آپؐ کے ہاتھ میں کھونٹی تھی' اور آپؐ پر دو سرخ چادریں تھیں جو آپؐ کے کندھے کو چھو رہی تھیں' اور جب آپ حجر اسود کے پاس سے گذرے تو آپؐ نے اسے کھونٹی سے بوسہ دیا' پھر اسے اپنے قریب کر کے اسے چوم لیا' ابو اسحاق کہتے ہیں' میں نے اس عورت سے کہا' آپ کس کی مانند تھے؟ اس نے کہا' چودھویں رات کے چاند کی مانند تھے' میں نے اس کی مانند نہ آپ کو پہلے

دیکھا ہے اور نہ بعد میں۔

یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ ابراہیم بن المنذر نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن موسیٰ التیمی نے ہم سے بیان کیا کہ اسلمہ بن زید نے بحوالہ ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ سے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ ﷺ کا حال بیان کرو' اس نے کہا' اے میرے بیٹے' اگر تو آپ کو دیکھتا تو تو سورج کا طلوع ہوتے دیکھتا۔ اور بیہقی نے اسے یعقوب بن محمد زہری کی حدیث سے بحوالہ عبداللہ بن موسیٰ التیمی اپنی سند سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتی ہیں' اگر تو آپ کو دیکھتا تو تو کہتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔ اور صحیحین میں زہری کی حدیث سے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لکھا ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خوش خوش میرے پاس آئے اور آپؐ کے چہرے کی شکنیں چمک رہی تھیں۔

آپؐ کے رنگ کا بیان:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عن خالد بن یزید عن سعید بن ہلال عن ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو حضرت نبی کریم ﷺ کی علامات بیان کرتے سنا' آپؐ نے فرمایا' آپؐ میانہ قد تھے' نہ لمبے تھے نہ چھوٹے' آپ کا رنگ صاف تھا جو نہ بہت سفید اور نہ گندم گوں تھا' آپؐ نہ چھوٹے' گھونگھریالے بالوں والے تھے' اور نہ کم گھونگھریالے اور سیدھے بالوں والے تھے۔ چالیس سال کی عمر میں آپؐ پر وحی نازل ہوئی' آپؐ مکہ میں دس سال رہے اور آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ اور مدینہ میں بھی دس سال رہے اور آپؐ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس سفید بال نہ تھے۔

ربیعہ بیان کرتے ہیں' میں نے آپ کا ایک بال دیکھا جو سرخ تھا۔ میں نے دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ خوشبو سے سرخ ہو گیا ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن انس نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا کہ انہوں نے ان کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نہ زیادہ لمبے تھے نہ چھوٹے اور نہ بہت سفید' اور نہ بہت گندم گوں تھے اور نہ بہت چھوٹے گھونگھریالے بالوں والے اور نہ سیدھے بالوں والے تھے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کے سر پر مبعوث فرمایا' آپؐ نے مکہ اور مدینہ میں دس دس سال قیام کیا' پس اللہ نے آپ کو وفات دی' اور آپؐ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس سفید بال نہ تھے۔

اور اسی طرح مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے' اور اسی طرح اس نے اسے قتیبہ اور یحییٰ بن ایوب اور علی بن حجر سے روایت کیا ہے۔ اور ان تینوں نے اسماعیل بن جعفر سے عن القاسم بن زکریا عن خالد بن مخلد عن سلیمان بن بلال روایت کی ہے اور ان تینوں نے ربیعہ سے اسے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی اور نسائی نے اسے قتیبہ بن مالک سے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ثابت نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ کا رنگ صاف تھا۔ نیز بیان کرتے ہیں۔ اور حمید نے اسے روایت کیا ہے' جیسا کہ اس نے ہمیں بتایا ہے۔ پھر اس نے اس کے اسناد کو یعقوب بن

سفیان سے بیان کیا ہے‘ عمرو بن عون اور سعید بن منصور نے مجھ سے بیان کیا کہ خالد بن عبداللہ حمید الطویل سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گندم گوں تھے‘ اور اسی طرح اس حدیث کو حافظ ابوبکر البزار نے عن علی عن خالد بن عبداللہ عن حمید عن انس روایت کیا ہے۔ نیز وہ بیان کرتے ہیں کہ محمد المثنی نے اسے ہم سے بیان کیا‘ وہ کہتے ہیں کہ عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ حمید نے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لمبے تھے نہ چھوٹے اور جب آپؐ چلتے تو لڑکھڑاتے تھے‘ اور آپ گندم گوں تھے۔ پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ اسے حمید سے خالد اور عبدالوہاب کے سوا کسی نے روایت کیا ہو۔ پھر بیہقی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے ہمیں بتایا کہ ابوجعفر البزار نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حمید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا‘ اور پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت کی حدیث کو بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا رنگ سفید تھا اور آپ کی سفیدی گندم گوں تھی۔

میں کہتا ہوں یہ عبارت پہلی عبارت سے زیادہ اچھی ہے‘ اور اس کا مقتضا یہ ہے‘ کہ کثرت اسفار اور سورج کے سامنے رہنے کی وجہ سے آپؐ کے چہرے پر گندم گوں غالب رہتی تھی۔ واللہ اعلم

اور اسی طرح یعقوب بن سفیان فسوی بیان کرتا ہے کہ عمرو بن عون اور سعید بن منصور نے مجھ سے بیان کیا کہ خالد بن عبداللہ بن جریری نے بحوالہ ابوالطفیل ہم سے بیان کیا‘ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا‘ اور میرے سوا آپ کو دیکھنے والا کوئی باقی نہ رہا۔ ہم نے انہیں کہا‘ ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات بیان کیجیے‘ تو انہوں نے کہا۔ کہ آپؐ سفید فام اور خوبصورت چہرے والے تھے۔

اور مسلم نے اسے سعید بن منصور سے روایت کیا ہے‘ اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے سعید بن ایاس جریری کی حدیث سے ابوالطفیل عامر بن واثلہ لیثی سے روایت کیا ہے‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید فام‘ خوبصورت تھے‘ آپ جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا گویا آپ ڈھلوان میں اتر رہے ہیں‘ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ زید بن ہارون جریری نے ہم سے بیان کیا کہ میں ابوالطفیل کے ساتھ گھوم رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ میرے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا۔ میں نے کہا آپ نے انہیں دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا‘ آپ کی علامات کیا تھیں؟ انہوں نے کہا‘ آپؐ سفید فام‘ خوبصورت اور میانہ جسم کے تھے اور ترمذی نے اسے سفیان بن وکیع اور محمد بن بشار سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے یزید بن ہارون سے روایت کیا ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن جعفر یا ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ واصل بن عبدالاعلیٰ اسدی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ ابوجحیفہ ہم سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا‘ آپؐ سفید فام تھے۔ اور آپؐ کے بال سفید ہو گئے تھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپؐ کے مشابہ تھے‘ پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ مسلم نے اسے واصل بن عبدالاعلیٰ سے روایت

کیا ہے۔ اور بخاری نے اسے عمرو بن علی سے بحوالہ محمد بن فضیل روایت کیا ہے۔ اور اصل حدیث جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' صحیحین میں ہے' لیکن دوسرے الفاظ کے ساتھ ہے' جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

اور محمد بن اسحاق' زہری سے عن عبدالرحمٰن بن مالک بن جعشم عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ سراقہ بن مالک نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' اور جب میں آپ کے نزدیک ہوا تو آپ ناقہ پر سوار تھے' اور میں آپ کی پنڈلی کی طرف دیکھنے لگا' گویا وہ درخت خرما کا گوند ہے۔ اور یونس کی روایت میں بحوالہ ابن اسحاق بیان ہوا ہے کہ خدا کی قسم' یوں معلوم ہو رہا ہے کہ میں رکاب میں آپ کی پنڈلی کو دیکھ رہا ہوں' گویا وہ درخت خرما کا گوند ہے' میں کہتا ہوں سفیدی کی شدت کی وجہ سے گویا وہ درختِ خرما کے شگوفے کا گوند ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے عن اسماعیل بن امیہ عن مولی لہم مزاحم بن ابی مزاحم عن عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید عن مخرش یا محرش خزاعی ہم سے بیان کیا' سفیان اس کے نام سے آگاہ نہ تھے۔ اور بعض اوقات محرش نے بیان کیا' اور میں نے اس سے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو الجعرانہ سے نکلے' اور عمرہ کیا پھر واپس آ گئے اور شب بسر کرنے والے کی طرح وہیں صبح کی۔ پس میں نے آپ کی پشت کی طرف دیکھا گویا وہ چاندی کی ڈلی ہے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور اسی طرح یعقوب بن سفیان نے اسے حمیدی سے بحوالہ سفیان بن عیینہ روایت کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان روایت کرتے ہیں کہ اسحاق بن ابراہیم بن العلاء نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن الحارث نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن سالم نے بحوالہ زبیدی مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن مسلم نے مجھے سعید بن المسیب کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے سنا' انہوں نے کہا آپ بہت سفید تھے' یہ اسناد حسن ہے اور انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا' کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابو یونس سلیم بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت چیز نہیں دیکھی' آپ یوں تھے گویا سورج آپ کی پیشانی میں رواں ہے۔ اور میں نے کسی کو اپنی چال میں رسول اللہ ﷺ سے تیز نہیں دیکھا' گویا زمین آپ کے لیے لپٹی جا رہی ہے' اور ہم اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے تھے اور آپ بالکل بے پرواہ ہوتے تھے' اور ترمذی نے اسے قتیبہ سے بحوالہ ابن لہیعہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ گویا سورج آپ کی پیشانی میں رواں تھا' اور اُسے غریب کہا ہے۔ اور بیہقی نے اسے عبداللہ بن المبارک کی حدیث سے عن رشید بن سعد مصری عن عمرو بن الحارث عن ابی یونس عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں' گویا آپ کے چہرے پر سورج رواں ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن ہمدان نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبدالغفار نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن محمد بن علی یعنی ابن حنیفہ عن ابیہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ صاف تھا۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ مسعودی نے عن عثمان بن عبداللہ ہرمز' عن نافع بن جبیر عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہم

سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیراب چہرہ سرخ رنگ تھے اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابن اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ نافع بن جبیر ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کی کہ آپؐ سفید فام تھے‘ جس میں سرخی ملی ہوئی تھی۔

اور ترمذی نے اسے اپنی مضبوطی کے لیے مسعودی کی حدیث سے عن عثمان بن مسلم عن ہرمز روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے ایک اور طریق سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن جریج نے اسے عن صالح بن سعید عن نافع بن جبیر عن علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے‘ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ اس میں سرخی ملی ہوئی تھی‘ جو سورج اور ہواؤں کو پھیلنے سے روکتی ہے۔ اور کپڑوں کے نیچے آپ کا رنگ صاف سفید تھا۔

آپؐ کے چہرے کی خوبیوں اور آپؐ کے محاسن مانگ‘ پیشانی‘ ابروؤں‘ آنکھوں اور ناک کا ذکر:

قبل ازیں ابوالطفیل کا قول بیان ہو چکا ہے کہ آپؐ سفید فام اور حسین چہرہ تھے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپؐ صاف رنگ تھے‘ اور البراء کا قول ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی مانند تھا؟ یعنی چمک میں تو آپؐ نے فرمایا نہیں‘ بلکہ وہ چاند کی مانند تھا۔

اور حضرت جابر بن سمرہ کا قول ہے کہ اگر تو اسے دیکھتا تو کہتا کہ سورج طلوع ہوا ہے‘ اور ایک روایت میں ہے کہ تو سورج کو طلوع ہوتے دیکھتا۔ اور ابواسحاق السبیعی ہمدان کی ایک عورت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے اس عورت سے حضرت نبی کریم کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا‘ کہ آپ چودھویں رات کے چاند کی مانند تھے۔ میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد آپ کی مانند نہیں دیکھا۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گویا سورج آپ کے چہرے میں رواں ہے۔ اور ایک روایت میں پیشانی میں‘ کے الفاظ آئے ہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان اور حسن بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن محمد بن علی عن ابیہ ہم سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر بڑا‘ آنکھیں بڑی‘ پلکیں لمبی اور گھنی‘ آنکھوں میں سرخ ڈورے‘ داڑھی گھنی‘ رنگ صاف اور پاؤں اور ہتھیلیاں موٹی تھیں‘ آپؐ جب چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلندی میں چل رہے ہیں‘ اور جب مڑتے تو پوری طرح مڑ جاتے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور ابویعلی بیان کرتے ہیں کہ زکریا اور یحییٰ واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن العوام نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج نے عن سالم المکی عن ابی الحنفیہ عن علی ہم سے بیان کیا کہ ان سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا‘ آپؐ نہ چھوٹے تھے نہ لمبے‘ کم گھونگھریالے اور خوبصورت بالوں والے تھے‘ اور آپؐ کے چہرے میں سرخی ملی ہوئی تھی‘ آپؐ کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی تھیں‘ اور آپؐ کے پاؤں اور ہتھیلیاں موٹی تھیں‘ سر بڑا تھا اور سینہ کے بیچ سے پیٹ تک کے بال لمبے تھے‘ میں نے آپؐ سے پہلے‘ اور نہ آپؐ کے بعد کوئی آپ کی مانند دیکھا ہے آپؐ جب چلتے تو لڑکھڑاتے تھے‘ گویا آپؐ ڈھلوان سے اُتر رہے ہیں۔

اور محمد بن سعد نے واقدی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ

اور دادا سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا' ایک روز میں لوگوں سے خطاب کر رہا تھا کہ یہود کا ایک عالم کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی' جسے وہ دیکھ رہا تھا' جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا' ہمیں ابوالقاسم کی صفات بتایئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ چھوٹے تھے' اور نہ بہت لمبے تھے' اور نہ زیادہ گھونگھریالے بالوں والے تھے' اور نہ سیدھے بالوں والے تھے۔ آپ کم گھونگھریالے' سیاہ بالوں والے تھے' آپ کا سر بڑا تھا اور آپؐ کے رنگ میں سرخی ملی ہوئی تھی' آپؐ کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی تھیں۔ اور آپؐ کے پاؤں اور ہتھیلیاں موٹی تھیں۔ اور سینے کے بیچ سے پیٹ تک کے بال لمبے تھے' پلکیں لمبی اور گھنی تھیں اور دونوں ابرو ملے ہوئے تھے' روشن جبین تھے' اور دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ جب چلتے تو لڑکھڑاتے' گویا ڈھلوان سے اُتر رہے ہیں' میں نے آپؐ سے قبل اور نہ آپؐ کے بعد کسی کو آپ کی مانند دیکھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر میں خاموش ہو گیا تو عالم نے مجھے کہا' یہ کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے یہی کچھ یاد ہے' عالم نے کہا' آپ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں' آپ کی داڑھی اور منہ خوبصورت تھے' اور آپؐ کے کان مکمل ہیں' آپؐ پوری طرح سامنے آتے ہیں اور پوری طرح پیٹھ پھیرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' قسم بخدا! یہ خوبیاں بھی آپؐ میں ہیں' عالم نے کہا یہ کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' اور وہ کیا؟ عالم نے کہا' آپؐ میں جھکاؤ پایا جاتا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' یہ بات تو میں نے آپ کو بتائی ہے کہ گویا آپؐ ڈھلوان سے اُتر رہے ہیں' عالم نے کہا کہ میں نے یہ خوبیاں اس کتاب میں پائی ہیں' اور ہمیں معلوم ہے کہ اسے حرم الٰہی میں اس کے گھر میں امن کی جگہ پر مبعوث کیا جائے گا۔ پھر وہ ایک حرم کی طرف ہجرت کرے گا اور اسے وہ حرم بنا دے گا' اور اس کی حرمت اس حرم کی طرح ہوگی' جسے اللہ نے حرم بنایا ہے' اور ہم ان لوگوں کو اس کے انصار پاتے ہیں' جن کی طرف وہ ہجرت کرے گا۔ وہ لوگ عمر بن عامر کی اولاد میں سے ہیں جو کھجوروں کے درختوں اور زمینوں کے مالک ہیں جو پہلے یہودی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' عالم نے کہا' میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں' اور سب لوگوں کی طرف اللہ کے رسولؐ ہیں' اور میں اسی عقیدے پر زندہ رہوں گا اور مروں گا اور اُٹھوں گا۔ ان شاء اللہ

راوی بیان کرتا ہے کہ وہ عالم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا' اور آپ اسے قرآن پڑھاتے تھے' اور اُسے اسلامی احکام بتاتے تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور وہ عالم وہاں سے نکل پڑے' یہاں تک کہ وہ عالم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فوت ہو گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا تھا' اور آپ کی تصدیق کرتا تھا۔ یہ صفت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے بیان ہوئی ہے' جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن عبداللہ نے عن عبیداللہ بن محمد بن عمر بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا' آپ سے گذارش کی گئی' کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بتایئے' تو آپؐ نے فرمایا' آپؐ سفید فام تھے' اور آپ کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی' آپؐ کے ڈھیلے سیاہ اور پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔ یعقوب بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلمہ اور سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہم

سے بیان کیا کہ عفرہ کے غلام عمر بن عبداللہ نے ابراہیم بن محمد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے تو فرماتے کہ آپ کا چہرہ گول اور سفید تھا‘ آنکھیں بڑی اور سیاہ اور پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ سماک نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے‘ اور آپؐ باریک کمر‘ اور کشادہ دہن تھے‘ ابوداؤد کی روایت میں شعبہ سے اسی طرح بیان ہوا ہے کہ آپ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔ ابوعبید بیان کرتے ہیں کہ الشھلہ کے معنی ہیں آنکھوں کی سیاہی میں سرخی کا پایا جانا اور الشکلہ کے معنی ہیں آنکھ کی سفیدی میں سرخی کا پایا جانا۔

میں کہتا ہوں‘ اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں ابوموسیٰ اور بندار سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے احمد بن منیع سے عن ابی قطن عن شعبہ روایت کی ہے۔ اور اس نے آپ کو اشکل العینین بیان کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور صحیح مسلم میں الشکلۃ کی تفسیر‘ آنکھوں کی پلکوں کا لمبا ہونا بیان کیا گیا ہے۔ یہ بعض راویوں کا قول ہے‘ اور ابوعبید نے اس کا مفہوم آنکھ کی سفیدی میں سرخی کا پایا جانا بیان کیا ہے‘ اور یہی مفہوم زیادہ مشہور ہے اور صحیح ہے‘ اور یہ قوت و شجاعت پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن الحرث نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن سالم نے بحوالہ زبیدی‘ مجھ سے بیان کیا کہ زہری نے بحوالہ سعید بن المسیب مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے سنا کہ آپ کشادہ جبین‘ اور دراز گھنی پلکوں والے تھے‘ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابوغسان نے ہم سے بیان کیا کہ جمیع بن عمر بن عبدالرحمٰن عجلی نے ہم سے بیان کیا کہ مکہ میں ایک آدمی نے عن ابو ہالہ تمیمی عن حسن بن علی بحوالہ اس کے ماموں کے مجھ سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ جبین‘ تیکھے آبرو‘ جو ملے بغیر پورے تھے۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی‘ جسے غصہ حرکت دیتا تھا‘ بلند بینی‘ جس پر نور چھایا رہتا تھا‘ اور تامل نہ کرنے والا آپ کو بلند بینی‘ رخساروں پر کم گوشت والا‘ کشادہ دہن‘ خوبصورت اور کشادہ دانتوں والا خیال کرتا تھا۔

اور یعقوب بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم المنذر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی ثابت زہری نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ نے عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دو دانتوں میں کشادگی پائی جاتی تھی‘ اور آپؐ جب گفتگو کرتے تھے تو آپؐ کے دونوں اگلے دانتوں میں نور دکھائی دیتا معلوم ہوتا تھا۔

اور ترمذی نے اسے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ ابراہیم المنذر روایت کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن حجاج نے عن سماک عن جابر بن سمرہ ہم سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا تو کہتا سرگین آنکھوں والے‘ حالانکہ آپؐ سرگین آنکھوں والے نہ تھے‘ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں باریک تھیں‘ اور آپؐ صرف تبسم فرماتے تھے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ مجمع بن یحییٰ نے عن عبداللہ بن عمران الانصاری عن علی والمسعودی عن عثمان بن عبداللہ عن ہرمز عن نافع بن جبیر عن علی ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ چھوٹے نہ بڑے داڑھی اور سر بڑا‘ پاؤں اور ہتھیلیاں اور جوڑ پر گوشت‘ چہرے میں سرخی ملی ہوئی‘ سینے کے بیچ سے ناف تک کے بال لمبے‘ جب چلتے تو لڑکھڑاتے‘ گویا پہاڑ سے اتر رہے ہیں‘ میں نے آپؐ سے پہلے اور نہ آپؐ کے بعد کسی کو آپ کی مانند دیکھا ہے۔

ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن داؤد خریبی نے اسے مجمع سے روایت کیا ہے اور ابن عمران اور علی کے درمیان ایک بے نام آدمی داخل کر دیا ہے‘ پھر عمرو بن علی الفلاس کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن داؤد مضبوط کیا ہے‘ مجمع بن یحییٰ انصاری نے عبداللہ بن عمران سے ایک انصاری آدمی کے حوالے سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جبکہ وہ کوفہ کی مسجد میں اپنی تلوار کے پرتلے سے گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے تھے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت دریافت کی تو انہوں نے کہا‘ آپؐ سفید فام تھے‘ جس میں سرخی ملی ہوئی تھی‘ آپ کی آنکھیں بڑی اور سیاہ تھیں۔ اور بال سیدھے تھے۔ اور کمر باریک اور رخسار کم گوشت والے‘ داڑھی گھنی اور بڑی تھی‘ اور آپ کی گردن چاندی کے لوٹے کی طرح تھی‘ اور سینے سے ناف تک آپؐ کے بال چھڑی کی طرح تھے‘ آپؐ کے پیٹ اور سینے پر اس کے سوا کوئی بال نہ تھے۔ آپ کی ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے‘ آپؐ جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا کہ ڈھلوان سے اتر رہے ہیں یا پہاڑ سے اتر رہے ہیں‘ آپؐ جب مڑتے‘ تو پوری طرح مڑ جاتے‘ آپؐ نہ چھوٹے تھے نہ لمبے اور نہ عاجز اور سخت تھے‘ اور پسینہ آپؐ کے چہرے پر موتی کی طرح معلوم ہوتا تھا‘ اور آپؐ کے پسینے کی خوشبو‘ مشک اذفر سے بھی زیادہ اچھی تھی‘ میں نے آپؐ سے پہلے اور نہ آپؐ کے بعد کسی کو آپ کی مانند دیکھا ہے۔

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ نوح بن قیس حرانی نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن خالد تمیمی نے بحوالہ یوسف بن یوسف مازنی ہم سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا‘ یا امیر المومنین! ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بتائیے تو آپؐ نے فرمایا‘ آپؐ سفید فام تھے جس میں سرخی ملی ہوئی تھی‘ سر بڑا‘ روشن جبین‘ کشادہ ابرو‘ پلکیں گھنی اور لمبی تھیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے بحوالہ ابن عمیر ہم سے بیان کیا‘ شریک کہتے ہیں میں نے اسے کہا کہ اسے ابو عمیر اس نے کس سے بیان کیا ہے‘ اس نے کہا‘ نافع بن جبیر‘ اس کے باپ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر بڑا تھا۔ رنگ سرخ و سفید‘ ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت‘ داڑھی بڑی‘ سینے کے بیچ سے ناف تک کے بال لمبے‘ جوڑ بڑے بڑے‘ نشیب میں چلتے ہوئے لڑکھڑاتے‘ نہ چھوٹے نہ لمبے‘ میں نے آپؐ سے پہلے اور نہ آپؐ سے بعد کسی کو آپ کی مانند دیکھا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بہت سے شواہد مروی ہیں‘ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ بکیر بن مسمار نے بحوالہ زیاد بن سعد ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا‘ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا‘ نہیں‘ اور نہ اس کے لگانے کا ارادہ کیا

ہے اور آپ کی داڑھی اور پیشانی کے بال سفید تھے۔ اگر میں انہیں گننا چاہتا تو گن لیتا۔ میں نے کہا' آپ کی صفت کیا تھی؟ انہوں نے کہا' آپ نہ لمبے تھے نہ چھوٹے' اور نہ بہت سفید اور نہ گندم گوں اور نہ سیدھے اور نہ گھونگھریالے بالوں والے تھے' آپ کی داڑھی خوبصورت اور پیشانی روشن تھی جس میں سرخی ملی ہوئی تھی۔ انگلیاں پر گوشت اور داڑھی اور سر بہت سیاہ تھا۔

اور حافظ ابونعیم اصبہانی بیان کرتے ہیں کہ ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حاتم عسکری نے ہم سے بیان کیا کہ بسر بن مہران نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن عثمان بن المغیرہ عن زید بن وہب عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا' آپؐ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق سب سے پہلی بات جو مجھے معلوم ہوئی' وہ یہ کہ میں مکہ میں اپنے چچاؤں کے پاس آیا تو وہ ہمیں عباس بن عبدالمطلب کے پاس لے گئے' ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' ہم بھی ان کے پاس بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں کہ ہم ان کے پاس تھے کہ باب الصفا سے ایک سفید فام آدمی آیا جس پر سرخی چھائی ہوئی تھی' جس کے گھونگھریالے بال اس کے کانوں کے نصف تک پہنچے ہوئے تھے' اس کی ناک اونچی' دانت چمکدار' آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ' داڑھی گھنی کمر باریک' ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے' اور وہ دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا' گویا وہ خوبصورت چودھویں رات کا چاند ہے۔ اور آپؐ نے پوری حدیث' اور آپؐ کے بیت اللہ کے طواف کرنے اور وہاں آپؐ کے اور حضرت خدیجہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے نماز پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے آپؐ کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے کہا' یہ میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ ہیں' اور ان کا خیال ہے کہ انہیں اللہ نے لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ عوف بن ابی جمیلہ نے بحوالہ یزید فارسی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یزید قرآن مجید لکھا کرتا تھا' راوی بیان کرتا ہے' میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ بے شک شیطان میری مانند نہیں بن سکتا۔ اور جس نے مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔ کیا جس شخص کو آپؐ نے دیکھا ہے آپ اس کی صفت بیان کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا' ہاں' میں نے دو آدمیوں کے درمیان ایک آدمی کو دیکھا جس کا گوشت اور جسم گندم گوں' سفیدی کی طرف مائل تھا' جس کی مسکراہٹ خوبصورت تھی وہ سرگین آنکھوں والا تھا' جس کے چہرے کی گولائی خوبصورت تھی۔ اور اس کی داڑھی یہاں سے لے کر یہاں تک بھرپور تھی' قریب تھا کہ وہ اس کے سینے کو پر کر دے۔ عوف کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس صفت میں کیا نہیں تھا۔ راوی بیان کرتا ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' اگر تو آپ کو بیداری میں دیکھتا تو اس سے بڑھ کر آپ کی صفت بیان نہ کر سکتا۔

اور محمد بن یعلیٰ ذہلی بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی صفت دریافت کی گئی تو انہوں نے فرمایا' آپ کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ آپؐ لمبائی میں میانہ' اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا' رخسار نازک' بال بہت سیاہ' آنکھ سرگین' اور پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔

اور آپؐ جب اپنے قدم سے روندتے تو پورے قدم سے روندتے۔ آپؐ کے قدم کے تلوے کا وہ حصہ نہ تھا جو زمین پر نہیں لگتا تھا‘ آپؐ جب اپنے کندھوں پر چادر رکھتے تو چاندی کی ڈلی کی طرح معلوم ہوتے۔ اور جب مسکراتے تو قریب تھا کہ دیواروں میں چمک پیدا ہو جائے۔ میں نے آپؐ سے پہلے اور نہ آپؐ کے بعد کسی کو آپ کی مانند دیکھا ہے۔

اور محمد بن یحییٰ نے اسے ایک اور طریق سے متصل روایت کیا ہے‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن ابراہیم یعنی زبیدی نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن الحارث نے عن عبداللہ بن سالم عن زبیدی عن زہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا اور پہلے کی طرح بیان کیا ہے‘ اور ذہلی نے اسے عن اسحاق بن راہویہ عن جعفر بن شمائل عن صالح عن ابی الاخضر عن زہری عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے‘ آپؐ بیان کرتے ہیں‘ یوں معلوم ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی سے بنائے گئے ہیں۔ آپؐ کے بال کم گھونگھریالے‘ پیٹ چوڑا‘ کندھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی۔ پورے پاؤں سے چلتے‘ جب سیدھے ہوتے یا مڑتے تو پوری طرح سیدھے ہوتے اور مڑتے۔

اور واقدی نے اسے روایت کیا ہے کہ عبدالملک نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بن عبید بن السباق سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت‘ پنڈلیاں مضبوط‘ کلائیاں بڑی‘ بازو اور کندھے مضبوط‘ اور ان دونوں کے درمیان فاصلہ تھا‘ سینہ چوڑا‘ سر گھونگھریالہ‘ پلکیں لمبی اور گھنی‘ داڑھی اور دہن خوبصورت کان پورے‘ میانہ قد‘ نہ لمبے نہ چھوٹے‘ رنگ خوبصورت‘ معاً آگے پیچھے ہونے والے‘ میں نے آپ کی مانند نہ کسی کو دیکھا ہے اور نہ آپ کی مانند کسی کو سنا ہے۔

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ہمیں بتایا کہ ابوالحسن محمودی مروزی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عبداللہ محمد بن علی حافظ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ حرب بن سریج صاحب الملوانی نے ہم سے بیان کیا کہ ایک غیر عجمی آدمی نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے دادا نے مجھ سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت کے بارے میں حدیث یاد کرتا ہوا مدینہ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حسین جسم آدمی‘ جس کی زلفیں بڑی بڑی‘ ناک پتلی‘ اور ابرو باریک ہیں‘ اور وہ سینے سے ناف تک کھنچے ہوئے دھاگے کی طرح ہے‘ اور اس کے بال اور سر دو چادروں سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس نے میرے قریب آ کر کہا‘ آپؐ پر سلامتی ہو۔

آپؐ کے بالوں کا بیان:

صحیحین میں زہری کی حدیث سے عبیداللہ بن عبداللہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ جس چیز کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہ ملتا‘ آپؐ اس میں اہل کتاب سے موافقت کرنے کو پسند کرتے تھے‘ اور اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکاتے تھے۔ اور مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے‘ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال لٹکائے پھر بعد میں مانگ نکالی۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حماد بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہم سے بیان کیا کہ زیاد بن سعد نے زہری سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک چاہا‘ اپنی پیشانی کے بال لٹکائے‘ پھر بعد میں مانگ

نکالی‘ اس طریق سے روایت میں احمد متفرد ہیں‘ اور محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر بن زبیر عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں‘ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی مانگ نکالی اور میں نے آپ کی مانگ کو آپ کی چوٹی سے الگ کیا‘ اور آپ کی پیشانی کے بالوں کو آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان چھوڑ دیا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر بن زبیر نے‘ جو ایک مسلمان فقیہ تھے‘ بیان کیا ہے کہ یہ نصاریٰ کی ایک علامت ہے‘ جس سے نصاریٰ نے تمسک کر لیا ہے۔

اور صحیحین میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں کو اپنے کندھوں پر ڈالتے تھے‘ اور صحیح میں انہی سے‘ اور دیگر لوگوں سے بھی بیان ہوا ہے کہ کانوں کے نصف تک لٹکاتے تھے۔ اور ان دونوں کیفیات میں کوئی منافات نہیں۔ بلاشبہ آپؐ کے بال کبھی لمبے ہو جاتے تھے اور کبھی چھوٹے ہو جاتے تھے‘ پس جو کچھ کسی نے دیکھا ہے‘ اس کے مطابق بیان کر دیا ہے۔

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابن نفیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابن الرداد نے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا‘ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں سے اوپر تک لمبے اور لو سے نیچے تک تھے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنا سارا سر منڈایا‘ اور اس کے ۸۱ دن بعد آپؐ وفات پا گئے‘ آپؐ پر جزا سزا کے دن تک ہمیشہ اللہ کی رحمتیں ہوں۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلم اور یحییٰ بن حمید نے ہم سے بیان کیا‘ کہ سفیان نے ابن ابی نجیح سے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا‘ وہ کہتے ہیں کہ ام ہانی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ آئے تو آپ کی چار چوٹیاں تھیں۔

اور ترمذی نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کی ہے‘ اور صحیحین میں ربیعہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ثابت ہے‘ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ وہ نہ سیدھے تھے نہ گھونگھریالے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی‘ اور آپؐ کے سر اور داڑھی میں بیس سفید بال نہ تھے‘ اور صحیح بخاری میں ایوب کی حدیث سے بحوالہ ابن سیرین بیان ہوا ہے‘ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا‘ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا ہے؟ انہوں نے کہا‘ آپؐ کے تھوڑے سے بال سفید تھے‘ اور اسی طرح انہوں نے اور مسلم نے حماد بن سلمہ نے ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا‘ اللہ نے آپ کو بڑھاپے کا عیب نہیں لگایا‘ آپؐ کے سر میں صرف سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔ اور مسلم نے المثنیٰ بن سعید کے طریق سے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا‘ آپ کی داڑھی کنپٹیوں اور سر کے کچھ کچھ بال سفید ہو گئے تھے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے بحوالہ قتادہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟ آپ نے جواب دیا: نہیں‘ آپ کی کنپٹیوں کے کچھ بال سفید تھے۔ اور بخاری نے عصام بن خالد سے بحوالہ جریر بن عثمان روایت کی ہے‘ وہ کہتے ہیں‘ میں نے عبد بن بسر سلمی سے پوچھا‘ آپؐ

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے' کیا آپؐ بوڑھے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' آپ کی داڑھی کے کچھ بال سفید تھے' اور قبل ازیں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔

اور صحیحین میں ابو اسحاق کی حدیث سے بحوالہ ابو جحیفہ روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ کی داڑھی کے کچھ بال سفید تھے۔ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عثمان نے عن ابی حمزہ السکری عن عثمان بن عبداللہ بن موہب قرشی ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' تو آپؐ ہمارے پاس حضرت نبی کریم ﷺ کے بال لائیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سرخ ہیں' اور مہندی اور وسمہ سے رنگے ہوئے ہیں۔ بخاری نے اسے عن اسماعیل بن موسیٰ عن سلام بن ابی مطیع عن عثمان بن عبداللہ بن موہب عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق الصنعانی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے بحوالہ عثمان بن موہب ہم سے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کا ایک بڑا گھونگھرو تھا' جس میں رسول اللہ ﷺ کے بال پڑے ہوئے تھے' پس جب کسی آدمی کو بخار ہو جاتا تو وہ آپ کی طرف پیغام بھیجتا' آپ اسے پانی میں ڈبو دیتیں' پھر آدمی اسے اپنے چہرے پر چھڑک لیتا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میرے گھر والوں نے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا' تو آپؐ نے اس گھونگھرو کو نکالا تو وہ اس طرح کا تھا۔ اور اسرائیل نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا اور اس میں پانچ سرخ بال پڑے تھے۔ بخاری نے اسے مالک بن اسماعیل سے بحوالہ اسرائیل روایت کیا ہے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن ایاد نے ہم سے بیان کیا کہ ایاد نے بحوالہ ابی رمثہ مجھ سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی جانب گیا' اور جب میں نے آپ کو دیکھا تو اس نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا' نہیں' اس نے کہا' یہ اللہ کے رسولؐ ہیں' تو جب اس نے یہ بات کہی تو میں لرز گیا۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کوئی ایسی چیز ہیں جو لوگوں کی مانند نہیں' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بالوں والے بشر ہیں جو مہندی سے رنگے ہوئے ہیں اور آپؐ پر دو سبز چادریں ہیں۔

اور ابوداؤد' ترمذی اور نسائی نے اسے عبیداللہ بن ایاد بن لقیط کی حدیث سے اس کے باپ سے ابورمثہ سے روایت کیا ہے' جس کا نام حبیب بن حیان ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ رفاعہ بن یثربی ہے۔ اور ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے' اور ہم اسے ایاد کی حدیث سے جانتے ہیں اور اسی طرح نسائی نے اسے سفیان ثوری اور عبدالملک بن عمیر کی حدیث سے بحوالہ ایاد بن لقیط اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے' اور یعقوب بن سفیان نے اسے اسی طرح عن محمد بن عبداللہ عن مخرمی عن ابی سفیان الحمیری' عن الضحاک بن حمزہ بن غیار بن جامع عن ایاد بن لقیط ابی رمثہ روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہندی اور وسمہ سے خضاب کرتے تھے۔ اور آپؐ کے بال آپؐ کے کندھوں تک پہنچتے تھے۔

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحیم بن مطرف بن سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ

ابن ابی داؤد نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمیں بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھوڑی کا جوتا پہنتے تھے۔ اور اپنی داڑھی کو ورس[1] اور زعفران سے زرد کیا کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اور نسائی نے اسے عبدہ بن رحیم مروزی سے بحوالہ عمر بن محمد منقری روایت کیا ہے اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن محمد بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ ابوجعفر محمد بن عمر بن الولید الکندی الکوفی نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا، کہ شریک نے عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس کے قریب سفید بال تھے۔ اور اسحاق کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اگلے حصے میں بیس کے قریب سفید بال دیکھے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن سلمان فقیہہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن العلاء الرقی نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن عباس الرقی نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن برقان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن محمد بن عقیل نے ہم سے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مدینہ آئے، اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ کے والی تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے آپ کی طرف ایلچی بھیجا، اور اسے کہا کہ ان سے پوچھئے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا، کیونکہ میں نے آپ کا ایک رنگدار بال دیکھا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کرنے سے منع فرمایا ہے، اور اگر میں آپؐ کے سر اور داڑھی کے اگلے سفید بالوں کو شمار کرتا تو اکیس سفید بالوں سے زیادہ نہ بڑھتا، اور وہ بھی اس خوشبو سے رنگدار ہو گئے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو لگائی جاتی تھی، اور اسی نے آپؐ کے بالوں کا رنگ بدل دیا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خضاب کی نفی کی ہے، جبکہ قبل ازیں جو دوسروں کی احادیث بیان ہوئی ہیں، ان میں اس کا اثبات پایا جاتا ہے، اور طے شدہ اصول یہ ہے کہ مثبت، منفی پر مقدم ہوتا ہے، کیونکہ مثبت کے ساتھ اضافہ علم ہوتا ہے جو منفی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح دوسروں کے اثبات میں جو اضافی سبب بیان کیا گیا ہے، وہ مقدم ہے۔ خصوصاً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق یہ ظن کیا جاتا ہے کہ آپ نے یہ بات اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کی ہوگی، اور بلاشبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی واقفیت، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی واقفیت سے زیادہ مکمل ہے۔

---

[1] ورس ایک قسم کی گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتی ہے۔ (مترجم)
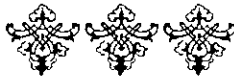
آپؐ کے کندھوں' کلائیوں' بغلوں' قدموں

اور

ٹخنوں کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث

قبل ازیں وہ حدیث بیان ہو چکی ہے' جسے بخاری اور مسلم نے شعبہ کی حدیث سے عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے تھے' اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا' اور بخاری نے عن ابی النعمان عن جریر عن قتادہ عن انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اور پاؤں بڑے' اور ہتھیلیاں موزوں تھے' اور قبل ازیں کئی طریق سے بیان ہو چکا ہے کہ آپؐ کے پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت تھیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ہتھیلیاں اور پاؤں بڑے تھے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ آدم اور عاصم بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہم سے بیان کیا کہ القوامۃ کے غلام صالح نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کیا کرتے تھے' کہ آپؐ کے بازو لمبے چوڑے تھے' اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ اور آپ کی پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔ اور نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت تھیں' اور آپؐ کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی تھیں۔ اور آپؐ کے سینے کے بیچ سے پیٹ تک کے بال لمبے تھے۔ اور قبل ازیں حجاج کی حدیث میں سماک سے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں باریک تھیں' اور حضرت سراقہ بن جعشم بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کی دونوں پنڈلیوں کی طرف دیکھا' اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے رکاب میں آپؐ کے دونوں پاؤں کو دیکھا' گویا وہ اتنی سفیدی کے باعث درخت خرما کا گوند ہیں۔

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ کشادہ دہن تھے' اور آپ کی آنکھیں سرخی مائل سفید تھیں' اور اس کی تفسیر آپؐ نے یہ کی ہے کہ آپ کی آنکھیں بڑی اور لمبی تھیں' اور آپ کی کمر باریک تھی' اور یہ خوبی مردوں کے حق میں بہت اچھی اور مناسب ہے۔

اور حارث بن ابی اثامہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن بکر نے ہم سے بیان کیا کہ حمید نے ہم سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے پر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے میرا ہاتھ پکڑا' اور کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ انس رضی اللہ عنہ ایک لکھنے والا

لڑکا ہے جو آپ کی خدمت کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نو سال آپ کی خدمت کی آپؐ نے مجھے کسی کام کے کرنے پر کبھی نہ فرمایا تو نے برا کیا ہے۔ اور نہ یہ کہ تو نے بہت برا کیا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ریشم کو کبھی نہیں چھوا اور نہ ہی میں نے مشک و عنبر کی خوشبو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ عمدہ محسوس کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے معتمر بن سلیمان علی بن عاصم مروان بن معاویہ فزاری اور ابراہیم بن طہمان نے روایت کیا ہے اور ان سب نے حمید سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کی ہتھیلی کی نرمی اور خوشبو کی عمدگی کے بارے میں روایت کی ہے اور زبیدی کی حدیث میں عن زہری عن سعید عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پورے قدم سے روندتے تھے اور ان کے تلوے کا وہ حصہ نہ تھا جو زمین پر نہیں لگتا اور اس کے خلاف بھی روایت آئی ہے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

اور یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یزید مقسم نے مجھ سے بیان کیا کہ میری پھوپھی سارہ بنت مقسم نے بحوالہ میمونہ بنت کردم مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقہ پر سوار دیکھا اور میں اپنے باپ کے ساتھ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کاتبوں کے کوڑے کی طرح کوڑا تھا میرا باپ آپؐ کے قریب ہوا اور آپؐ کے آگے چلنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ٹھہرا لیا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں دیگر انگلیوں کے مقابلہ میں آپؐ کے پاؤں کے انگشت شہادت کی لمبائی کو نہیں بھولی۔

اور امام احمد نے اسے یزید بن ہارون سے پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور ابو داؤد نے یزید بن ہارون کی حدیث سے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے اور احمد بن صالح سے عن عبدالرزاق عن ابن جریج عن ابراہیم بن میسرہ اس کی خالہ سے بحوالہ میمونہ بھی روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے اسے ایک دوسرے طریق سے میمونہ سے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبداللہ بن بشران نے ہمیں خبر دی کہ اسماعیل بن محمد الصفار نے ہمیں بتایا کہ محمد بن اسحاق ابوبکر نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن حفص السعدی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے سماک سے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی چھنگلی لمبی تھی یہ حدیث غریب ہے۔

آپ کا قد اور آپ کی خوشبو کی عمدگی:

صحیح بخاری میں ربیعہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد میانہ تھا آپؐ نہ چھوٹے تھے نہ لمبے اور ابو اسحاق نے بحوالہ حضرت البراء رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے خوبرو اور خوش اخلاق تھے آپؐ نہ لمبے تھے نہ چھوٹے صحیحین میں اس کی تخریج ہوئی ہے اور نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لمبے تھے نہ چھوٹے اور میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد کبھی کسی کو آپ کی مانند نہیں دیکھا اور سعید بن منصور نے عن خالد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن ابیہ عن جدہ عن علی رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ

لمبے تھے نہ چھوٹے' اور آپؐ لمبائی سے قریب تر تھے۔ اور آپ کا پسینہ موتی کی طرح تھا۔ (الحدیث)

اور سعید نے عن روح بن قیس عن خالد بن خالد تمیمی عن یوسف بن مازن الراسی عن علی رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لمبے نہ تھے اور میانے قد سے زیادہ تھے۔ اور جب لوگوں کو جمع کرتے تو ان کو ڈھانک لیتے' اور آپ کا پسینہ آپؐ کے چہرے پر موتیوں کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ (الحدیث)

عن زہری عن سعید عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے' اور لمبائی سے قریب تر تھے۔ اور آپ آگے پیچھے جاتے پوری طرح مڑتے تھے' میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد کسی کو آپ کی مانند نہیں دیکھا۔

اور صحیح بخاری میں حماد بن زید کی حدیث سے' ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان ہوا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے بڑھ کر نرم تر کسی دیباج وریشم کو نہیں چھوا' اور نہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے بڑھ کر کسی عمدہ خوشبو کو سونگھا ہے' اور مسلم نے اسے سلیمان بن مغیرہ کی حدیث سے' ثابت سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ صاف تھا۔ اور آپ کا پسینہ موتیوں کی طرح تھا۔ آپؐ جب چلتے تو لڑکھڑاتے۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے نرم تر کسی دیباج وحریر کو نہیں چھوا' اور نہ رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے کسی خوشبو کو عمدہ پایا ہے' اور اسناد ثلاثی' صحیحین کی شرط کے مطابق ہے' اور اس طریق سے اصحاب کتب ستہ میں سے کسی نے اس کی تخریج نہیں کی۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن حماد بن طلحۃ القناد نے ہمیں بتایا' اور بیہقی نے اسے احمد بن حازم بن ابی عروہ کی حدیث سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ اسباط بن نصر نے سماک سے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ اولیٰ پڑھی' پھر آپؐ اپنے اہل کے پاس چلے گئے' اور میں بھی آپؐ کے ساتھ گیا تو دو بچوں نے آپ کا استقبال کیا' اور آپؐ ایک ایک کر کے ان کے رخسار کو سہلانے لگے' اور آپؐ نے میرے رخسار کو بھی سہلایا تو میں نے آپؐ کے ہاتھ کو ٹھنڈا اور خوشبودار پایا' گویا آپؐ نے اسے عطار کے بیگ سے نکالا ہے' اور مسلم نے اسے بحوالہ عمرو بن حماد اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ اور حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ الحکم مجھے بتایا کہ میں نے ابو جحیفہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت کشادہ نالے کی طرف گئے' اور وضو کیا اور ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں' اور آپؐ کے آگے ایک نیزہ گڑا ہوا تھا۔ اور عون نے اپنے باپ کے حوالے سے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نیزے کے پیچھے سے عورتیں اور گدھے گذرتے تھے' اور حجاج نے حدیث میں بیان کیا ہے کہ پھر لوگ کھڑے ہو گئے' اور آپؐ کے ہاتھ کو پکڑ کر اسے اپنے چہروں پر پھیرنے لگے' میں نے بھی آپؐ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا' تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا' اور مشک سے بھی عمدہ خوشبودار تھا' اور اسی طرح بخاری نے اسے عن الحسن بن منصور عن حجاج بن محمد الاعور عن شعبہ روایت کیا ہے' اور اسی کی مانند ناش بیان کی ہے' اور صحیحین میں اصل حدیث بھی اسی طرح ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن حسان' شعبہ اور شریک نے' عن یعلیٰ بن

عطاء عن جابر بن یزید بن الاسود ہمیں بتایا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں نماز پڑھی‘ اور جب آپؐ ایک طرف ہوئے تو آپؐ نے لوگوں کے پیچھے دو آدمیوں کو دیکھا‘ آپؐ نے انہیں بلایا تو ان کے کندھوں کا گوشت پھڑک رہا تھا‘ آپؐ نے فرمایا‘ تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس نے روکا ہے؟ وہ کہنے لگے‘ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے گھروں میں نماز پڑھ لی ہے۔ آپؐ نے فرمایا‘ آئندہ ایسا نہ کرنا‘ جب تم میں سے کوئی اپنے گھر میں نماز پڑھ لے‘ پھر اسے امام کے ساتھ نماز مل جائے‘ تو وہ امام کے ساتھ نماز پڑھ لے‘ وہ اس کے لیے نفل ہو جائے گی۔

راوی بیان کرتا ہے‘ ان دونوں میں سے ایک نے عرض کیا‘ یا رسول اللہ ﷺ‘ میرے لیے بخشش طلب کیجیے‘ تو آپؐ نے اس کے لیے بخشش طلب کی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے‘ تو میں بھی ان کے ساتھ آ گیا‘ اور میں ان دنوں بڑا جوان اور مضبوط تھا اور میں مسلسل لوگوں کو دھکیلتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ اور میں نے آپؐ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہرے یا سینے پر رکھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے زیادہ ٹھنڈا اور خوشبودار کسی چیز کو نہ پایا۔

راوی بیان کرتا ہے‘ آپؐ ان دنوں مسجد خیف میں تھے‘ پھر احمد نے اسے اسی طرح اسود بن عامر اور ابوالنضر سے عن شعبہ عن یعلیٰ بن عطاء روایت کیا ہے‘ وہ بیان کرتے ہیں‘ میں نے جابر بن یزید بن اسود کو اپنے باپ سے بیان کرتے سنا‘ کہ اس نے صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی‘ اور پھر پوری حدیث کو بیان کیا ہے‘ وہ کہتے ہیں‘ پھر لوگ اُٹھ کر آپؐ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے‘ میں بھی آپؐ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہرے پر پھیرا‘ تو میں نے اسے برف سے زیادہ ٹھنڈا‘ اور مشک سے عمدہ خوشبودار پایا۔ اور ابوداؤد نے اسے شعبہ کی حدیث سے اور ترمذی اور نسائی نے ہشیم کی حدیث سے بحوالہ یعلیٰ روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے حسن صحیح بیان کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر نے بحوالہ عبدالجبار بن وائل بن حجر ہم سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے اہل نے میرے باپ کے حوالے سے مجھے بتایا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا‘ آپؐ نے اس سے پانی پیا اور پھر ڈول میں کلی کی۔ پھر اسے کنویں میں ڈال دیا گیا‘ یا آپؐ نے ڈول سے پانی لیا‘ پھر کنویں میں کلی کر دی تو اس سے مشک کی خوشبو مہک اُٹھی‘ اور اسے بیہقی نے یعقوب بن سفیان کے طریق سے ابونعیم یعنی فضل بن دکین سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان نے‘ ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو مدینہ کے خادم اپنے برتنوں کو‘ جن میں پانی ہوتا‘ لے کر آ جاتے‘ پس جو برتن بھی لایا جاتا‘ آپؐ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے اور بسا اوقات وہ آپؐ کے پاس سرد صبح کو آ کر آپ کا ہاتھ چھوتے۔ اور مسلم نے اسے ابو النضر ہاشم بن القاسم کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حجین بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز یعنی ابن ابی سلمہ ماجشون نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر آ کر ان کے بستر

پر سو جایا کرتے تھے‘ اور وہ بستر میں نہیں ہوتی تھیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز آپ آ کر ان کے بستر پر سوئے تو وہ آ گئیں‘ اور ان سے دریافت کیا گیا‘ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو آپ کے گھر میں آپ کے بستر پر سوئے ہوئے ہیں‘ وہ آ گئیں تو آپؐ پسینہ سے شرابور تھے‘ اور آپ کا پسینہ بستر پر چمڑے کے ایک ٹکڑے پر جمع ہوا تھا‘ آپؐ نے اپنی خوشبو کی ڈبیہ کھولی اور اس پسینے کو پونچھنے لگیں‘ اور اسے اپنی شیشیوں میں بند کر لیا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے گھبرا کر کہا‘ اے ام سلیمؓ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا‘ یا رسول اللہ ﷺ‘ ہم ان بچوں کے لیے اس کی برکت کے خواہاں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا‘ تو نے ٹھیک کہا ہے اور مسلم نے اسے محمد بن رافع سے بحوالہ حجین روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم بن قاسم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان نے ثابت سے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے‘ اور آپؐ نے ہمارے ہاں قیلولہ کیا تو آپ کو پسینہ آ گیا‘ اور میری ماں ایک شیشی لے آئی اور اس میں پونچھ کر پسینہ ڈالنے لگی‘ تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے۔ اور فرمایا: اے ام سلیم آپ یہ کیا کر رہی ہیں انہوں نے جواب دیا‘ ہم آپؐ کے پسینے کو اپنی خوشبو میں ڈالیں گے‘ اور یہ بہت عمدہ خوشبو ہے۔ اور مسلم نے اسے زہیر بن حرب سے بحوالہ ابو النضر ہاشم بن قاسم روایت کیا ہے۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن منصور السلولی نے ہم سے بیان کیا کہ عمارہ بن زاذان نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں قیلولہ کرتے تھے‘ اور آپ کو بہت پسینہ آتا تھا‘ تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپؐ کے لیے چمڑے کا بچھونا بنایا اور اس پر قیلولہ کرتے تھے‘ اور آپ کے دونوں پاؤں کے درمیان ادھوڑی ڈالی‘ اور آپ پسینے کو پونچھ کر لے لیا کرتی تھیں۔ آپ نے فرمایا‘ اے ام سلیمؓ! یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا‘ یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کا پسینہ ہے‘ میں اسے اپنی خوشبو میں ڈالوں گی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بہت اچھی دعا دی۔ اس طریق سے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ حمید نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سو جاتے تو آپ کو بہت پسینہ آتا‘ اور حضرت ام سلیمؓ روئی کے ایک ٹکڑے سے آپ کا پسینہ شیشی میں ڈال لیتیں‘ اور پھر اسے اپنی کستوری میں ڈال لیتیں‘ اور یہ اسناد ثلاثی‘ شیخین کی شرط کے مطابق ہے‘ اور دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور نہ دونوں میں سے ایک نے کی ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابو عمرو المغربی نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن سفیان نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا۔ اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے عن ابی قلابہ عن انس عن ام سلیمؓ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں

آ کر قیلولہ کیا کرتے تھے‘ اور وہ ان کے لیے چمڑے کا بچھونا بچھاتی تھیں‘ اور آپؐ اس پر قیلولہ کرتے تھے‘ اور آپ کو بہت پسینہ آتا تھا‘ اور وہ آپؐ کے پسینہ کو اکٹھا کر کے خوشبو اور شیشیوں میں ڈالا کرتی تھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا‘ آپ کا پسینہ ہے‘ میں اسے اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں‘ یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

اور ابویعلیٰ اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ بسر نے ہم سے بیان کیا کہ حلیس بن غالب نے ہم سے بیان کیا‘ کہ سفیان ثوری نے عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا‘ اور کہنے لگا‘ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہے‘ اور میں چاہتا ہوں کہ آپؐ میری کچھ مدد کریں‘ آپؐ نے فرمایا‘ میرے پاس کوئی چیز نہیں‘ لیکن کل تم میرے پاس ایک بڑے سر والی لمبی شیشی لے کر آنا‘ اور میرے اور تمہارے درمیان یہ نشانی ہو گی کہ تم نے دروازے کی جانب سے کھٹکھٹانا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ وہ آپؐ کے پاس ایک بڑے سر والی لمبی شیشی لے کر آیا اور بازوؤں سے پسینہ پونچھنے لگا‘ حتیٰ کہ شیشی بھر گئی‘ تو آپؐ نے فرمایا‘ اسے اور اپنی بیٹی کو حکم دو کہ اس خوشبو کو شیشی میں ڈال دے‘ اور اس سے خوشبو لگائے۔ راوی بیان کرتا ہے جب وہ لڑکی خوشبو لگاتی تو اہل مدینہ خوشبو کو سونگھتے‘ اور انہوں نے اس کا نام بیوت المطیبین رکھ دیا۔ یہ حدیث بہت غریب ہے۔

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں‘ کہ محمد بن ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن سعید نے عن سعید عن قتادہ عن انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ کے کسی راستے سے گذرتے تو لوگوں کو وہاں سے خوشبو آتی اور وہ کہتے کہ اس راستے سے رسول اللہ ﷺ گذرے ہیں‘ پھر وہ بیان کرتے‘ کہ اس حدیث کو اسی طرح معاذ بن ہشام نے اپنے باپ سے عن قتادہ عن انسؓ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خوشبو سے پہچانے جاتے تھے‘ اور رسول اللہ ﷺ خود بھی پاکیزہ تھے‘ اور آپ کی خوشبو بھی پاکیزہ تھی‘ اس کے باوجود آپؐ خوشبو کو پسند کرتے تھے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے عن سلام ابی المنذر عن ثابت عن انسؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں اور خوشبو مجھے محبوب ہیں‘ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

بنی ہاشم کے غلام ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ سلام ابوالمنذر قاری نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی چیزوں سے مجھے عورتیں اور خوشبو پسند ہیں‘ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اور اسی طرح نسائی نے اسے انہی الفاظ کے ساتھ عن الحسین بن عیسیٰ قرشی عن عفان بن مسلم عن سلام بن سلیمان ابوالمنذر القاری البصری عن ثابت عن انسؓ روایت کی ہے‘ اور اس حدیث کو بیان کیا ہے‘ اور ایک دوسرے طریق سے اسے ان الفاظ سے بھی روایت کیا گیا ہے کہ تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے تین چیزیں مجھے پسند ہیں‘ خوشبو اور عورتیں‘ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اس طریق سے یہ روایت محفوظ نہیں‘ بلاشبہ نماز‘ امور دنیا میں سے نہیں ہے‘ بلکہ یہ آخرت کے اہم امور میں ہے۔ واللہ اعلم

آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان جو مہر نبوت تھی اس کا بیان

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن الجعد نے ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے السائب بن یزید کو فرماتے سنا' کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں' اور کہنے لگیں' یا رسول اللہ ﷺ' میرا بھتیجا بیمار ہے۔ آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا' اور میرے لیے برکت کی دعا کی' اور وضو کیا' اور میں نے آپؐ کے وضو کا پانی پیا' پھر میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہو گیا' تو میں نے آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر کو دیکھا جو مکان کے اندر دُلہن کے لیے ڈالے ہوئے پردے کے بٹن کی مانند تھی' اور اسی طرح مسلم نے قتیبہ اور محمد بن عباد سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے حاتم بن اسماعیل سے اسے روایت کیا ہے۔ پھر امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ حجلہ سے مراد گھوڑے کی وہ سفیدی ہے جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوتی ہے' اور ابراہیم بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ یہ رز الحجلہ ہے۔ اور ابوعبداللہ ''رز'' کہتے ہیں یعنی ''ر۔ز'' سے پہلے ہے۔[1]

اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا' کہ عبیداللہ نے اسرائیل سے بحوالہ سماک ہم سے بیان کیا' کہ انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی اور سر کے اگلے بال سفید ہو گئے تھے' اور جب تیل لگاتے تو ان کا پتہ نہ چلتا۔ اور جب آپؐ کے بال پراگندہ ہوتے تو ان کا پتہ چل جاتا۔ آپ کی داڑھی کے بال بہت تھے' ایک آدمی نے کہا' آپ کا چہرہ تلوار کی مانند تھا؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا' اور گول تھا۔ اور میں نے آپؐ کے کندھے کے پاس مہر نبوت کو کبوتری کے انڈے کی طرح دیکھا ہے جو آپؐ کے جسم کی مانند تھی۔

محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حزم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ سماک ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پشت میں مہر نبوت کو کبوتری کے انڈے کی مانند دیکھا۔ اور ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن صالح نے بحوالہ سماک اسی قسم کے اسناد کے ساتھ ہم سے بیان کیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عاصم بن سلیمان سے بحوالہ عبداللہ بن سرجس ہمیں بتایا کہ انہوں نے بیان کیا کہ تم اس بوڑھے یعنی اپنے آپ کو مراد لیتے ہوئے کو دیکھ رہے ہو۔ میں نے اللہ کے نبیؐ سے گفتگو

---

[1] ایک روایت میں زر الحجلۃ ہے۔ اور حجلہ سے مراد وہ گنبد نما مکان ہے' جسے کپڑوں سے ڈھانپا جاتا ہے' اور اس کے بڑے بڑے بٹن ہوتے ہیں۔ اور ایک روایت میں رز الحجلۃ بیان ہوا ہے' اور حجلۃ سے مراد چکور کی مانند پرندہ ہے جو ٹڈی کی طرح اپنی دُم کو زمین میں چبھوتا ہے' تاکہ انڈے دے' ہم نے اسے محمود امام سے بیان کیا ہے۔ ۱۲

کی' اور ان کے ساتھ کھانا کھایا ہے اور اس علامت کو بھی دیکھا ہے' جو آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی' اور وہ آپؐ کے بائیں کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی کی جانب تھی' گویا (بند مٹھی کی طرح' انہوں نے اپنے ہاتھ سے مٹھی بند کر کے کہا) مسوں کی طرح اس پر خیلان جمع ہیں۔ ❶

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم بن قاسم' اور اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے' عاصم سے بحوالہ عبداللہ بن سرجس ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' اور آپ کو سلام کہا' اور آپؐ کے ساتھ کھانا کھایا' اور آپؐ کے مشروب سے پیا اور مہر نبوت کو دیکھا۔

ہاشم بیان کرتے ہیں' آپؐ کے بائیں کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی میں مسوں کی طرح سیاہ خیلان جمع تھے۔ اور انہوں نے اسے عن غندر عن شعبہ عن عاصم عن عبداللہ بن سرجس بھی روایت کیا ہے اور پوری حدیث کو بیان کیا ہے' اور شعبہ نے شک کا اظہار کیا ہے کہ مہر نبوت آپؐ کے دائیں کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی میں تھی یا بائیں کندھے میں' اور مسلم نے اسے حماد بن زید' علی بن مسہر' اور عبدالواحد بن زیاد کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور ان تینوں نے عاصم سے بحوالہ عبداللہ بن سرجس روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' اور میں نے آپؐ کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا یا کہا کہ ثرید کھایا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ' اللہ آپ کو بخشے' آپؐ نے فرمایا' اور تجھے بھی بخشے' میں نے کہا' کیا رسول اللہ ﷺ نے آپؐ کے لیے بخشش طلب کی؟ انہوں نے کہا ہاں' اور تمہارے لیے بھی' پھر یہ آیت پڑھی' **واستغفر لذنبک و للمؤمنین و المومنات.**

راوی بیان کرتا ہے' پھر میں آپؐ کے پیچھے گھوما تو میں نے مہر نبوت کو آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان' بائیں کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی پر دیکھا' جس پر مسوں کی مانند خیلان جمع تھے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ قرہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ بن قرہ نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا' کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے مہر نبوت دکھایئے' آپؐ نے فرمایا' اپنا ہاتھ داخل کرو' میں نے اپنا ہاتھ آپؐ کے گریبان میں داخل کر دیا' اور میں مہر نبوت کو ٹٹولنے اور دیکھنے لگا' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آپؐ کے کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی پر انڈے کی مانند ہے' اور آپؐ نے مجھے اس سے نہ روکا' اور میرے لیے جبکہ میرا ہاتھ آپؐ کے گریبان ہی میں تھا' دعا کرنے لگے' اور نسائی نے اسے عن احمد بن سعید عن وہب بن جریر عن قرہ بن خالد روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ایاد بن لقیط سدوسی سے بحوالہ ابو رمثہ التیمی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے آپؐ کے سر میں حنا کی خوشبو کا اثر دیکھا' اور آپؐ کے کندھے پر سیب کی مانند ایک چیز دیکھی' میرے باپ نے کہا' میں طبیب ہوں' کیا میں اس کا علاج نہ کروں آپؐ نے فرمایا' اس کا طبیب وہ ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

---

❶ خیلان ایک سمندری جانور ہے جس کا نصف حصہ انسان کے مشابہ اور نصف مچھلی سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' آپؐ نے میرے باپ سے فرمایا کیا یہ آپ کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا' ہاں' آپ نے فرمایا' یہ تم پر زیادتی نہیں کرے گا۔ اور تم اس پر زیادتی کرو گے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ابورمیہ یا ابورمثہ کے حوالے سے مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس گیا تو اس نے آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان پھوڑے کی مانند ایک چیز دیکھی' اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں ایک اچھا طبیب ہوں' کیا میں اس کا علاج کروں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! اس کا طبیب وہ ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ثوری نے اس حدیث میں ایاد بن لقیط کے حوالے سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ کے کندھوں کے پیچھے سیب کی مانند کوئی چیز ہے۔ اور عاصم بن بہدلہ بحوالہ ابورمثہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کے کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی پر اونٹ کی مینگنی یا کبوتری کے انڈے کی طرح کوئی چیز ہے' پھر بیہقی نے سماک کی حدیث سے سلامۃ العجلی سے بحوالہ سلمان فارسی بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' تو آپؐ نے اپنی چادر پھینک کر فرمایا' اے سلمان اس کی طرف دیکھو' جو مجھے حکم دیا گیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی طرح کوئی چیز دیکھی' اور یعقوب بن سفیان نے عن الحمیدی عن یحییٰ بن سلیم عن ابی خثیم عن سعید بن ابی راشد اس تنوخی سے روایت کی ہے' جسے ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا جبکہ آپؐ تبوک میں تھے' اور انہوں نے پوری حدیث کو بیان کیا ہے' جیسے کہ ہم قبل ازیں اسے غزوۂ تبوک میں بیان کر چکے ہیں' یہاں تک کہ اس نے کہا کہ آپؐ نے اپنی پشت سے چادر اتاری پھر فرمایا' جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے' وہ یہاں ہے اسے دیکھو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کی پشت کو دیکھا' تو کندھے کی پتلی ہڈی پر بڑے ابھار کی طرح مہر نبوت ہے۔ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا' کہ عبداللہ بن میسرہ نے بیان کیا' کہ عتاب نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوسعید کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کے درمیان جو مہر تھی' وہ ابھرا ہوا گوشت تھا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ شریح نے ہم سے بیان کیا کہ ابویعلیٰ عبداللہ بن میسرہ خراسانی نے بحوالہ غیاث البکری ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ میں مجلس کیا کرتے تھے' میں نے آپؐ سے رسول اللہ ﷺ کی اس مہر نبوت کے متعلق پوچھا جو آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی' تو آپؐ نے اپنی انگشتِ شہادت سے بتایا کہ اس طرح آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان گوشت اُبھرا ہوا تھا' اس طریق سے اس کی روایت میں احمد متفرد ہیں۔

اور حافظ ابوالخطاب بن دحیہ مصری نے اپنی کتاب' التنویر فی مولد البشیر النذیر۔ میں بحوالہ ابوعبداللہ محمد بن علی بن الحسین بن بشر جو حکیم ترمذی کے نام سے معروف ہیں' بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان جو مہر نبوت تھی' وہ کبوتری کے انڈے کی مانند تھی جس کے اندر اللہ وحدہ' لکھا تھا' اور اس کے باہر آپؐ جہاں چاہیں آپ کامیاب

ہیں' لکھا تھا' پھر بیان کرتے ہیں یہ حدیث غریب ہے' اور اسے منکر قرار دیا ہے۔

حکیم ترمذی بیان کرتے ہیں' بعض کہتے ہیں کہ وہ نور سے بنی ہوئی تھی' اسے امام ابوزکریا یحییٰ بن مالک بن عائذ نے اپنی کتاب تنقل الانوار میں بیان کیا ہے' اور اس کے علاوہ غریب اقوال بھی بیان کیے ہیں۔ اور سب سے بہتر وہ قول ہے' جسے ابن دحیہ رحمہ اللہ اور آپ کے پہلے کے علماء نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہونے کی حکمت کو بیان کیا ہے کہ اس میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ آپؐ کے بعد آپؐ کے پیچھے آنے والا کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اور بعض کا قول ہے کہ مہر نبوت آپؐ کے کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی پر تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے' جہاں سے شیطان انسان کے اندر داخل ہوتا ہے' اور یہ شیطان سے آپ کی عصمت کی علامت ہے۔

میں کہتا ہوں ہم نے ان احادیث کو' جو آپؐ کے بعد کسی نبی اور رسول کے نہ آنے پر دلالت کرتی ہے۔ آپؐ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ' وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

باب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں بیان ہونے والی متفرق احادیث

قبل ازیں نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بحوالہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان ہو چکا ہے کہ آپؓ نے فرمایا' کہ میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد کسی کو آپ کی مانند نہیں دیکھا' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلم القعنبی' اور سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ عفرہ کے غلام عمر بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ اولادِ علی میں سے ابراہیم محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے تو فرماتے کہ آپؐ نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ چھوٹے تھے۔ آپ کا قد میانہ تھا۔ اور بال نہ چھوٹے گھونگھریالے تھے اور نہ سیدھے بلکہ کم گھونگھریالے تھے۔ اور نہ آپؐ موٹے اور پر گوشت چہرہ تھے۔ آپ کا چہرہ گول اور سفید تھا۔ آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز اور گھنی تھیں' آپ کی ہڈیوں کے سرے اور کندھے بڑے تھے' کم مو اور سینہ کے بیچ سے پیٹ تک لمبے بالوں والے' اور پر گوشت ہتھیلیوں اور پاؤں والے تھے۔ جب چلتے تو یوں لڑکھڑاتے گویا ڈھلوان میں چل رہے ہیں' اور جب مڑتے تو معاً مڑ جاتے' اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی' اور سب لوگوں سے بڑھ کر سخی' وسیع دل' راستباز' وعدہ وفا' نرم طبیعت' اور مل جل کر رہنے والے تھے' جس نے آپ کو اچانک دیکھا' خوفزدہ ہو گیا' اور جس نے معرفت کے لیے آپ سے مخالطت کی' اس نے آپؐ سے محبت کی' آپ کی صفت بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپؐ سے پہلے اور کے بعد کسی کو آپ کی مانند نہیں دیکھا' اور اس حدیث کو امام ابوعبید القاسم بن سلام نے کتاب الغریب میں روایت کیا ہے۔ پھر کسائی' اصمعی اور ابوعمر سے اس کے غریب ہونے کی تفسیر بیان کی گئی ہے' اور جو کچھ انہوں نے اس کے غریب ہونے کے بارے میں بیان کیا ہے' اس کا ماحصل یہ ہے کہ مطعم اس شخص کو کہتے ہیں' جس کا جسم بھرا ہوا ہو' اور مکلثم اسے کہتے ہیں جس کا چہرہ گول ہو' یعنی نہ وہ پر گوشت موٹا ہو اور نہ کمزور ہو' بلکہ اس کے درمیان درمیان ہو' اور نہ اس کا چہرہ حد درجہ گول ہو' بلکہ اس میں گوشت کم ہو۔ اور عربوں اور واقف کاروں کے نزدیک یہ بڑی خوبی ہے' آ کا رنگ سرخ و سفید تھا اور یہ بہت اچھا رنگ ہے اس لحاظ سے آپ کا رنگ بہت سفید نہ تھا۔ اور ادعج اسے کہتے ہیں جس کی آنکھ کا ڈھیلا بہت سیاہ ہو۔ اور جلیل المشاش اسے کہتے ہیں جس کی ہڈیوں کے سرے' گھٹنوں' کہنیوں اور کندھوں کی طرح بڑے ہوں۔ اور الکند' کندھے اور اس کے ساتھ کے جسم کو کہتے ہیں۔ اور شثن الکفین کے معنی ہیں کہ آپ کی ہتھیلیاں موٹی تھیں۔ اور تقلع فی مشیتہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ تیز چلتے تھے اور الشکلۃ اور الشہلۃ کے بارے میں پہلے گفتگو ہو چکی ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان جو فرق پایا جاتا ہے' اسے بھی بیان کیا جا چکا ہے۔ اہدب اسے کہتے ہیں جس کی پلکیں دراز ہوں۔ اور حدیث بیان ہوئی ہے کہ انہ کان شبح الذراعین' یعنی آپؐ کے بازو موٹے تھے۔ واللہ اعلم

اس بارے میں اُم معبد کی حدیث:

مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی مکمل حدیث' قبل ازیں بیان ہو چکی ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُم معبد کی طرف

گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے راہنما عبداللہ بن اریقط الدیلی بھی آپ کے ساتھ تھے' انہوں نے ام معبد سے پوچھا کیا آپ کے پاس دودھ اور گوشت ہے؟ وہ اسے اس سے خریدنا چاہتے ہیں؟ پس انہوں نے اس کے پاس کچھ نہ پایا' اور وہ کہنے لگیں' اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو آپ کی مہمان نوازی مشکل نہ ہوتی' اور وہ قحط زدہ تھے' آپ نے اس کے خیمے کے کونے میں ایک بکری دیکھی' اور فرمایا' اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' اسے بھوک نے مؤخر کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا' کیا تو مجھے اس کے دوہنے کی اجازت دیتی ہے؟ اس نے کہا' اگر اس کا دودھ ہے تو آپ اسے دوہ لیں' آپ نے بکری کو بلایا اور اس پر ہاتھ پھیرا' اور اللہ کا نام لیا۔ پھر اس نے ام معبد سے اس قدر دودھ دوہنے کی حدیث بیان کی ہے کہ جو سب کے لیے کفایت کر گیا' پھر آپ نے اسے دوہا اور بھرا ہوا برتن اس کے پاس چھوڑ دیا' اور وہ قبیلے کو اکٹھا رکھتے تھے' پس جب اس کا خاوند آیا تو اس نے دودھ کے متعلق پوچھا' اور کہا' اے ام معبد! یہ دودھ آپ کے پاس کہاں سے آیا ہے اور گھر میں کوئی دودھیل چیز بھی نہیں ہے' اور بکریاں بھی دور ہیں۔ اس نے کہا' قسم بخدا! ہمارے پاس سے ایک بابرکت آدمی گذرا ہے' اور اس کی یہ یہ باتیں ہیں۔ اس نے کہا' میرے سامنے اس کی صفت بیان کر میرے خیال میں وہ قریشی آدمی ہے جس کی تلاش کی جا رہی ہے' ام معبد نے کہا' میں نے اس آدمی کو بڑا خوبصورت' خوش اخلاق اور خوبرو پایا ہے' جسے پیٹ کی بڑائی اور سر کی چھوٹائی نے عیب نہیں لگایا' وہ خوبصورت چہرے والا ہے' اس کی آنکھیں سیاہ ہیں اور اس کی پلکیں دراز ہیں۔ اور اس کی آواز بیٹھی ہوئی اور سخت ہے' اس کی آنکھ کی سفیدی بہت سفید ہے' سرمگیں ہے' آبرو تیکھے اور ملے ہوئے ہیں۔ اور اس کی گردن دراز ہے' اور داڑھی گھنی ہے۔ جب خاموش ہوتا ہے' تو پر وقار ہوتا ہے۔ اور جب گفتگو کرتا ہے تو بلند ہو جاتا ہے' اور اس پر حسن غالب آ جاتا ہے۔ شیریں گفتار ہے' نہ کم گو ہے' نہ بیہودہ بات کرتا ہے' اس کی گفتگو سے موتی جھڑتے ہیں۔ لوگوں سے حسین تر' اور دور سے خوبصورت اور قریب سے شیریں اور حسین دکھائی دیتا ہے۔ میانہ قد ہے' نہ طوالت کی وجہ سے آنکھ اس سے نفرت کرتی ہے۔ اور نہ چھوٹائی کی وجہ سے اسے حقیر جانتی ہے وہ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ ہے۔ اور منظر کے لحاظ سے تینوں سے تر و تازہ ہے' اور خوبصورت قد ہے' اس کے ساتھی اسے گھیرے رہتے ہیں۔ جب وہ بات کرتا ہے' تو وہ اس کی بات کی طرف کان لگاتے ہیں۔ اور اگر حکم دیتا ہے تو وہ تیزی سے اکٹھے ہو کر اس کے حکم کی طرف سبقت کرتے ہیں' وہ نہ چیں بہ جبیں ہے' اور نہ ضعیف العقل ہے' اس کے خاوند نے کہا' خدا کی قسم' یہی وہ قریش کا ساتھی ہے' جس کی تلاش ہو رہی ہے۔ اور اگر میں اسے ملوں تو ضرور اس کی صحبت اختیار کروں۔ اور اگر مجھے اس کی توفیق ملی تو میں اس بارے میں ضرور کوشش کروں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مکہ میں زمین و آسمان کے درمیان ایک بلند آواز کو لوگ سنتے ہیں اور وہ کہنے والے کو نہیں جانتے تھے جو کہہ رہا تھا۔

''اللہ تعالیٰ ان دو ساتھیوں کو جزائے خیر دے جو ام معبد کے خیمہ میں اُترے' وہ دونوں صحرا میں اُترے اور کوچ کر گئے۔

اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی بنا' وہ کامیاب ہو گیا۔ اے آل قصی' اللہ تم سے وہ کارنامے اور سرداری نہ روکے جن کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا۔ اپنی بہن سے اس کی بکری اور برتن کے متعلق دریافت کرو۔ اور اگر تم بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی شہادت دے گی' آپ نے ایک بانجھ بکری کو بلایا' تو بکری کے تھن نے آپ کے لیے جھاگ دار خالص دودھ دیا' اور

آپ نے اسے اس کے دودھ دینے والے کے پاس بطور ضامن چھوڑ دیا جو آنے جانے کی جگہ پر اسے دودھ دیتی تھی''۔

اور قبل ازیں ہم ان اشعار کے شاندار جواب کو پیش کر چکے ہیں جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔

حاصل کلام یہ کہ حافظ بیہقی نے اس حدیث کو عبدالملک بن وہب مذحجی کے طریق سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ حسن بن صباح نے بحوالہ ابومعبد خزاعی ہم سے بیان کیا' اور پھر اس نے پوری حدیث کو بیان کیا۔ جیسا کہ ہم نے قبل ازیں اس کے الفاظ میں اسے پیش کیا ہے۔ اور حافظ یعقوب بن سفیان فسوی نے بھی اسے روایت کیا ہے' اور حافظ ابونعیم نے بھی اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اسے بیان کیا ہے۔

عبدالملک بیان کرتے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کے بعد ابومعبد مسلمان ہو گیا۔ اور ام معبد نے ہجرت کی' اور مسلمان ہو گئی۔ پھر حافظ بیہقی نے اس حدیث کو غریب بیان کر کے اس کا پیچھا کیا ہے اور ہم اسے پہلے حواشی میں بیان کر چکے ہیں۔ اور اس جگہ ہم اس کے کچھ نکات بیان کرتے ہیں۔

ام معبد کا قول کہ آپ ''ظاہر الوضاۃ'' میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ بہت خوبصورت ہیں' اور ابلج الوجہ کے معنی ہیں کہ آپؐ روشن رو ہیں' اور لم تعبہ ثجلہ کے معنی ہیں' پیٹ کی بڑائی نے آپ کو عیب دار نہیں کیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ سر کی بڑائی نے' اور ابوعبیدہ نے اس آدمی کی روایت کو رد کیا ہے' جس نے لم تعبہ نحلۃ روایت کیا ہے' نحلۃ نحول سے ہے' جس کے معنی کمزوری کے ہیں۔ میں کہتا ہوں بیہقی نے اس حدیث کی یہی تفسیر کی ہے۔ اور ابوعبیدہ کا قول صحیح ہے' اور اگر کہا جائے کہ آپ کا سر بڑا تھا تو آپؐ قوی تھے' اور یہ اس کے بعد کے قول میں ہے کہ لم تزر بہ صعلۃ کہ سر کی چھوٹائی نے آپ کو عیب نہیں لگایا' بلا اختلاف صعلۃ سر کی چھوٹائی کو کہتے ہیں۔ اس لیے شتر مرغ کے بچے کو اس کے سر کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے صعل کہا جاتا ہے' اور اسے الظلیم بھی کہا جاتا ہے' اور بیہقی نے لم تعبہ نحلۃ روایت کیا ہے' یعنی کمزوری نے آپ کو عیب نہیں لگایا' اور لم تزر بہ صعلۃ' اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ ایسے آدمی ہیں جو نہ موٹے ہیں نہ کمزور ہیں۔ اور لم تعلبہ ثجلۃ بھی روایت کیا گیا ہے' ثجلۃ پیٹ کے بڑا ہونے کو کہتے ہیں۔ اور لم تزر بہ صعلۃ اور سر کی چھوٹائی نے آپ کو عیب نہیں لگایا۔ اور وسیم اور قسیم' خوبصورت کو کہتے ہیں۔ اور الدعج آنکھ کے ڈھیلے کا بہت سیاہ ہونا ہے۔ اور الوطف' پلکوں کی درازی کو کہتے ہیں۔

اور القتیبی نے فی اشغار عطف روایت کیا ہے' اور بیہقی نے اس کی پیروی کی ہے۔ ابن قتیبہ بیان کرتے ہیں' مجھے معلوم نہیں' یہ کیا ہے' اس لیے کہ یہ اس کی روایت میں غلط استعمال ہوا ہے' اور وہ اس کی تقسیم میں ششدر رہ گیا ہے۔ اور صحیح وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم' وفی صوتہ صحل اس کی آواز میں تھوڑی سی گلوگرفتگی پائی جاتی ہے' جو آواز میں شیرینی پیدا کر دیتی ہے کجا یہ کہ وہ تیز ہو۔

ابوعبید بیان کرتے ہیں کہ ہرنوں کی آواز کی صفت صحل سے بیان کی جاتی ہے' اور جس نے یہ روایت کی ہے کہ فی صوتہ صہل' اس نے غلط کہا ہے۔ کیونکہ یہ صفت تو گھوڑوں میں پائی جاتی ہے۔ نہ کہ انسانوں میں۔ میں کہتا ہوں' اسے بیہقی نے بیان کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ صحل بھی روایت کیا گیا ہے اور ابوعبید کا قول درست ہے۔ واللہ اعلم

اور حضرت نبی کریم ﷺ کی صفت میں اُم معبد کا کہنا کہ آپؐ احور تھے' یہ ایک عجیب بات ہے' یہ آنکھ کی سیاہی کے ناک کی طرف مائل ہونے کو کہتے ہیں' اور یہ بات ان کو زینت دیتی ہے بھینگے پن کی طرف عیب نہیں لگاتی' اکحل کا شاہد پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ازج کے متعلق ابوعبید کا قول ہے کہ ایسا شخص جس کے ابرو کمانوں کی طرح ہوں۔ اور اقرن دونوں آنکھوں کے درمیان ابروؤں کے ملنے کو کہتے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی یہ صفت صرف اسی حدیث میں بیان ہوئی ہے' اور آپ کی صفت میں مشہور بات یہ ہے کہ آپ ابلج الحاجبین تھے یعنی آپؐ کے ابرو علیحدہ علیحدہ تھے' اور فی عنقہ سطع کا مفہوم ابوعبید نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی گردن دراز تھی' اور دوسروں کا بیان ہے کہ سفید تھی' میں کہتا ہوں کہ ان دونوں معنوں میں تطبیق ممکن ہے بلکہ متعین ہے۔ اور اذا صمت فعلیه الوقار کا مفہوم یہ ہے کہ سکوت کی حالت میں آپؐ پر ہیبت ہوتی تھی' اور و اذا تکلم سماو علاہ البھاء۔ اور جب آپ گفتگو کرتے' تو لوگوں پر چھا جاتے' اور گفتگو کے دوران شیرینی گفتار کی وجہ سے آپؐ پر حسن غالب آ جاتا تھا۔ اور فصل کے معنی فصیح و بلیغ کے ہیں' یعنی آپؐ بات کو کھول کر واضح کرنے' اور لاتزرولا ہذر کے معنی ہیں کم و بیش نہ کرنے' گویا آپ کی گفتگو فصاحت و بلاغت اور حسن بیان اور حلاوتِ لسان کی وجہ سے مرصع موتیوں کی طرح ہوتی۔ اور الھی الناس و اجمله من لبید و احلاه و احسنه من قریب۔ یعنی آپؐ دور و نزدیک سے خوبصورت تھے۔

اور ام معبد نے بیان کیا ہے کہ آپؐ نہ لمبے تھے نہ چھوٹے' بلکہ آپؐ اس لحاظ سے حسین تر تھے۔ اور یہ کہ آپؐ کے اصحاب آپ کی خدمت اور تعظیم کرتے تھے' اور آپ کی اطاعت میں سبقت کرتے تھے' یہ سب کچھ اس جلالت وعظمت اور محبت کی وجہ سے تھا' جو ان کے دلوں میں آپؐ کے متعلق پائی جاتی تھی۔ اور آپ لبس بعابس یعنی ترش رو نہ تھے۔ و لا یفندا احدا' اور نہ کسی پر عیب لگاتے تھے' اور نہ کم عقل کہتے تھے' بلکہ آپؐ اپنے ساتھی کے ساتھ خوش معاملہ تھے اور اس سے حسن سلوک کرتے تھے۔

اس بارے میں ہند بنت ابو ہالہ کی حدیث:

یہ ہند' رسول اللہ ﷺ کے سوتیلے لڑکے تھے' ان کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اور باپ ابو ہالہ تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔ حافظ یعقوب بن سفیان فسوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سعید بن حماد انصاری مصری اور ابو غسان مالک بن اسماعیل ہندی نے ہم سے بیان کیا کہ جمیع بن عمر بن عبدالرحمٰن العجلی نے ہم سے بیان کیا کہ مکہ میں ایک آدمی نے ابن ابی ہالہ سے بحوالہ حسن بن علی مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ جو وصف بیان کرنے والے تھے سے رسول اللہ ﷺ کے حلیہ کے متعلق پوچھا اور میں چاہتا تھا کہ وہ کچھ میرے سامنے بیان کریں' اور میں اسے یاد کرلوں۔ انہوں نے کہا' آپ فربہ اور عظیم المرتبہ تھے۔ آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ آپؐ میانہ قد آدمی سے لمبے' اور لمبے سے کچھ کم تھے۔ سر بڑا' بال کم گھونگریالے تھے۔ جب آپ کی چوٹی بکھر جاتی تو مانگ نکالتے وگرنہ آپؐ کے بال' کانوں کی لو سے تجاوز نہ کرتے' آپؐ کے بال کانوں تک تھے' رنگ صاف' پیشانی کشادہ' آبرو تیکھے اور ملے بغیر پورے' ان دونوں کے درمیان ایک رگ

تھی جسے غصہ حرکت دیتا تھا' بلند بینی' آپ پر نور چھایا رہتا تھا' جسے غور نہ کرنے والا بھی معلوم کرتا تھا' داڑھی گھنی' آنکھیں سیاہ' رخساروں پر گوشت کم' کشادہ دہن' دانت خوبصورت اور کشادہ' سینے کے بیچ سے پیٹ تک کے بال لمبے' اور آپ کی گردن صفائی میں چاندی کی گڑیا کی گردن کی طرح تھی' جسم معتدل اور مضبوط' پیٹ برابر' سینہ چوڑا' دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ' جوڑوں کی ہڈیاں موٹی ظاہر خوشما' سینے اور ناف کے درمیان ایک دھاری کے ذریعے ملاپ' سینہ اور پیٹ بے بال' اس کے سوا بازو' کندھے اور سینے کا بالائی حصہ بالوں والا' پہنچہ لمبا' ہتھیلی کشادہ سر کی کھال سیدھی' پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت' جسم کے اطراف لمبے' تلوے خالی' پاؤں خوبصورت جن سے پانی پھوٹتا تھا' تیز رفتار' لمبے قدم اٹھاتے۔ جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا۔ کہ ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ جب مڑتے تو پوری طرح مڑتے' نگاہ جھکی ہوئی اور زمین کی طرف' اکثر آسمان کی طرف دیکھتے' اور بھرپور طریق سے دیکھتے۔ آپؐ کے اصحاب آپؐ کے پیچھے چلتے' اور جو آپؐ سے ملتا' آپؐ اسے پہلے سلام کرتے۔

میں نے کہا' مجھے آپ کی گفتار کے متعلق بتایئے' تو انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ ہمیشہ غمگین' اور سوچ میں رہتے تھے' آپ کو کوئی راحت نہ تھی' بغیر ضرورت کے گفتگو نہ فرماتے لمبا عرصہ خاموشی اختیار کیے رہتے۔ فصاحت سے کلام کا آغاز و اختتام کرتے' اور جوامع[1] الکلم بولتے' فصیح و بلیغ تھے کم و بیش بات نہ کرتے' نرم خو تھے بد اخلاق اور حقیر نہ تھے' احسان کی قدر کرتے خواہ معمولی ہوتا' نہ اس کی مذمت کرتے نہ تعریف' اور جب حق کے درپے ہو جاتے' تو غصے سے اٹھ کر اس کا بدلہ لیتے۔

اور ایک روایت میں ہے' دنیا آپ کو غصہ نہ دلاتی' اور نہ ہی آپ دنیا کے تھے' اور جس حق کو کوئی نہ جانتا اس کے درپے ہو جاتے' اور کوئی چیز آپؐ کے غصے کے لیے کھڑی نہ ہوتی تھی حتیٰ کہ اس کا بدلہ لے لیتے' اپنے نفس کے لیے ناراض نہ ہوتے۔ اور نہ اس کا بدلہ لیتے۔ اور جب اشارہ کرتے تو پوری ہتھیلی سے کرتے' اور جب حیران ہوتے تو اسے پلٹ دیتے' اور جب بات کرتے تو اسے ملا دیتے' اور اپنی دائیں ہتھیلی کو اپنے بائیں انگوٹھے کے اندر کی طرف مارتے۔ اور جب غصے ہوتے تو اعراض کرتے۔ اور جب خوش ہوتے تو نگاہ نیچی کر لیتے۔ زیادہ سے زیادہ آپ کی ہنسی تبسم تھا اور آپ بادل کے دانوں کی طرح مسکراتے۔

حسن بیان کرتے ہیں' میں نے اس روایت کو مدت تک حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوشیدہ رکھا' پھر میں نے انہیں بتایا تو مجھے معلوم ہوا' کہ وہ اس کی طرف مجھ سے سبقت کر گئے ہیں' اور آپؐ نے بھی ان سے وہی بات پوچھی تھی' اور مجھے معلوم ہوا کہ آپؐ نے اپنے باپ سے آپؐ کے مدخل و مخرج اور مجلس اور شکل کے متعلق دریافت کیا' اور آپ کی کسی بات کو بھی نہ چھوڑا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے اپنے باپ سے رسول اللہ ﷺ کے دخول کے بارے میں پوچھا' تو انہوں نے کہا' آپ کا دخول اپنے نفس کے لیے تھا' اور اس بارے میں آپ کو اجازت حاصل تھی۔ اور جب آپؐ اپنے گھر تشریف لے جاتے تو آپؐ اپنے دخول کے تین حصے کر لیتے۔ ایک حصہ اللہ کے لیے' ایک حصہ اپنے اہل کے لیے' اور ایک حصہ اپنے نفس کے لیے' پھر اس کا ایک حصہ لوگوں کو دے دیتے' اور اسے عوام و خواص کو واپس کر دیتے' اور ان سے کوئی چیز باقی نہ رکھتے۔ اور امت کے

---

[1] جوامع الکلم' ایسے کلمات کو کہتے ہیں جن کے الفاظ کم ہوں اور مطالب بہت زیادہ ہوں۔ (مترجم)

حصے میں آپ کی سیرت میں صاحبانِ فضیلت کو ان کے ادب کے ساتھ ترجیح دینا اور دین میں ان کی فضیلت کے مطابق اسے تقسیم کرنا بھی شامل تھا۔ ان میں سے بعض لوگوں کو ایک حاجت ہوتی تھی' بعض کو دو اور بعض کو بہت سی حاجتیں ہوتی تھیں۔ پس آپ ان کے ساتھ مشغول ہو جاتے' اور آپ ان کے حالات و مسائل سے بے پرواہ ہو کر ان کی اور امت کی اصلاح میں مصروف ہو جاتے' اور فرماتے' حاضر کو چاہیے' غائب تک یہ بات پہنچا دے۔ اور جو شخص مجھ تک اپنی حاجت پہنچانے کی سکت نہیں رکھتا' اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دو' بلاشبہ جو شخص بادشاہ تک اس شخص کی ضرورت کو پہنچائے گا' جو اس کے پہنچانے کی سکت نہیں رکھتا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے ثابت قدم رکھے گا' وہ اس کے پاس صرف یہی بات بیان کرے۔ اور کوئی دوسرا اس کے پاس نہ آئے' وہ اس کے پاس ملاقات کو آئیں گے اور مزہ کے لیے بکھر جائیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مزے کی وجہ سے بکھر جائیں گے اور فقہاء بن کر نکلیں گے۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے ان سے اپنے مخرج کے متعلق پوچھا کہ وہ اس میں کیا کیا کرتے تھے' تو انہوں نے کہا' کہ رسول اللہ ﷺ اپنی زبان کو روک رکھتے تھے' ہاں جو بات ان سے کرنے کی ہوتی تھی' ان سے کرتے تھے' اور انہیں مالوف کرتے تھے' نفوز نہیں کرتے تھے۔ اور قوم کے شریف آدمی کا اکرام کرتے تھے' اور اسے ان پر حاکم مقرر کرتے تھے' اور لوگوں کو انتباہ کرتے تھے' اور کسی سے پہلو تہی کیے بغیر ان کے شر سے بچتے تھے' اور اپنے اصحاب کا جائزہ لیتے تھے اور لوگوں سے لوگوں کے بارے میں پوچھتے تھے۔ اور اچھائی کی تحسین و تقویت کرتے' اور برائی کو برا قرار دیتے اور اسے کمزور کرتے تھے' کام کو اعتدال سے کرتے' اور اختلاف نہ کرتے تھے۔ اور ان کی غفلت اور جھکاؤ کے خوف سے غافل نہ ہوتے تھے۔ اور ہر حالت کے لیے آپؐ کے پاس سامان تھا۔ حق سے نہ کوتاہی کرتے تھے نہ آگے بڑھتے تھے' ان کے نیک لوگ آپؐ کے قریب ہوتے تھے' اور آپؐ کے نزدیک ان کا افضل آدمی وہ تھا جو ان کی عام خیر خواہی کرتا' اور آپؐ کے ہاں بلند مرتبت وہ تھا جو ان کی ہمدردی اور مدد میں اچھا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے ان سے آپ کی مجلس کے متعلق پوچھا کہ وہ کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے جواب دیا' رسول اللہ ﷺ اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کرتے' اور جگہوں کو وطن نہ بناتے' اور ان کے روندنے سے منع فرماتے۔ اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہاں بیٹھ جاتے اور اس کا حکم بھی دیتے' اپنے سب ہمنشینوں کو ان کا حصہ دیتے' اور آپ کا ہمنشین خیال بھی نہ کرتا کہ کوئی آدمی اس سے بڑھ کر بھی آپ کو عزیز ہے۔ جو شخص کسی حاجت کے لیے آپ کو بٹھاتا یا ٹھہراتا تو آپ مستقل مزاجی سے ٹھہرے رہتے' یہاں تک کہ وہی واپس ہو جاتا۔ اور جو کچھ حاجت کے بارے میں آپؐ سے سوال کرتا۔ آپؐ اس کی ضرورت کو پورا کر کے واپس کرتے یا کوئی اچھی بات کہہ دیتے۔

آپ کی خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی لوگوں پر حاوی ہوگئی۔ اور آپؐ ان کے باپ بن گئے اور وہ آپؐ کے ہاں برابر کے حق دار بن گئے۔ آپ کی مجلس' فیصلے' حیا' صبر اور امانت کی مجلس تھی' اس میں شور نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ اس میں حرمت والی چیزوں پر تہمت تراشی ہوتی تھی' اور نہ اس کی لغزشوں کی اشاعت کی جاتی تھی' وہ ایک دوسرے کے برابر تھے' اور اس میں تقویٰ سے فضیلت حاصل کرتے تھے' اور وہ متواضع تھے' اور وہ اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے' اور چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے' اور حاجت مند کو

ترجیح دیتے تھے اور مسافر کی حفاظت کرتے تھے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ ہم نشینوں میں آپ کی سیرت کیا تھی؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ ہمیشہ خندہ رو' نرم خو تھے۔ بد اخلاق' تند خو' پرشور' بدگو' عیب لگانے والے اور مذاق کرنے والے نہ تھے۔ جس بات سے کوئی سروکار نہ ہوتا اس کی پرواہ نہ کرتے۔ اور آپ سے امید رکھنے والا ناکام نہ ہوتا' آپ نے اپنے نفس کو تین باتوں سے الگ کر لیا تھا۔ جھگڑا کرنے زیادہ باتیں کرنے' اور بے مقصد باتوں سے' اور لوگوں سے بھی تین باتوں سے الگ ہو گئے تھے' آپ نہ کسی کی مذمت کرتے' اور نہ اس پر عیب لگاتے۔ اور نہ اس کی کمزوریوں کی جستجو کرتے۔ اور وہی بات کرتے' جس کے ثواب کی امید ہوتی' آپ جب بات کرتے تو آپ کے ہم نشین سر جھکا دیتے۔ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں' اور جب آپ خاموش ہو جاتے تو وہ بات کرتے' مگر آپ کے پاس تنازعہ نہ کرتے' جس سے وہ ہنستے آپ بھی ہنستے' اور جس سے وہ تعجب کرتے' آپ بھی تعجب کرتے' اور مسافر کے سوال اور سخت زبانی پر صبر کرتے' حتیٰ کہ اگر آپ کے اصحاب گفتگو میں آپ کی مدد کے لیے اکٹھے ہو جاتے تو آپ فرماتے' جب تم کسی حاجتمند کو دیکھو تو اس کی مدد کرو۔ اور صرف بدلہ دینے والے کی تعریف کو سنتے' اور کسی کی بات کو قطع نہ کرتے' یہاں تک کہ وہ بات پوری کر لیتا' اور آپ اس کے ختم ہونے یا کھڑا ہونے سے قطع کر دیتے۔

راوی بیان کرتا ہے میں نے ان سے پوچھا' آپ کا سکوت کیسا تھا؟ انہوں نے کہا آپ کا سکوت چار چیزوں' بردباری' ہوشیاری' اندازے اور تفکر پر تھا۔ آپ کا اندازہ یہ تھا کہ آپ اس کے تسویہ کے بارے میں لوگوں میں غور و فکر کرتے' اور اس کی باتیں سنتے' اور آپ کا تفکر رہنے اور فناہ ہونے والی چیزوں کے بارے میں تھا' اور بردباری اور صبر آپ کے لیے اکٹھے ہو گئے تھے۔ پس آپ کو کوئی چیز نہ غصہ دلا سکتی تھی' اور نہ مضطرب کر سکتی تھی۔ اور چار چیزوں میں آپ کی ہشیاری جمع تھی۔ اچھی بات کو اخذ کرنا' اور دنیا اور آخرت نے ان کے لیے جو کچھ جمع کیا ہے' اس کے لیے انہیں تیار کرنا۔ اور اس حدیث کو پوری طوالت کے ساتھ حافظ ابو عیسیٰ ترمذی نے کتاب ''شمائل رسول اللہ'' میں عن سفیان بن وکیع بن الجراح عن جمیع بن عمر بن عبدالرحمٰن العجلی روایت کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خاوند ابو ہالہ کی اولاد میں سے ایک آدمی نے' جس کی کنیت ابو عبداللہ تھی' جسے دوسرے لوگ یزید بن عمر کہتے ہیں' جسے ابو ہالہ کے بیٹے سے بحوالہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں سے پوچھا' اور پھر اس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور اس میں ان کے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے جو انہوں نے اپنے باپ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

اور حافظ ابوبکر بیہقی نے اسے الدلائل میں بحوالہ عبداللہ الحاکم نیشاپوری لفظاً روایت کیا ہے اور اسے سنایا بھی ہے۔

ابو محمد الحسن نے محمد بن یحییٰ بن الحسن بن جعفر بن عبداللہ بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما العقیقی مؤلف کتاب النسب کے حوالے سے بغداد میں ہمیں بتایا کہ اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد عن علی بن الحسین بن ابی طالب ابو محمد نے مدینہ میں ۲۶۶ھ میں ہم سے بیان کیا کہ علی بن جعفر بن محمد نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر سے عن جعفر بن محمد عن علی بن الحسین بن علی عن ابیہ محمد بن علی بن الحسین مجھ سے بیان کیا کہ حسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے پوچھا' پھر اس نے اس

حدیث کو بیان کیا ہے۔ ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الاطراف'' میں پہلے دو طریقوں کے بعد اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اسماعیل بن مسلم بن قعنب القعنبی نے عن اسحاق بن صالح مخزومی عن یعقوب تیمی عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ انہوں نے ہند بن ابی ہالہ سے کہا جو وصف بیان کرنے والے تھے ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرو' تو انہوں نے اس حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

اور حافظ بیہقی نے صبیح بن عبداللہ فرغانی کے طریق سے' جو ضعیف ہے' عن عبدالعزیز بن عبدالصمد عن جعفر بن محمد عن ابیہ وعن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں لمبی حدیث روایت کی ہے جو ہند بن ابی ہالہ کی حدیث کے قریب ہے' اور بیہقی نے اسے پوری طرح بیان کیا ہے' اور اس میں غریب الفاظ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے۔ اور ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے' وہ اس سے کفایت کرنے والا ہے۔ واللہ اعلم

اور بخاری نے عن ابی عاصم ضحاک عن عمرو بن سعید بن احمد بن حسین عن ابن ابی ملیکہ عن عقبہ بن حارث روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند روز بعد عصر کی نماز پڑھی' آپؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے' کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے کندے پر اٹھا لیا' اور کہنے لگے' ارے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند ہے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مانند نہیں؟ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے۔

اور امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے بحوالہ ابوجحیفہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ اور حضرت علی بن حسن رضی اللہ عنہما آپؐ سے مشابہت رکھتے تھے۔

اور بیہقی نے علی الروذباری سے عن عبداللہ بن جعفر بن شوذب واسطی عن شعیب عن ایوب الصریفینی عن عبیداللہ بن موسیٰ عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن ہانی عن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپؓ فرماتے ہیں' حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینے سے سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس کے نچلے حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔

باب:

آپ کے پاکیزہ اخلاق وشمائل کا بیان

قبل ازیں ہم آپ کے اصل اور نسب و پیدائش کی پاکیزگی کو بیان کر چکے ہیں' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالته اور بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے عن عمرو عن سعید المقبری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بنی آدم کی بہترین قوموں میں قرناً بعد قرنٍ مبعوث ہوا ہوں' حتیٰ کہ میں اس صدی میں ہوا' جس میں میں ہوں۔ اور صحیح مسلم میں واثلہ بن اسقع سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل میں سے قریش کو چنا۔ اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا' اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَالْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَّ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾

اور العوفی نے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما قول الٰہی وانک لعلی خلق عظیم کے بارے میں بیان کیا ہے کہ آپ ایک عظیم دین پر یعنی اسلام پر قائم ہیں' اور یہی قول مجاہد' ابن مالک' السدی' ضحاک اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کا ہے اور عطیہ بیان کرتے ہیں کہ آپ عظیم ادب پر قائم ہیں۔

اور صحیح مسلم میں قتادہ کی حدیث سے زرارہ بن اوفیٰ سے بحوالہ سعد بن ہشام لکھا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا' مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں بتایئے' تو آپ نے فرمایا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے جواب دیا بے شک' آپ نے فرمایا آپ کا خلق قرآن تھا۔

اور احمد نے اسماعیل بن علیہ سے عن یونس بن عبید عن الحسن البصری روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا آپ کا خلق قرآن تھا۔

اور امام احمد نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے' اور نسائی نے اپنی حدیث سے' اور ابن جریر نے ابن وہب کی حدیث سے' اور ان دونوں نے معاویہ بن صالح سے عن ابی الزاہریہ عن جبیر بن نفیر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا' اور میں نے آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' آپ کا خلق قرآن تھا اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن نے جو حکم دیا ہے' آپ نے اس پر عمل کیا ہے' اور جس سے اس نے روکا ہے' اسے چھوڑ دیا ہے' اور ان اصل فطرتی اخلاق عظیمہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا تھا جو کسی بشر میں موجود نہ تھے' اور نہ ہی کوئی ان سے بہتر اخلاق پر ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دین عظیم پر چلایا جس پر آپ سے پہلے اس نے کسی کو نہیں چلایا' اور اس کے ساتھ ساتھ آپ

خاتم النبیین بھی ہیں' پس نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول اور آپ میں حیاء' سخاوت' شجاعت' حلم' درگذر' رحمت اور دیگر اخلاق کاملہ بھی پائے جاتے تھے' جن کی صفت بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن واقد نے عن بسر بن عبداللہ عن ابی ادریس خولانی عن ابی الدرداء ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا' آپ کا خلق قرآن تھا' آپ اس کی رضا سے راضی' اور اس کی ناراضگی سے ناراض ہوتے تھے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں خبر دی کہ بخارا کے فقیہ احمد بن سہل نے ہمیں بتایا کہ قیس بن انیف نے ہمیں خبر دی کہ قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان نے عن ابی عمران عن زید بن مانبوس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا' اے ام المومنینؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے' آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق' پھر فرمایا' کیا تم سورۃ مومنون پڑھتے ہو' قد افلح المومنون کی دس آیات پڑھو' پھر فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تھے' اور اسی طرح نسائی نے اسے قتیبہ سے روایت کیا ہے' اور بخاری نے ہشام بن عروہ کی حدیث سے اس کے باپ سے بحوالہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے قول ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ کے بارے میں روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ لوگوں کے اخلاق میں سے عفو کو لے لیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن محمد نے عن محمد بن عجلان عن القعقاع بن حکیم عن ابی صالح' عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ مجھے اخلاق صالحہ کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور حافظ ابوبکر خرائطی نے اسے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا' کہ مجھے اخلاق فاضلہ کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔

اور بخاری نے ابواسحاق کی جو حدیث بحوالہ البراء بن عازب پہلے روایت کی ہے' اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے حسین چہرہ اور حسین اخلاق تھے' اور مالک زہری سے عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپؐ نے دونوں میں سے آسان کو اختیار کیا' جبکہ وہ گناہ نہ ہو' اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپؐ اس سے دور تر ہوتے۔ اور آپؐ نے کسی سے اپنا انتقام نہیں لیا' سوائے اس کے کہ حرمت الٰہی کی بے حرمتی ہوتی ہو۔ پس آپ محض اللہ کی خاطر اس کا انتقام لیتے' اور بخاری اور مسلم نے اسے مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے اور مسلم نے عن ابی کریب عن ابی سلمہ عن ہشام عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' نہ غلام کو نہ عورت کو نہ خادم کو' سوائے اس کے کہ وہ راہ خدا میں جہاد کر رہا ہو' اور نہ آپؐ نے کسی سے انتقام لیا' سوائے اس کے کہ وہ محارم الٰہی سے کسی کی بے حرمتی کر رہا ہو' اور محض اللہ کی خاطر اس سے انتقام لیتے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن زہری عن عروہ' عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں بتایا' آپ فرماتی ہیں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم اور عورت کو کبھی اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' اور نہ کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے' سوائے اس کے کہ وہ راہ خدا میں جہاد کر رہا ہو۔ اور جب بھی آپ کو دو باتوں میں اختیار دیا گیا' آپ نے ان دونوں میں سے آسان کو اختیار کرنا پسند کیا' جب تک وہ گناہ نہ ہوتی۔ اور جب وہ گناہ ہوتی تو آپ سب لوگوں سے زیادہ گناہ سے دور رہتے' اور نہ ہی آپ نے کسی چیز سے اپنا انتقام لیا' یہاں تک کہ حرماتِ الٰہیہ کی بے حرمتی ہوتو آپ اللہ کی خاطر انتقام لیتے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے بحوالہ ابواسحاق ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوعبداللہ الجدلی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا' اور میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ فحش گو اور بدکلام نہ تھے' اور نہ ہی بازاروں میں شور مچانے والے تھے' اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے' بلکہ معاف اور درگذر کرتے تھے یا یہ کہا کہ معاف کرتے اور بخش دیتے تھے ابوداؤد کو شک ہوا ہے۔ اور ترمذی نے اسے شیبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ آدم اور عاصم بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہم سے بیان کیا کہ القوامۃ کے غلام صالح نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا آپ پوری طرح آگے پیچھے ہوتے' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ فحش گو اور بدکلام نہ تھے' اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے تھے۔ آدم نے یہ اضافہ بھی کیا ہے' کہ میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو آپ کی مانند نہیں دیکھا۔

اور بخاری نے بیان کیا ہے کہ عبدان نے عن ابی حمزہ عن اعمش عن ابی وائل عن مسروق عن عبداللہ بن عمر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو اور بدکلام نہ تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے' کہ تم میں بہتر وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہے' اور مسلم نے اسے اعمش کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور بخاری نے فلیح بن سلیمان کی حدیث سے عن ہلال بن علی عن عطاء بن یسار عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تورات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی صفات بیان ہوئی ہیں جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں ﴿ یَاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴾ اے نبی ہم نے آپ کو شاہد' مبشر اور نذیر اور امیوں کے لیے محافظ بنا کر بھیجا ہے' آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے' آپ بداخلاق' تندخو' اور بازاروں میں شور مچانے والے نہیں ہیں۔ اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں۔ بلکہ معاف اور درگذر کرتے ہیں اور اللہ آپ کو ہرگز موت نہیں دے گا یہاں تک کہ آپ کے ذریعے کج رو ملت کو سیدھا کر دے اور وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں۔ اور وہ ان کی اندھی آنکھوں' بہرے کانوں اور بند دلوں کو کھول دے گا' اور اس نے عبداللہ بن سلام اور کعب الاحبار سے بھی روایت کی ہے۔

اور بخاری بیان کرتے ہیں' کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ نے عن شعبہ عن قتادہ' عن عبداللہ بن ابی عتبہ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین دوشیزہ سے بھی زیادہ حیادار تھے' ابن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ

اور عبدالرحمن نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بھی ہم سے اس کی مانند بات بیان کی ہے۔ اور جب آپ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو کراہت کے آثار آپ کے چہرے سے معلوم ہو جاتے۔ اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح نے ہلال بن علی سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشنام طراز' لعنت کرنے والے اور فحش گو نہ تھے۔ اور ناراضگی کے وقت آپ ہم میں سے کسی کو کہتے: ''اسے کیا ہو گیا ہے' اس کی جبین خاک آلود ہو' اور بخاری نے اسے محمد بن سنان سے بحوالہ فلیح روایت کیا ہے۔

اور صحیحین میں حماد بن زید کی حدیث سے ثابت سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ بیان ہوا ہے۔ اور الفاظ مسلم کے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے حسین' سخی اور شجاع تھے' اور ایک شب اہل مدینہ خوفزدہ ہوئے اور لوگ آواز کی طرف چل پڑے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں واپس آتے ہوئے ملے' اور آپ ان سے پہلے آواز کی طرف چلے گئے' اور آپ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بے زین گھوڑے پر سوار تھے۔ اور آپ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی' اور آپ فرما رہے تھے' ڈرو نہیں' ڈرو نہیں' اور فرمایا' ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا ہے۔ یا یہ کہ بلاشبہ یہ سمندر ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' وہ گھوڑا است رو تھا' پھر مسلم بیان کرتے ہیں کہ بکیر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے عن سعید عن قتادہ عن انس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک خوف طاری تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ کا مندوب نامی گھوڑا مستعار لیا اور اس پر سوار ہو گئے۔ اور فرمایا' ہم نے کوئی خوف محسوس نہیں کیا' اور بلاشبہ ہم نے اسے سمندر پایا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' کہ جب جنگ شدت اختیار کر جاتی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنا بچاؤ کرتے' اور ابواسحاق السبیعی' حارثہ بن مضرب سے بحوالہ حضرت علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ جب بدر کی جنگ ہوئی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مشرکین سے اپنا بچاؤ کرتے اور آپ بہت جنگجو تھے' احمد اور بیہقی نے اسے بیان کیا ہے۔ اور قبل ازیں غزوۂ ہوازن میں بیان ہو چکا ہے کہ جب اس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم بھاگ گئے تو آپ اپنے خچر پر سوار ثابت قدم رہے۔ اور اپنے نام کو بلند کر کے کہہ رہے تھے: انا النبی لا کذب' انا ابن عبدالمطلب اور اس کے ساتھ ساتھ آپ اسے دشمن کے مقابل میں تیزی سے لیے جا رہے تھے' اور یہ آپ کی عظیم شجاعت اور مکمل توکل کی انتہائی بات ہے۔

اور صحیح مسلم میں اسماعیل بن علیہ کی حدیث سے' عبدالعزیز سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہما بیان ہوا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے' تو ابوطلحہ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے' اور عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ انس رضی اللہ عنہ ایک عقلمند جوان ہے' یہ آپ کی خدمت کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے سفر وحضر میں آپ کی خدمت کی۔ خدا کی قسم! جب میں نے کوئی کام کیا تو آپ نے مجھے کبھی نہ کہا کہ تو نے اسے اس طرح کیوں کیا ہے؟ اور جب میں نے کوئی کام نہ کیا تو آپ نے مجھے کبھی نہ کہا کہ تو نے اسے اس طرح کیوں نہیں کیا؟۔

اور مسلم نے ہی سعید بن ابی بردہ کی حدیث سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ میں نے نو سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت کی' مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے کبھی مجھے کہا ہو کہ تو نے ایسے کیوں نہیں کیا اور نہ آپ نے مجھ پر کبھی عیب لگایا' اور مسلم ہی نے عکرمہ بن عمار کی حدیث سے بحوالہ بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر خوش اخلاق تھے' آپ نے ایک روز مجھے کسی کام کے لیے بھیجا' تو میں نے کہا' قسم بخدا! میں نہیں جاؤں گا۔ اور میرے دل میں تھا کہ میں اس کام کے لیے جاؤں گا' جس کا حکم آپ نے مجھے دیا ہے۔ پس میں باہر نکلا' اور بازار میں کھیلتے بچوں کے پاس سے گذرا' تو اچانک رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے میری گدی کو پکڑ لیا۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے آپ کی طرف دیکھا' تو آپ مسکرا رہے تھے' آپ نے فرمایا اے انسؓ! کیا آپ وہاں گئے تھے' جہاں میں نے آپ کو حکم دیا تھا؟ میں نے کہا' ہاں یارسول اللہ ﷺ میں جاؤں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' خدا کی قسم! میں نے نو سال آپ کی خدمت کی' مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے مجھے کسی کام کے کرنے پر کہا ہو کہ تو نے اسے اس طرح کیوں کیا۔ یا کسی کام کے نہ کرنے پر کہا ہو کہ تو نے اسے اس طرح کیوں نہیں کیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ عمران القصیر نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی' پس آپ نے مجھے جو حکم دیا' اس میں سستی کرنے یا اسے ضائع کرنے پر آپ نے مجھے ملامت نہیں کی۔ اور اگر آپ کے اہل میں سے مجھے کسی نے ملامت کی' تو آپ نے فرمایا' اسے چھوڑ دو' اگر اس کام کا ہونا مقدر ہوتا تو ہو جاتا۔ پھر احمد نے اسے عن علی بن ثابت عن جعفر بن برقان عن عمران البصری القصیر عن انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' اور حدیث کو بیان کیا ہے امام احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا' کہ ابوالتیاح نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر خوش اخلاق تھے۔ اور میرا ایک بھائی تھا جسے ابوعمیر کہا جاتا تھا۔ میرا خیال ہے آپ نے اسے فطیم کہا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور اسے دیکھتے' تو فرماتے' ابوعمیر چڑیا کے بچے نے کیا کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ چڑیا سے کھیلا کرتا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ بسا اوقات نماز کا وقت ہو جاتا' اور آپ ہمارے گھر میں ہوتے تو جو کپڑا آپ کے نیچے ہوتا اسے بچھانے کا حکم دیتے' پس آپ جھاڑ دیتے' پھر پانی چھڑکتے' پھر آپ کھڑے ہو جاتے' اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے' اور آپ ہمیں نماز پڑھاتے' راوی بیان کرتا ہے آپ کا بچھونا کھجور کی ٹہنیوں کا ہوتا تھا۔ اور ابوداؤد کے سوا ایک جماعت نے اسے کئی طریق سے عن ابی التیاح یزید بن حمید عن انسؓ اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور صحیحین میں زہری کی حدیث سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے' اور رمضان شریف میں جب جبریل آپ سے ملاقات کرتے' اور آپ کو قرآن پڑھ کر سناتے' تو آپ بہت زیادہ سخاوت کرتے' اور رسول اللہ ﷺ چھوڑی ہوا سے بھی زیادہ بڑھ کر مال کی سخاوت کرتے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوکامل نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ سلم العلوی نے ہم سے بیان

کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص پر زردی کے نشان دیکھے تو آپؐ نے اسے ناپسند کیا' راوی بیان کرتا ہے' جب وہ آدمی اٹھ گیا' تو آپؐ نے فرمایا' کاش تم اس آدمی کو مشورہ دیتے کہ وہ اس زردی کو دھو دے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ جس چیز کو ناپسند کرتے' اس کی موجودگی میں کسی کا سامنا نہ کرتے۔

اور ابوداؤد اور ترمذی نے اسے الشمائل میں روایت کیا ہے' اور نسائی نے الیوم واللیلۃ میں حماد بن زید کی حدیث سے بحوالہ سلم بن قیس العلوی البصری روایت کیا ہے' اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے نہیں ہے' یہ ستاروں میں غور وفکر کیا کرتا تھا' اور عدی بن ارطاۃ نے میرے پاس چاند دیکھنے کے بارے میں گواہی دی ہے' اور اس کی گواہی جائز نہیں۔

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں' کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے عن مسلم عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی آدمی کے متعلق کوئی بات معلوم ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہتے کہ فلاں کا کیا حال ہے' بلکہ فرماتے ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اس اس طرح کہتے ہیں۔

اور صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھے کوئی آدمی کسی آدمی کے متعلق کوئی بات نہ بتائے' میں تمہاری طرف صاف دل ہو کر جانا پسند کرتا ہوں۔

اور مالک' اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا' اور آپؐ پر ایک موٹے کنارے والی چادر تھی' ایک بدو آپؐ سے ملا' اور اس نے زور سے آپ کی چادر کو کھینچا' یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے کندھے کے کنارے کو دیکھا جس پر کھچاوٹ کی شدت کی وجہ سے نشان بن گیا تھا' پھر وہ کہنے لگا' اے محمد ﷺ' خدا کا جو مال آپؐ کے پاس ہے' اس میں سے میرے لیے حکم دیجیے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے پھر اسے عطیہ دینے کا حکم دیا۔ دونوں نے اسے مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ہلال قرشی نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے' اور جب آپ کھڑے ہوئے تو ہم بھی آپؐ کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ایک بدو آیا اور کہنے لگا' اے محمدؐ! مجھے دیجیے' آپؐ نے فرمایا' نہیں' اور میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ اس نے آپ کی چادر کے کنارے کو کھینچا' اور آپ کو خراش لگائی۔

راوی بیان کرتا ہے' لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا تو آپؐ نے فرمایا' اسے چھوڑ دو۔ پھر اسے عطیہ دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ یہ آپ کی قسم تھی کہ نہیں میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس حدیث کی اصل کو ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے کئی طریق سے عن محمد بن ہلال بن ابی ہلال مولی بنی کعب عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن موسیٰ نے عن شیبان عن اعمش عن ثمامہ بن عتبہ عن زید بن ارقم ہم سے بیان کیا کہ ایک انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتا تھا۔ اور آپ کو امین بنایا کرتا تھا' اس نے آپ کے لیے دھاگے میں گرہ لگائی۔ یعنی جادو کیا' اور اسے کنوئیں میں پھینک دیا' جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار[1] پڑ گئے' اور دو فرشتے آپ کے پاس آپ کی عیادت کے لیے آئے' اور انہوں نے آپ کو بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کے لیے گرہ لگائی ہے' اور وہ فلاں کنوئیں میں ہے' اور اس کے جادو کی شدت سے پانی زرد ہو گیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی بھیج کر اس دھاگے کو نکلوایا' اس نے دیکھا کہ پانی زرد ہو چکا ہے' پس اس نے گرہ کو کھولا' اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے' اور میں نے اس کے بعد بھی اس آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے دیکھا ہے۔ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر اس کی آمد سے کوئی ناگواری نہیں دیکھی' یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے۔

میں کہتا ہوں' صحیح میں مشہور حدیث ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے ایک کنگھی اور روئی کے گالے میں' جو ذروان کے کنوئیں تلے' نر کھجور کے خوشے میں تھا' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا' اور یہ کیفیت چھ ماہ تک رہی' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے معوذتین کی دو سورتیں نازل فرمائیں۔

کہتے ہیں کہ ان دونوں کی گیارہ آیات ہیں' اور جس دھاگے میں جادو کیا گیا تھا' اس میں بھی گیارہ گرہیں تھیں۔ اور ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں اسے مفصل طور پر بیان کیا ہے جو کافی ہے۔ واللہ اعلم

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا' کہ عمران بن ابویحییٰ الملائی نے ہم سے بیان کیا کہ زید العمی نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مصافحہ کرتے یا کوئی آدمی آپ سے مصافحہ کرتا تو آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے الگ نہ کرتے' یہاں تک کہ وہ آدمی اپنا ہاتھ الگ کر لیتا' اور اگر اس کے روبرو ہوتے تو اپنا منہ نہ پھیرتے' یہاں تک کہ وہ آدمی آپ سے منہ پھیر لیتا' اور اپنے ہم نشین کے سامنے اپنے گھٹنوں کے اگلے حصے کو نہ دیکھتے۔

اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے عمران بن زید ثعلبی ابی یحییٰ طویل کوفی کی حدیث سے زید بن الحواری سے بحوالہ حضرت

---

[1] اصل کتاب میں صرع کا لفظ ہے جس کے معنی مرگی کے ہیں۔ میں نے اس ترجمے سے انحراف کر کے ''بیمار پڑ گئے'' ترجمہ کیا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ میں انبیاء کو اس قسم کی بیماریوں سے محفوظ سمجھتا ہوں۔ اس کے علاوہ قرآن شریف میں ہے کہ ''ولا یفلح الساحر حیث اتی'' جادوگر نبی کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ تصور کر لیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہو گیا تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطنت روحانیت پر غالب آ گئی تھی' حالانکہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے یعنی آپ کی روحانیت کے مقابلہ میں شیطان بے بس ہے' پھر ایک حدیث میں ہے کہ شیطان میرا تمثل اختیار نہیں کر سکتا۔ پس جس وجود باجود کے تمثل کو اختیار کرنا بھی شیطان کے بس میں نہیں' اس کے متعلق یہ خیال کرنا کہ شیطان اس پر غالب آ گیا تھا' غلط بات ہے' پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''ان عبادی لیس لک علیھم سلطان'' کہ میرے بندوں پر شیطان کو تسلط حاصل نہ ہو گا۔ ان قرآنی شواہد کی بنا پر میرا نظریہ یہ ہے کہ انبیاء کو نہ مرگی کے دورے پڑتے ہیں اور نہ ان پر جادو ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی صاحب ان شواہد کی موجودگی کے باوجود انبیاء کے متعلق یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ ان کو مرگی کے دورے پڑتے ہیں' اور ان پر جادو ہو جاتا ہے تو یہ ان کا اپنا خیال ہے' جسے قرآن کریم کی تائید حاصل نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ حدیث میں سحر کا لفظ آیا ہے تو اس کا مفہوم اس لفظ کے مختلف معانی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ (مترجم)

انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن منیع نے ہم سے بیان کیا کہ ابوقطن نے ہم سے بیان کیا کہ مبارک بن فضالہ نے ثابت البنانی سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرتے نہیں دیکھا کہ آپؐ نے اپنے سر کو ایک طرف کیا ہو یہاں تک کہ وہ آدمی اپنے سر کو ایک طرف کر لیتا۔ اور نہ میں نے کسی آدمی کو آپ کا ہاتھ پکڑتے دیکھا ہے کہ آپؐ نے اس کے ہاتھ کو چھوڑ دیا ہو یہاں تک کہ وہ آدمی آپؐ کے ہاتھ کو چھوڑ دیتا' اور ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر اور حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جعفر نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ میں نے علی بن یزید کو بیان کرتے سنا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر مدینہ کی کوئی لڑکی آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی تو آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے الگ نہ کرتے' یہاں تک کہ وہ جہاں چاہتی' آپ کو لے جاتی' اور ابن ماجہ نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ حمید نے ہم سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ اگر اہل مدینہ کی کوئی لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو پکڑ لیتی' تو وہ اپنے کام میں آپ کو لیے پھرتی۔

اور امام بخاری نے اسے اپنی صحیح کی کتاب الادب میں معلق روایت کی ہے' اور بیان کیا ہے کہ محمد بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ وہ ابن الطباع ہے۔ ہشیم نے ہم سے بیان کیا' اور پھر اس نے حدیث کو بیان کیا ہے' اور طبرانی بیان کرتے ہیں کہ ابوشعیب حرانی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ بابلتی نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب بن نہیک نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے سنا' وہ کہتے ہیں' میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے ایک بزاز کو دیکھا' اور چار درہم میں اس سے ایک قمیص خریدی۔ آپؐ وہ قمیص پہن کر باہر نکلے تو ایک انصاری نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے قمیص پہنایئے' اللہ آپ کو جنت کا لباس پہنائے گا۔ تو آپؐ نے قمیص اتار کر اسے پہنا دی' پھر دوکاندار کے پاس آئے اور اس سے چار درہم میں قمیص خریدی' اور آپؐ کے پاس صرف دو درہم باقی رہ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ راستے میں ایک بچی رو رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا' تو کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر والوں نے مجھے آٹا خریدنے کے لیے دو درہم دیئے تھے' وہ گم ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ دو درہم اسے دے دیئے' پھر واپس آئے تو وہ رو رہی تھی' آپؐ نے اسے بلا کر پوچھا تو کیوں روتی رہتی ہے جبکہ تو نے دو درہم بھی لے لیے ہیں؟ اس نے کہا مجھے خدشہ ہے کہ وہ مجھے زدوکوب کریں گے۔ تو آپؐ اس کے ساتھ اس کے گھر والوں کے پاس گئے' اور سلام کیا تو انہوں نے آپ کی آواز پہچان لی۔ پھر آپؐ واپس گئے اور سلام کیا پھر واپس گئے اور سلام کیا' پھر گئے اور تیسری بار سلام کہا تو انہوں نے جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے پہلا سلام سن لیا تھا؟ انہوں نے کہا' ہاں! لیکن ہم نے چاہا کہ آپ ہمیں زیادہ سلام دیں۔ ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپ کو کس بات نے مضطرب کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا' مجھے اس بچی پر رحم آیا کہ تم اسے مارو گے اس کے مالک نے کہا' آپؐ کے اس کے ساتھ آنے کی وجہ سے یہ خدا کی خوشنودی کے لیے آزاد ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھلائی اور جنت کی بشارت دی' پھر فرمایا' اللہ تعالیٰ نے آپ کی صحبت میں

برکت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اور انصار کے ایک آدمی کو قمیص پہنائی اور اللہ نے اس کے بدلے میں ایک گردن کو آزاد کیا۔ اور میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے اپنی قدرت سے ہمیں یہ توفیق دی ہے۔ طبرانی نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس کے اسناد میں ایوب بن نہیک حلبی بھی ہے جسے ابو حاتم نے ضعیف قرار دیا ہے اور ابو زرعہ اسے منکر الحدیث کہتے ہیں اور ازدی اسے متروک کہتے ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ خلل تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک ضرورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اے ام فلاں، جس راستے پر چاہو انتظار کرو۔ پس آپؐ اس کے ساتھ کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری ہو گئی اور اسی طرح مسلم نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور صحیحین میں اعمش کی حدیث سے ابو حازم سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کی برائی نہیں کی۔ اگر چاہتے تو اسے کھا لیتے ورنہ اسے ترک کر دیتے۔

اور ثوری نے عن اسود بن قیس عن شیخ العوفی[1] عن جابر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ہمارے گھر آئے اور ہم نے آپؐ کے لیے بکری ذبح کی تو آپؐ نے فرمایا گویا انہیں معلوم ہے کہ ہم گوشت کو پسند کرتے ہیں۔ (الحدیث)

اور محمد بن اسحاق عن یعقوب بن عتبہ عن عمر بن عبدالعزیز عن یوسف بن عبداللہ بن سلام عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب باتیں کرنے بیٹھتے تو آسمان کی طرف بہت نگاہ اٹھاتے اور اسی طرح ابو داؤد نے اسے اپنے سنن میں محمد بن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور ابو داؤد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن شعیب نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن محمد انصاری نے عن ربیح بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن جدہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو اپنے ہاتھ سے گوٹھ مار لیتے اور البزار نے اسے اپنے مسند میں اپنے الفاظ سے روایت کیا ہے آپؐ جب بیٹھتے تو اپنے گھٹنوں کو کھڑا کر لیتے اور اپنے ہاتھوں سے گوٹھ مار لیتے۔

پھر ابو داؤد بیان کرتے ہیں کہ حفص بن عمر اور موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن حسان عنبری نے ہم سے بیان کیا کہ میری دونوں دادیوں صفیہ اور وحیبہ دختران علیبہ نے مجھ سے بیان کیا۔ موسیٰ کہتے ہیں کہ حرملہ کی بیٹی نے (وہ دونوں قیلہ بنت مخرمہ کی سوتیلی لڑکیاں تھیں اور وہ ان دونوں کے باپ کی دادی تھی) ان دونوں کو بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو گوٹھ مار کر بیٹھے دیکھا وہ بیان کرتی ہیں جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو عاجزانہ رنگ میں بیٹھے دیکھا تو میں خوف سے کانپ گئی اور ترمذی نے اسے الشمائل اور الجامع میں عن عبد بن حمید عن عفان بن مسلم بن عبداللہ بن حسان روایت کیا ہے اور وہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جسے مکمل طور پر طبرانی نے المعجم الکبیر میں بیان کیا ہے۔

---

[1] شاید یہ شقیق کوفی ہے یعنی شقیق بن سلمہ اسدی ابو وائل کوفی جو تابعین کے ایک سردار ہیں۔ اور اسود بن قیس نے ان سے نقل کی ہے۔

اور بخاری بیان کرتے ہیں کہ حسن بن الصباح البزار نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات بیان کرتے۔ اور اگر کوئی گننے والا اسے گننا چاہتا تو اسے گن لیتا۔

بخاری بیان کرتے ہیں کہ لیث بیان کرتے ہیں کہ یونس نے بحوالہ ابن شہاب مجھ سے بیان کیا' کہ عروہ بن زبیر نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے بتایا کہ آپ فرماتی ہیں کہ فلاں کے باپ نے تجھے تعجب میں نہیں ڈالا' وہ آ کر میرے حجرے کے ایک طرف بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں باتیں کرنے لگا' اور وہ مجھے سنائی دے رہی تھیں اور میں تسبیح کر رہی تھی' اور وہ میرے تسبیح مکمل کرنے سے قبل اٹھ گیا۔ اور اگر میں اسے پاتی تو اسے جواب دیتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح بات بیان نہیں کرتے تھے۔

اور احمد نے اسے علی بن اسحاق سے' اور مسلم نے حرملۃ سے' اور ابوداؤد نے سلیمان بن داؤد سے روایت کیا ہے' اور سب نے ابن وہب سے بحوالہ یونس بن یزید اسے روایت کیا ہے' اور ان کی روایت میں ہے کہ کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات نے مجھے تعجب میں نہیں ڈالا' اور پھر اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے عن سفیان عن اسامہ عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپؐ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام فصیح ہوتا تھا اور جسے ہر کوئی سمجھ لیتا تھا۔ آپ مسلسل بیان نہیں کرتے تھے' اور ابوداؤد نے اسے ابن ابی شیبہ سے بحوالہ وکیع روایت کیا ہے۔ اور ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعر نے ہم سے بیان کیا کہ ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حضرت جابر بن عبداللہ یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ترتیب اور آہستگی پائی جاتی تھی۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المثنیٰ نے ثمامہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کرتے' تو اسے تین دفعہ دہراتے۔ اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تو انہیں تین بار سلام کہتے' اور بخاری نے اسے عبدالصمد کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ثمامہ بن انس کو بیان کرتے سنا' کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بات کرتے' تو بات کو تین بار دہراتے۔ اور بیان کرتے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بات کرتے تو تین بار بات کو دہراتے تھے' اور تین بار اجازت طلب کیا کرتے تھے۔ اور جس حدیث کو ترمذی نے عن عبداللہ بن المثنیٰ عن ثمامہ عن انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' اس میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بات کرتے تو اسے تین بار دہراتے' تاکہ آپ کی بات کو سمجھ لیا جائے پھر ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے' اور صحیح میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے اور میں تمہارے لیے حکم کو مختصر کر دیتا ہوں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا' کہ لیث نے ہم سے بیان کیا کہ عقیل بن خالد نے ابن شہاب سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مجھے جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے' اور میں رُعب کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں۔ اور زمین میرے لیے پاک اور مسجد بنائی گئی ہے' اور نیند کی حالت میں مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں' اور میں نے اپنے ہاتھ میں رکھیں' اور بخاری نے اسے اسی

طرح لیث کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے عبدالرحمٰن اعرج سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ میں رعب کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں' اور مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں۔ اور نیند کی حالت میں مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں اور میں نے اپنے ہاتھ میں رکھ لیں' احمد اس طریق سے اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رعب سے مدد دیا گیا ہوں۔ اور مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں' اور زمین میرے لیے پاک اور مسجد بنائی گئی ہے۔ اور نیند کی حالت میں مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں' اور میں نے ہاتھ میں رکھ لیں۔ احمد اس طریق سے اسے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ اور یہ مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

اور صحیحین میں ابن وہب کی حدیث سے بحوالہ عمرو بن الحرث لکھا ہے کہ ابوالنضر نے سلیمان بن یسار سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھلکھلا کر ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ کے حلق کا کوا دیکھ لوں' آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔

اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے عبداللہ بن مغیرہ سے بحوالہ عبداللہ بن الحرث ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تبسم کرنے والا نہیں دیکھا' پھر انہوں نے اسے لیث کی حدیث سے یزید بن ابی حبیب بحوالہ عبداللہ بن الحرث بن جزء روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ہنسی' صرف تبسم تھا۔ پھر اسے صحیح کہا ہے۔ اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوخیثمہ نے بحوالہ سماک بن حرب ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا' کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' اکثر آپ جس مصلیٰ پر فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے' اس سے سورج طلوع ہونے پر اٹھتے تھے' اور لوگ آپس میں باتیں کرتے اور جاہلیت کی باتوں میں لگ کر ہنستے' اور رسول اللہ ﷺ تبسم فرماتے۔

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شریک اور قیس بن سعد نے بحوالہ سماک بن حرب ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا' کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' آپ کم گو خاموش اور کم ہنستے تھے۔ اور بسا اوقات آپؐ کے پاس آپؐ کے اصحابؓ ایک دوسرے کو شعر سناتے' اور بعض اوقات آپؐ ان کے امور کے متعلق بات کرتے تو وہ ہنس پڑتے' اور بسا اوقات آپ تبسم فرماتے۔

اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمٰن المقری نے ہمیں بتایا کہ لیث بن سعد نے بحوالہ ولید بن ابی الولید ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن خارجہ نے بحوالہ خارجہ بن زید بن ثابت اسے بتایا کہ کچھ لوگ میرے باپ کے پاس

آئے' اور کہنے لگے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق کچھ بتایئے' انہوں نے کہا' جب وحی نازل ہوئی تو میں آپ کا پڑوسی تھا' آپ نے مجھے پیغام بھیجا' تو میں آپ کے پاس آیا' اور میں وحی لکھا کرتا تھا۔ اور جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے۔ اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے۔ اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے' اور یہ ساری باتیں ہم تمہارے پاس ان سے بیان کرتے ہیں۔ اور ترمذی نے الشمائل میں عن عباس الدوری عن ابی عبدالرحمٰن عن عبداللہ بن یزید المقری روایت کیا ہے۔

آپ کی سخاوت:

صحیحین میں زہری کے طریق سے عبیداللہ بن عبداللہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس' جس روایت کی بخاری اور مسلم نے تخریج کی ہے' وہ قبل ازیں بیان ہو چکی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے' اور رمضان شریف میں جب جبریل علیہ السلام وحی کے ساتھ آپ سے ملاقات کرتے' اور آپ کو قرآن سناتے' اس وقت آپ سب سے زیادہ سخی ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال کی سخاوت میں چھوڑی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے' یہ تشبیہ انتہائی بلیغ ہے کیونکہ اس میں سخاوت کو چھوڑی ہوئی ہوا سے اس کے عموم و تواتر اور عدم انقطاع سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اور صحیحین میں سفیان بن سعید الثوری کی حدیث سے محمد بن المنکدر سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کسی چیز کا سوال نہیں ہوا کہ آپ نے نہیں کہا ہو۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی عدی نے عن حمید عن موسیٰ بن انیس عن انس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی اسلام کے نام پر کسی چیز کا سوال ہوا' آپ نے اسے دے دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا تو آپ نے صدقہ کی بکریوں میں سے' جو دو پہاڑوں کے درمیان تھیں' اسے بہت سی بکریاں دینے کا حکم دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ آدمی اپنی قوم کے پاس واپس گیا' اور کہنے لگا' اے میری قوم' مسلمان ہو جاؤ' بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بخشش کرتے ہیں کہ فاقہ کا خوف نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی آدمی دنیا کے حصول کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا۔ اور ابھی شام نہ ہوتی کہ اسے آپ کا دین' دنیا و مافیہا سے محبوب و عزیز ہو جاتا مسلم نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

یہ بخشش اس لیے ہوتی تھی تاکہ آپ ان لوگوں کی تالیف قلب کریں جو اسلام کے بارے میں کمزور دل ہیں۔ اور آپ دوسروں کو اس لیے متالف کرتے تھے تاکہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ جس طرح کہ آپ نے حنین کے روز بے شمار اموال' یعنی اونٹ' بکریاں' سونا اور چاندی مؤلفۃ القلوب میں تقسیم کر دیا' اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے انصار اور جمہور کو کچھ نہ دیا' بلکہ ان لوگوں میں خرچ کر دیا جنہیں آپ اسلام سے مالوف کرنا چاہتے تھے۔ اور ان لوگوں کو چھوڑ دیا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں غنا اور بھلائی پیدا کی تھی۔ اور انصار میں سے جس شخص نے ناراضگی کے باعث اس تقسیم کی حکمت کے متعلق پوچھا' آپ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا' کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ تو بکریاں اور اونٹ لے جائیں' اور تم خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں میں لے جاؤ' انہوں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم راضی ہیں۔

اسی طرح آپؐ نے اپنے چچا' حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مسلمان ہونے کے بعد بحرین سے آمدہ مال عطا کیا' اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو شوق دلانے کے لیے اسے مسجد میں اپنے سامنے رکھا' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے عطا کیجیے' میں نے بدر کے روز اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا لیجیے۔ پس انہوں نے اپنا کپڑا اتارا اور اس میں اس مال کو رکھنے لگے' پھر کھڑے ہوئے تاکہ اس مال کو اٹھائیں تو اسے اٹھا نہ سکے' اور رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے' اس مال کو اٹھا کر مجھ پر رکھ دیجیے' فرمایا: میں ایسا نہیں کروں گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' کسی آدمی کو حکم دیجیے کہ وہ اس کو اٹھا کر مجھ پر رکھ دے' فرمایا نہیں' پس انہوں نے کچھ مال اس سے کم کیا' پھر دوبارہ اٹھایا مگر اٹھا نہ سکے' حضرت عباسؓ نے آپؐ سے اٹھوانے کو کہا یا یہ کہ آپ کسی آدمی کو حکم دیں' کہ وہ اسے اٹھوا دے' مگر آپؐ نے ایسا نہ کیا' پھر انہوں نے اس سے کچھ مال کم کیا اور باقی کو اٹھا لیا اور اسے لے کر مسجد سے باہر نکل گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی نگاہ' ان کی حرص پر تعجب کرتے ہوئے ان کا پیچھا کرنے لگی۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایک طاقتور' طویل اور شریف آدمی تھے' آپؐ نے کم از کم جو چیز اُٹھائی' وہ چالیس ہزار کے قریب تھی۔ واللہ اعلم

اور بخاری نے اسے اپنی صحیح میں کئی مقامات پر جزم کے صیغہ کے ساتھ معلق بیان کیا ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللّٰهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾

کی وجہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بیان کیا جاتا ہے۔

اور آپؐ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور شجاع تھے۔ (الحدیث) اور وہ ایسے کیوں نہ ہوتے آپؐ اللہ کے رسول تھے' اور آپ کی پیدائش اکمل طور پر ہوئی تھی۔ اور جو کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے' اس پر آپ کو اعتماد تھا۔ اور اللہ نے اپنی محکم کتاب میں آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے''۔ نیز فرماتا ہے: ''اور تم جو چیز بھی خرچ کرو گے وہ اس کا معاوضہ دے گا اور وہ بہترین رازق ہے''۔

اور حضور ﷺ نے جو اپنے وعدے اور قول میں صادق و مصدوق ہیں' اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلالؓ! خرچ کر اور عرش والے سے فقر کا خوف نہ کر' نیز آپؐ نے فرمایا کہ ہر روز جب بندوں پر صبح ہوتی ہے تو دو فرشتے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہے' اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا عوض دے۔ اور دوسرا کہتا ہے' اے اللہ' مال روکنے والے کو تباہ کر دے۔

اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' بخل نہ کر' ورنہ اللہ تجھ سے بخل کرے گا۔ اور بند نہ کر' ورنہ اللہ تجھ سے بند کر دے گا۔ اور صحیح میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم خرچ کر' میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ پس آپ کیسے سب لوگوں سے سخی اور شجاع نہ ہوتے' اور آپؐ ایسے متوکل تھے کہ توکل میں

کوئی آپؐ سے بڑھ کر نہ تھا۔ اور آپؐ اللہ کی مدد اور رزق پر یقین رکھتے تھے۔ اور تمام امور میں اپنے رب سے مدد مانگتے تھے۔ اور آپؐ اپنی بعثت سے قبل اور اس کے بعد' اور اپنی ہجرت سے قبل فقیروں' بیواؤں' یتیموں' ضعیفوں اور مسکینوں کے ملجا تھے' جیسا کہ آپؐ کے چچا ابو طالب نے اپنے مشہور قصیدہ میں جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہا ہے کہ

''تیرا باپ نہ رہے' قوم اس سردار کو چھوڑ دیتی ہے جو قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت سے بے بھروسہ تیزی سے کرتا ہے
اور وہ روشن رو ہے جو اپنے چہرے سے بادلوں سے پانی طلب کرتا ہے اور یتیموں کا فریاد رس' اور بیواؤں کا محافظ ہے۔
آل ہاشم میں سے راہ گم کردہ لوگ اس کی پناہ لیتے ہیں اور وہ اس کے ہاں آسائش اور فائدے میں ہیں''۔

اور آپ کی تواضع کے متعلق امام احمد نے حماد بن سلمہ کی حدیث سے بحوالہ ثابت روایت کی ہے۔ اور نسائی نے حمید کا اضافہ کر کے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا' یا سیدنا وابن سیدنا (اے ہمارے سردار' اور ہمارے سردار کے صاحبزادے) تو آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی بات کہو' اور شیطان تمہیں بہکا نہ دے' میں محمد بن عبداللہ ہوں' اور اس کا رسول ہوں۔ خدا کی قسم میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس سے زیادہ بلند کرو جتنا مجھے اللہ نے بلند کیا ہے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس طرح نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھایا ہے' میں صرف ایک بندہ ہوں' پس اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

امام جعفر بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ نے بحوالہ شعبہ ہم سے بیان کیا کہ الحکم نے ابراہیم سے بحوالہ اسود مجھ سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے کیا کام کرتے تھے' انہوں نے فرمایا' آپؐ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے' اور جب نماز کا وقت آتا تھا تو نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔

وکیع اور محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن الحکم عن ابراہیم عن اسود ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں' میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر آتے تھے تو کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا' آپؐ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے' اور جب نماز کا وقت آجاتا تھا تو باہر چلے جاتے تھے' اور نماز پڑھتے تھے۔ بخاری نے اسے آدم سے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے ایک آدمی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ آپؐ نے فرمایا: آپ کپڑے کو پیوند لگاتے تھے' اور جوتے کو سیتے تھے' اور اس قسم کے دوسرے کام کرتے تھے' یہ حدیث اس طریق سے منقطع ہے' اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے عن زہری عن عروہ و ہشام بن عروہ عن ابیہ ہمیں بتایا' وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا' ہاں! آپؐ اپنے جوتے کو پیوند لگاتے تھے اور کپڑے کو سیتے تھے' جیسا کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے' اسے بیہقی نے روایت کیا ہے' اور اس کا اسناد متصل ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو الحسین بن بشران نے ہمیں بتایا کہ ابو جعفر محمد بن عمرو البختری نے لکھ کر ہمیں بتایا کہ محمد بن

اسماعیل سلمی نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن صالح نے یحییٰ بن سعید سے بحوالہ عمرۃ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک بشر تھے' اپنے کپڑوں کو صاف کرتے تھے' اور اپنی بکری کا دودھ دوہتے تھے' اور اپنے کام کرتے تھے۔ اور ترمذی نے اسے الشمائل میں عن محمد بن اسماعیل عن عبداللہ بن صالح عن معاویہ بن صالح عن یحییٰ بن سعید عن عمرۃ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟۔ (الحدیث)

اور ابن عساکر نے ابواسامہ کے طریق سے حارثہ بن محمد انصاری سے بحوالہ عمرۃ روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے ساتھ کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا' آپ سب لوگوں سے نرم خو اور کریم تھے اور بڑے ہنس مکھ تھے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم ابوعبداللہ اعور نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت ذکر الٰہی کرتے تھے' اور بیہودہ کلام نہ تھے۔ گدھے پر سوار ہوتے تھے' اُون پہنتے تھے' غلام کی آواز کا جواب دیتے تھے۔ اور کاش میں آپ کو خیبر کے روز گدھے پر سوار دیکھتا' اس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی۔

اور ترمذی اور ابن ماجہ میں مسلم بن کیسان الملائی کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کا کچھ حصہ بیان ہوا ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے لکھ کر ہمیں بتایا کہ ابوبکر محمد بن جعفر الآدمی القاری نے بغداد میں ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن احمد بن ابراہیم الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن نصر بن مالک خزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن نصر بن مالک خزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن الحسین بن واقد نے اپنے باپ کے حوالے سے ہمیں بتایا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن عقیل کو بیان کرتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو بیان کرتے سنا' کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت ذکر الٰہی کرتے تھے اور بیہودہ کلام نہ تھے' نماز کو طویل کرتے تھے' اور چھوٹا خطبہ دیتے تھے۔ اور غلام اور بیوہ کے ساتھ چلنے سے برا نہیں مناتے تھے' یہاں تک کہ ان کی ضروریات سے انہیں فارغ کر دیتے تھے' اور نسائی نے اسے عن محمد بن عبدالعزیز عن ابی زرعہ عن الفضل بن موسیٰ عن الحسین بن واقد عن یحییٰ بن عقیل خزاعی بصری عن ابن ابی اوفی اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ذی کے فقیہہ ابوبکر اسماعیل بن محمد بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر محمد بن الفرج الازرق نے ہم سے بیان کیا کہ ہاشم بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان ابومعاویہ نے عن اشعث بن ابی الشعثاء عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ گدھے پر سوار ہوئے تھے' اور اُون پہنتے تھے' اور بکریاں باندھتے تھے اور مہمان کا خیال رکھتے تھے۔ یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے' اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور اس کا اسناد جید ہے۔

اور محمد بن سعد نے عن اسماعیل بن ابی فدیک عن موسیٰ بن یعقوب الربعی عن سہل مولی عتبہ روایت کی ہے' سہل' اہل مریس کا

کے خوش طبعی کرنے کا دستور ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ خلف بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن عبداللہ نے حمید الطویل سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور اس نے آپ سے سواری مانگی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہم تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کرائیں گے۔ اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! میں اونٹنی کے بچے کو لیا کروں گا؟ آپ نے فرمایا' اور کیا اونٹ ناقہ ہی کو جنم نہیں دیتے' اور ابوداؤد نے اسے وہب بن بقیہ سے' اور ترمذی نے قتیبہ سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے خالد بن عبداللہ واسطی طحان سے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے صحیح غریب کہا ہے۔

اور ابوداؤد اس باب میں بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ابی اسحاق نے عن ابی اسحاق عن العیز اربن حرب عن لقمان بن بشر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کے لیے اجازت طلب کی تو آپ نے سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز حضرت نبی کریم ﷺ سے بلند ہو رہی ہے۔ آپ جب اندر داخل ہوئے تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تھپڑ مارنے کے لیے پکڑ لیا' اور فرمایا' کیا میں تجھے رسول اللہ ﷺ سے بلند آوازی کرتے نہیں دیکھ رہا۔ اور حضرت نبی کریم ﷺ آپ کو روکنے لگے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر چلے گئے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دیکھا تم نے' میں نے تم کو اس آدمی سے کیسے بچایا ہے؟ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چند روز نہ آئے پھر رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی' تو دیکھا کہ ان دونوں نے مصالحت کر لی ہے۔ تو آپ نے دونوں سے کہا' جس طرح تم دونوں نے اپنی جنگ میں مجھے شامل کیا تھا' اسی طرح مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کر لو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم نے آپ کو شامل کیا' ہم نے آپ کو شامل کیا۔

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ مؤمل بن الفضل نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے عن عبداللہ بن العلاء عن بشر بن عبیداللہ عن ابی ادریس خولانی عن عوف بن مالک اشجعی ہم سے بیان کیا' وہ ہم سے بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' آپ ایک چمڑے کے خیمے میں تھے' میں نے سلام کیا' آپ نے جواب دیا' اور فرمایا' اندر آ جاؤ' میں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ کیا سارا اندر آ جاؤں' فرمایا' سارے اندر آ جاؤ' پس میں اندر چلا گیا۔ اور صفوان بن صالح نے ہم سے بیان کیا' کہ ولید بن عثمان بن ابی العاملہ نے ہم سے بیان کیا کہ اس نے یہ جو کہا ہے کہ کیا میں سارا اندر آ جاؤں' یہ خیمے کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے کہا ہے۔

پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عاصم سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے دو کانوں والے'' میں کہتا ہوں' اس قبیل کا مزاح وہ بھی ہے جسے احمد نے روایت کیا ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک بدو کا نام زاہر تھا' اور وہ جنگل سے رسول اللہ ﷺ کو تحفے لا کر دیتا تھا' اور جب وہ جانا چاہتا تو رسول اللہ ﷺ بھی اسے سامان دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' زاہر ہمارا جنگل ہے' اور ہم اس کے شہری ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ اس سے محبت کرتے تھے اور وہ

بدصورت آدمی تھا۔ وہ اپنا سامان بیچ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور پیچھے سے اسے گود میں لے لیا اور اس آدمی نے آپ کو نہ دیکھا' اس نے کہا' مجھے چھوڑ دیجئے یہ کون ہے؟ اس نے مڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور جب اس نے آپ کو پہچان لیا تو وہ اپنی پشت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے زیادہ سے زیادہ لگانے لگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے' اس غلام کو کون خریدے گا؟ اس نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' پھر آپ مجھے بے قیمت نہیں پائیں گے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' لیکن تم اللہ کے نزدیک بے قیمت نہیں ہو۔ یا یہ کہا کہ تم اللہ کے ہاں گراں قیمت ہو۔ اس اسناد کے تمام رجال صحیحین کی شرط کے مطابق ثقہ ہیں' اور ترمذی نے اسے الشمائل میں اسحاق بن منصور سے بحوالہ عبدالرزاق روایت کیا ہے' اور ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔

اور اسی قبیل سے وہ روایت ہے' جسے بخاری نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ ایک آدمی کو عبداللہ کہا جاتا تھا' جس کا لقب گدھا تھا۔ اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا اور وہ کھانے پینے کے وقت آپ کے پاس آ موجود ہوتا تھا۔ ایک روز اسے لایا گیا' تو ایک آدمی نے کہا' اللہ اس پر لعنت کرے یہ اکثر آ موجود ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو' بلاشبہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا محب ہے۔

اور اسی قبیل سے وہ بات ہے جو امام احمد نے بیان کی ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ثابت البنانی سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے اور ایک حدی خوان یا اونٹوں کو ہانکنے والا آپ کی بیویوں کے اونٹوں کو چلا رہا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کی بیویاں آپ سے آگے تھیں' آپ نے فرمایا: اے انجشہ تیرا برا ہو۔ آبگینوں سے نرمی کرو۔ یہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حدی خوان تھا جو آپ کی بیویوں کے اونٹ چلایا کرتا تھا' اس کا نام انجشہ تھا اس نے حدی پڑھی تو اونٹ تیز ہو گئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے انجشہ تیرا برا ہو آبگینوں کے ساتھ نرمی کر' قواریر (آبگینوں) سے مراد عورتیں ہیں' اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل لگی کا لفظ ہے۔

اور آپ کے اخلاق فاضلہ' خوش طبعی اور حسن اخلاق میں سے آپ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ام زرع کی طویل بات کا سننا بھی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنایا۔ اور آپ کے اخلاق میں سے وہ روایت بھی ہے جسے امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعقیل یعنی عبداللہ بن عقیل ثقفی' نے ہم سے بیان کیا کہ مجالد بن سعید نے عامر عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ ایک شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایک بات بیان کی' تو ان میں سے ایک بیوی نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو خرافہ کی بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا تجھے خرافہ کا پتہ ہے؟ خرافہ عذرا کا ایک آدمی تھا' جاہلیت میں جس کا خاندان جن تھا' وہ ان میں طویل عرصہ قیام پذیر رہا۔ پھر انہوں نے اسے انسانوں کی طرف واپس کر دیا اور اس نے ان کی جو عجیب باتیں دیکھی تھیں' انہیں وہ لوگوں کو بتایا کرتا تھا' تو لوگ کہنے لگے ''خرافہ کی بات''' اور ترمذی نے اسے الشمائل میں حسن بن صباح البزار سے بحوالہ ابوالنضر ہاشم بن القاسم روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں' یہ غریب احادیث میں سے ہے' اور اس میں نکارت پائی جاتی ہے۔ اور مجالد بن سعید کے بارے میں لوگ

اعتراض کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ترمذی اپنی کتاب الشمائل کے باب مزاح النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کرتے ہیں کہ عبد بن حمید نے ہم سے بیان کیا کہ مبارک بن فضالہ نے بحوالہ حسن ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بڑھیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے جنت میں داخل کرے۔ آپ نے فرمایا' اے ام فلاں' جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہو گی۔ بڑھیا روتی ہوئی واپس چلی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اسے بتاؤ کہ وہ جنت میں بڑھیا ہونے کی حالت میں داخل نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿انا انشاھن انشاءً فجعلنا ھن ابکاراً﴾ کہ ہم انہیں زندہ کر کے جوان بنا دیں گے' یہ حدیث اس طریق سے مرسل ہے۔

اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عباس بن محمد الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن حسن بن شقیق نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مبارک نے عن اسامہ بن زید عن سعید المقبری عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں' فرمایا' میں صرف حق بات کہتا ہوں۔

اور اسی طرح ترمذی نے اپنی جامع کے باب البر میں اس اسناد سے روایت کیا ہے' پھر کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل حسن ہے۔

باب:

آپؐ کے زہد اور اس دنیا سے اعراض کرنے کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

''اور ہم نے بعض لوگوں کو جو دنیاوی زندگی میں رونق وخوبی سے بہرہ یاب کیا ہے' اس کی طرف نگاہیں نہ اٹھاؤ۔ ہم انہیں اس میں آزمانا چاہتے ہیں۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے''۔

نیز فرماتا ہے:

''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مستقل مزاجی سے لگائے رکھ جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں' وہ اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ اور تیری نگاہیں ان سے تجاوز نہ کریں' تو دنیاوی زندگی کی زینت کا خواہاں ہے۔ اور جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کیا ہے' اس کی اطاعت نہ کر' وہ اپنی خواہشات کا پیروکار ہے' اور اس کا معاملہ حد سے گذرا ہوا ہے''۔

نیز فرماتا ہے:

''جو ہمارے ذکر سے منہ پھیرتا ہے' اور دنیاوی زندگی کا خواہاں ہے' اس سے اعراض کر' یہ ان کا مبلغ علم ہے''۔

نیز فرماتا ہے:

''ہم نے آپ کو سات دہرائی جانے والی آیات' اور قرآنِ عظیم عطا کیا ہے' اور ہم نے بعض لوگوں کو' جو سامان دیا ہے اس کی طرف نگاہ نہ اٹھا اور نہ ان پر غم کر' اور مومنین کے ساتھ نرمی کر''۔

اس بارے میں بہت سی آیات پائی جاتی ہیں۔ اب اس بارے میں احادیث کو بیان کیا جاتا ہے۔

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابوالعباس حیوہ بن شریح نے مجھ سے بیان کیا کہ بقیہ نے عن زبیدی عن زہری عن محمد بن عبداللہ بن عباس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو جبریل کے ساتھ اپنے نبی کے پاس بھیجا تو فرشتے نے اللہ کے رسول سے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بندہ نبی اور بادشاہ نبی ہونے کے درمیان اختیار دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ مشورہ لینے والے کی طرح جبریل کی طرف متوجہ ہوئے تو جبریل نے رسول اللہ ﷺ کو عاجزی کا اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلکہ میں بندہ نبی ہوں گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اس بات کے بعد کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

اور اسی طرح بخاری نے اسے تاریخ میں بحوالہ حیوۃ بن شریح روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے اسے عمرو بن عثمان سے روایت کیا ہے۔ اور دونوں نے اسے بقیہ بن الولید سے روایت کیا ہے' اور اس حدیث کی اصل' صحیح میں اسی قسم کے الفاظ سے ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن فضیل نے عمارہ سے بحوالہ ابوزرعہ ہم سے بیان کیا اور میں اسے صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے جانتا ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل' رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ نازل ہو رہا ہے' جبریل نے کہا' بلاشبہ یہ فرشتہ جب سے پیدا ہوا ہے' قیامت سے پہلے نہیں اترا اور جب وہ اترا تو اس نے کہا' اے محمد ﷺ آپ کے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ کیا وہ آپ کو فرشتہ نبی بنائے یا بندہ رسول بنائے' میرے پاس جو مسند کا نسخہ ہے' میں نے اس میں اسے اسی طرح مختصر پایا ہے' اور اس طریق سے یہ اس کے افراد میں سے ہے۔

اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بحوالہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ازواج کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ایلاء کرنے کی حدیث میں لکھا ہے کہ آپ ایک ماہ تک ان کے پاس نہیں جائیں گے' اور بالا خانے میں ان سے الگ رہیں گے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بالا خانے میں آپ کے پاس آئے تو اس میں کیکر کے پتوں کے ڈھیر' اور جو کے ایک ڈھیر اور معلق سامان کے سوا کچھ نہ تھا اور آپ ایک میلی سی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے' جس کے نشان آپ کے پہلو پر پڑے ہوئے تھے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں' آپ نے فرمایا' تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ کی مخلوق میں سے اس کے چنیدہ آدمی ہیں۔ اور قیصر و کسریٰ جس حالت میں ہیں وہ اسی حالت میں ہیں' تو آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ بیٹھ گئے اور فرمایا' اے ابن خطاب کیا تو کسی شک میں ہے؟ پھر فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جن کو ان کی اچھی چیزیں ان کی دنیاوی زندگی میں ہی جلدی دے دی گئی ہیں۔

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ کیا تجھے پسند نہیں کہ دنیا ان کے لیے ہو' اور آخرت ہمارے لیے ہو؟ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ بے شک مجھے یہ بات پسند ہے۔ آپ نے فرمایا: تو اللہ عزوجل کا شکر ادا کر' پھر جب ایک ماہ گذر گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اپنی بیویوں کو اختیار دیں۔ اور یہ آیت نازل ہوئی:

''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے' اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زینت کی خواہاں ہو تو آؤ میں تمہیں سامان دوں' اور

اچھی طرح تمہیں رخصت کر دوں' اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کی خواہاں ہو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے اچھے کام کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے''۔

ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں مفصل بیان کیا ہے' آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آغاز کیا اور انہیں فرمایا' میں آپ سے ایک معاملے کے بارے میں گفتگو کرنے والا ہوں' اس میں جلد بازی سے کام نہ لینا اور اپنے والدین سے بھی مشورہ کر لینا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں' میں نے کہا' اس بارے میں میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ' اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ اسی طرح آپ کی دیگر ازواج نے کہا' رضی اللہ عنہن۔

مبارک بن فضالہ حسن سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ کھجور کی بٹی ہوئی رسی سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے تھے' اور آپؐ کے سر کے نیچے ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم آپؐ کے پاس گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانسہ پلٹا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے پہلو پر کھجور کی رسی کے نشان دیکھے تو رو پڑے۔ آپؐ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا' اے عمرؓ! تم کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا' میں کیوں نہ روؤں' قیصر وکسریٰ دنیا کی جن چیزوں میں زندگی گذار رہے ہیں' گذار رہے ہیں' اور آپ اس حالت میں ہیں جو میں دیکھ رہا ہوں' آپؐ نے فرمایا' اے عمر کیا تمہیں پسند نہیں کہ دنیا ان کے لیے ہو اور آخرت ہمارے لیے ہو؟ انہوں نے عرض کیا بے شک آپؐ نے فرمایا' یہ ایسے ہی ہوگا۔ بیہقی نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ مبارک نے حسن سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' آپؐ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا' تو آپ کھجور کی بٹی ہوئی رسی سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے تھے' اور آپؐ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ پڑا تھا جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا' اور آپؐ کے اصحاب کی ایک جماعت بھی آپؐ کے پاس آ گئی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانسہ پلٹا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے پہلو اور کھجور کی رسی کے درمیان کوئی کپڑا نہ دیکھا۔ اور کھجور کی رسی کے نشان' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر پڑے تھے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں۔ فرمایا' اے عمر کیوں روتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' میں اس وجہ سے روتا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ اللہ کے ہاں آپ کی عزت قیصر وکسریٰ سے بہت زیادہ ہے' اور وہ دنیا میں جس حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں' بسر کر رہے ہیں۔ اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ جس پوزیشن میں ہیں' میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا تمہیں پسند ہے کہ دنیا ان کے لیے اور آخرت ہمارے لیے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' بے شک آپؐ نے فرمایا یہ ایسے ہی ہوگا۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ مسعودی نے عن عمرو بن مرہ عن ابراہیم عن علقمہ بن مسعود ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے تھے' اور چٹائی کے نشان آپ کی کھال پر پڑ گئے تھے۔ اور میں آپؐ کے جسم کو صاف کرنے لگا' اور کہنے لگا' میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں' آپؐ نے ہمیں اطلاع کیوں نہ دی' ہم آپؐ کے لیے کوئی چیز بچھا دیتے جو آپ کو اس سے بچاتی' اور اس پر سو جاتے؟ آپؐ نے فرمایا' مجھے دنیا سے کیا سروکار' میری اور دنیا کی مثال ایک سوار کی

مانند ہے جو درخت تلے سایہ لیتا ہے پھر چلتا بنتا ہے اور اسے چھوڑ جاتا ہے' اور ابن ماجہ نے اسے یحییٰ بن حکیم سے بحوالہ ابوداؤد طیالسی روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اسے موسیٰ بن عبدالرحمٰن کندی سے بحوالہ زید بن الحباب روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے مسعودی سے روایت کی ہے۔ اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اور امام احمد نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ عبدالصمد ابوسعید اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گئے تو آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے' جس کے نشان آپ کے پہلو پر پڑے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش آپ اس سے اچھا بچھونا بنا لیتے۔ آپ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا سروکار' میری اور دنیا کی مثال ایک سوار کی مانند ہے جو ایک گرم دن میں چلا' اور اس نے دن کا کچھ وقت ایک درخت تلے سایہ لیا۔ پھر چلتا بنا' اور اسے چھوڑ گیا۔ اور اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور صحیح بخاری میں زہری کی حدیث سے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد کی مانند سونا ہوتا تو مجھے یہ بات خوش نہ کرتی کہ مجھ پر تین راتیں گذرتیں اور اس میں سے میرے پاس کچھ ہوتا' سوائے اس کے جو میں نے دین کے کام کے لیے رکھا ہوتا۔

اور صحیحین میں عمارہ بن قعقاع کی حدیث سے' ابوزرعہ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رزق گذارہ کے مطابق بنا دے۔ اور وہ حدیث جسے ابن ماجہ نے یزید بن سنان کی حدیث سے عن ابن المبارک عن عطاء عن ابی سعید روایت کیا ہے' یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ' اور مسکینی کی حالت میں موت دے' اور مساکین کے گروہ میں میرا حشر کر۔ یہ حدیث ضعیف ہے جو اپنے اسناد کی جہت سے ثابت نہیں' اس لیے کہ اس میں یزید بن سنان ابوفروہ الرہادی بھی ہے جو بہت ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

اور ترمذی نے بھی اسے ایک اور طریق سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ بن واصل کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت بن محمد العابد کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ حارث بن عثمان لیثی نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ' اور مسکینی کی حالت میں موت دے' اور قیامت کے روز' مساکین میں میرا حشر کر' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں؟ فرمایا: وہ اپنے مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! مسکین کو واپس نہ کر' خواہ کھجور کا ٹکڑا دینا پڑے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا مساکین سے محبت کر' اور انہیں اپنے قریب کر' بلاشبہ اللہ قیامت کے روز تجھے قریب کرے گا۔ پھر کہتے ہیں' یہ حدیث غریب ہے' میں کہتا ہوں اس کے اسناد میں ضعف ہے اور اس کے متن میں نکارت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمٰن یعنی عبداللہ بن دینار نے ابوحازم سے بحوالہ سعید بن سعد ہم سے بیان کیا کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے سفید آٹا دیکھا تھا؟ انہوں نے

جواب دیا' رسول اللہ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے سفید آٹا نہیں دیکھا' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی' ان سے دریافت کیا گیا' کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں؟ انہوں نے جواب دیا ہمارے پاس چھلنیاں نہ تھیں' ان سے دریافت کیا گیا' آپ لوگ جو کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ہم انہیں پھونک مارتے تھے اور جو کچھ ان سے اڑنا ہوتا تھا' اڑ جاتا تھا' اور اسی طرح اسے ترمذی نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ ہم انہیں صاف کر لیتے تھے' اور گوندھتے تھے' پھر اسے حسن صحیح کہا ہے' اور مالک نے اسے ابو حازم سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں' بخاری نے اسے عن سعید بن ابی مریم عن محمد بن مطرف بن غسان مدنی عن ابی حازم عن سہل بن سعد روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عباس بن محمد الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن عثمان نے بحوالہ سلیم بن عامر ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو امامہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے جو کی روٹی بھی نہیں بچتی تھی۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے بحوالہ یزید بن کیسان ہم سے بیان کیا کہ ابو حازم نے مجھ سے بیان کیا' کہ میں نے کئی بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے دیکھا۔ اس ذات کی قسم' جس کے قبضے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اہل متواتر تین دن گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے' حتیٰ کہ آپؐ دنیا کو خیرباد کہہ گئے۔ اور مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے یزید بن کیسان کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور صحیحین میں جریر بن عبدالحمید کی حدیث سے عن منصور عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہوا ہے' آپ فرماتی ہیں کہ آل محمد ﷺ جب سے مدینہ آئے ہیں' وہ متواتر تین دن گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے' حتیٰ کہ آپؐ راہی ملک بقا ہو گئے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن طلحہ نے عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ آل محمد ﷺ تین دن گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ اور نہ ہی کبھی آپؐ کے دسترخوان سے روٹی کا ٹکڑا اٹھایا گیا حتیٰ کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ مطیع الغزال نے کردوس سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ راہی ملک بقا ہو گئے اور آپؐ کے اہل گندم کی روٹی سے تین دن سیر نہیں ہوئے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسن نے ہم سے بیان کیا کہ زوید نے عن ابی سہل عن سلیمان بن رومان مولیٰ عروہ عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپؐ نے اپنی بعثت سے لے کر وفات تک نہ چھلنی کو دیکھا اور نہ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی۔ میں نے پوچھا' آپ لوگ جو کو کیسے کھاتے تھے' آپ نے فرمایا' ہم اُف کہتے تھے (یعنی پھونک مار لیتے تھے) احمد اس طریق سے اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور بخاری نے محمد بن کثیر سے عن ثوری عن عبدالرحمٰن بن عابس بن ربیعہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ ہم پندرہ دن کے بعد پائے نکالتے تھے اور انہیں کھاتے تھے' میں نے پوچھا وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ تو آپ نے مسکرا کر

فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئی حتیٰ کہ آپ واصل بحق ہو گئے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مجھے بتایا' آپ فرماتی ہیں کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا مہینہ بھی آتا تھا کہ جس میں وہ آگ نہیں جلاتے تھے' اور پانی اور کھجور کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا' سوائے اس کے کہ کہیں سے گوشت آ جائے۔

اور صحیحین میں ہشام بن عروہ کی حدیث سے اس کے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہوا ہے' آپ فرماتی ہیں کہ ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا مہینہ بھی آتا تھا کہ ہم آگ نہیں جلاتے تھے اور صرف پانی اور کھجور پر گذارہ ہوتا تھا' سوائے اس کے کہ ہمارے اردگرد انصار کے جو گھر تھے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جانوروں کا دودھ بھیجتے تھے' اور آپ اسے پی لیتے تھے' اور ہمیں بھی اس دودھ سے پلاتے تھے' اور احمد نے اسے عن بریدہ عن محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ حسین نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن مطرف نے ابو حازم سے بحوالہ عروہ بن زبیر ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے سنا' کہ آپ فرماتی تھیں کہ ہم پر دو دو ماہ ایسے بھی گذرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں سے کسی گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا' اے سہیلی وہ آپ کس چیز پر گذارہ کرتے تھے؟ فرمایا' پانی اور کھجور پر' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور ابوداؤد طیالسی عن شعبہ عن ابی اسحاق عن عبدالرحمٰن بن یزید عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک متواتر دو روز جو کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ بہز نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے بحوالہ حمید بن ہلال ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آل نے رات کو ہماری طرف بکری کی ٹانگ بھیجی تو میں نے اسے پکڑا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گوشت کاٹا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑا' اور میں نے گوشت کاٹا۔ اور جس سے آپ بات بیان کر رہی تھیں اسے کہا کہ اس وقت چراغ نہیں تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر ہمارے پاس چراغ ہوتا تو ہم اس کا سالن بنا لیتے۔

راوی بیان کرتا ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ضرور ایسا مہینہ بھی آتا' جس میں وہ نہ روٹی پکاتے نہ ہانڈی' اور احمد نے اسے اسی طرح بہز بن اسد سے' بحوالہ سلیمان بن مغیرہ روایت کیا ہے' اور ایک روایت میں دو ماہ کے لفظ آئے ہیں' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ خلف نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعشر نے سعید بن ابی سعید سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دو دو ماہ ایسے بھی گذرے ہیں کہ ان کے گھروں میں روٹی اور سالن پکانے کے لیے آگ نہ جلتی۔ لوگوں نے پوچھا' اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وہ کس چیز پر گذارہ کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' کھجور اور پانی پر' اور ان کے انصار پڑوسی اپنے جانوروں کا دودھ انہیں بھیج دیتے تھے' اللہ انہیں جزائے خیر دے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور صحیح مسلم میں عبدالرحمٰن الحجبی کی حدیث سے اس کی ماں سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے' اور لوگ کھجور اور پانی سے سیر ہو گئے

اور ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ سوید بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے عن اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک روز گرم کھانا لایا گیا تو آپ نے کھایا۔ اور جب کھانے سے فارغ ہوئے تو فرمایا (الحمدللہ) میرے پیٹ میں فلاں فلاں وقت سے گرم کھانا داخل نہیں ہوا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ عمار ابو ہاشم صاحب الزعفرانی نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا دیا' تو آپؐ نے فرمایا' یہ پہلا کھانا ہے جو تیرے باپ نے تین دن سے کھایا ہے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور امام احمد نے عفان سے' اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن معاویہ سے' اور ان دونوں نے عن ثابت بن یزید عن ہلال بن حباب العدوی الکوفی' عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل کئی راتیں بھوکے رہتے تھے' اور ان کے اہل کے پاس رات کا کھانا نہیں ہوتا تھا' اور ان کی عام روٹی جو کی روٹی ہوتی تھی' یہ الفاظ احمد کے ہیں۔

اور ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن حفص بن غیاث نے اپنے باپ سے عن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی عن یزید عن ابی امیہ اعور عن ابی یوسف بن عبداللہ بن سلام ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی کا ٹکڑا پکڑے ہوئے دیکھا۔ کہ آپ نے اس پر کھجور رکھی ہوئی تھی' اور فرمایا: یہ اس کا سالن ہے' اور اسے کھا گئے۔

اور صحیحین میں زہری کی حدیث سے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ ٹھنڈا اور میٹھا مشروب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھا۔ اور بخاری نے قتادہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چپاتی دیکھی ہو' یہاں تک کہ آپؐ وفات پا گئے۔ اور نہ ہی آپؐ نے اپنی آنکھ سے کبھی بھنی ہوئی بکری دیکھی ہے' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت میں ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخوان پر' اور نہ ہی پلیٹ میں روٹی کھائی ہے اور نہ آپؐ کے لیے چپاتی پکائی گئی ہے' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' تو پھر وہ کھانا کس چیز پر کھاتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ان دسترخوان پر' اور انہوں نے اسی طرح قتادہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ وہ جو کی روٹی اور بودار چربی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے' اور آپؐ نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی' اور اس سے اپنے اہل کے لیے جو لیے۔ اور میں نے ایک روز آپ کو فرماتے سنا' کسی شام کو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا صاع اور دانوں کا صاع نہیں ہوا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ابان بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ ہی صبح کے کھانے' اور نہ ہی شام کے کھانے میں کبھی گوشت اور روٹی اکٹھے ہوئے ہیں سوائے اس کے کہ بھیڑ ہو' اور ترمذی نے اسے الشمائل میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ عفان روایت کیا ہے۔ اور یہ اسناد شیخین کی شرط کے مطابق ہے۔

اور ابوداؤ دطیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے بحوالہ سماک بن حرب ہم سے بیان کیا کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے سنا' اور آپ نے اس روزی کا ذکر کیا جو اللہ نے لوگوں کو دی' اور فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھوک کے باعث پیچ وتاب کھاتے دیکھا ہے' آپؐ کے پاس پیٹ بھرنے کے لیے ادنیٰ کھجور بھی نہ تھی۔ اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور صحیح میں ہے کہ ابوطلحہ نے کہا' اے ام سلیمؓ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی ہے' اور میں اس میں بھوک پہچانتا ہوں' اور ابھی یہ حدیث دلائل النبوۃ میں اور ابوالہیثم بن التیہان کے واقعہ میں بیان ہوگی۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھوک کے باعث باہر نکلے' اور ابھی وہ اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور فرمایا: تم دونوں کو کس چیز نے باہر نکالا ہے؟ وہ کہنے لگے' بھوک نے' آپؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم' جس کے قبضے میں میری جان ہے' مجھے بھی اسی چیز نے باہر نکالا ہے جس نے تم دونوں کو نکالا ہے' پس یہ الہیثم التیہان کے باغ میں گئے تو اس نے انہیں پختہ اور تازہ کھجوریں کھلائیں اور ان کے لیے بکری ذبح کی تو انہوں نے کھانا کھایا' اور ٹھنڈا پانی پیا' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ اس فضل الٰہی میں سے ہے جس کے متعلق تم دریافت کرتے ہو۔

اور امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ سیار نے ہم سے بیان کیا' کہ یزید بن اسلم نے عن یزید بن ابی منصور' عن انس عن ابی طلحہؓ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوک کی شکایت کی' اور اپنے پیٹوں سے ایک ایک پتھر ہٹایا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیٹ سے دو پتھر ہٹائے' پھر کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔

اور صحیحین میں ہشام بن عروہ کی حدیث سے اس کے باپ کے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہوا ہے کہ آپ سے رسول اللہ ﷺ کے بستر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا' آپ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور حسن بن عرفہ بیان کرتے ہیں کہ عباد بن عباد مہلبی نے عن مجالد بن سعید عن الشعبی عن مسروق عن عائشہؓ ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ ایک انصاری عورت میرے پاس آئی' اور اس نے رسول اللہ ﷺ کا بستر دیکھا جو ایک دوہرا چوغہ تھا' اور اس نے جا کر مجھے ایک بستر بھیجا جس کے اندر اُون بھری ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا' اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھی' اور اس نے آپ کا بستر دیکھا اور جا کر مجھے یہ بستر بھیج دیا آپؐ نے فرمایا: اسے واپس کر دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اسے کیوں واپس کروں' مجھے یہ اپنے گھر میں اچھا لگتا ہے' حتیٰ کہ آپؐ نے تین بار یہ بات کہی' پھر فرمایا' اے عائشہؓ! اسے واپس کر دو' خدا کی قسم! اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلا دے۔

اور ترمذی' الشمائل میں بیان کرتے ہیں کہ ابوالخطاب زیاد بن یحییٰ بصری نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا چمڑے کا تھا' جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور حضرت حفصہ

رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا' ٹاٹ کا تھا' جسے ہم دہرا کر لیتے تھے اور آپؐ اس پر سو جاتے تھے' ایک شب میں نے کہا' اگر میں اسے چوہرا کر لیتی تو یہ آپؐ کے لیے نرم ہو جاتا' پس ہم نے اسے آپؐ کے لیے چوہرا کر لیا۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا' تم نے آج شب میرے لیے کیا بچھایا تھا؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا' وہ آپ کا بستر ہی ہے جسے ہم نے چوہرا کیا ہے اور وہ آپؐ کے لیے نرم ہو گیا ہے' آپؐ نے فرمایا اسے اس کی پہلی حالت پر کر دو اس کی نرمی نے مجھے میری آج کی رات کی نماز سے روک دیا ہے۔

طبرانی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابان اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبادہ واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن محمد الزہری نے ہم سے بیان کیا کہ محمد ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے عن ابی اسود عن عروہ عن حکیم بن حزام ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں یمن کی طرف گیا۔ اور میں نے ذی یزن کا حلہ خریدا' اور اسے حضرت نبی کریم ﷺ کو تحفتاً دیا تو آپؐ نے اسے واپس کر دیا۔ پس میں نے اسے فروخت کر دیا تو آپؐ نے اسے خرید کر پہنا' پھر اپنے اصحاب کے پاس آئے اور وہ حلہ آپؐ کے اوپر تھا۔ میں نے اس حلے میں کوئی چیز آپؐ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھی' اور میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا' اور میں نے کہا۔

''جب آپ روشن رو اور ہاتھ پاؤں کی سفیدی کے ساتھ نمودار ہو گئے ہیں تو اس کے بعد حکام کس خوبی کو دیکھتے ہیں۔
اور جب وہ عظمت کی رو سے آپ کا جائزہ لیتے ہیں تو آپ شرافت اور خوبصورتی میں ان سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور مکھی بھی نہیں بھنبھناتی''۔

حضرت نبی کریم ﷺ اسے سن کر مسکراتے ہوئے میری طرف متوجہ ہوئے پھر اندر چلے گئے۔ اور حلہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو پہنا دیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین بن علی نے زائدہ سے بحوالہ عبدالملک بن عمیر مجھ سے بیان کیا کہ ربعی بن خراش نے بحوالہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چیں بہ جبیں میرے پاس آئے۔ میں نے سمجھا کہ شاید تکلیف کی وجہ سے آپ کی یہ حالت ہے' میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو چیں بہ جبیں دیکھ رہی ہوں۔ کیا تکلیف کی وجہ سے یہ کیفیت ہے؟ آپؐ نے فرمایا' نہیں' بلکہ کل جو سات دینار ہم لائے تھے' ان کو ہم نے شام تک خرچ نہیں کیا' میں انہیں بستر کے کونے میں بھول گیا تھا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ بکیر بن مضر نے ہمیں بتایا کہ موسیٰ بن جبیر نے بحوالہ ابی امامہ بن سہل ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا' کاش آپ دونوں رسول اللہ ﷺ کو اس روز دیکھتے جس روز آپؐ بیمار ہوئے' آپ فرماتی ہیں کہ میرے پاس آپ کے چھ دینار تھے' موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ سات تھے مجھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے تقسیم کرنے کا حکم دیا' اور میں آپ کی بیماری میں مصروف ہو گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت دی۔ پھر آپؐ نے مجھ سے ان دنانیر کے متعلق پوچھا' اور فرمایا تو نے ان چھ یا سات

دنانیر کا کیا کیا؟ میں نے کہا' قسم بخدا! مجھے آپ کی تکلیف نے ان سے غافل کر دیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں' آپؐ نے ان دنانیر کو منگوایا پھر اپنی ہتھیلی پر ان کی قطار بنائی' اور فرمایا اللہ کا نبی کیا خیال کرتا اگر وہ اللہ سے ملاقات کرتا اور یہ دنانیر اس کے پاس ہوتے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کل کے لیے کوئی چیز جمع نہ کرتے تھے اور یہ حدیث صحیحین میں ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ان چیزوں کا ذخیرہ نہیں کرتے تھے جو جلد خراب ہو جاتی ہیں جیسے کھانے وغیرہ کیونکہ صحیحین میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کے جو اموال رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں دیئے' ان پر مسلمانوں نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ پس آپؐ اپنے اہل کے ایک سال کے اخراجات الگ کر لیتے تھے۔ اور باقی جانوروں اور ہتھیاروں کو راہِ خدا میں جہاد کرنے کی تیاری میں لگا دیتے تھے۔

اور ہم نے جو بات بیان کی ہے' اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے' جسے امام احمد نے بیان کیا ہے کہ مروان بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن سوید ابو معلی نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تین پرندے ہدیۃً دیئے' آپؐ نے ایک پرندہ اپنے خادم کو کھلا دیا' اور جب دوسرا دن ہوا تو وہ اسے آپؐ کے پاس لائیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا' کیا میں نے تمہیں کل کے لیے کسی چیز کے رکھنے سے منع نہیں کیا تھا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر صبح کو رزق لاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو الحسین بن بشران نے ہم سے بیان کیا کہ ابو محمد بن جعفر بن نصیر نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن عبد اللہ بصری نے ہم سے بیان کیا کہ بکار بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عون نے ابن سیرین سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو آپؐ نے ان کے ہاں کھجوروں کا ایک ڈھیر دیکھا' آپؐ نے فرمایا: اے بلالؓ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' یہ کھجوریں ہیں' انہیں میں ذخیرہ کروں گا' آپؐ نے فرمایا' اے بلالؓ! تیرا برا ہو' کیا تجھے خوف نہیں آتا کہ اس کا آگ میں ایک حوض بن جائے گا' بلالؓ اسے خرچ کر دو' اور عرش والے سے فقر کا خوف نہ کرو۔

امام بیہقی نے اپنی سند سے بحوالہ ابوداؤد سجستانی اور ابو حاتم رازی روایت کی ہے۔ اور ان دونوں نے بحوالہ ابی توبۃ الربیع بن نافع روایت کی ہے کہ معاذ بن سلام نے بحوالہ زید بن سلام نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ عبد اللہ الہوزنی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حلب میں ملا۔ اور میں نے کہا' اے بلالؓ! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخراجات کے متعلق بتایئے' آپ نے فرمایا' جب سے اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی ہے' آپؐ کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ ہاں میں آپؐ کے پاس تھا' اور جب آپؐ کے پاس کوئی مسلمان آتا اور آپؐ اسے محتاج پاتے تو آپ مجھے حکم دیتے اور میں جا کر قرض لیتا اور چادر اور چیز خریدتا' اور میں اسے چادر پہناتا اور کھانا کھلاتا۔ حتیٰ کہ ایک مشرک مجھے ملا' اور کہنے

لگا' اے بلالؓ! مجھے بہت مالی وسعت حاصل ہے' اس لیے آپ میرے سوا کسی سے قرض نہ لیا کریں۔ میں نے ایسے ہی کیا۔

ایک روز میں نے وضو کیا۔ پھر نماز کی اذان کے لیے کھڑا ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ کھڑا ہے۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو کہنے لگا' اے حبشی! میں نے کہا' اسے کہاؤ' تو وہ مجھ سے ترش رو ہوا' اور ایک بڑی یا سخت بات کہی۔ نیز کہا' کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے اور مہینے کے درمیان کتنا عرصہ رہ گیا ہے؟ میں نے کہا' تھوڑا ہی ہے' اس نے کہا' صرف چار راتیں باقی رہ گئی ہیں' میرا تجھ پر جو قرض ہے میں وہ تم سے لوں گا۔ اور میں نے جو کچھ تجھے دیا ہے' وہ تیری اور تیرے آقا کی عزت کی وجہ سے نہیں دیا' بلکہ تجھے اس لیے دیا ہے کہ تو میرا غلام بن جائے۔ اور میں تجھے پہلے کی طرح بکریوں کا چرواہا بنا دوں گا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دل پر اس بات کا بڑا اثر ہوا' جیسا کہ لوگوں کے دلوں پر اثر ہوتا ہے۔ میں نے جا کر اذان دی۔ اور جب میں عشاء کی نماز پڑھ چکا' اور رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کی طرف واپس آ گئے' تو میں نے آپؐ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی' آپؐ نے مجھے اجازت دی' تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں' میں نے آپؐ کے پاس جس مشرک کا ذکر کیا تھا کہ میں اس سے قرضہ لیتا ہوں' اس نے مجھے یہ یہ بات کہی ہے' اور آپؐ کے پاس بھی کوئی چیز نہیں جو میرا قرض ادا کرے۔ اور میرے پاس بھی کچھ نہیں' اور وہ مجھے ذلیل کرے گا۔ آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں بعض ان قبائل کی طرف جاؤں جو مسلمان ہو چکے ہیں' تاکہ اللہ اپنے رسول کو وہ کچھ دے جس سے میرا قرضہ ادا ہو جائے۔ میں باہر نکلا' اور اپنے گھر آ گیا۔ اور میں نے اپنی تلوار' نیزہ اور بریتھا اور جوتا اپنے سر کے پاس رکھ لیا' اور منہ اُفق کی طرف کر دیا' پس جب کبھی مجھے نیند آتی' میں بیدار ہو جاتا' پھر جب رات دیکھتا تو سو جاتا' حتیٰ کہ صبح اوّل کی پوپھٹی' اور میں نے جانے کا ارادہ کیا' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بلا رہا ہے' اے بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو جواب دو' میں چل کر آپؐ کے پاس آیا' کیا دیکھتا ہوں کہ چار اونٹوں پر ان کے بوجھ لدے ہیں۔ میں نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے اجازت لی تو آپؐ نے مجھے فرمایا' تجھے مبارک ہو' اللہ تعالیٰ تیرے قرض کی ادائیگی کا سامان لایا ہے' میں نے اللہ کا شکر ادا کیا' اور آپؐ نے فرمایا' کیا تم چار بیٹھے ہوئے اونٹوں کے پاس سے نہیں گذرے' میں نے جواب دیا' بے شک گذرا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا' یہ اونٹ اور جو کچھ ان پر لدا ہوا ہے سب تیرا ہوا' ان پر چادریں اور کھانا تھا' جنہیں فدک کے عظیم سردار نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا۔ انہیں اپنے پاس لے جاؤ' اور پھر اپنا قرض ادا کرو۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے ایسے ہی کیا' اور ان سے ان کے بوجھ اتارے' پھر انہیں چارہ ڈالا' پھر میں صبح کی اذان دینے چلا گیا' اور جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے' تو میں بقیع کی طرف چلا گیا' اور میں نے اپنی انگلی کان میں ڈال کر کہا' جو شخص رسول اللہ ﷺ سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے وہ آ جائے' پس میں ہمیشہ فروخت کرتا رہا' اور قرض ادا کرتا رہا' اور سامان کو فروخت کرنے کے لیے پیش کرتا رہا' یہاں تک کہ زمین میں رسول اللہ ﷺ پر کوئی قرض باقی نہ رہا۔ اور میرے پاس بھی دو یا ڈیڑھ اوقیے[1] بچ رہے۔ پھر میں مسجد کی طرف گیا' اور دن کا عام حصہ گذر چکا تھا' کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اکیلے ہی مسجد

---

[1] اوقیہ نصف رطل کا چھٹا حصہ' جو چوتھائی چھٹانک ہوتا ہے۔ (مترجم)

میں بیٹھے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے مجھے فرمایا' پہلی بات کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمے جو قرض تھا' اللہ تعالیٰ نے سب ادا کر دیا ہے۔ اور قرض میں سے کچھ باقی نہ رہا۔ آپ نے فرمایا' کوئی چیز بچی بھی ہے؟ میں نے جواب دیا' ہاں دو دینار بچے ہیں۔ آپ نے فرمایا' کہ میں انتظار کرتا ہوں کہ آپ مجھے ان دونوں سے بھی راحت پہنچائیں۔ اور جب تک آپ مجھے ان دو دیناروں سے راحت نہ پہنچائیں میں اپنے گھر کے کسی آدمی کے پاس نہیں جاؤں گا' ہمارے پاس کوئی آدمی نہ آیا۔ آپ نے مسجد میں شب بسر کی' یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور دوسرے روز بھی مسجد میں دن گذارا' حتیٰ کہ دن کے آخر حصے میں دو سوار آئے' پس میں ان کے پاس گیا۔ اور انہیں چادریں پہنائیں اور کھانا کھلایا۔ اور جب آپ عشاء کی نماز پڑھ چکے تو آپ نے مجھے بلایا' اور فرمایا' پہلی بات کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا' اللہ نے اس سے آپ کو راحت دی ہے۔ تو آپ نے اس خوف سے تکبیر و تحمید کی کہ کہیں آپ کو موت نہ آ جائے اور یہ دینار آپ کے پاس ہوں۔ پھر میں آپ کے پیچھے پیچھے چلا۔ حتیٰ کہ آپ اپنی ازواج کے پاس آئے' اور ایک ایک بیوی کو سلام کرتے ہوئے اپنی شب باشی کے مقام پر آ گئے۔ اور یہ وہ بات ہے جس کے متعلق آپ نے مجھ سے دریافت کیا ہے۔

اور ترمذی' الشمائل میں بیان کرتے ہیں کہ ہارون بن موسیٰ بن ابی علقمہ المدینی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے عن ہشام بن سعد عن زید بن اسلم عن ابیہ عن عمر بن الخطاب ہم سے بیان کیا کہ ایک آدم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' اور آپ سے سوال کیا کہ مجھے کچھ عطا کریں۔ آپ نے فرمایا' میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں۔ لیکن میرے پاس کوئی چیز فروخت کر دو۔ اور جب میرے پاس کوئی چیز آئے گی تو میں اس کی ادائیگی کر دوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے دے دیا ہے' اور جس چیز کی آپ طاقت نہیں رکھتے' اللہ تعالیٰ نے اس کا آپ کو مکلف نہیں کیا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کو ناپسند کیا۔ اور ایک انصاری نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ خرچ کیجیے اور عرش والے سے فقر کا خوف نہ کیجیے تو رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔ اور انصاری کی بات کے باعث مسکراہٹ آپ کے چہرے سے نمایاں تھی۔ آپ نے فرمایا' مجھے یہی حکم دیا گیا ہے' اور حدیث میں ہے کہ وہ مجھ سے سوال کرتے ہیں اور اللہ مجھے بخل سے روکتا ہے۔

اور حنین کے روز جب انہوں نے آپ سے تقسیم غنائم کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔ اگر میرے پاس ان کانٹے دار درختوں کی تعداد کے مطابق اونٹ ہوتے تو میں انہیں ان میں تقسیم کر دیتا۔ پھر تم مجھے بخیل اور جھوٹا نہ پاتے۔

اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ علی بن حجر نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے بحوالہ الربیع بنت معوذ بن عفراء ہم سے بیان کیا۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پختہ اور تازہ کھجوروں کی ٹوکری اور انگوروں کے خوشے لائی۔ اور آپ نے مجھے مٹھی بھر زیور یا سونا دیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن مطرف عن عطیہ عن ابی سعید عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا' اس نے کیسے انعام کیا ہے۔ اور سینگ والے نے سینگ کو نگل لیا ہے' اور اس نے اپنی پیشانی اور اپنے کان کو جھکا یا ہے' اور

منتظر ہے کہ اسے کب حکم دیا جائے گا؟ مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا کہو:

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیلُ عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا.

اور ترمذی نے اسے عن ابن ابی عمر عن سفیان بن عیینہ عن مطرف اور خالد بن طیمان کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور دونوں نے عطیہ اور ابی سعید عوفی بجلی سے روایت کی ہے۔ اور ابو الحسن کوفی نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ترمذی نے ایک اور طریق سے بھی ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی روایت کی ہے جیسا کہ ابھی اپنے مقام پر بیان ہوگا۔

آپ کی تواضع:

ابو عبداللہ بن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن محمد بن یحییٰ بن سعید القطان نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ اسباط بن نصر نے السدی سے عن ابی سعد ازدی جو ازد کا قاری تھا۔ عن ابی الکنود عن خباب ہم سے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ ......الی قوله فتكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

کے متعلق بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت صہیب، حضرت بلال، حضرت عمار اور حضرت خباب رضی اللہ عنہم جیسے کمزور حالت مؤمنین کے پاس بیٹھے دیکھا، اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد دیکھ کر ان کی تحقیر کی۔ یہ آئے تو تنہائی میں آپ سے ملے، اور کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے کوئی ایسی نشست گاہ بنائیں، جس سے عربوں کو ہماری فضیلت کا پتہ چلے۔ عربوں کے وفود آپ کے پاس آتے ہیں، اور ہم شرم محسوس کرتے ہیں کہ عرب ہمیں ان غلاموں کے ساتھ دیکھیں، اور جب ہم آپ کے پاس آئیں تو آپ انہیں اپنے پاس سے اُٹھا دیا کریں۔ اور جب ہم فارغ ہو جائیں تو آپ جب تک چاہیں، ان کے پاس بیٹھیں، آپ نے فرمایا، بہت اچھا، انہوں نے کہا، آپ پر جو کتاب نازل ہوتی ہے، لکھ دیجیے۔

راوی بیان کرتا ہے، آپ نے کاغذ منگوایا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھنے کے لیے بلوایا، اور ہم ایک جانب بیٹھے ہوئے تھے، تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، اور فرمایا ان لوگوں کو نہ دھتکارو، جو صبح و مسا اپنے رب کو یاد کرتے ہیں، اور وہ اس کی رضامندی کے جویا ہیں۔ ان کے حساب کی کوئی چیز آپ کے ذمے نہیں، اور نہ آپ کے حساب کی کوئی چیز ان کے ذمے ہے۔ پس ان کو دھتکارنے سے آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کا ذکر کیا، اور فرمایا اسی طرح ہم نے ایک کو دوسرے سے آزمایا ہے تاکہ وہ کہیں کہ یہ لوگ ہیں جن پر ہم سے اللہ نے احسان کیا ہے، کیا اللہ شکر گذاروں کو اچھی طرح نہیں جانتا؟ پھر فرمایا: جب ہماری آیات پر ایمان لانے والے لوگ آپ کے پاس آئیں، تو کہو، تم پر سلامتی ہو، اللہ نے رحمت کو اپنے پر فرض کر لیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر ہم آپ کے قریب ہو گئے، حتیٰ کہ ہم نے آپ کے گھٹنے، آپ کے گھٹنے پر رکھ لیے۔ اور رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ اور جب آپ کھڑا ہونا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے، اور ہمیں چھوڑ جاتے، تو اللہ تعالیٰ نے

یہ آیت نازل فرمائی۔ ان لوگوں کے ساتھ لازم رہ جو صبح ومسا اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اور اس کی رضامندی کے جویا ہیں اور تیری آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں۔ اور اشراف کی ہم نشینی نہ کرو۔ اور اس کی بات نہ مانو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ یعنی عیینہ اور اقرع کی اور وہ اپنی خواہش کا پیروکار ہے اور اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔ یعنی ہلاکت تک پہنچا ہوا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ نے عیینہ اور اقرع کے معاملے کا ذکر کیا' پھر ان کے لیے دو آدمیوں کی اور دنیاوی زندگی کی مثال بیان کی۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور جب ہم آپ کے پاس کھڑے ہونے کے وقت تک پہنچ جاتا تو ہم کھڑے ہو جاتے' اور آپ کو چھوڑ دیتے۔ حتیٰ کہ آپ بھی کھڑے ہو جاتے۔

پھر ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن حکیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوداؤد نے ہم سے بیان کیا کہ قیس بن الربیع نے عن المقدام بن شریح عن ابیہ عن سعد ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت ہم چھ آدمیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ میرے' حضرت ابن مسعود' حضرت صہیب' حضرت عمار' حضرت مقداد اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے بارے میں۔

راوی بیان کرتا ہے' قریش نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان کا پیروکار ہونا پسند نہیں' انہیں اپنے پاس سے دھتکار دیجیے۔ راوی بیان کرتا ہے اس بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو منشائے الٰہی کے مطابق دُکھ ہوا' اور اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ان لوگوں کو نہ دھتکارو' جو صبح ومسا اپنے رب کو یاد کرتے ہیں' وہ اس کی رضامندی کے جویا ہیں۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ہمیں بتایا کہ ابوسعید بن الاعرابی نے ہمیں خبر دی کہ ابوالحسن خلف ابن محمد الواسطی الدوسی نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان الضبعی نے ہم سے بیان کیا کہ المعلی بن زیاد نے العلاء بن بشیر مازنی عن ابی الصدیق الناجی عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مہاجرین کی ایک جماعت کے پاس بیٹھا تھا اور وہ ایک دوسرے سے برہنگی سے چھپتے پھرتے تھے' اور ہمارا قاری ہمیں سنا رہا تھا۔ اور ہم کتاب اللہ کی طرف کان لگائے ہوئے تھے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس خدا کا شکر ہے' جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں' جن کے ساتھ مجھے لازم رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حلقہ گول ہو گیا' اور ان کے چہرے نمایاں ہو گئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سوا' ان میں سے کسی کو نہ پہچانا' اور فرمایا فقراء مہاجرین کے گروہ کو قیامت کے روز نور کی بشارت دو۔ تم مالداروں سے نصف یوم قبل جنت میں داخل ہو گئے' اور یہ پانچ سو سال ہوتے ہیں۔

اور امام احمد' ابوداؤد اور ترمذی نے حماد بن سلمہ کی حدیث سے حمید سے بحوالہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا۔

راوی بیان کرتا ہے' جب وہ آپ کو دیکھ لیتے تو کھڑے نہ ہوتے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اسے ناپسند کرتے ہیں۔

باب

آپ کی عبادت' اور اس بارے میں آپ کی انتہائی کوشش

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے' اور ہم کہتے تھے' کہ آپؐ افطار نہیں کریں گے' اور افطار کرتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ آپؐ روزے نہیں رکھیں گے۔ اور آپؐ انہیں رات کو عبادت کرتا اور سوتا ہوا بھی پائیں گے۔

آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان اور دیگر مہینوں میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی' آپؐ چار رکعت پڑھتے تھے' ان کے حسن وطول کے متعلق دریافت نہ کیجئے' پھر آپؐ چار رکعت پڑھتے تھے' ان کے حسن وطول کے متعلق کچھ نہ پوچھئے۔ پھر آپ تین رکعت سے طاق بنا دیتے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورت کو ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے' یہاں تک کہ وہ طویل تر ہو جاتی۔ آپ فرماتی ہیں کہ آپؐ قیام کیا کرتے تھے' یہاں تک کہ مجھے آپؐ کے شدتِ قیام پر رحم آ جاتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شب آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی' تو آپؐ نے پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ' نساء اور آل عمران پڑھیں' پھر اس کے قریب رکوع کیا' اور اسی قدر رکوع سے اٹھے' اور اسی قدر سجدہ کیا۔

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب قیام کیا یہاں تک کہ یہ آیت:

﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ' وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾

پڑھتے پڑھتے صبح کر دی۔

اسے احمد نے روایت کیا ہے' اور یہ سب روایات صحیحین اور صحاح کی دیگر کتب میں موجود ہیں۔ اور ان باتوں کی تفصیل کا مقام کتاب الاحکام الکبیر ہے۔

اور صحیحین میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے' زیاد بن علاقہ سے بحوالہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا' یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں پھٹ گئے۔ آپؐ سے گذارش کی گئی' کیا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ بخش نہیں دیئے؟ فرمایا' کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ اور قبل ازیں سلام بن سلیمان کی حدیث میں ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوشبو اور عورتیں مجھے محبوب ہیں' اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے' اسے احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا' کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے یوسف بن مہران سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھے بتایا' کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا' نماز آپ کو محبوب ہے' آپؐ اس سے جس قدر لینا چاہتے ہیں لے لیں۔

اور صحیحین میں حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں' کہ ہم ماہ رمضان میں سخت گرمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ نکلے اور ہم میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کے سوا کوئی روزے دار نہ تھا۔

اور صحیحین میں منصور کی حدیث سے ابراہیم سے بحوالہ علقمہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ کیا رسول اللہ ﷺ کچھ دنوں کو مخصوص بھی کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا' نہیں' آپ کا عمل مداومت سے ہوتا تھا۔ اور تم میں سے کون رسول اللہ ﷺ کی سی سکت رکھتا ہے؟ اور صحیحین میں حضرت انس' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت ابو ہریرہ' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وصال کے روزے رکھتے تھے' اور اپنے اصحاب کو وصال سے منع کرتے تھے' اور فرماتے تھے کہ میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں' میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں' اور وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ کھانا پلانا معنوی تھا' جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے' جسے ابن عاصم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اپنے بیماروں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ انہیں کھلاتا پلاتا ہے۔ اور کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔ آپ کی نصیحت کی باتیں ایسی ہیں جو کھانے پینے سے غافل کر دیتی ہیں۔

اور النصر بن شمیل عن محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ میں دن میں ایک سو دفعہ اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ اور بخاری نے عن الفریابی عن ثوری عن اعمش عن ابراہیم عن عبیدہ عن عبداللہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھے قرآن سناؤ' میں نے عرض کیا' میں آپ کو قرآن سناؤں' حالانکہ قرآن آپؐ پر نازل ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: میں دوسرے آدمی سے قرآن سننا پسند کرتا ہوں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے سورۂ نساء پڑھی' اور جب میں اس آیت:

﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَابِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴾

پر پہنچا تو آپؐ نے فرمایا: بس کرو' میں نے دیکھا' تو آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

اور صحیح میں لکھا ہے کہ آپؐ بستر پر کوئی کھجور پاتے تو فرماتے' اگر مجھے اس کے صدقہ کی کھجور ہونے کا خوف نہ ہوتا' تو میں اسے ضرور کھا جاتا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا' کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عمرو بن شعیب سے اس کے باپ اور دادا کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی' اور اسے کھالیا' اور اس رات کو نہ سو سکے۔ آپ کی ایک بیوی نے کہا' یارسول اللہ ﷺ! آپؐ رات بھر جاگتے رہے ہیں' فرمایا' مجھے اپنے پہلو کے نیچے سے ایک کھجور ملی اور میں نے اسے کھالیا۔ اور ہمارے پاس صدقہ کی کھجوریں بھی تھیں' مجھے خوف ہوا کہ یہ کھجور صدقہ کی کھجوروں میں سے ہو گی' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما وہ لیثی ہے' جو مسلم کے رجال میں سے ہے۔ آپ کی معصومیت کی وجہ سے ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ کھجور صدقہ کی کھجوروں میں سے نہ تھی۔ لیکن حضور ﷺ اپنے تقویٰ کی وجہ سے اس رات بے خواب رہے۔

اور صحیح میں آپ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تم سب سے بڑھ کر اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے

والا ہوں اور تم سے زیادہ جاننے والا ہوں کہ مجھے کس چیز سے بچنا ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے اور اس چیز کو اختیار کر جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔

اور حماد بن سلمہ عن ثابت عن مطرف بن عبداللہ بن الشخیر عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے اندر سے ہنڈیا کے کھدکھدانے کی سی آواز آ رہی تھی۔ اور بیہقی نے ابوکریب محمد بن العلاء ہمدانی کے طریق سے روایت کی ہے کہ معاویہ بن ہشام نے عن شیبان عن ابی اسحاق عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں فرمایا مجھے سورۂ ہود سورۂ واقعہ سورۂ مرسلات عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے اور بیہقی ہی کی ایک روایت میں جو ابوکریب سے عن معاویہ عن ہشام عن شیبان عن فراس عن عطیہ عن ابی سعید مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بڑھاپا آپ کی طرف دوڑا آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سورۂ ہود اور اس کی اخوات الواقعہ عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

باب:

آپ کی شجاعت کے بیان میں

میں نے تفسیر میں بعض اسلاف سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ سے استنباط کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس بات پر مامور تھے کہ جب مشرکین آپ کے مقابل آئیں تو آپ ان سے فرار اختیار نہ کریں خواہ اکیلے ہی ہوں اور اکیلے ہونے کا مفہوم اللہ تعالیٰ کے قول ''لا تکلف الا نفسک'' سے مستنبط ہوتا ہے۔

اور آپ سب لوگوں سے زیادہ شجاع صابر اور دلیر تھے آپ نے میدان کارزار سے کبھی فرار اختیار نہیں کیا خواہ آپ کے اصحاب آپ کو چھوڑ گئے ہوں۔

آپ کے ایک صحابی کا قول ہے کہ جب جنگ شدت اختیار کر جاتی اور لوگ گرم ہو جاتے تو ہم رسول اللہ ﷺ کے ذریعے بچاؤ کرتے۔ جنگ بدر میں آپ نے مٹھی بھر سنگریزوں سے ایک ہزار مشرکوں کو مارا اور جب آپ نے فرمایا کہ ''چہرے قبیح ہو گئے'' تو ان سنگریزوں نے انہیں نقصان پہنچایا اور اسی طرح حنین کے روز ہوا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور اُحد کے روز دوسرے وقت آپ کے اکثر اصحاب بھاگ گئے اور آپ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اور آپ کے ساتھ صرف بارہ آدمی تھے جن میں سے سات شہید ہو گئے اور پانچ باقی رہ گئے۔ اور اسی وقت ابی بن خلف قتل ہوا اور اللہ اسے جلد دوزخ کی طرف لے گیا اللہ کی اس پر لعنت ہو۔

اور حنین کے روز بھی سب لوگ بھاگ گئے حالانکہ وہ اس دن بارہ ہزار تھے۔ اور آپ ایک سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنے

خچر پر سوار ہو کر اسے دشمن کی طرف دوڑا رہے تھے اور بلند آواز سے اپنا نام لے رہے تھے۔ انا النبی لا کذب' انا ابن عبدالمطلب' یہاں تک کہ حضرت عباس' حضرت علی اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہم آپ کے خچر سے چمٹنے لگے تاکہ اس کی رفتار کو کم کریں' اس خوف سے کہ کہیں کوئی دشمن آپ تک نہ پہنچ جائے' اور آپ مسلسل اسی حالت میں رہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر آپ کی مدد و نصرت کی۔ اور جب لوگ لوٹے تو اجسام آپ کے سامنے پچھڑے ہوئے تھے۔

ابوزرعہ بیان کرتے ہیں کہ عباس بن ولید بن صبح دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ مروان ابن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن بشیر نے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے شدید گرفت کے بارے میں لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

باب:

گذشتہ انبیاء کی مسلمہ کتب میں آپ کی بیان کردہ صفات

ہم نے قبل ازیں آپ کی پیدائش کے متعلق عمدہ بشارات کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔ اب ہم اس جگہ ان میں سے چند روشن بشارات کا ذکر کریں گے۔

بخاری اور بیہقی نے روایت کی ہے' اور اس کے الفاظ فلیح بن سلیمان کی حدیث سے عن ہلال بن علی عن عطاء بن یسار بیان کیے گئے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفت بیان ہوئی ہے' اس کے متعلق مجھے بتائیے' آپ نے فرمایا' بہت اچھا' خدا کی قسم' قرآن میں آپ کی جو بعض صفات بیان ہوئی ہیں' تورات میں بھی آپ ان سے موصوف ہیں۔ ''اے نبی' ہم نے آپ کو شاہد' مبشر' نذیر اور اُمیوں کے لیے حفاظت کا ذریعہ بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ بداخلاق اور تندخو اور بازاروں میں شور مچانے والے نہیں۔ اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں۔ بلکہ معاف اور درگذر کرتے ہیں۔ اور اس وقت تک آپ کو موت نہیں دوں گا' یہاں تک کہ ٹیڑھی ملت کو آپ کے ذریعے سیدھا نہ کر لوں' اور وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ اور آپ نے اس کے ذریعے اندھی آنکھوں' بہرے کانوں اور بند دلوں کو کھول دیا ہے۔

عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں' پھر میں کعب الحبر سے ملا' اور میں نے ان سے دریافت کیا تو ان دونوں نے ایک حرف میں بھی اختلاف نہ کیا' صرف کعب نے اعنیا کا لفظ استعمال کیا' اور اسی طرح بخاری نے اسے عبداللہ سے بغیر منسوب کیے روایت کیا ہے' بعض کا قول ہے کہ وہ ابن رجاء ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عبیداللہ بن صالح ہے۔ اور عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون بحوالہ ہلال بن علی کی روایت ارجح ہے۔

اور بخاری بیان کرتے ہیں کہ سعید نے عن ہلال عن عطاء عن عبداللہ بن سلام بیان کیا ہے کہ بخاری نے اسے اسی طرح معلق

بیان کیا ہے۔ اور بیہقی نے یعقوب بن سفیان کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابوصالح' عبداللہ بن صالح کاتب اللیث' نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن یزید نے عن سعید بن ابی ہلال عن اسامہ عن عطاء بن یسار عن ابن سلام مجھ سے بیان کیا کہ آپ بیان کیا کرتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو ان الفاظ میں بیان پاتے ہیں کہ ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ بد اخلاق اور تند خو اور بازاروں میں شور کرنے والے نہیں۔ اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں' بلکہ معاف اور درگذر کرتے ہیں۔ اور اللہ نے آپ کو موت نہیں دی' یہاں تک کہ آپ نے کجرو ملت کو سیدھا کر دیا کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے۔ آپ نے اس کے ذریعے اندھی آنکھوں' بہرے کانوں اور بند دلوں کو کھول دیا۔ اور عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں کہ لیثی نے مجھے خبر دی' کہ انہوں نے کعب الاحبار کو ابن سلام کی طرف بات بیان کرتے سنا۔ اور عبداللہ بن سلام سے اسے ایک طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

ترمذی بیان کرتے ہیں کہ زید بن اخرم طائی بصری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوقتیبہ مسلم بن قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو مودود المدنی نے مجھ سے بیان کیا کہ عثمان الضحاک نے عن محمد بن یوسف عن عبداللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ مجھ سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ عیسیٰ بن مریم' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ابومودود بیان کرتے ہیں کہ گھر (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے) میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ پھر ترمذی بیان کرتے ہیں یہ حدیث حسن ہے' یہی بات الضحاک اور المعروف الضحاک بن عثمان المدنی نے بیان کی ہے' اور اسی طرح ہمارے شیخ حافظ المزی نے اپنی کتاب' الاطراف میں بحوالہ ابن عساکر بیان کیا ہے۔ انہوں نے بھی ترمذی کے قول کے مطابق بیان کیا ہے' پھر بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک اور شیخ ہیں جو الضحاک بن عثمان سے پہلے کے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اپنے باپ کے حوالے سے ان کا نام عثمان بتایا ہے' اور انہوں نے یہ نام عبداللہ بن سلام کے حوالے سے بیان کیا ہے' جو مومن اہل کتاب کے آئمہ میں سے ہیں' اور عبداللہ بن عمرو بن العاص سے بھی یہ نام روایت کیا ہے۔ اور انہیں یہ اطلاع ان دولدو جانوروں کی جہت سے ملی ہے' جو انہیں یرموک کے روز ملے تھے' اور وہ ان دونوں سے اہل کتاب اور کعب الاحبار سے بیان کیا کرتے تھے۔ اور وہ متقدمین کے اقوال میں جو ملاوٹ' غلطی اور تحریف و تبدیل ہوا ہے اس کے بڑے ماہر تھے' اور وہ ان اقوال کو بیان کیا کرتے تھے' جو بے عیب تھے' اور بسا اوقات بعض اسلاف نے ان اقوال کے متعلق حسن ظن کرتے ہوئے انہیں پورے کا پورا نقل کر دیا ہے۔ اور اس بارے میں ہمارے سامنے جو بہت سے صحیح اقوال پائے جاتے ہیں' ان میں سے بعض کے متعلق مخالفت پائی جاتی ہے' لیکن بہت سے لوگ انہیں نہیں سمجھتے۔

پھر یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ بہت سے سلف تورات کا اطلاق' اہل کتاب کی ان کتب پر کرتے ہیں جو ان کے ہاں پڑھی جاتی ہیں' یا یہ اس سے بھی اعم ہے' جیسا کہ قرآن کا لفظ خاص طور پر ہماری کتاب پر اطلاق پاتا ہے' اور اس سے دوسری کتاب مراد لی جاتی ہے۔ جیسا کہ صحیح میں ہے کہ داؤد علیہ السلام پر قرآن آسان ہو گیا اور وہ اپنے چوپاؤں کو حکم دیتے' اور وہ چرنے کے لیے جاتے اور وہ ان سے فارغ ہونے تک قرآن پڑھ لیتے۔ اور اسے مفصل طور پر کسی اور جگہ بیان کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

اور بیہقی نے عن حاکم عن اصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر' عن ابن اسحاق بیان کیا ہے کہ محمد بن ثابت بن شرحبیل

... نے بحوالہ ام الدرداء مجھ سے بیان کیا آپ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کعب الحبر سے کہا کہ آپ لوگ تورات میں رسول اللہ ﷺ کی صفت پاتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' پاتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' ان کا نام متوکل ہے۔ وہ بداخلاق اور تندخو اور بازاروں میں شور مچانے والے نہیں' اور آپ کو خزانے دیئے گئے ہیں' تاکہ آپؐ کے ذریعے اللہ تعالیٰ اندھی آنکھوں کو بینا کر دے اور بہرے کانوں کو سنوا دے۔ اور کج زبانوں کو سیدھا کر دے تاکہ وہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی گواہی دیں اور مظلوم کی مدد کریں' اور اس کی حفاظت کریں۔

اور انہی سے عن یونس بن بکیر عن یونس بن عمرو عن العیزار بن خریب عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق انجیل میں لکھا ہے کہ وہ بداخلاق' تندخو اور بازاروں میں شور کرنے والے نہیں۔ اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں بلکہ معاف اور درگذر کرتے ہیں۔ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ قیس العجلی نے ہم سے بیان کیا کہ سلام بن مسکین نے بحوالہ مقاتل بن حیان ہم سے بیان کیا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کی طرف وحی کی کہ میرے حکم کے بارے میں سنجیدہ رہ اور مذاق نہ کر اور اے طاہر بتول کے بیٹے سن کر اور اطاعت کر' میں نے بغیر نر کے تجھے پیدا کیا ہے۔ اور تجھے جہانوں کے لیے نشان بنایا ہے' بس صرف میری عبادت کر اور مجھ پر توکل کر' اور اہل سوران پر واضح کر کہ میں وہ پائیدار حق ہوں جو زائل ہونے والا نہیں' عربی نبی کی تصدیق کر' جو اونٹوں' چوغے' عمامے' جوتے' ڈنڈے' گھنگھریالے سر' کشادہ پیشانی' ملے ہوئے ابروؤں' سیاہ آنکھوں' بلند بینی' سفید رخساروں اور گھنی داڑھی والا ہے۔ آپ کا پسینہ آپؐ کے چہرے پر موتیوں کی طرح ہے۔ اور مشک کی طرح آپ کی خوشبو مہکتی ہے۔ آپ کی گردن چاندی کے لوٹے کی طرح ہے' اور آپ کی ہنسلیوں میں گویا سونا رواں ہے۔ اور آپؐ کے سینے سے لے کر ناف تک بال ہیں جو شاخ کی طرح چلتے ہیں' اور آپؐ کے سینے اور پیٹ پر اس کے سوا کوئی بال نہیں' آپؐ کے پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت ہیں' جب آپؐ لوگوں کو جمع کرتے ہیں تو ان پر چھا جاتے ہیں' اور جب چلتے ہیں گویا پہاڑ سے اُتر رہے ہیں۔ اور نشیب میں تھوڑا تیز ہو کر اُترتے ہیں''۔

اور بیہقی نے اپنی سند سے بحوالہ وہب بن منبہ یمامی روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں' کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو رازدارانہ گفتگو کے لیے قریب کیا تو انہوں نے کہا:

''اے میرے رب! میں ایک ایسی امت کی خبر پاتا ہوں' جو لوگوں کے فائدہ کے لیے پیدا کی گئی ہے وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں گے' برائی سے روکیں گے' اور اللہ پر ایمان لائیں گے۔ اے اللہ! ان کو میری امت بنا دے' اللہ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' اے میرے رب! میں تورات میں خیر الامم کی خبر پاتا ہوں جو امتوں کے آخر میں ہوں گے' اور بروز قیامت سابقون میں ہوں گے' ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' اے میرے رب! میں تورات میں ایک امت کی خبر پاتا ہوں' جن کی اناجیل ان کے سینوں میں ہوں گی' اور وہ انہیں پڑھیں گے۔ اور ان سے پہلے لوگ اپنی کتابوں کو دیکھ کر پڑھتے تھے۔

اور انہیں حفظ نہ کرتے تھے' ان کو میری امت بنا دے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' اے میرے رب! میں ایک امت کی خبر پاتا ہوں جو پہلی اور پچھلی کتاب پر ایمان لائیں گے' اور ضلالت کے سرخیلوں سے جنگ کریں گے' حتیٰ کہ یک چشم کذاب سے بھی جنگ کریں گے۔ ان کو میری اُمت بنا دے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا' اے میرے رب! میں تورات میں ایک امت کی خبر پاتا ہوں' جو اپنے صدقات کو اپنے پیٹوں میں ڈالیں گے' اور ان سے پہلے کا آدمی جب اپنا صدقہ نکالتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر آگ بھیجتا تھا' جو اسے کھا جاتی تھی۔ اور اگر وہ قبول نہ ہوتا تو آگ اس کے قریب نہ جاتی۔ ان کو میری امت بنا دے' اللہ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' میں تورات میں ایک امت کی خبر پاتا ہوں' جب ان میں سے کوئی شخص برائی کا ارادہ کرے گا تو اس کی برائی نہیں لکھی جائے گی۔ اور اگر اس پر عمل کرے گا تو اس کی ایک برائی لکھی جائے گی۔ اور جب ان میں سے کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرے گا' اور اس پر عمل نہیں کرے گا تو اس کی نیکی لکھی جائے گی۔ اور اگر اس پر عمل کرے گا' تو دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک اس کی نیکیاں لکھی جائیں گی' ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' اے میرے رب' میں تورات میں ایک امت کی خبر پاتا ہوں' جو جواب دیتے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے' ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے''۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ وہب بن منبہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعہ میں' اور جو اس نے ان کی طرف زبور وحی کی' بیان کیا ہے کہ: ''اے داؤد! عنقریب آپ کے بعد ایک نبی آئے گا' جس کا نام احمدؐ اور محمدؐ ہے' وہ صادق اور سردار ہے۔ میں اس پر کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ اور نہ وہ کبھی مجھے ناراض کرے گا۔ اور قبل اس کے کہ وہ میری نافرمانی کرے' میں نے اس کے پہلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں' اس کی امت مرحومہ ہے' میں انہیں نوافل کا انبیاء کی طرح ثواب دوں گا' اور ان پر وہ فرائض ادا کروں گا جو میں نے انبیاء و رسل پر عائد کیے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ قیامت کے روز میرے پاس آئیں گے۔ اور ان کا نور انبیاء کے نور کی طرح ہوگا۔ اور یہ اس لیے کہ میں نے ان پر فرض عائد کیا ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے پاک ہوں' جیسا کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء پر فرض عائد کیا تھا۔ اور میں نے ان کو غسل جنابت کا حکم دیا ہے' جیسا کہ میں نے پہلے انبیاء کو حکم دیا تھا۔ اور میں نے ان کو حج کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے انبیاء کو دیا تھا۔ اور میں نے ان کو جہاد کا حکم دیا ہے' جیسا کہ میں نے ان سے پہلے رسولوں کو حکم دیا تھا' اے داؤد! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ میں نے ان کو چھ ایسی باتیں عطا کی ہیں جنہیں میں نے ان کے سوا کسی امت کو نہیں دیا۔ میں خطا' نسیان پر ان سے گرفت نہیں کروں گا۔ اور ہر وہ گناہ جسے وہ بلا ارادہ کریں' اگر وہ مجھ سے اس کی بخشش طلب کریں تو میں وہ گناہ انہیں بخش دوں گا۔ اور جس چیز کو وہ بطیب خاطر اپنی آخرت کے لیے آگے بھیجیں گے' میں اسے کئی گناہ بڑھاؤں گا' اور میرے پاس خزانے میں ان کے لیے کئی گنا' اور اس سے بہتر بھی ہے۔ اور جب وہ مصائب میں صبر کریں گے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں گے تو میں نے انہیں جنات النعیم تک صلوٰۃ و رحمت اور ہدایت دوں گا۔ اور اگر وہ مجھ سے دعا کریں

گے' تو میں ان کی دعا قبول کروں گا' خواہ وہ اسے جلد طلب کریں۔ یا میں ان سے برائی کو دور کر دوں گا۔ اور یا میں ان کے لیے اسے آخرت کے لیے ذخیرہ کر دوں گا۔ اے داؤد! جو شخص محمد ﷺ کی امت سے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی شہادت دیتا ہوا مجھے ملے گا وہ میرے ساتھ میری جنت میں ہوگا' اور اسے میری عزت سے بھی حصہ ملے گا۔ اور جو شخص محمد ﷺ اور آپ کی لائی ہوئی تعلیم کی تکذیب کرتا ہوا مجھے ملے گا۔ اور میری کتاب سے استہزاء کرے گا' میں اس کی قبر میں اس پر عذاب نازل کروں گا۔ اور جب وہ اپنی قبر سے اٹھے گا تو اس وقت فرشتے اس کے منہ اور اس کی پشت پر ماریں گے' پھر میں اسے دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں داخل کروں گا''۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ الشریف ابوالفتح العمری نے ہمیں بتایا کہ عبدالرحمٰن بن ابی شریح الہروی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن محمد بن ساعد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن شبیب ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمر بن سعید سلیلی ابن محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے بیان کیا کہ ام عثمان بنت سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے باپ سے' اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ جبیر بن مطعم کو بیان کرتے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا' اور آپ کا امر مکہ میں ظاہر ہوا تو میں شام کی طرف گیا۔ جب میں بصرہ میں تھا تو نصاریٰ کی ایک جماعت میرے پاس آئی' اور انہوں نے مجھے کہا' کیا تو حرم کے علاقے کا ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں انہوں نے کہا' کیا تم اس شخص کو جانتے ہو' جس نے تم میں دعویٰ نبوت کیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! راوی بیان کرتا ہے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا' اور مجھے اپنے گرجا میں لے گئے جس میں تصاویر اور اسٹیچو پڑے تھے' اور کہنے لگے' دیکھو' کیا تم اس نبی کی تصویر دیکھتے ہو جو تم میں مبعوث ہوا ہے؟ میں نے دیکھا' تو آپ کی تصویر نہ پائی' میں نے کہا' میں آپ کی تصویر نہیں دیکھتا تو وہ مجھے اس سے بڑے گرجے میں لے گئے' جس میں اس گرجے سے بھی زیادہ تصاویر اور اسٹیچو تھے' اور مجھے کہنے لگے' کیا تم اس کی تصویر کو دیکھتے ہو؟ میں نے دیکھا تو حضرت نبی کریم ﷺ کی صفت اور تصویر دیکھ لی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صفت اور تصویر بھی دیکھی آپ کی پشت کو پکڑے ہوئے ہیں' انہوں نے مجھے کہا' کیا تم ان کی صفت دیکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا' ہاں' اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صفت کی طرف اشارہ کر کے پوچھا' وہ یہ ہے میں نے کہا' ہاں' میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی ہے' انہوں نے پوچھا' کیا تم اس شخص کو بھی جانتے ہو' جو آپ کو پشت سے پکڑے ہوئے ہے' میں نے جواب دیا' ہاں' انہوں نے کہا' ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارا آقا ہے اور یہ اس کے بعد خلیفہ ہوگا۔

اور بخاری نے اسے تاریخ میں عن محمد غیر منسوب عن محمد بن عمر اپنے اسناد کے ساتھ مختصراً روایت کیا ہے' اور بخاری کے نزدیک انہوں نے یہ بھی کہا کہ جو بھی نبی ہوا ہے اس کے بعد نبی ہوا' مگر اس نبی کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں سورۂ اعراف کی آیت:

﴿ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ الآیة

کی تفسیر میں وہ روایت بیان کی ہے' جسے بیہقی وغیرہ نے ابوامامہ باہلی کے طریق سے بحوالہ ہشام بن العاص اموی بیان کیا ہے' وہ

بیان کرتے ہیں کہ:

مجھے اور قریش کے ایک آدمی کو رومیوں کے بادشاہ ہرقل کی طرف دعوتِ اسلام دینے کے لیے بھیجا گیا' اور اس نے اس کے پاس ان کے اجتماع کا ذکر کیا۔ اور جب میں نے اسے پہچانا' تو جب انہوں نے اللہ کا ذکر کیا تو میری طبیعت مکدر ہوگئی' پس اس نے انہیں مہمان خانہ میں اتارا' اور تین دن کے بعد انہیں بلایا' اور ایک بڑی حویلی کی طرح کی چیز منگوائی' جس میں چھوٹے چھوٹے گھر تھے' جن کو دروازے لگے ہوئے تھے' اور ان میں ریشم کے ٹکڑوں پر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ اور وہ انہیں ایک ایک کر کے نکالنے لگا اور ہر ایک تصویر کے متعلق بتانے لگا۔ اور اس نے ان کے لیے حضرت آدم' پھر حضرت نوح' پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصاویر نکالیں۔ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر نکالنے میں جلدی کی۔

راوی بیان کرتا ہے' پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا' اور اس گھر میں سفید تصاویر تھیں' اور خدا کی قسم' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بھی تھی' اس نے پوچھا کیا تم اسے جانتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں' یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' راوی بیان کرتا ہے' اور ہم رو پڑے' راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ کچھ دیر کھڑا ہوا' پھر بیٹھ گیا اور کہنے لگا' خدا کی قسم! یہ وہی ہے؟ ہم نے کہا' ہاں' یقیناً یہ وہی ہے جیسا کہ آپ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں' پھر وہ اسے کچھ دیر دیکھتا رہا' پھر کہنے لگا یہ آخری گھر تھا۔ لیکن میں نے تمہارے لیے جلدی کی' تاکہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے دیکھوں' پھر اس نے انبیاء کی بقیہ تصاویر کو نکالنے کی پوری بات بیان کی' اور ان کا تعارف کرایا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آخر میں ہم نے اسے کہا کہ آپ نے یہ تصاویر کہاں سے حاصل کی ہیں؟ کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ ان پر انبیاء کی تصاویر ہیں۔ اور ہم نے اپنے نبی علیہ السلام کی تصویر بھی ان کی مثل دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ انہیں ان کی اولاد میں سے ہونے والے انبیاء دکھائے تو اس نے ان کی تصاویر کو حضرت آدم پر نازل کیا جو مغرب الشمس کے پاس حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ میں تھیں اور ذوالقرنین نے انہیں مغرب الشمس سے نکال کر حضرت دانیال علیہ السلام کو دیا۔ پھر اس نے کہا' خدا کی قسم' میرا دل اپنی حکومت سے نکل جانا چاہتا ہے' اور میں تمہارے سب سے بڑے آدمی کا مملوک ہونا چاہتا ہوں' حتیٰ کہ مجھے موت آ جائے۔

راوی بیان کرتا ہے' پھر اس نے ہمیں بہت اچھے عطیات دیئے' اور رخصت کیا۔ پس جب ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ہم نے جو کچھ دیکھا' اور جو کچھ اس نے بیان کیا اور ہمیں عطیات دیئے' اس کا سارا حال آپ سے بیان کیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے' اور فرمایا وہ مسکین ہے' اگر اللہ نے اس سے بھلائی کا ارادہ کیا تو وہ ضرور ایسا کرے گا' پھر فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ اور یہودی اپنے ہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت پاتے ہیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ علی بن عیسیٰ الحکیمی نے اپنے باپ سے بحوالہ عامر بن ربیعہ مجھ سے بیان کیا کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو بیان کرتے سنا کہ میں اولاد اسماعیل میں سے ایک نبی کا منتظر ہوں' پھر بنی عبدالمطلب میں سے' اور میرا خیال ہے کہ میں اسے نہیں ملوں گا۔ اور میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور اس کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ اور اگر تیری عمر لمبی ہوئی' اور تو نے اسے دیکھا'

تو اسے میرا سلام کہنا' اور میں تمہیں اس کی صفت بتاؤں' یہاں تک کہ وہ تجھ سے مخفی نہیں رہے گا' میں نے کہا' آؤ بتاؤ' اس نے کہا' وہ آدمی نہ لمبا ہے نہ چھوٹا' اور نہ بہت زیادہ بالوں والا ہے اور نہ تھوڑے بالوں والا۔ اور اس کی آنکھوں سے سرخی زائل نہیں ہوتی' اور مہر نبوت اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ہے اور اس کا نام احمدؐ ہے' اور یہ شہر اس کا مولد و مبعث ہے۔ پھر اس کی قوم اسے اس شہر سے نکال دے گی اور وہ اس کی تعلیم کو ناپسند کریں گے یہاں تک کہ وہ یثرب کی طرف ہجرت کر جائے گا' اور اس کا امر غالب آ جائے گا' اس کے بارے میں دھوکہ کھانے سے بچنا' میں نے دین ابراہیم کی تلاش میں تمام ممالک کا چکر لگایا ہے۔ اور جو کوئی یہود و نصاریٰ اور مجوس سے پوچھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ کامل دین ہے' اور وہ کامل نبی ہے' اور اس کی ایسے ہی صفت بیان کرتے ہیں' جیسی میں نے تیرے سامنے بیان کی ہے' اور کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا' عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں جب میں مسلمان ہوا تو میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو زید بن عمرو بن نفیل کی بات کی اطلاع دی اور اس کا سلام بھی دیا' آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس کے لیے رحم کی دعا کی' اور فرمایا' میں نے اسے جنت میں دامن گھسیٹتے دیکھا ہے۔

باب:

دلائل نبوت

یہ دلائل معنوی بھی ہیں اور حسی بھی' معنوی دلائل میں سے آپؐ پر قرآن کا نازل کرنا ہے جو سب سے بڑا معجزہ' واضح نشان اور کھلی دلیل ہے' کیونکہ وہ اس معجزانہ ترکیب پر مشتمل ہے جس سے جن وانس کو چیلنج کیا گیا ہے کہ وہ اس کی مثل لائیں۔ اور وہ اس کی مثل لانے سے عاجز آ گئے۔ حالانکہ اس کے دشمن کو اس کے معاونت کے لیے بہت سے اسباب اور فصاحت و بلاغت حاصل تھی' پھر اس نے انہیں دس سورتوں کا چیلنج دیا۔ پھر چیلنج کو کم کر کے اس جیسی ایک سورت پر لے آیا' تو وہ اس سے بھی عاجز آ گئے' اور وہ اس کے بارے میں اپنے عجز و تقصیر کو جانتے تھے' اور یہ وہ بات ہے جس تک کبھی کوئی راہ نہیں پا سکے گا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''کہہ دو اگر جن وانس اس قرآن کی مثل لانے کے لیے جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل نہیں لا سکیں گے' خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں''۔ اور سورۂ طور میں ہے جو مکی ہے کہ ''یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے اپنے پاس سے بنا لیا ہے' بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے' اگر وہ سچے ہیں تو وہ اس قسم کی آیت لے آئیں''۔ اور سورۃ بقرہ مدینہ میں اللہ تعالیٰ چیلنج کو دہراتے ہوئے فرماتا ہے کہ: ''اگر تم اس کلام کے بارے میں شبہ میں ہو' جسے ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ' اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بلاؤ' اگر تم سچے ہو' اور اگر تم نہ کر سکو' اور تم ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے بچو' جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں اور جسے کافروں کے لیے تیار کیا گیا ہے''۔ یا وہ افترا کے طور پر کہتے ہیں' کہہ دو کہ تم اس قسم کی دس جھوٹی سورتیں لے آؤ' اور اللہ کے سوا جس قدر مددگار ہوں کو تم بلا سکتے ہو' بلا لو' اگر تم سچے ہو۔ اور اگر وہ تمہیں جواب نہ دیں تو جان لو کہ اسے علم الٰہی سے نازل کیا گیا ہے' اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' پس کیا تم تسلیم کرنے والے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اس کے سوا کوئی اسے جھوٹے

طور پر بنا لے' بلکہ یہ اپنی سے پہلی کتاب کی تصدیق و تفصیل کرنے والا ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں' اور رب العالمین کی طرف سے ہے۔ یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے افتراء کے طور پر بیان کیا ہے۔ کہہ دو' اس کی مثل ایک سورت لے آؤ' اور اللہ کے سوا جس قدر مددگاروں کو بلا سکتے ہو بلا لو' اگر تم سچے ہو۔ بلکہ انہوں نے اس کی تکذیب کی جس کا علم سے انہوں نے احاطہ نہیں کیا۔ ابھی اس کی تاویل نہیں آئی' اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی اور دیکھ ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔

پس اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ مخلوق اس قرآن کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے بلکہ اس کی دس سورتوں' بلکہ ایک سورت کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے' اور وہ ابد تک اس کی سکت نہیں پائیں گے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿فَـاِنْ لَّـمْ تَـفْـعَـلُوْا وَ لَنْ تَـفْـعَـلُوْا﴾ یعنی اگر تم ماضی میں اس کی مثل نہیں لا سکے تو مستقبل میں بھی تم ہرگز اس کی مثل نہ لا سکو گے۔ اور یہ دوسرا چیلنج ہے کہ وہ حال اور مآل میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ اور اس قسم کا چیلنج صرف وہی شخص دے سکتا ہے جسے یقین ہو کہ جو کچھ وہ لایا ہے' بشر کے لیے اس کا معارضہ کرنا اور اس کی مثل لانا ممکن نہیں۔ اور اگر یہ کسی جھوٹے کی جانب سے ہوتا تو وہ مقابلہ سے خوف کھا جاتا اور ذلیل ہو جاتا۔ اور اس نے جو ارادہ کیا تھا کہ لوگ اس کی متابعت کریں گے' اس کے اُلٹ واقع ہوتا' اور ہر عقلمند کو یہ بات معلوم ہے کہ محمد ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ عقلمند ہیں بلکہ حقیقت میں ان سے اعقل واکمل ہیں' پس جو شخص اس معاملے میں اقدام کرے گا' اسے معلوم ہو جائے گا کہ ان کا معارضہ کرنا ممکن نہیں' اور واقعتہً بھی ایسے ہی ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر ہمارے اس زمانے تک کسی کو اس کی نظیر لانے کی سکت نہیں ہوئی' بلکہ اس کی کسی سورت کی نظیر لانے کی بھی سکت نہیں ہوئی' اور نہ ابد تک ہوگی' بلاشبہ یہ رب العالمین کا کلام ہے' اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز اس کی ذات وصفات اور افعال میں اس کی مانند نہیں ہو سکتی' پس مخلوق کا کلام' خالق کے کلام کی مانند کیسے ہو سکتا ہے؟

اور کفار قریش کا وہ قول جسے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے حکایتہً بیان کیا ہے کہ جب ہماری آیات ان پر پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے سن لیا ہے' اور اگر ہم چاہتے تو اس قسم کا کلام بیان کر دیتے' یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ یہ ان کا کذب اور بلا دلیل و برہان اور بلا حجت و بیان باطل دعویٰ ہے۔ اور اگر وہ سچے ہوتے تو اس کے مقابلے کا کلام لے آتے' بلکہ وہ اپنے جھوٹ کو جانتے ہیں' جیسے کہ وہ اپنے اس جھوٹ کو جانتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جنہیں اس نے لکھ لیا ہے' اور وہ اسے صبح و شام لکھوائی جاتی ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہہ دو اسے اس ذات نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے راز کو جانتا ہے' بلاشبہ وہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے' یعنی اسے پوشیدہ باتوں کے جاننے والے نے اتارا ہے' وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے جو گذشتہ اور آئندہ ہونے والی باتوں اور جو نہیں ہوئیں اور اگر ہوئیں تو کیسے ہوئیں؟ کا جاننے والا ہے۔ بلاشبہ اس نے اپنے بندے اور نبی امی رسول کی طرف وحی کی جو نہ اچھی طرح لکھ سکتا تھا اور نہ کلیتہً اسے جانتا تھا۔ اور نہ ہی اوائل کے علم اور گذشتہ لوگوں کے حالات سے واقف تھا' پس اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اور آئندہ ہونے والے واقعات کو ہو بہو اور پورا پورا آپؐ کے سامنے بیان کر دیا' اور وہ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے' جس کے بیان کرنے میں جملہ کتب متقدمہ اختلاف کرتی ہیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اسی طرح ہم آپ کے سامنے گذشتہ لوگوں کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ اور ہم نے اپنی جناب سے آپ کو ذکر عطا کیا ہے۔ اور

جو شخص اس سے اعراض کریں گے وہ قیامت کے روز بوجھ اٹھائیں گے' اور اس میں ہمیشہ رہیں گے' اور قیامت کے روز ان کے لیے برا بوجھ ہوگا' اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور ہم نے حق کے ساتھ آپ پر کتاب اتاری ہے جو اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرنے والی' اور اس کی نگرانی کرنے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اس سے قبل تو نہ کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتا تھا کہ تمسخر کرنے والے شک کریں' بلکہ یہ واضح آیات ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں ہیں' جنہیں علم دیا گیا ہے۔ اور ہماری آیات سے صرف ظالم لوگ ہی انکار کرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر اللہ کی طرف سے معجزات کیوں نہیں نازل کیے گئے' کہہ دو معجزات اللہ کے پاس ہیں' اور میں صرف ایک کھلم کھلا انتباہ کرنے والا ہوں۔ کیا ان کے لیے یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے آپؐ پر کتاب اتاری' جو ان پر پڑھی جاتی ہے' اور اس میں ایمان لانے والے لوگوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے۔ کہہ دو' میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے جو اسے جانتا ہے' جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو لوگ جھوٹ پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کا انکار کرتے ہیں' وہی خسارہ پانے والے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ صرف اُسی اُمی پر اسی کتاب کا نازل کرنا جو گذشتہ اور آئندہ کے علم' اور جو کچھ لوگوں کے درمیان ہونے والا ہے اس کے فیصلے پر مشتمل ہے' آپؐ کے صدق پر دال ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے' کہتے ہیں اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ' یا اسے بدل دو' کہہ دو مجھے اپنی جانب سے اس کے بدلنے کی طاقت نہیں' میں تو صرف اپنے پر نازل ہونے والی وحی کا پیروکار ہوں۔ اور اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو یوم عظیم کے عذاب سے ڈرتا ہوں' کہہ دو 'اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا' اور نہ تمہیں اس کے متعلق بتاتا' اور اس سے قبل' میں نے عمر کا ایک حصہ تم میں بسر کیا ہے۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر افتراء کرے' یا اس کی آیات کی تکذیب کرے' بلاشبہ وہ مجرموں کو کامیاب نہیں کرتا۔

آپؐ انہیں کہتے ہیں کہ میں اس قرآن کو اپنی جانب سے تبدیل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اللہ کا کام ہے' میں اس کا مبلغ ہوں' اور جو کچھ میں تمہارے پاس لایا ہوں' اس کے بارے میں تم میرے صدق کو جانتے ہو' میں نے تمہارے درمیان پرورش پائی ہے۔ اور تم میرے نسب' صدق اور امانت کو جانتے ہو' اور میں نے کبھی کسی روز' تم میں سے کسی شخص پر جھوٹ نہیں بولا' پس مجھے یہ کیسے طاقت ہوسکتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولوں جو نفع و نقصان کا مالک' اور ہر چیز پر قادر' اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اور اس پر جھوٹ بولنا' اور اس کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو اس نے نہیں کہی' اس سے بڑا گناہ اور کون سا ہے' جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اگر یہ ہم پر کچھ جھوٹ تھوپے تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیں' پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیں' اور تم میں سے کوئی شخص اس سے روکنے والا نہ ہو۔ یعنی اگر وہ ہم پر جھوٹ تھوپے' تو ہم اس سے سخت انتقام لیں' اور اہل زمین میں سے کوئی شخص ہمیں اس سے روکنے کی طاقت نہ پائے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افتراء کرنے والے' یا یہ کہنے والے کہ مجھ پر وحی ہوئی ہے' اور اس پر کچھ وحی نہ ہوئی ہو۔ اور کون بڑا ظالم ہے اور جو کہے کہ میں بھی عنقریب اللہ کی مانند نازل کروں گا۔ اور جب تو

ظالموں کو موت کی سختیوں میں دیکھے گا' اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو' آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا کہ تم اللہ پر ناحق جھوٹ بولتے تھے' اور اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' کہہ دو' کون سی چیز شہادت کے لحاظ سے سب سے بڑی ہے' کہہ دو اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے' اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے' تاکہ میں تمہیں اس کے ذریعے انتباہ کروں' اور جس تک یہ پیغام پہنچے' اس کلام میں یہ خبر دی گئی ہے کہ اللہ ہر چیز پر گواہ ہے اور وہ سب سے بڑا گواہ ہے۔ اور میں اس کی طرف سے جو کلام لایا ہوں' اس کے بارے میں وہ مجھے اور تمہیں دیکھ رہا ہے اور کلام کی قوت میں قسم متضمن ہے کہ اس نے مجھے مخلوق کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں انھیں اس قرآن کے ذریعے انتباہ کروں۔ پس آپؐ نے ان میں سے جس کو قرآن پہنچا دیا ہے' آپؐ اس کے لیے نذیر ہیں' جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور گروہوں میں سے جو اس کا انکار کرے گا تو اس کی وعدہ گاہ آگ ہے' پس تو اس کی جانب سے شک میں نہ رہ' یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے' لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس اس قرآن میں اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' اس کے عرش' اور اس کی علوی و سفلی مخلوقات' جیسے آسمانوں اور زمینوں' اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان پایا جاتا ہے' اور جو ان سب میں بہت سے امور عظیمہ پائے جاتے ہیں' اور ان کے متعلق سچی خبریں پائی جاتی ہیں' اور جو دلائل قاطعہ کے ساتھ بہترین ہیں' جو عقل صحیح کی جہت سے علم کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس قرآن میں ہر مثال کو پھیر پھیر کر بیان کیا ہے' اور اکثر لوگوں نے ناشکری سے انکار کیا ہے۔ اور فرماتا ہے' اور ہم ان لوگوں کو لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں' اور انہیں صرف عالم ہی سمجھتے ہیں۔ اور فرماتا ہے اور ہم نے اس قرآن میں ہر مثال کو پھیر پھیر کر بیان کیا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں' یہ عربی قرآن ہے جس میں کوئی کجی نہیں' تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔ اور قرآن میں گذشتہ حالات کو درست طور پر بیان کیا گیا ہے' اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اہل کتاب کی کتب میں اس کا شاہد پایا جاتا ہے' حالانکہ یہ ایک امی شخص پر نازل ہوا ہے جو نہ کتابت جانتا ہے اور نہ ہی اس نے کبھی اوائل کے علوم اور گذشتہ لوگوں کے واقعات کو دیکھا ہے۔ اور آپ نے دفعتہً لوگوں کو وحی سے وہ فائدہ بخش واقعات بتائے جن کا نصیحت کے لیے بیان کرنا ضروری تھا' کیونکہ وہ انبیاء کے ساتھ امتوں کے واقعات تھے اور یہ کہ اللہ نے مؤمنین کو کیسے نجات دی؟ اور کافروں کو کیسے ہلاک کیا۔ اور ان واقعات کو ایسی عبارت میں بیان کیا جس کی مثل بشر ابد تک نہیں لا سکتا۔

ایک جگہ واقعہ مختصر طور پر بڑی وضاحت و فصاحت سے بیان کیا جاتا ہے' اور کبھی مفصل بیان کیا جاتا ہے۔ اور اس سے اعلیٰ' اعلیٰ' اجلی عبارت کوئی نہیں ہوتی' حتیٰ کہ پڑھنے اور سننے والا واقعہ کو دیکھنے والے' اور اس موقع پر موجود شخص کی طرح بن جاتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور جب ہم نے پکارا تو آپ طور کی جانب نہیں تھے' لیکن تیرے رب کی رحمت تھی' کہ تو اس قوم کو ڈرائے' جن کے پاس تجھ سے پہلے انتباہ کرنے والا نہیں آیا تھا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور فرماتا ہے' اور تو اس وقت ان کے پاس نہیں تھا جب وہ اپنے تیروں سے قرعہ اندازی کر رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے۔ اور نہ تو اس وقت ان کے پاس تھا جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سورۂ یوسف میں فرماتا ہے۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جسے ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے۔ اور تو اس وقت ان کے پاس نہیں تھا' جب انہوں نے اپنے معاملے میں اتفاق کیا' اور وہ تدبیر کر رہے تھے' اور خواہ تو کس قدر رغبت

کرے' اکثر لوگ ایمان والے نہیں' اور تو ان سے اس پر کچھ اجر مانگتا ہے' یہ تو عالمین کے لیے نصیحت ہے۔ اور آخر میں فرماتا ہے۔ کہ ان واقعات میں عقلمندوں کے لیے عبرت ہے' یہ جھوٹ بات نہیں بلکہ اپنے سے پہلے کلام کی تصدیق کرنے والی اور ایمان لانے والے لوگوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے۔

اور فرماتا ہے' اور انھوں نے کہا کہ یہ اپنے رب کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشان نہیں لاتا' کیا صحف اُولیٰ میں ان کے لیے کوئی دلیل نہیں آئی' اور فرماتا ہے' کہہ دو تمہارا کیا خیال ہے اگر یہ اللہ کی جانب سے ہو' پھر تم اس کا انکار کرو تو جو دور کی مخالفت میں پڑا ہے' اس سے زیادہ گمراہ کون ہے ہم عنقریب آفاق و انفس میں انہیں نشان دکھائیں گے' حتیٰ کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ حق ہے اور کیا تیرے رب کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے' اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے' کہ وہ عنقریب نشانات کو ظاہر کرے گا۔ اور آفاق میں جو کچھ اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا' اس میں قرآن اور اس کے صدق' اور اس کے لانے والے کے صدق پر نشان ہوں گے جو اس کتاب کے صدق پر دال ہوں گے' اور اس کے مکذبین و منکرین پر حجت ہوں گے' اور ان کے شبہات کے لیے براہان قاطعہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ انہیں یقین ہو جائے گا کہ یہ اللہ کی طرف سے صادق انسان کی زبان پر نازل ہوا ہے' پھر اس نے مستقل دلیل کی طرف راہنمائی کی ہے کہ کیا تیرا رب کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے یعنی علم میں' اس طرح پر کہ اللہ اس امر کو دیکھتا ہے جو اس کی طرف سے خبر دینے والے کے صدق کے لیے کافی کفایت کرتا ہے۔ اگر یہ مفتری علی اللہ ہوتا تو وہ اسے جلد مؤثر سزا دیتا' جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ اور اس قرآن میں مستقبل میں واقع ہونے والے واقعات کی خبر بھی پائی جاتی ہے جو ہو بہو وقوع پذیر ہوئے' اور اسی طرح احادیث میں بھی خبریں پائی جاتی ہیں' جیسا کہ ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں بیان کیا ہے۔ اور کچھ واقعات کو ہم ملاحم و فتن میں بیان کریں گے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ عنقریب تم میں مریض بھی ہوں گے اور دوسرے زمین میں پھر کر فضل الٰہی کو تلاش کریں گے' اور کچھ اور لوگ اللہ کی راہ میں جنگ کریں گے۔ یہ سورۃ مکہ میں نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں ہے' اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۂ اقتربت میں بیان کیا ہے جو بلا اختلاف مکی ہے کہ عنقریب فوجیں شکست کھا کر پشت پھیر جائیں گی' بلکہ قیامت ان کی وعدہ گاہ ہے' اور قیامت بڑی مصیبت اور تلخ ہے' اس کے بعد اس شکست کا مصداق واقعۂ بدر کے روز وقوع پذیر ہوا' اور اسی قسم کے کئی واضح امور پیش آئے' اور عنقریب ایک فصل میں ان واقعات کو بیان کیا جائے گا جن کے متعلق آپؐ نے خبر دی' اور وہ آپؐ کے بعد اسی طرح وقوع پذیر ہوئے۔

نیز قرآن میں امر و نہی کے عادلانہ احکام بھی پائے جاتے ہیں جو ان بلیغ حکمتوں پر مشتمل ہیں کہ جب ان کے متعلق کوئی عقلمند اور سمجھ دار غور و فکر کرتا ہے تو وہ قطعی فیصلہ دیتا ہے کہ ان احکام کو اس ذات نے اتارا ہے جو پوشیدہ رازوں کو جاننے والی' اور بندوں پر رحم کرنے والی ہے اور ان کے ساتھ اپنے لطف و رحمت اور احسان کا سلوک کرنے والی ہے۔

اور فرماتا ہے' اور تیرے رب کی باتیں صدق و عدل کے ساتھ پوری ہو گئی ہیں' یعنی واقعات کے لحاظ سے سچی' اور اوامر و نواہی کے لحاظ سے عادلانہ' اور فرماتا ہے' میں اللہ دیکھنے والا ہوں۔ یہ کتاب ہے جس کی آیات محکم ہے' اور پھر انہیں حکیم و خبیر خدا کی جانب سے کھول کر بیان کیا گیا ہے' یعنی اس کے الفاظ محکم ہیں' اور اس کے معانی مفصل ہیں۔ فرماتا ہے وہی ہے جس نے اپنے

رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ یعنی علم نافع اور عمل صالح کے ساتھ۔

اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؓ نے کمیل بن زیاد سے فرمایا' یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں تم سے پہلے لوگوں کے حالات ہیں' اور تمہارے باہمی اختلافات کے فیصلے ہیں' اور تمہارے بعد کی خبریں ہیں' اور ہم نے ان سب باتوں کو اپنی تفسیر کی کتاب میں مفصل طور پہ بیان کیا ہے' جو کافی ہے۔

پس قرآن بہت سی وجوہ کے لحاظ سے معجزہ ہے' اپنی فصاحت' بلاغت' ترتیب' تراکیب' اسالیب' اور اس میں ماضی اور مستقبل کے جو واقعات پائے جاتے ہیں۔ اور وہ جن واضح احکام پر مشتمل ہے۔ اور خصوصاً فصحائے عرب کو جو اس نے بلاغت الفاظ کا چیلنج کیا ہے' اور معانی صحیحہ کاملہ پر مشتمل چیلنج بہت سے علماء کے نزدیک یہ سب سے بڑا چیلنج ہے جو روئے زمین کی اہل کتاب کی دونوں ملتوں' اور دیگر عقلائے ہند وایران ویونان اور قبط' اور دیگر اقطار وامصار کے بنی آدم پر حاوی ہے۔

اور متکلمین میں سے جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اعجاز صرف یہ ہے کہ اس نے کفار کو باوجود اس کے انکار کے اس کے معارضہ ومقابلہ کے خیالات سے پھیر دیا۔ یا اس بارے میں ان کی قدرت سلب کر لی' تو یہ ایک باطل قول ہے' جو ان کے اس اعتقاد کی فرع ہے کہ قرآن مخلوق ہے' اللہ تعالیٰ نے اسے بعض اجرام میں خلق کیا' اور ان کے نزدیک مخلوق' مخلوق کے درمیان کوئی فرق نہیں پایا جاتا' اور ان کا یہ قول کہ یہ کفر اور باطل ہے' نفس الامر کے مطابق نہیں' بلکہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو غیر مخلوق ہے۔ اللہ نے جیسے چاہا' اس سے کلام کیا۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے وہ بہت مقدس اور منزہ ہے' پس تمام مخلوق حقیقتاً اس کی مثال لانے سے عاجز ہے' خواہ وہ اس بارے میں ایک دوسرے کے معاون ومددگار ہوں' بلکہ وہ رسول بھی کلام اللہ اور اس قرآن کی مثال لانے پر قدرت نہیں رکھتے۔ جو تمام مخلوق سے افصح' اعظم اور اکمل ہوتے ہیں' اور قرآن جسے رسول اللہ ﷺ اپنے رب کی طرف پہنچاتے ہیں' اس کا اسلوبِ کلام رسول اللہ ﷺ کے اسلوبِ کلام کی مانند نہیں' اور آپؐ کا کلام سند صحیح کے ساتھ محفوظ ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے لوگوں میں سے کوئی شخص اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ وہ فصاحت وبلاغت میں آپؐ کے اسالیب کی مانند گفتگو کر سکے۔ یعنی آپؐ کے الفاظ شریف میں جو معانی بیان کیے گئے ہیں' بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسلوبِ کلام' تابعین کے اسلوبِ کلام سے اعلیٰ ہے اور اسی طرح ہمارے زمانے تک ایسے ہی چلا آ رہا ہے۔

اور علمائے سلف' علمائے خلف کے مقابلہ میں افصح واعلم اور اپنے الفاظ میں معانی بیان کرنے کے لحاظ سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ اور اس بات کی شہادت ہر وہ شخص دے گا' جسے لوگوں کے کلام کا ذوق ہے' جس طرح زمانہ جاہلیت کے اشعار میں اور ان کے بعد ہونے والے مولدین کے اشعار میں تفاوت پایا جاتا ہے' اسی طرح ان میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جسے امام احمد نے روایت کیا ہے' یہ مفہوم بیان ہوا ہے' آپ فرماتے ہیں کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن ابی سعید نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کو اس قسم کے نشان دیئے گئے ہیں جس قسم کے آدمی اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور مجھے جو وحی دی گئی ہے اسے اللہ نے مجھ پر وحی کیا ہے' مجھے اُمید ہے کہ میں قیامت کے روز ان سے زیادہ پیرو کاروں والا ہوں گا۔

اور بخاری اور مسلم نے اسے لیث بن سعد کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی کو اپنی سچائی اور جو کچھ وہ اپنے رب سے لایا تھا اس کی صحت پر وہ حجج و دلائل دیئے گئے جن میں اس قوم کے لیے جس کی طرف وہ مبعوث ہوا تھا کفایت حجت تھی' خواہ وہ اس پر ایمان لا کر' اپنے ایمان کا ثواب پا کر کامیاب ہوئے یا انکار کر کے مستحق عذاب ہوئے۔

اور آپ کا یہ قول کہ مجھے جو وحی دی گئی ہے' یعنی وہ سب سے بڑی ہے' اور آپ کی طرف جو وحی ہوئی ہے وہ قرآن ہے جو آپ کے زمانے میں' اور آپ کے بعد حجتِ دائمہ و مستمرہ ہے بلاشبہ انبیاء کو جو براہین حاصل تھے' ان کا زمانہ ان کی زندگی میں ختم ہو گیا۔ اور ان کے صرف واقعات ہی باقی رہ گئے۔

اور قرآن ایک حجتِ قائمہ ہے' گویا سننے والا اسے رسول اللہ ﷺ کے منہ سے سن رہا ہے' پس اللہ تعالیٰ کی حجت' آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی قائم ہے' اس لیے آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے اُمید ہے کہ میں قیامت کے روز ان کے مقابلہ میں زیادہ پیروکاروں والا ہوں گا۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو حجتِ بالغہ اور براہین دامغہ عطا فرمائی ہے وہ ہمیشہ رہے گی' اس لیے میں بروز قیامت انبیاء سے زیادہ پیروکاروں والا ہوں گا۔

باب:

دلائل معنوی

اور دلائل معنویہ میں سے آپ کے پاکیزہ اخلاق' خلق کامل' شجاعت' حلم' سخاوت زہد و قناعت' ایثار' حسن محبت' صدق و امانت' تقویٰ و عبادت' پاکیزہ اصل اور طیب مولد و منشا ہے' جیسا کہ قبل ازیں ہم ان کو اپنے اپنے مواقع پر بیان کر چکے ہیں۔

اور ہمارے شیخ علامہ ابوالعباس بن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں جس میں آپ نے یہود و نصاریٰ اور ان سے ملتے جلتے اہل کتاب کے دیگر فرقوں کا رد کیا ہے۔ اس کا بہت اچھے رنگ میں ذکر کیا ہے' آپ نے اس کے آخر میں دلائل نبوت کو بیان کیا ہے اور اس میں صحیح طریقوں کو اختیار کیا ہے جو بلیغ کلام کے حامل ہیں' اور جو اس میں غور و فکر کرتا ہے اور اسے سمجھتا ہے' وہ اس کے تابع ہو جاتا ہے۔ آپ مذکورہ کتاب کے آخر میں بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کی سیرت' اخلاق' اقوال اور افعال' آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ہیں' اور آپ کی شریعت اور اُمت اور آپ کی امت کا علم اور دین اور صالحین امت کی کرامات بھی آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ہیں۔ اور یہ بات آپ کی پیدائش سے لے کر آپ کی بعثت تک' اور بعثت سے لے کر آپ کی وفات تک کی سیرت پر تدبر کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور آپ کے نسب' شہر' اصل اور فصل پر تدبر کرنے سے نمایاں ہوتی ہے۔ بلاشبہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خالص نسل سے ہونے کی وجہ سے روئے زمین کے تمام لوگوں سے زیادہ شریف النسب تھے' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو نبی بھی آیا' آپ کی ذریت ہی میں سے آیا ہے' اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے حضرت اسماعیل اور

حضرت اسحاق علیہ السلام دیئے' اور توریت میں ان دونوں کا ذکر کیا' اور تورات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونے والے نبی کو خوشخبری دی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آپ کے سوا کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا جس میں پیش گوئیاں پوری ہوئی ہوں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان میں ایک عظیم الشان رسول بھیجے' پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں سے ہوئے' جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے عمدہ ہیں' پھر آپ بنی ہاشم سے ہوئے جو قریش کے عمدہ لوگوں میں سے ہیں۔ اور مکہ ام القریٰ اور بیت اللہ کے شہر میں سے ہیں جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا' اور لوگوں کو اس کا حج کرنے کی دعوت دی' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے ہمیشہ اس کا حج کیا جاتا ہے۔ اور انبیاء کی کتب میں اس کی بہت اچھی تعریف بیان کی گئی ہے''۔

اور تربیت و پرورش کے لحاظ سے بھی آپؐ سب لوگوں سے اکمل تھے' اور ہمیشہ ہی صدق و نیکی مکارم اخلاق' عدل میں مشہور رہے' اور فواحش وظلم اور ہر وصف مذموم کے ترک کرنے کے متعلق نبوت سے قبل تمام ان لوگوں نے جو آپ سے واقفیت رکھتے تھے' اس بارے میں آپؐ کے متعلق گواہی دی ہے۔ اور نبوت کے بعد ایمان لانے والوں' اور انکار کرنے والوں نے بھی یہی گواہی دی ہے' اور آپؐ کے اخلاق واقوال اور افعال میں کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوئی جس کا عیب آپؐ پر لگایا جا سکے' اور نہ کبھی جھوٹ' ظلم اور بے حیائی کا آپؐ کے متعلق تجربہ ہوا ہے۔

اور آپ کی شکل وصورت بھی بہت خوبصورت تھی اور ان محاسن کی جامع تھی جو آپؐ کے کمال پر دال تھے' اور اُمی قوم کے ایک اُمی فرد تھے' اور تورات وانجیل سے جو کچھ اہل کتاب جانتے تھے آپ کو اور آپ کی قوم کو اس سے کچھ واقفیت نہ تھی۔ اور نہ آپؐ نے لوگوں کے علوم سے کچھ پڑھا اور نہ اہل علم کی مجلس کی' اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو پورے چالیس سال کا کر دیا تو آپؐ نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور آپ عجیب تر اور عظیم تر امر لے کر آئے اور ایسا کلام لائے جس کی نظیر پہلوں پچھلوں نے نہ سنی تھی' اور آپؐ نے ایسی بات کی خبر دی' جس کی مثل آپ کی قوم اور آپؐ کے شہر میں موجود نہ تھی' پھر انبیاء کے اتباع نے آپ کی پیروی کی جو کمزور لوگ تھے' اور سرداروں نے آپ کی تکذیب کی' اور آپؐ سے عداوت کی۔ اور ہر طریق سے آپ کو اور آپؐ کے پیرکاروں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی' جیسا کہ کفار' انبیاء اور ان کے اتباع کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور جن لوگوں نے آپ کی پیروی کی' انہوں نے رغبت وخوف کے باعث نہیں کی' بلاشبہ آپؐ کے پاس مال نہ تھا کہ آپؐ ان کو دیتے' اور نہ جہات تھیں کہ انہیں ان کا حکمران بنا دیتے۔ اور نہ آپؐ کے پاس تلوار تھی۔ بلکہ تلوار' جاہ اور مال آپؐ کے دشمنوں کے پاس تھا۔ اور انہوں نے آپؐ کے اتباع کو طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ اور وہ صابر و محتسب رہے' اور وہ اپنے دین سے مرتد نہیں ہوتے تھے' کیونکہ ان کے دلوں میں ایمان ومعرفت کی حلاوت رچ بس گئی تھی۔

اور حضرت ابراہیم کے زمانے سے عرب' مکہ کا حج کرتے تھے' پس حج کے اجتماع میں قبائل عرب جمع ہوئے تو آپ کو مکذب کی تکذیب' احمق کی بدسلوکی' اور اعراض کرنے والے کے اعراض سے جو تکلیف پہنچتی' اس کے باوجود آپ مستقل مزاجی سے ان تک پیغام رسالت پہنچانے اور انہیں دعوت الی اللہ دینے کے لیے ان کے پاس جاتے' یہاں تک کہ آپؐ اہل یثرب سے ملے جو یہود کے پڑوسی تھے' اور انہوں نے ان سے آپؐ کے متعلق خبریں سنی تھیں' اور انہوں نے آپ کو پہچان لیا۔ پس جب آپؐ نے انہیں

دعوت دی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ آپؐ ہی وہ منتظر نبی ہیں جس کے متعلق یہود نے انہیں بتایا تھا' اور انہوں نے اسی طرح ان سے وہ واقعات بھی سنے تھے جس سے انہوں نے آپؐ کے مقام کو پہچان لیا۔ اور بلا شبہ دس پندرہ سال میں آپؐ کے امر کا انتشار و اظہار ہو گیا۔ پس وہ آپؐ پر ایمان لے آئے' اور اس شرط پر انہوں نے آپ کی بیعت کی کہ آپؐ اور آپؐ کے اصحابؓ ان کے شہروں کی طرف ہجرت کر آئیں گے' نیز وہ آپؐ کے ساتھ جہاد بھی کریں گے۔ پس آپؐ نے اور آپؐ کے پیروکاروں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی' اور وہاں مہاجرین و انصار رہتے تھے' اور ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو دنیوی رغبت سے ایمان لایا ہو' اور نہ وہ کسی خوف سے ایمان لائے تھے۔ ہاں چند انصار بظاہر مسلمان ہو گئے تھے۔ پھر ان میں سے کچھ بہت ایسے مسلمان ہو گئے' پھر آپ کو جہاد کی اجازت مل گئی۔ پھر آپؐ نے جہاد کرنے کا حکم دیا' اور امر الٰہی سے ہمیشہ ہی اکمل اور اتم طریقہ پر صدق و عدل اور وفاداری کے ساتھ قائم رہے' آپ کا ایک جھوٹ بھی ثابت نہیں' اور نہ آپؐ نے کسی پر ظلم کیا اور نہ کسی سے خیانت کی۔ بلکہ آپؐ اختلاف احوال' یعنی صلح و جنگ' امن و خوف' فقر و غنا' قدرت و عجز' قدرت و ضعف' قلت و کثرت' اور کبھی دشمن پر غالب آنے' اور کبھی دشمن کے غالب آ جانے کے باوجود سب لوگوں سے بڑھ کر عادل اور وعدہ وفا رہے۔

ان تمام حالات میں آپؐ اکمل اور اتم طریق پر قائم رہے' حتیٰ کہ دعوتِ اسلام عرب کی تمام سرزمین میں غالب آ گئی' جو بتوں کی عبادت' کاہنوں کے واقعات' خالق کا کفر کر کے مخلوق کی اطاعت' ناحق خونریزی اور قطع رحمی سے بھری ہوئی تھی' وہ آخرت اور معاد سے واقف نہ تھے' اور وہ روئے زمین کے تمام لوگوں سے اعلم' ادین' اعدل اور افضل بن گئے۔ حتیٰ کہ جب نصاریٰ نے انہیں شام آنے پر دیکھا' تو کہہ اٹھے' مسیح کے حواری ان سے افضل نہ تھے' اور نیز زمین میں ان کے اور دوسروں کے علم و عمل کے کارنامے ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان جو فرق پایا جاتا ہے' عقلمند اسے جانتے ہیں' اگرچہ آپ کا عمل غالب ہو چکا تھا' اور مخلوق آپ کی اطاعت شعار تھی۔ اور وہ نفس و اموال پر آپ کو مقدم کرتے تھے۔ آپؐ نے وفات پائی اور کوئی درہم و دینار اور اونٹ بکری پیچھے نہ چھوڑی ہاں آپ نے اپنا ایک خچر' ہتھیار اور اپنی زرہ چھوڑی جو جو کے تیس وسق کے عوض جنہیں آپ نے اپنے اہل کے لیے خریدا تھا ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی' اور آپؐ کے قبضہ میں ایک جاگیر تھی' جس سے آپؐ اپنے اہل پر خرچ کرتے تھے' اور بقیہ کو مسلمانوں کے مفاد میں خرچ کر دیتے تھے پس آپؐ نے حکم دیا کہ آپ کا کوئی ورثہ نہ ہوگا' اور نہ آپؐ کے وارث اس سے کچھ لیں گے۔ اور آپؐ ہر وقت عجیب نشان' اور کئی قسم کی کرامات ظاہر کرتے تھے جن کا بیان طویل ہے' اور ان کو گذشتہ اور آئندہ کی خبریں دیتے تھے۔ اور انہیں نیکی کا حکم دیتے تھے' اور برائی سے روکتے تھے اور طیبات کو ان کے لیے حلال کرتے تھے۔ اور بری چیزوں کو ان پر حرام قرار دیتے تھے' اور ایک حکم کے بعد دوسرے حکم کو ظاہر کرتے تھے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس دین کو مکمل کر دیا' جس کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا تھا' اور آپ کی شریعت اکمل شریعت بن گئی۔ اور آپؐ نے ہر اس بات کے کرنے کا حکم دیا جسے عقل نیکی سمجھتی تھی' اور ہر اس بات سے روکا' جسے عقل برا سمجھتی تھی۔ آپؐ نے کسی ایسی بات کا حکم نہیں دیا جس کے متعلق کہا گیا ہو کہ کاش آپؐ اس کا حکم نہ دیتے' اور نہ آپؐ نے کسی ایسی چیز سے منع کیا کہ جس کے متعلق کہا گیا ہو کہ کاش آپؐ اس سے منع نہ کرتے۔ اور آپؐ نے ان کے لیے طیبات کو حلال کیا' اور ان سے کوئی چیز حرام نہ ہوئی' جیسا کہ دوسروں کی شریعت میں حرام ہوئی۔ اور آپؐ نے بری چیزوں کو حرام قرار دیا' اور ان سے کسی چیز کو حلال نہ کیا جیسا کہ

دوسروں نے حلال کر لیں اور آپ نے امتوں کے تمام محاسن کو جمع کر لیا' اور تورات و انجیل اور زبور میں اللہ تعالیٰ فرشتوں اور یوم آخر کے بارے میں کوئی ایسی خبر نہیں پائی جاتی' جسے آپ اکمل طور پر نہ لائے ہوں۔ اور آپ نے ایسی چیزوں کے بارے میں بھی بتایا جو کتب میں موجود نہیں تھیں۔ اور کتب میں عدل و قضا کے ایجاب اور فضائل و حسنات کی طرف رغبت کی کوئی ایسی بات موجود نہیں جسے آپ نے اس احسن رنگ میں بیان نہ کیا ہو۔

جب کوئی دانشمند ان عبادات کی طرف دیکھتا ہے جنہیں آپ نے مقرر کیا ہے اور دیگر امتوں کی عبادات کو بھی دیکھتا ہے تو اس کی فضیلت اور خوبی اس پر نمایاں ہو جاتی ہے' اور یہی حال حدود و احکام اور دیگر قوانین کا ہے۔ اور ہر فضیلت میں آپ کی امت اکمل الامم ہے' اور جب ان کے علم کا قیاس دیگر امتوں کے علم سے کیا جائے' تو ان کی فضیلتِ علمی نمایاں ہو جاتی ہے۔ اور جب ان کے دین و عبادت اور اطاعتِ الٰہی کو دوسروں سے قیاس کیا جائے' تو ان کا دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ دیندار ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ اور جب ان کی شجاعت' اور ان کے جہاد فی سبیل اللہ' اور اللہ کی راہ میں تکلیف پر صبر کرنے کا اندازہ کیا جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ بڑے جہاد کرنے والے اور شجاع دل ہیں۔ اور جب دوسروں کے ساتھ ان کی سخاوت و نیکی اور بخشش کا قیاس کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ دوسروں کے مقابلہ میں بڑے سخی اور کریم ہیں۔ اور ان فضائل کو انہوں نے آپ سے حاصل کیا اور سیکھا' اور آپ ہی نے ان کو ان کا حکم دیا' وہ آپ سے پہلے کسی کتاب کے پیروکار نہ تھے جس کی تکمیل کے لیے آپ آئے تھے' جیسا کہ مسیح علیہ السلام تورات کی شریعت کی تکمیل کے لیے آئے تھے' پس مسیح علیہ السلام کے اتباع کے فضائل و علوم کا کچھ تعلق تورات و زبور سے تھا' اور کچھ کا تعلق پیشگوئیوں سے تھا' اور کچھ کا مسیح علیہ السلام سے تھا' اور کچھ کا آپ کے حواریوں سے تھا اور کچھ کا بعض حواریوں سے تھے۔ اور انہوں نے فلاسفہ وغیرہ کے کلام سے بھی مدد لی' حتیٰ کہ انہوں نے دین مسیح کو بدل کر دین مسیح میں کفار کی بعض باتیں شامل کر دیں جو دین مسیح کے مخالف ہیں۔

اور حضرت نبی کریم ﷺ کی امت کے لوگ آپ سے پہلے کسی کتاب کو نہ جانتے تھے بلکہ ان کے عوام تو حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ' حضرت داؤد علیہ السلام اور تورات و انجیل اور زبور کو صرف اس لیے مانتے تھے کہ آپ نے اس کا حکم دیا ہے' آپ نے ان کو تمام انبیاء پر ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کردہ کتابوں کے پڑھنے کا حکم دیا' اور ان کو رسولوں کے درمیان تفریق کرنے سے روکا' اللہ تعالیٰ اس کتاب میں جسے آپ لے کر آئے' فرماتا ہے کہ:

کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے' اور جو ہماری طرف' اور حضرت ابراہیم' حضرت اسماعیل' حضرت اسحاق' حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ اور جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو دیا گیا۔ اور جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا' اس پر ایمان لائے ہیں' اور ہم ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے' اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔ پس اگر وہ اس طرح ایمان لائیں جیسا تم اس پر ایمان لائے ہو' تو وہ ہدایت پا جائیں۔ اور اگر وہ پھر جائیں تو وہ مخالفت میں ہیں۔ اور عنقریب اللہ ان کے مقابلہ میں تجھے کافی ہوگا' اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

پھر فرمایا: رسول اس پر ایمان لایا' جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل کیا گیا اور سب مؤمنین' اللہ' اس کے فرشتوں'

اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں ہم اس کے رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اے ہمارے رب! بخشش دے اور تیری طرف لوٹنا ہے اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔ جو وہ کمائے گا اس کا فائدہ اُسے ہوگا۔ اور جو وہ گناہ کرے گا اس کا وبال اس پر ہوگا۔

اور آپ کی امت آپ کے لائے ہوئے دین میں کوئی شئے ایجاد نہیں کرتی' اور نہ کوئی ایسی بدعت اختیار کرتے ہیں جس کے لیے اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ اور نہ کوئی دین کا ایسا قانون بناتے ہیں' جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی' لیکن اس نے انبیاء وامم کے جو واقعات انہیں بتائے ہیں' اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اور اہل کتاب جو کچھ ان کی کتاب کے موافق بیان کریں اس کی تصدیق کرتے ہیں' اور جس کا صدق و کذب معلوم نہ ہو' اس سے رُک جاتے ہیں۔ اور جس کے متعلق انہیں پتہ چل جائے کہ یہ باطل ہے' اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

اور جو شخص ہندو ایران اور یونان وغیرہ کے متفلسفین کے اقوال کو' جو دین سے تعلق نہیں رکھتے دین میں داخل کرے' وہ ان کے نزدیک ملحد اور بدعتی ہے۔ اور یہی وہ دین ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ اور تابعین قائم تھے' اور اسی پر وہ آئمہ دین قائم تھے جن کی امت میں اچھی شہرت ہے۔ اور اسی پر مسلمانوں کی جماعت' اور ان کے عوام قائم ہیں' اور جو شخص اس سے خروج کرے' وہ جماعت کے نزدیک مذموم اور دھتکارا ہوا ہے' اور یہ اہل سنت والجماعۃ کا مذہب ہے جو قیامت تک غالب رہیں گے' انہی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق کی مدد کرتا رہے گا' اور ان کا مخالف ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور نہ ان کو چھوڑنے والا ان کو نقصان دے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور بعض مسلمانوں نے اس اصل پر اتفاق کے باوجود کہ عموماً یہی رسولوں کا دین ہے۔ اور خصوصاً محمد ﷺ کا دین ہے' آپس میں جھگڑا کیا ہے' اور جو اس اصل میں ان کی مخالفت کرتا ہے' وہ ان کے نزدیک ملحد اور مذموم ہے' یہ ان نصاریٰ کی طرح نہیں جنہیں نے نیا دین وضع کر لیا ہے جس کے ذمہ داران کے اکابر علماء اور عباد ہیں۔ اور ان کے بادشاہوں نے اس دین پر جنگ کی ہے اور ان کے جمہور نے اسے قبول کیا ہے' اور وہ وضع کردہ دین ہے' وہ نہ حضرت مسیح علیہ السلام کا دین ہے اور نہ دیگر انبیاء کا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو علم نافع اور عمل صالح کے ساتھ بھیجا ہے۔ پس جو رسولوں کی پیروی کرے گا' اسے دنیا و آخرت کی سعادت نصیب ہوگی۔ اور بدعتوں میں وہی شخص داخل ہوا ہے جس نے علمی اور عملی طور پر انبیاء کی اتباع میں کوتاہی کی ہے' اور جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تو آپ کی امت کے لوگوں نے اس دین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا' پس امتِ محمدیہ جس علم نافع' اور عمل صالح پر قائم ہے انہوں نے اسے اپنے نبی سے سیکھا ہے جیسا کہ ہر عقلمند پر واضح ہے کہ آپ کی امت تمام علمی اور عملی فضائل میں اکمل الامم ہے' اور یہ بات سب کو معلوم ہی ہے کہ ہر وہ کمال جو متعلم کی فرع میں ہوتا ہے وہ معلم کی اصل میں ہوتا ہے اور اس بات کا مقتضا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم علم دین کے لحاظ سے سب لوگوں سے اکمل تھے۔

اور یہ امور علم ضروری کو واجب کرتے ہیں کہ آپؐ اپنے اس قول میں کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسولؐ ہوں۔ سچے ہیں

اور کاذب اور مفتری نہیں' اور یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جو اعلیٰ و اکمل لوگوں میں سے ہو۔ اور اگر کاذب ہوتے تو شریر اور خبیث لوگوں میں سے ہوتے۔ اور آپ کا جو علمی اور دینی کمال بیان کیا گیا ہے وہ خبث و شر اور جہل کے مناقض ہے۔ پس متعین ہو گیا کہ آپ علم و دین میں انتہائی کمال سے متصف ہیں' اور یہ امر اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ اپنے اس قول میں کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں' سچے ہیں۔ کیونکہ جو شخص سچا نہ ہو' وہ یا تو جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے۔ یا خطا کار ہوتا ہے۔ پہلی بات اس کا ظالم اور گمراہ ہونا' اور دوسری بات اس کا جاہل اور ضال ہونا واجب کرتی ہے۔

اور محمد ﷺ کا علم آپ کے جہل کی نفی کرتا ہے۔ آپ کا دینی کمال' جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کی نفی کرتا ہے۔ پس علم اپنی صفات کے ساتھ' علم کو مستلزم ہے کہ آپ جان بوجھ کر جھوٹ نہ بولتے تھے' اور نہ جاہل تھے جو علم کے بغیر جھوٹ بولتا ہے' اور جب یہ بات منتفی گئی تو وہ بات متعین ہو گئی کہ آپ صادق اور عالم تھے' اس وجہ سے کہ آپ صادق تھے' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان دو باتوں سے منزہ قرار دیا ہے' فرماتا ہے کہ قسم ہے ستارے کی' جب وہ گرے' تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہے اور نہ بھٹکا ہوا ہے' اور وہ خواہش سے بات نہیں کرتا وہ تو وحی ہے جو اس کی طرف ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کے پاس لانے والے فرشتے کے متعلق کہتا ہے' یقیناً یہ ایک کریم پیغامبر کا قول ہے جو قوت والا ہے' اور تمہارا ساتھی مجنون نہیں تحقیق اس نے اسے واضح طور افق پر دیکھا ہے' اور وہ غیب کے بارے میں بخیل نہیں اور نہ یہ مردود شیطان کا قول ہے' پس تم کہاں جاتے ہو' یہ تو صرف عالمین کے لیے نصیحت ہے اور فرماتا ہے۔ بلاشبہ یہ رب العالمین کا تنزیل ہے' جسے روح الامین لے کر تیرے دل پر اُترا ہے تاکہ تو انتباہ کرنے والوں میں سے ہو' اور واضح عربی زبان میں ہو۔ الیٰ قولہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر نازل ہوتے ہیں' وہ ہر جھوٹے گنہگار پر نازل ہوتے ہیں' وہ کانوں میں باتیں ڈالتے ہیں' اور ان کی اکثریت جھوٹی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ شیطان اپنے مناسب حال بندوں پر نازل ہوتا ہے تاکہ اس سے اپنی غرض پوری کرے۔ بلاشبہ شیطان کا مقصد شر ہوتا ہے اور وہ کذب و فجور ہے' اور اس کا مقصد صدق و عدل نہیں ہوتا۔ اور وہ اسی سے ملتا ہے جس میں جھوٹ ہو' خواہ عمداً ہو' خواہ خطأ اور فجوراً ہو' اور یقیناً دین میں خطا شیطان سے ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے' جب ان سے ایک مسئلہ پوچھا گیا' تو آپ نے فرمایا: میں اس مسئلہ میں اپنی رائے کے مطابق جواب دوں گا۔ اگر وہ درست ہوئی تو اللہ کی طرف سے ہے' اور اگر غلط ہوئی تو وہ میری جانب سے' اور شیطان کی طرف سے ہے' اور اللہ اور اس کا رسول دونوں اس سے بری ہیں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اس بات سے پاک تھے کہ عمد و خطا میں شیاطین آپ پر نازل ہوں' بخلاف غیر رسول کے' کیونکہ وہ خطا کرتا ہے اور اس کی خطا شیطان کی طرف سے ہوتی ہے' خواہ اس کی خطا اُسے معاف ہی ہے' اور جب وہ کسی بات کو نہ جانتا ہو' اور اس کے متعلق خبر دے تو وہ خطا کار ہوگا۔ اور جب وہ کسی حکم کو نہ جانتا ہو اور اس کا حکم دے دے تو وہ اس میں فاجر ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ آپ پر شیطان نازل نہیں ہوا' بلکہ آپ پر معزز فرشتہ نازل ہوتا ہے' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں حضرت نبی کریم ﷺ کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ معزز فرشتے کا قول ہے' اور یہ شاعر کا قول نہیں' تم بہت کم مانتے ہو۔ اور نہ کاہن کا قول ہے' تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ یہ رب العالمین کا تنزیل ہے۔

ابن تیمیہ کا بیان ختم ہوا۔ جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے' یہ اس کے الفاظ ہیں۔

باب:

نبوت کے حسی دلائل

اوران میں سے سب سے بڑی دلیل روشن چاند کا دوٹکڑے ہو جانا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کسی نشان کو دیکھیں تو منہ پھیر لیتے ہیں' اور کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ کا جادو ہے' اورانہوں نے تکذیب کی' اوراپنی خواہشات کا اتباع کیا۔ اور ہر امر کا ایک وقت مقرر ہے۔ اوران کے پاس کچھ خبریں آئی ہیں جن میں ڈانٹ ڈپٹ ہے' حکمت بالغہ ہے' پس ڈرانے والے فائدہ نہیں دیتے۔

علماء کا بقیہ ائمہ کے ساتھ اس امر پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انشقاق قمر ہوا تھا۔ اوراس بارے میں احادیث کئی طرق سے بیان ہوئی ہیں جوامت کے نزدیک قطع کا فائدہ دیتی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نشان مانگا تو چاند مکہ میں دوٹکڑے ہو گیا۔ اور آپؐ نے فرمایا' قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور مسلم نے اسے محمد بن رافع سے بحوالہ عبدالرزاق روایت کیا ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں' عبداللہ بن عبدالوہاب نے مجھ سے بیان کیا کہ بشر بن المفضل نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ وہ انہیں کوئی نشان دکھائیں' تو آپؐ نے ان کو چاند دوٹکڑوں میں پھٹا ہوا دکھایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان دونوں کے درمیان حراء کو دیکھا اور بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں شیبان کی حدیث سے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے' اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت:

احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا۔ کہ سلیمان بن کثیر نے عن حصین بن عبدالرحمٰن عن محمد بن جبیر بن مطعمؓ عن ابیہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ کر دوٹکڑے ہو گیا' ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا۔ اور دوسرا ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا اور لوگ کہنے لگے' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ نیز کہنے لگے' اگر اس نے ہم پر جادو کر دیا ہے تو بلاشبہ وہ لوگوں پر جادو کرنے کی سکت نہیں پائے گا۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ ابن جبیر اور بیہقی کی روایت کئی طرق سے بحوالہ حصین بن عبدالرحمٰن مروی ہے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی روایت:

ابوجعفر بن جریر بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن علیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عطاء بن السائب نے

بحوالہ ابو عبدالرحمٰن سلمی ہمیں بتایا کہ ہم مدائن میں اُترے اور ہم اس سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تھے کہ جمعہ کا دن آ گیا' اور میرا باپ اور میں جمعہ میں حاضر ہوئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے خطاب کیا' اور کہا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ آگاہ رہو' قیامت قریب آ گئی ہے۔ آگاہ رہو' چاند پھٹ گیا ہے' آگاہ رہو' دنیا فراق کی اطلاع دے رہی ہے۔ آگاہ رہو' آج کا دن میدان ہے اور کل کو دوڑ ہوگی۔ پس میں نے اپنے باپ سے کہا کہ کیا کل لوگ دوڑیں گے؟ اس نے کہا اے میرے بیٹے تو جاہل ہے' اس سے مراد اعمال کی دوڑ ہے۔ پھر دوسرا جمعہ آیا' اور وہ اس میں حاضر ہوئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا' اور فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت قریب آ گئی' اور چاند پھٹ گیا' آگاہ رہو' یقیناً دنیا نے فراق کا اعلان کر دیا ہے۔

ابو زرعہ رازی نے اسے کتاب دلائل النبوۃ میں کئی طریق سے عن عطاء بن السائب عن ابی عبدالرحمٰن عن حذیفہ روایت کیا ہے' اور انہوں نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے' اور فرمایا ہے کہ آگاہ رہو۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ چکا ہے' آگاہ رہو' آج کا دن میدان ہے اور کل دوڑ ہوگی' آگاہ رہو کہ انجام آگ ہے' اور سابق وہ ہے جو جنت کی طرف سبقت کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ بکیر نے عن جعفر عن عراک بن مالک عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ گیا' اور بخاری نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے بکیر بن مضر کی حدیث سے بحوالہ جعفر بن ربیعہ روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق سے ابن جریر روایت بیان کرتے ہیں کہ ابن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد بن ابی ہند نے علی بن ابی طلحہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے قول قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا' اور اگر وہ کسی نشان کو دیکھیں' تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ کا جادو ہے۔ کے بارے میں ہم سے بیان کیا کہ یہ سب کچھ ہو چکا ہے' ہجرت سے قبل چاند پھٹا تھا' حتیٰ کہ لوگوں نے اس کے دو ٹکڑوں کو دیکھا۔

اور عوفی نے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی قسم کی بات بیان کی ہے۔ اور ایک اور طریق سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔

ابوالقاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ احمد بن عمرو البزار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یحییٰ القطیعی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے عن عمرو بن دینار عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند گرہن ہوا تو لوگوں نے کہا' چاند پر جادو ہو گیا ہے' تو یہ آیت نازل ہوئی کہ۔ قیامت قریب آ گئی' اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کسی نشان کو دیکھیں' تو منہ پھیر لیتے ہیں کہ یہ ہمیشہ کا جادو ہے' اور یہ غریب سیاق ہے اور چاند کو اس کے انشقاق کے ساتھ گرہن بھی ہوا تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ انشقاق بدر کی راتوں میں ہوا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی روایت:

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی کہ ہمیں بتایا کہ ابوالعباس اصم نے ہم سے

بیان کیا کہ عباس بن محمد الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے عن شعبہ عن اعمش عن مجاہد عن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے قول قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ کے بارے میں ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا' ایک ٹکڑا پہاڑ کے آگے تھا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے اللہ! گواہ رہ' اور اسی طرح مسلم اور ترمذی نے اسے کئی طرق سے عن شعبہ عن اعمش عن مجاہد روایت کیا ہے۔ مسلم نے مجاہد کی طرح ابی معمر سے بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن ابن نجیح عن مجاہد عن ابی معمر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا' حتیٰ کہ لوگوں نے اسے دیکھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' گواہ رہو۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور دونوں نے اسے اعمش کی حدیث سے عن ابراہیم عن ابی معمر عبداللہ بن سنجرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں اور ابوالضحیٰ نے مسروق سے بحوالہ عبداللہ مکہ میں بیان کیا' اور اسے بخاری نے معلق قرار دیا ہے' اور ابوداؤد طیالسی نے اسے اپنے مسند میں مختلف الفاظ سے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوعوانہ نے عن مغیرہ عن ابی الضحیٰ عن مسروق بن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ گیا تو قریش نے کہا' یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ دیکھو' مسافر ہمارے پاس کیا خبر لاتے ہیں۔ بلاشبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام لوگوں پر جادو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے' راوی بیان کرتا ہے کہ مسافر آئے تو انہوں نے بھی یہی بات کہی۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما الدوری عن سعید بن سلیمان عن ہشام عن مغیرہ عن ابی الضحیٰ عن مسروق عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ مکہ میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تو کفار قریش نے اہل مکہ سے کہا' یہ جادو ہے جو ابن ابی کبشہ نے تم پر کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مسافروں کا انتظار کرو' اگر انہوں نے بھی وہ کچھ دیکھا جو تم نے دیکھا ہے تو وہ سچا ہے۔ اور اگر انہوں نے وہ نہیں دیکھا جو تم نے دیکھا ہے تو یہ جادو ہے جو اس نے تم پر کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مسافروں سے پوچھا گیا۔ اور وہ ہر طرف سے آئے تو انہوں نے کہا' ہم نے اسے دیکھا ہے۔ اور ابن جریر نے اسے مغیرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ مؤمل نے عن اسرائیل عن سماک عن ابراہیم عن اسود عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ گیا' یہاں تک کہ میں نے پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

اور ابن جریر نے عن یعقوب الدوری عن ابن علیہ عن ایوب عن محمد بن سیرین روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بتایا

گیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ چاند پھٹ چکا ہے۔

اور صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ پانچ باتیں ہو چکی ہیں: روم' لزام' بطشہ' دخان اور قمر' آپ کی ایک طویل حدیث جو سورۂ دخان کی تفسیر میں بیان ہوئی ہے' اس میں یہ مذکور ہے۔

اور ابوزرعہ الدلائل میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ابراہیم دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید نے اوزاعی سے بحوالہ ابن بکیر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں چاند پھٹ گیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے وہاں موجود تھے اور وہ دو ٹکڑے ہو کر گرا تو مشرکین نے کہا' ابن ابی کبشہ نے اسے جادو کر دیا ہے' اور یہ اس طریق سے مرسل ہے' یہ طرق صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس جماعت میں سے ہیں۔ اور اس بات کی شہرت اس کے اسناد سے بے نیاز کر دیتی ہے جبکہ یہ کتاب عزیز میں بھی بیان ہوئی ہے۔

اور جو بعض داستان گو بیان کرتے ہیں کہ چاند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گریبان میں داخل ہو کر آپ کی آستین سے نکل گیا تھا۔ اس قسم کی باتوں کا کوئی قابل اعتماد اصل موجود نہیں' اور چاند اپنے انشقاق کے وقت بھی آسمان سے جدا نہیں ہوا' بلکہ دو ٹکڑے ہو گیا' اور ایک ٹکڑا چل کر جبل حراء کے پیچھے چلا گیا' اور دوسرا دوسری جانب چلا گیا اور پہاڑ دونوں کے درمیان ہو گیا اور دونوں ٹکڑے آسمان پر رہے اور اہل مکہ اسے دیکھ رہے تھے' اور بہت سے لوگوں نے اپنی جہالت کے باعث یہ خیال کیا کہ اس چیز سے ان کی آنکھوں کو جادو کیا گیا ہے۔ پس انہوں نے آنے والے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا' انہیں اس کی نظیر کی خبر دی تو انہیں اس کی صحت کا علم ہو گیا اور اگر کہا جائے کہ اسے زمین کے تمام اطراف میں کیوں نہیں دیکھا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ کون اس کی نفی کرتا ہے۔ بلکہ لمبا زمانہ گذر گیا ہے۔ اور کفار آیات الٰہیہ کا انکار کرتے ہیں۔ اور شاید جب انہیں بتایا گیا کہ یہ اس مبعوث نبی کا نشان ہے تو ان کی فاسد آراء نے اس نشان کو چھپانے اور اسے بھلانے پر اتفاق کر لیا ہو۔

علاوہ ازیں کئی مسافروں نے بیان کیا کہ انہوں نے ہندوستان میں ایک ہیکل دیکھا ہے جس پر لکھا ہے کہ اس کو اس شب کو تعمیر کیا گیا ہے جس میں چاند پھٹا تھا۔ پھر جب انشقاق قمر رات کو ہوا تو اس گھڑی اس کے مشاہدہ کے مانع امور کی وجہ سے بہت سے لوگوں پر اس کا معاملہ مخفی رہ گیا۔ یعنی اس شب ان کے ملک میں تہ بہ تہ بادل تھے' یا ان میں سے بہت سے آدمی سو گئے تھے۔ یا شاید وہ رات کو اس وقت ہوا جب بہت سے لوگ سو جاتے ہیں۔ وغیر ذلک و اللہ اعلم. اور اسے پہلے اپنی تفسیر کی کتاب میں لکھ چکے ہیں۔

حدیث ردِ شمس:

اور سورج کے غروب ہونے کے بعد اس کے واپس آنے کی حدیث کے متعلق ہمارے شیخ المسند الرحلہ بہاؤ الدین قاسم بن مظفر ابن تاج الامنا بن عساکر نے اذناً مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عساکر المشہور بالنسابہ نے ہمیں بتایا کہ ابوالمظفر بن القشیری اور ابوالقاسم المستملی نے ہمیں بتایا کہ ابوعثمان البحر نے ہم سے بیان کیا کہ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن الحسن الدامعالی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن احمد بن محبوب نے ہمیں بتایا' اور ابن القشیری کی حدیث میں ہے کہ ابوالعباس محبوبی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن مسعود نے ہم سے بیان کیا۔

حافظ ابوالقاسم بن عساکر بیان کرتے ہیں کہ ابوالفتح الماہانی نے ہمیں بتایا کہ شجاع بن علی نے ہمیں بتایا کہ ابوعبداللہ بن

منده نے ہمیں بتایا کہ ... بن احمد النسفی نے ہمیں بتایا کہ ابو ... محمد بن ابراہیم نے ہمیں بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن مرزوق نے بحوالہ ابراہیم بن ... ہم سے بیان کیا۔ اور ابوامیہ بن الحسن نے فاطمہ بنت حسین سے بحوالہ اسماء بنت عمیس یہ اضافہ کیا ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو وحی ہو رہی تھی اور آپ کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہ پڑھی' حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا آپ نے عصر کی نماز پڑھی ہے؟ اور ابوامیہ نے کہا اے علی آپ نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں۔

اور ابوامیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے اللہ یہ آپ کی' اور آپ کے نبی کی تابعداری میں لگا ہوا ہے اور ابوامیہ کہتے ہیں کہ تیرے رسول کی تابعداری میں لگا ہوا تھا' پس سورج کو اس پر لوٹا دے' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ وہ غروب ہو گیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا تو وہ غروب ہونے کے بعد طلوع ہو گیا۔

اور شیخ ابوالفرج ابن الجوزی نے اسے عبداللہ بن مندہ اور ابوجعفر عقیلی کے طریق سے موضوعات میں روایت کیا ہے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ احمد بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ عمار بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن مرزوق نے ہم سے بیان کیا' اور اس نے پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ پھر کہتے ہیں' یہ حدیث موضوع ہے' اور اس میں رواۃ مضطرب ہیں' پس سعد بن مسعود نے اسے عن عبیداللہ بن موسیٰ عن فضیل بن مرزوق عن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار عن علی بن حسن عن فاطمہ بنت علی عن اسماء روایت کیا ہے اور یہ روایت میں تخلیط ہے' اور وہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن داؤد کچھ چیز نہیں' دارقطنی نے اسے متروک اور کذاب کہا ہے' اور ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ اور عمار بن مطر کے متعلق عقیلی کہتے ہیں کہ یہ ثقات کے حوالے سے مناکیر بیان کرتا تھا' اور ابن عدی اسے متروک الحدیث کہتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ فضیل بن مرزوق کو یحییٰ نے ضعیف قرار دیا ہے' اور ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ موضوعات روایت کرتا تھا اور ثقات سے روایت کرنے میں غلطی کرتا تھا۔

اور اس کے متعلق حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ ابومحمد نے بحوالہ طاؤس ہمیں بتایا' کہ عاصم بن حسن نے ہمیں بتایا کہ ابوعمرو بن مہدی نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس بن عقدہ نے ہمیں بتایا کہ احمد بن یحییٰ صوفی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن شریک نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ عروہ بن عبداللہ بن قشیر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ بنت علی کے ہاں گیا اور میں نے ان کی گردن میں پتھر کا نگینہ اور دونوں ہاتھوں میں دو موٹے کنگن دیکھے اور وہ ایک بہت بوڑھی عورت تھیں۔ میں نے انہیں کہا' یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں عورت کے لیے مردوں سے مشابہت کرنا مکروہ ہے۔ پھر انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ اسماء بنت عمیس نے ان سے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس گئے' تو آپ کی طرف وحی ہو رہی تھی' پس آپ نے انہیں اشارہ کیا تو انہوں نے آپ پر آپ کا کپڑا اوڑھا دیا اور آپ مسلسل اسی طرح پڑے رہے' یہاں تک کہ سورج واپس آ گیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غروب ہو چکا تھا یا غروب ہوا چاہتا تھا' پھر حضرت نبی کریم ﷺ کی یہ حالت جاتی رہی' تو آپ نے فرمایا' اے علی رضی اللہ عنہ کیا آپ نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ' علی پر سورج کو لوٹا دے' پس سورج واپس آ گیا۔ یہاں تک کہ مسجد کے نصف تک پہنچ گیا۔

عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ موسیٰ الجہنی نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا۔ پھر حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور اس میں کئی مجاہیل ہیں' اور شیخ ابوالفرج بن الجوزی نے اسے موضوعات میں بیان کیا ہے کہ ابن شاہین نے اس حدیث کو ابن عقدہ کے حوالے سے روایت کیا ہے' پھر کہتے ہیں کہ یہ باطل ہے' اور ابن عقدہ اس کے متہم ہے' بلاشبہ وہ رافضی تھا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیوب بیان کرتا تھا۔

اور خطیب بیان کرتے ہیں کہ علی بن محمد بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حمزہ بن یوسف کو بیان کرتے سنا کہ ابن عقدہ' براثا کی جامع مسجد میں رہتا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیوب لکھواتا تھا۔ اور دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ ابن عقدہ برا آدمی تھا۔ اور ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن ابی غالب کو بیان کرتے سنا کہ ابن عقدہ حدیث کو نہیں مانتا تھا' کیونکہ وہ کوفہ کے شیوخ کو جھوٹ بولنے پر آمادہ کرتا تھا اور وہ ان کے لیے کتابیں بناتا تھا' اور انہیں ان کی روایت کا حکم دیتا تھا۔ اور ہم نے کوفہ کے ایک شیخ سے اس کا کذب واضح کر دیا ہے۔

اور حافظ ابو بشر الدولابی اپنی کتاب ''الذریۃ الظاہرۃ'' میں بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ سوید بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ المطلب بن زیاد نے عن ابراہیم بن حبان عن عبداللہ بن حسن عن فاطمہ بنت حسین عن حسین ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا' اور آپؐ پر وحی ہو رہی تھی' اور پھر اس نے پہلے کی طرح حدیث بیان کی ہے۔ اور اس ابراہیم بن حبان کو دارقطنی وغیرہ نے متروک قرار دیا ہے' اور حافظ محمد بن ناصر بغدادی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ اور ہمارے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ ابن ناصر نے درست کہا ہے۔ اور ابن جوزی بیان کرتے ہیں کہ ابن مردویہ نے اسے داؤد بن داہج کی حدیث کے طریق سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے' اور آپ کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا' اور آپ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ سورج غروب ہو گیا۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی اور سورج ان پر واپس آ گیا' یہاں تک کہ آپ نے نماز پڑھی' پھر سورج دوبارہ غروب ہو گیا۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ داؤد کو شعبہ نے ضعیف قرار دیا ہے' پھر ابن جوزی بیان کرتے ہیں۔ کہ اس حدیث کے واضع کی غفلت میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس نے آپ کے فضل کے پہلو کو دیکھا ہے' لیکن عدم فائدہ کو نہیں دیکھا۔ بلاشبہ غروب آفتاب سے نماز عصر قضا ہو جاتی ہے اور سورج کی واپسی اسے دوبارہ ادا نہیں بنا سکتی۔ اور صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ یوشع علیہ السلام کے سوا سورج کسی شخص پر نہیں رُکا۔

میں کہتا ہوں یہ حدیث اپنے تمام طرق سے ضعیف اور منکر ہے۔ اور ان میں سے کوئی ایک طریق بھی شیعہ اور مجہول الحال اور شیعہ اور متروک سے خالی نہیں۔ اور اس قسم کی حدیث میں خبر واحد جب اس کی سند متصل ہو' قبول نہیں ہوتی' اس لیے کہ وہ ایسے باب سے ہوتی ہے جس کی نقل کے بہت سے اسباب ہوتے ہیں۔ پس تواتر اور استفاضہ سے اس کا نقل ہونا ضروری ہے' اس سے کم نہیں۔ اور ہم اس کے اللہ کی قدرت میں ہونے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت ہونے سے منکر نہیں۔

اور صحیح سے ثابت ہے کہ سورج حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے لوٹایا گیا۔ اور یہ اس دن کا واقعہ ہے جب آپ نے

بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا۔ اور اتفاق سے یہ واقعہ جمعہ کے دن کے آخر میں ہوا' اور وہ ہفتہ کے روز جنگ نہیں کرتے تھے۔ اور آپ نے سورج کی طرف دیکھا جو نصف غروب ہو چکا تھا' آپ نے فرمایا تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں' اے اللہ! اسے مجھ پر روک دے۔ پس اللہ نے اسے اس پر روک دیا' یہاں تک کہ انہوں نے بیت المقدس کو فتح کرلیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشع بن نون بلکہ علی الاطلاق تمام دیگر انبیاء کے مقابلہ میں بڑی شان و عظمت اور قدر و منزلت کے حامل تھے۔ لیکن ہم وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے نزدیک صحیح ہے اور ہم آپ کی طرف وہ بات منسوب نہیں کرتے جو درست نہ ہو اور اگر یہ بات درست ہوتی تو ہم اس کے سب سے پہلے قائل اور معتقد ہوتے۔

اور حافظ ابوبکر محمد بن حاتم بن زنجویہ بخاری اپنی کتاب ''اثبات امامۃ ابی بکر صدیق'' میں بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی رافضی یہ کہے کہ حضرت ابوالحسن کی سب سے بڑی فضیلت' اور آپ کی امامت پر سب سے بڑی دلیل حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی وہ روایت ہے جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہو رہی تھی' اور آپ کا سر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا اور آپ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ سورج غروب ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا' کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! اگر یہ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں لگا ہوا تھا تو اس پر سورج کو لوٹا دے۔

حضرت اسماء بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ وہ غروب ہو چکا ہے' پھر میں نے اسے دیکھا تو وہ غروب ہونے کے بعد طلوع ہوگیا۔ اس سے دریافت کیا جائے گا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو ہم اپنے مخالف یہود و نصاریٰ کے خلاف اس سے کیسے حجت پکڑیں گے' لیکن یہ حدیث بہت ضعیف ہے اور اس کا کوئی اصل نہیں' یہ سب کچھ روافض کے ہاتھوں کا کیا دھرا ہے' اگر غروب ہونے کے بعد سورج واپس آتا تو کافر و مومن اسے دیکھتے' اور وہ ہمارے لیے بیان کرتے کہ فلاں دن فلاں مہینے اور فلاں سال میں سورج' غروب ہونے کے بعد واپس ہوا' پھر روافض سے کہا جائے گا کیا یہ جائز ہے کہ جب ابوالحسن کی نماز فوت ہو تو سورج کو لوٹایا جائے' اور جب خندق کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مہاجرین و انصار کی نماز ظہر' عصر اور مغرب فوت ہو جائے تو ان کے لیے سورج کو نہ لوٹایا جائے۔

اور اسی طرح دوسری بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے واپسی پر انصار و مہاجرین کے ساتھ آخر شب آرام کو اُترے اور صبح کی نماز سے غافل ہو گئے' اور انہوں نے طلوعِ آفتاب کے بعد نماز پڑھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ پر رات واپس نہ ہوئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کوئی فضیلت کی بات ہوتی' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی جاتی' اور اللہ ایسا نہیں کہ فضل و شرف کو اپنے رسول سے روک دے۔ یعنی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دے دے۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبید طنافسی سے کہا' آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت علی پر سورج واپس آ گیا اور آپ نے عصر کی نماز پڑھی انہوں نے جواب دیا جس نے یہ بات کہی ہے اس نے جھوٹ بولا ہے۔ نیز ابراہیم بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یعلیٰ بن عبید طنافسی سے پوچھا' ہمارے ہاں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔ اور سورج ان پر واپس ہوا ہے' انہوں نے جواب دیا' یہ سب جھوٹ ہے۔

باب:

متفرق طرق سے اس حدیث کا بیان اور اس بارے میں ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ بن احمد الحکانی کی تصنیف تصحیح رد الشمس وترغیم النواصب الشمس

اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اسے حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کے طریق سے روایت کیا گیا ہے، پھر انہوں نے اسے احمد بن صالح مصری احمد بن ولید انطاکی اور حسن بن داؤد کے طریق سے روایت کیا ہے، اور ان تینوں نے محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک سے روایت کی ہے، اور وہ ثقہ ہے، مجھے محمد بن موسیٰ الفطری المدنی نے جو ثقہ ہے محمد بن عون کے حوالے سے بتایا، وہ بیان کرتے ہیں، اور وہ محمد بن حنفیہ کے بیٹے ہیں جو اپنی ماں ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے، اور وہ اپنی نانی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض خیبر میں الصہباء مقام پر ظہر کی نماز پڑھی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک کام کو بھیجا، وہ آئے تو عصر کی نماز پڑھ چکے تھے، آپؐ نے اپنا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا، اور انہوں نے آپ کو اپنی جگہ سے نہ ہلایا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! علیؓ نے اپنے آپ کو اپنے نبی کے لیے وقف رکھا ہے۔ پس تو سورج کو اس پر لوٹا دے۔ حضرت اسماء بیان کرتے ہیں کہ سورج طلوع ہوا، یہاں تک کہ پہاڑوں پر بلند ہو گیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی، پھر سورج غائب ہو گیا۔

اس اسناد میں ایسا آدمی ہے جو مجہول الحال ہے، اور اس عون اور اس کی والدہ کے ضبط وعدالت کے بارے میں کچھ معلوم نہیں جن کے باعث ان سے کم تر حیثیت کے آدمی کی خبر کو قبول کیا جائے پس ان دونوں کی خبر سے وہ امر عظیم کیسے ثابت ہو سکتا ہے، جسے اصحاب صحاح وسنن اور مسانید مشہورہ میں سے کسی نے نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم

اور ہمیں معلوم نہیں کہ اس کی ماں نے یہ بات اپنی نانی اسماء بنت عمیس سے سنی ہے یا نہیں سنی پھر اس نے اس خلاصہ کو حسین بن حسن اشقر کے طریق سے بیان کیا ہے جو پکا شیعہ ہے۔ اور کئی لوگوں نے اسے عن فضل بن مرزوق عن ابراہیم بن الحسین بن حسن عن فاطمہ بنت الحسین الشہید عن اسماء بنت عمیس ضعیف قرار دیا ہے، اور اس حدیث کو بیان کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ فضیل بن مرزوق سے ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے، جس میں عبیداللہ بن موسیٰ بھی شامل ہیں۔ پھر انہوں نے اسے ابوجعفر طحاوی کے طریق سے بیان کیا ہے۔

اور ہم نے قبل ازیں اس کی جو روایت سعید بن مسعود اور ابوامیہ طرسوسی کی حدیث سے بحوالہ عبیداللہ بن موسیٰ العبسی بیان کی ہے، وہ شیعہ ہے۔ پھر انہوں نے اس خلاصہ کو ابوجعفر عقیلی کے طریق سے عن احمد بن داؤد عن عمار بن مطر عن فضیل بن مرزوق اور اغر الرقاشی اور بعض الرواسی کہتے ہیں، ابوعبدالرحمٰن مولیٰ بنی عنزہ بیان کیا ہے، اور ثوری اور ابن عیینہ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، اور

احمد کہتے ہیں میں اسے اچھا جانتا ہوں۔ اور ابن معین نے اسے ثقہ کہا ہے۔ اور مرہ نے اسے صالح یعنی پکا شیعہ بیان کیا ہے اور مرہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں اور ابو حاتم اسے راستباز اور صالح الحدیث کہتے ہیں۔ اسے بہت وہم ہوتا ہے اس کی حدیث لکھی جاتی ہے اور اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔

اور عثمان بن سعید الدارمی بیان کرتے ہیں کہ اسے ضعیف کہا جاتا ہے اور نسائی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ اور ابن عدی کہتے ہیں مجھے امید ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں اور ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ بہت منکر الحدیث ہے اور ثقات کے بارے میں غلطی کرتا ہے اور عطیہ سے موضوعات روایت کرتا ہے۔

اور مسلم اور اصحاب سنن اربعہ نے اس کے لیے روایت کی ہے اس کے حالات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ کذب عمد سے متہم نہیں لیکن وہ نرمی سے کام لیتا ہے خصوصاً ان باتوں میں جو اس کے مذہب کے موافق ہوں اور وہ اس سے بھی روایت کرتا ہے جسے جانتا ہے۔ یا اس کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے۔ پس وہ اپنی حدیث کو مدلس بنا دیتا ہے اور اسے ساقط بنا دیتا ہے اور اپنے شیخ کا ذکر کرتا ہے اسی لیے انہوں نے اس حدیث کو متعلق جس کے بارے میں احتراز کرنا اور جھوٹ سے بچنا واجب ہے۔ ''عن'' کو تدلیس کے صیغہ سے بیان کیا ہے اور تحدیث کے صیغہ سے نہیں لائے شاید ان دونوں کے درمیان کوئی مجہول الحال آدمی ہو علاوہ ازیں اس کا یہ شیخ ابراہیم بن الحسن بن علی بن ابی طالب مشہور الحال نہیں اور اصحاب کتب معتمدہ میں سے کسی نے اس کے لیے روایت نہیں کی اور نہ ہی اس فضیل بن مرزوق اور یحییٰ بن متوکل کے سوا کسی نے اس سے روایت کی ہے۔ یہ بات ابو حاتم اور ابو زرعہ رازی نے بیان کی ہے اور وہ جرح وتعدیل کے درپے نہیں ہوتے۔

اور فاطمہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب زین العابدین کی بہن ہیں ان کی حدیث مشہور ہے اور اصحاب سنن اربعہ نے ان کے لیے روایت کی ہے آپ ان لوگوں میں شامل تھیں جو آپ کے باپ کی شہادت کے بعد اہل بیت کے ساتھ دمشق آئے تھے آپ ثقات میں سے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ آپ نے یہ حدیث اسماء سے سنی ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم

پھر اس مصنف نے اسے ابو حفص کنانی کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ محمد بن عمر القاضی الجعابی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن القاسم بن جعفر العسکری نے اپنی اصل کتاب سے مجھ سے بیان کیا کہ احمد بن محمد بن یزید بن سلیم نے ہم سے بیان کیا کہ خلف بن سالم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے عن اشعث ابوالشعساء عن امہ عن فاطمہ بنت الحسین عن اسماء ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی حتیٰ کہ سورج ان پر واپس آ گیا یہ اسناد بہت غریب ہے اور عبدالرزاق کی حدیث سے اور ان کا شیخ ثوری ائمہ کے نزدیک محفوظ ہے وہ اس سے مہمات کی کوئی چیز نہیں چھوڑتا پس اس عظیم حدیث کو خلف بن سالم کے سوا اس نے عبدالرزاق سے کیسے روایت نہیں کیا اور اس سے پہلے وہ لوگ ہیں جن کے ضبط وعدالت کا حال دوسروں کی طرح معلوم نہیں ہوتا پھر ام اشعث مجہولہ ہے۔ واللہ اعلم

پھر انہوں نے اس خلاصہ کو محمد بن مروان کے طریق سے بیان کیا ہے کہ حسین اشقر نے جو شیعہ اور ضعیف ہے جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ عن علی بن ہاشم بن البرید اس کے متعلق ابن حبان نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ غالی شیعہ ہے جو مشاہیر

سے سنا کیر روایت کرتا ہے' عن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار عن علی بن الحسین بن الحسن عن فاطمہ بنت علی عن اسماء بنت عمیس سے بیان کیا۔ اور یہ اسناد ثابت نہیں ہوتا۔ پھر انہوں نے اسے عبدالرحمٰن بن شریک کے طریق سے عن ابیہ عن عروہ بن عبداللہ عن فاطمہ بنت علی عن اسماء بنت عمیس قوت دی ہے اور حدیث کو بیان کیا ہے' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اسے ابن عقدہ کے طریق سے عن احمد بن یحییٰ صوفی عن عبدالرحمٰن بن شریک عن عبداللہ النخعی بیان کیا ہے۔

اور بخاری نے کتاب الادب میں اس سے روایت کی ہے۔ اور ائمہ کی ایک جماعت نے اس سے روایت کی ہے۔ اور ابوحاتم رازی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ کمزور حدیث ہے۔ اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بسا اوقات غلطی کر جاتا ہے۔ اور ابن عقدہ نے اس کی تاریخ وفات ۲۲۷ھ بتائی ہے۔ اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ شیخ ابوالفرج جوزی نے کہا ہے کہ ابوالعباس بن عقدہ پر وضع کی تہمت ہے' پھر انہوں نے اس کے بارے میں ائمہ کے طعن و جرح کی باتیں بیان کی ہیں۔ نیز یہ کہ وہ مشائخ کے لیے نقلیں تیار کرتا تھا' اور انہی سے انہیں روایت کر دیتا تھا۔ (واللہ اعلم)

میں کہتا ہوں کہ اسماء سے اس اسناد کی عبارت میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ سورج واپس آ گیا' یہاں تک کہ مسجد کے نصف تک پہنچ گیا۔ اور یہ پہلی حدیث کے مناقض ہے کہ یہ واقعہ سرزمین خیبر کے الصہباء مقام پر ہوا تھا۔ اس قسم کی باتیں حدیث کے ضعف کا موجب بنتی ہیں' اور اس کے بارے میں قدح کو واجب کرتی ہیں۔

پھر انہوں نے اسے محمد بن عمر الجعابی کے طریق سے بیان کیا ہے کہ علی بن عباس بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبادہ بن یعقوب الرواجی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن ہاشم نے عن صباح عن عبداللہ بن الحسن ابوجعفر عن حسین المقتول عن فاطمہ عن اسماء بنت عمیس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت علی اپنے مقام کی وجہ سے تقسیم غنائم میں مصروف تھے کہ سورج غروب ہو گیا یا غروب ہوا چاہتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا آپ نے نماز پڑھ لی ہے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا' نہیں' تو آپ نے اللہ سے دعا کی تو سورج بلند ہو گیا۔ یہاں تک کہ آسمان کے وسط میں آ گیا' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھ لی' اور جب سورج غروب ہو گیا تو میں نے اس کی آواز ایسے سنی جیسے لوہے میں تیز کرنے والے آلے کی آواز ہوتی ہے۔ اور یہ عبارت پہلی حدیث کی بہت سی وجوہ میں مخالف ہے' نیز اس کا اسناد نہایت تاریک ہے' معلوم نہیں یہ صباح کون ہے؟ اور وہ حسین بن علی شہید سے یکے بعد دیگرے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کیسے روایت کرتا ہے؟ یہ متن و اسناد کے لحاظ سے تخبیط ہے' اور اس میں یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف تقسیم غنائم میں مشغول تھے اور اس بات کو کسی نے بیان نہیں کیا اور نہ کسی نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کے لیے نماز کا ترک کرنا جائز ہے' اگرچہ بعض علماء نے عذر قتال کی وجہ سے نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنا جائز قرار دیا ہے' جیسا کہ بخاری نے مکحول اوزاعی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے اصحاب کی جماعت سے اسے بیان کیا ہے۔

اور بخاری نے ان کے لیے خندق کے روز' تاخیر نماز کے واقعہ سے' اور حضور علیہ السلام کے اس حکم سے کہ ان میں سے ہر آدمی بنی قریظہ میں جا کر عصر کی نماز ادا کرنے سے حجت پکڑی ہے' اور علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ بات نماز خوف سے منسوخ ہو گئی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ کسی عالم نے بھی یہ بات نہیں کہی کہ تقسیم غنائم کے عذر سے نماز کو مؤخر کرنا جائز ہے۔ حتیٰ کہ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر ہے۔ پس اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے جیسا کہ اس جماعت نے اسے روایت کیا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقسیم غنیمت کے عذر کے باعث ارادۃً نماز کو مؤخر کیا تھا' اور شارع نے انہیں اس کام پر مقرر کیا تھا تو یہ اکیلی بات ہی اس کے جواز کی دلیل بن جائے گی۔ اور بخاری نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ اس سے بڑھ کر حجت قاطعہ بنے گی۔ کیونکہ یہ واقعہ یقینی طور پر نماز خوف کی مشروعیت کے بعد ہوا ہے' اس لیے کہ ۷ھ میں آپ خیبر میں تھے' اور نماز خوف اس سے پہلے مشروع ہو چکی تھی۔ اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھول گئے تھے حتیٰ کہ انہوں نے غروب شمس تک نماز نہ پڑھی تو وہ معذور ہیں اور وہ ردشمس کے محتاج نہیں بلکہ اس کا وقت غروب شمس تک نماز نہ پڑھی تو وہ معذور ہیں اور وہ ردشمس کے محتاج نہیں بلکہ اس کا وقت غروب کے بعد ہے' اور اس صورت میں یہ حالت اس طرح ہو گئی جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ (واللہ اعلم)

اور یہ سب امور' اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتے ہیں' پھر اگر ہم اسے ایک اور قضیہ اور واقعہ بنا دیں جو پہلے واقعہ کے علاوہ ہو تو ردشمس کئی دفعہ ہو جائے گا' حالانکہ اسے ائمہ علماء میں سے کسی نے نقل نہیں کیا' اور نہ ہی اصحاب کتب مشہورہ نے اسے روایت کیا ہے۔ اور اس علمی فائدہ میں یہ رواۃ ہی متفرد ہیں' جن کا کوئی اسناد مجہول و متروک اور متہم سے خالی نہیں۔ (واللہ اعلم)

پھر انہوں نے یہ خلاصہ ابوالعباس بن عقدہ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن ثابت نے ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ردشمس کی حدیث کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ تمہارے نزدیک ثابت ہے؟ تو انہوں نے مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ردشمس سے بڑی بات بیان نہیں کی' میں نے کہا' میں آپ پر قربان جاؤں' آپ نے درست کہا ہے لیکن میں اسے آپ سے سننا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا' کہ میرے باپ حسن نے بحوالہ اسماء بنت عمیس مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے' اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عصر پڑھنا چاہتے تھے' پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واپسی پر ملے' اور آپ پر وحی نازل ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے کا سہارا دیا' اور وہ مسلسل آپ کو سینے کا سہارا دیئے رہے' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آ گیا تو آپ نے فرمایا' اے علی رضی اللہ عنہ کیا آپ نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں آیا' تو آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی' اور میں اس وقت تک آپ کو اپنے سینے کا سہارا دیئے رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو بقبلہ ہو گئے' اور سورج غروب ہو چکا تھا' آپ نے فرمایا: اے اللہ! اگر علیؓ تیری تابعداری میں مصروف تھا تو سورج کو اس پر لوٹا دے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ سورج آ گیا اور اس کی آواز چکی کی آواز کی طرح تھی' حتیٰ کہ وہ عصر کے وقت اپنی جگہ پر آ گیا' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دلجمعی کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ اور جب وہ فارغ ہو گئے' تو سورج واپس چلا' اور اس کی آواز' چکی کی آواز کی طرح تھی۔ اور جب سورج غائب ہو گیا تو سخت اندھیرا ہو گیا' اور ستارے نمایاں ہو گئے۔ یہ حدیث بھی اسناد و متن کے لحاظ سے اسی طرح منکر ہے اور پہلی عبارات کے مناقض ہے' اور یہ عمرو بن ثابت' حدیث وضع کرنے' اور اسے

دوسروں سے سرقہ کرنے میں متہم ہے اور یہ عمرو بن ثابت بن ہرمز البکری الکوفی مولی بکر بن وائل ہے' جو عمرو بن المقدام الحداد کے نام سے معروف ہے اس نے کئی تابعین سے روایت کی ہے اور ایک جماعت نے اس سے روایت کی ہے جس میں حمید بن مسعود' ابوداؤد طیالسی اور ابوالولید طیالسی شامل ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن المبارک نے اسے ترک کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے روایت نہ کرو' کیونکہ وہ اسلاف کو برا بھلا کہتا تھا' اور جب اس کا جنازہ آپ کے پاس سے گذرا تو آپ اس سے چھپ گئے' اور اسی طرح عبدالرحمٰن بن مہدی نے اسے ترک کر دیا ہے۔ اور ابو معین اور نسائی نے کہا کہ یہ ثقہ نہیں' اور نہ مامون ہے' اور وہ اپنی حدیث کو لکھتا ہے۔ اور دوسری بار آپ نے اور ابوزرعہ اور ابوحاتم نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔ اور ابوحاتم نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ خراب رائے اور پکا شیعہ ہے جو اپنی حدیث کو نہیں لکھتا اور امام بخاری کہتے ہیں کہ وہ ان کے نزدیک قوی نہیں' اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ وہ شرارتی لوگوں میں سے تھا۔ اور خبیث رافضی اور برا آدمی تھا۔ اور آپ نے اس موقع پر فرمایا' کہ جب وہ مرا تو میں نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔ کیونکہ اس نے کہا تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے' تو پانچ کے سوا' سب لوگوں نے کفر کیا۔ اور ابوداؤد اس کی مذمت کرنے لگے۔

اور ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ (اثبات سے) موضوعات روایت کرتا تھا۔ اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی حدیث کا ضعف واضح ہے' اور اس کی وفات کی تاریخ انہوں نے ۲۲۷ھ بتائی ہے' اس لیے ہمارے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن حسن اور ان کے والد اس بات سے بلند ہیں کہ وہ اس حدیث کو بیان کریں۔

اور اس منصف مصنف نے بیان کیا ہے کہ اب رہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث' تو عقیل بن حسن عسکری نے ہمیں بتایا کہ ابومحمد صالح بن الفتح النسائی نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عمیر بن حوصاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعید الجوہری نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن یزید بن عبدالملک نوفلی نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا۔ اور داؤد بن فراہیج نے بحوالہ عمارہ بن برد اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' اور اس حدیث کا ذکر کیا' اور کہا کہ میں نے اسے طویل حدیث سے مختصر کیا ہے' یہ تاریک اسناد ہے۔ اور یحییٰ بن یزید اور اس کا باپ' اور اس کا شیخ داؤد بن فراہیج سب کے سب ضعیف ہیں' اور اس کی طرف ابن جوزی نے اشارہ کیا ہے کہ ابن فردویہ نے اسے داؤد بن فراہیج کے طریق سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور شعبہ اور نسائی وغیرہ نے اس داؤد کو ضعیف قرار دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعض رواۃ کی بناوٹ ہے۔ یا وہ کسی کے پاس آیا ہے اور اسے پتہ نہیں چلا۔ واللہ اعلم

اور ابوسعید کی حدیث کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ محمد بن اسماعیل جرجانی نے ہمیں لکھ کر بتایا کہ ابوطاہر محمد بن علی الواعظ نے انہیں بتایا کہ محمد بن احمد بن متیم نے ہمیں خبر دی کہ قاسم بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے اپنے باپ محمد سے' اور اس نے اپنے باپ عبداللہ سے اور اس نے اپنے باپ عمر کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حسین بن علی نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں ہے' اور سورج غروب ہو چکا ہے پس حضرت نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا اے علیؓ! کیا تو نے نماز عصر پڑھ لی ہے انہوں نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے نماز نہیں پڑھی' میں نے آپؐ کے سر کو اپنی

گود سے ہٹانا پسند نہیں کیا جبکہ آپ کو تکلیف بھی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے علی پکارا' اے علیؓ! کہ تجھ پر سورج لوٹایا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا کیجیے' اور میں آمین کہتا ہوں۔ تو آپؐ نے فرمایا' اے میرے رب علیؓ' تیری اور تیرے رسول کی تابعداری میں مصروف تھا' سورج کو اس پر واپس لوٹا دے۔ ابوسعید بیان کرتا ہے کہ خدا کی قسم کہ میں نے چرخی کی آواز کی طرح سورج کی آواز سنی' حتیٰ کہ وہ صاف روشن ہو کر واپس آ گیا۔ یہ اسناد بھی اسی طرح تاریک ہے' اور اس کا متن منکر ہے اور پہلی عبارات کے مخالف ہے' اور یہ سب امور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ موضوع مصنوع اور بناوٹی حدیث ہے' جسے یہ رافضی ایک دوسرے سے سرقہ کرتے ہیں۔ اور اگر ابوسعید کی روایت میں اس کی کوئی اصل ہوتی تو آپ کے کبار اصحاب رضی اللہ عنہ آپؐ سے اسے حاصل کرتے' جیسا کہ صحیحین میں آپ کے طریق سے فضائل علی رضی اللہ عنہ میں سے قتال خوارج کی حدیث اور مخدج وغیرہ کا واقعہ بیان ہوا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں' اب رہ گئی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث' تو ابوالعباس فرغانی نے ہمیں بتایا کہ ابوالفضل شیبانی نے ہمیں خبر دی کہ رجاء بن یحییٰ سامانی نے ہم سے بیان کیا۔ کہ ہارون بن سعد نے سامرا میں ۲۴۰ھ میں ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو بن اشعث نے عن داؤد بن الکمیت عن امہ عن مستہل بن زید عن ابیہ زید بن سلہب عن جویریہ بنت شہر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلی تو آپ نے فرمایا اے جویریہ' یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی ہو رہی ہے اور آپ کا سر میری گود میں تھا پھر آپ نے اس حدیث کو بیان کیا۔ یہ اسناد بھی تاریک ہے' اور اس کے اکثر رجال معروف نہیں' معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مرکب و مصنوع ہے' جسے روافض کے ہاتھوں نے بنایا ہے' اللہ ان کا برا کرے۔ اور جو شخص رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھے' اللہ اس پر لعنت کرے۔ اور شارع نے جس عذاب سے اسے ڈرایا ہے وہ اسے جلد آ پکڑے' آپؐ نے فرمایا ہے۔ اور آپؐ صادق القول ہیں کہ جس نے ارادتاً مجھ پر جھوٹ باندھا' اس نے آگ سے اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ اور کسی اہل علم کی عقل میں یہ بات کیسے آ سکتی ہے کہ اس حدیث کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کریں' اور اس میں ان کی عظیم منقبت' اور رسول اللہ ﷺ کا روشن معجزہ ہو۔ پھر ان سے یہ اس تاریک اسناد کے ساتھ روایت کی جائے جو غیر معروف رجال سے مرکب ہو۔ کیا ان کا خارج میں کوئی وجود ہے یا نہیں؟ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ خارج میں ان کا کوئی وجود نہیں پایا جاتا۔ واللہ اعلم

پھر وہ ایک مجہول العین والحال عورت سے مروی ہے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ثقہ اصحاب جیسے عبیدہ سلمانی' شریح قاضیؒ عامر شعبی اور ان جیسے لوگ کہاں تھے۔ پھر امام مالک اور اصحاب کتب ستہ اور اصحاب مسانید و سنن وصحاح اور حسان نے اس حدیث کی روایت کو ترک کر دیا ہے اور اپنی کتب میں سب سے بڑی دلیل یہ بیان کی ہے کہ ان کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں' اور یہ ان کے بعد جھوٹے طور پر بنائی گئی ہے۔

اور یہ دیکھئے' ابوعبدالرحمٰن نسائی نے ایک کتاب خصائص علی بن ابی طالب لکھی ہے لیکن اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح حاکم نے اسے اپنے مستدرک میں روایت نہیں کیا' حالانکہ ان دونوں کو کچھ کچھ تشیع کی طرف منسوب کیا جاتا ہے' اور جن معتبر لوگوں

نے اسے روایت کیا ہے انہوں نے اسے صرف استغراب وتعجب کے لیے روایت کیا ہے پس اس قسم کی حدیث جو دن کی طرح روشن ہو اور جس کی نقل کے اسباب بھی بہت ہوں کیسے ساقط ہو سکتی ہے۔ پھر اسے منکر اور ضعیف طرق سے بیان کیا جاتا ہے جن کی اکثر مرکب اور موضوع ہے اور ان میں بہترین طریق وہ ہے جسے قبل ازیں ہم نے احمد بن صالح مصری کے طریق سے عن ابی فدیک عن محمد بن موسیٰ الفطری عن عون بن محمد عن امہ ام جعفر عن اسماء روایت کیا ہے اور اس میں جو تعلیل پائی جاتی ہے ہم نے پہلے اس کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے اور احمد بن صالح رحمہ اللہ اس سے دھوکہ کھا گئے ہیں اور اس کی صحت کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور اس کے ثبوت کو ترجیح دی ہے۔

اور طحاوی اپنی کتاب ''مشکل الحدیث'' میں علی بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ احمد بن صالح مصری بیان کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی علم کی راہ پر ہو اسے ردشمس کی حدیث کو اسماء سے حفظ کرنے میں تخلف نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ علامات نبوت میں سے ہے۔ اور اسی بات کی وجہ سے ابوجعفر طحاوی اس کی طرف مائل ہو گئے تھے۔

اور ابوالقاسم الحکانی نے اسے معتزلی متکلم ابوعبداللہ بصری سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد اس کی واپسی کا حال بہت مضبوط ہے جو اس کی نقل کا تقاضا کرتا ہے اس لیے کہ اگرچہ یہ امیر المومنین کی فضیلت ہے مگر اعلام نبوت میں سے ہے اور یہ دیگر بہت سے اعلام نبوت کے ساتھ مقارن ہے۔

اس کلام کے خلاصہ کا مقتضاء یہ ہے کہ اس کو متواتر نقل کیا جانا چاہیے تھا اور اگر یہ حدیث صحیح ہو تو یہ بات درست ہے لیکن اسے اس طرح نقل نہیں کیا گیا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حقیقت میں صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں ہر دور کے ائمہ اس حدیث کی صحت کا انکار کرتے ہیں اور اسے رد کرتے ہیں اور اس کے رواۃ کو برا بھلا کہنے میں بہت مبالغہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں ہم کئی حفاظ جیسے محمد اور یعلی بن عبید طنافسی اور ابراہیم بن یعقوب جوزجانی خطیب دمشق اور ابوبکر محمد بن حاتم بخاری۔ المعروف بہ ابن زنجویہ اور حافظ ابوالقاسم بن عساکر اور شیخ ابوالفرج بن جوزی وغیرہ متقدمین کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اس کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے ان میں ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی اور علامہ ابوالعباس بن تیمیہ شامل ہیں۔

اور حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری بیان کرتے ہیں کہ میں نے قاضی القضاۃ ابوالحسن محمد بن صالح ہاشمی کو سنایا کہ عبداللہ بن حسین بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن علی بن المدائنی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ پانچ احادیث کو روایت کیا جاتا ہے جن کی رسول اللہ ﷺ سے کوئی اصل ثابت نہیں:

اوّل: اگر سائل سچ کہے تو وہ اس کے رد کرنے سے فلاح نہیں پائے گا۔

دوم: آنکھ کے درد کے سوا کوئی درد نہیں اور قرض کے غم کے سوا کوئی غم نہیں۔

سوم: حضرت علی بن ابی طالبؓ پر سورج لوٹ آیا تھا۔

چہارم: میں اللہ کے ہاں اس بات سے زیادہ عزت رکھتا ہوں کہ وہ مجھے دو سو سال تک زمین کے نیچے چھوڑ دے۔

پنجم: پچھنے لگانے والا اور پچھنے لگوانے والا دونوں روزہ افطار کر دیں بلاشبہ یہ دونوں غیبت کرتے ہیں۔
طحاوی رحمۃ اللہ علیہ پر اگرچہ اس کا معاملہ مشتبہ رہا، مگر انہوں نے حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے اس کے رواۃ کے لیے انکار و افسوس بیان کیا ہے۔

ابوالعباس بن عقدہ بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن محمد بن عمیر نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن عباد نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے بشار بن وراع کو بیان کرتے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ محمد بن نعمان ملے تو کہنے لگے، تو نے حدیث رد شمس کو کس سے روایت کیا ہے؟ اس نے کہا، اس شخص کے غیر سے جس سے آپ نے یا ساریۃ الجبل الجبل روایت کی ہے، یہ امام ابوحنیفہؒ تھے، جو معتبر ائمہ میں سے ہیں، آپ کوفی ہیں جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اس محبت و فضیلت پر جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دی ہے تہمت نہیں لگاتے، اس کے باوجود وہ اس کے راویوں پر تکبر کرتے ہیں۔ اور محمد بن نعمان کا قول کوئی جواب نہیں، بلکہ محض معارضہ ہے جو کچھ سود مند نہیں، یعنی میں نے اس حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں روایت کیا ہے، اگرچہ یہ حدیث غریب ہے بلکہ غرابت میں اس کی نظیر ہے، جسے آپ نے حضرت عمر بن خطاب کی فضیلت میں یا ساریۃ الجبل کے قول میں روایت کیا ہے۔ یہ بات محمد بن نعمان کے بارے میں درست نہیں، کیونکہ یہ اسناداً اور متناً اس حدیث کی طرح نہیں۔ اور امام کا وہ مکاشفہ (شارع نے آپ کے محدث ہونے کی گواہی دی ہے) کہاں ہے جو سورج غروب ہونے کے بعد طلوع ہو کر واپس آنے سے بہتر امر ہے اور قیامت کی سب سے بڑی علامت ہے۔ اور جو کچھ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے واقعہ ہوا ہے وہ سورج کا ان پر لوٹانا نہیں، بلکہ وہ اپنے غروب ہونے سے قبل کچھ عرصہ رُک گیا تھا، یعنی اس کی رفتار سست ہو گئی تھی، یہاں تک کہ انہوں نے فتح حاصل کر لی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور پہلے بیان ہو چکا ہے، کہ انہوں نے یہ خلاصہ اس حدیث کے طریق سے بحوالہ حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو سعید خدری اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہم بھی بیان کیا ہے۔ اور ابوبشر الدولابی کی کتاب ''الذریۃ الطاہرۃ'' میں بھی حسین بن علی کی حدیث سے بیان ہوا ہے، اور ظاہر ہے کہ انہوں نے اسے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اور شیخ الرافضہ جمال الدین یوسف بن الحسن الملقب ابن مطہر حلی نے اپنی کتاب میں جو امامت کے بارے میں ہے، جس میں اس نے ہمارے شیخ علامہ ابوالعباس ابن تیمیہ کا رد کیا ہے، بیان کیا ہے کہ نویں بات دو بار سورج کا واپس آنا ہے۔ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، اور دوسری بار آپؐ کے بعد، پہلی دفعہ کے متعلق تو حضرت جابر اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ ایک روز جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے تاکہ آپؐ سے اللہ کی بات کریں۔ پس جب وحی نے آپ کو ڈھانک لیا تو آپؐ نے امیر المومنین کی ران کو تکیہ بنا لیا، اور اپنا سر نہ اُٹھایا، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشارے سے نماز پڑھی۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا، اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ سورج کو تم پر لوٹا دے، اور تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے، اور دوسری دفعہ، اس وقت جب آپؐ نے بابل میں فرات کو عبور کرنا چاہا، بہت سے

صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے جانوروں کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئے' اور آپؐ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی اور ان میں سے بہت سے لوگ نماز سے رہ گئے' تو انہوں نے اس بارے میں باتیں کیں تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے ردشمس کی دعا کی' اور سورج واپس آ گیا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ حمیری نے اس واقعہ کو نظم کیا ہے' وہ کہتا ہے۔

''جب عصر کا وقت فوت ہو گیا' اور سورج غروب ہونے کی جگہ کے قریب ہو گیا تو سورج کو آپ پر لوٹا دیا گیا' یہاں تک اس کا نور عصر کے وقت کی طرح روشن ہو گیا' پھر وہ ستارے کی طرح گرا۔ اور دوسری بار بابل میں آپ پر سورج لوٹایا گیا' اور وہ کسی مقرب مخلوق کے لیے نہیں لوٹایا گیا''۔

ہمارے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت' ولایت اور علو منزلت اللہ کے ہاں معلوم ہے۔ اور بفضل خدا ثابت طریق سے جو ہمیں علم یقینی کا فائدہ دیتے ہیں' جن کی موجودگی میں اس بات کی ضرورت نہیں رہتی جس کا صدق معلوم نہ ہوا۔ یا یہ معلوم ہو کہ وہ جھوٹ ہے۔ اور ردشمس کی حدیث کے ذکر ایک جماعت جیسے ابوجعفر طحاوی اور قاضی عیاض وغیرہ نے کیا ہے اور وہ اس میں معجزاتِ رسول سے بھی تجاوز کر گئے ہیں۔ لیکن حدیث کے بارے میں علم و معرفت رکھنے والے محققین جانتے ہیں کہ یہ حدیث گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے' پھر آپؐ نے اس کے طرق کو ایک ایک کر کے بیان کیا ہے' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور ابوالقاسم الحکانی سے مناقشہ کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور ہم نے ان سب باتوں کو بیان کیا ہے' اور ان میں کمی بیشی بھی کی ہے۔ واللہ الموفق

اور آپ نے احمد بن صالح مصری کی جانب سے اس حدیث کو صحیح قرار دینے کے بارے میں معذرت کی ہے کہ وہ اس کی سند سے دھوکہ کھا گئے ہیں' اور طحاوی کی طرف سے بھی معذرت کی ہے کہ ان کے پاس نقاد حفاظ کی طرح اسانید کی جید نقل موجود نہیں تھی' اور آپ نے اپنے شاندار کلام میں فرمایا ہے کہ اس کے متعلق قطعی اور یقینی بات یہ ہے کہ یہ ایک گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابن المطہر کا اس حدیث کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے بیان کرنا' غریب ہے' لیکن اس نے اس کو قوی نہیں کیا۔ اور اس کی عبارت کا مقتضاء یہ ہے کہ پہلی اور دوسری بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی ردشمس کی دعا کی تھی' اور اس نے بابل کا جو واقعہ بیان کیا ہے اس کا کوئی اسناد نہیں۔ اور میں اسے (واللہ اعلم) شیعہ میں سے زنادقہ وغیرہ کی بناوٹ خیال کرتا ہوں۔ بلاشبہ خندق کے روز' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی اور سورج غروب ہو گیا تھا۔ بلکہ وہ بطحان وادی کی طرف گئے' اور وضو کر کے غروبِ آفتاب کے بعد نماز عصر پڑھی' اور ان میں حضرت علی بھی موجود تھے' اور ان کے لیے سورج واپس نہیں آیا' اور اسی طرح بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بنی قریظہ کی طرف گئے' اور اس دن ان کی عصر کی نماز فوت ہو گئی' یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا' پس سورج کو ان کے لیے واپس نہ کیا گیا۔ اور اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب' صبح کی نماز سے غافل ہو گئے' یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ تو انہوں نے سورج بلند ہونے کے بعد نماز پڑھی' اور رات ان کے لیے واپس نہ ہوئی' پس اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کو ایسے فضائل دے جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

آپؐ کے اصحاب کو نہیں دیئے۔

اور تمیری کی نظم کوئی حجت نہیں' بلکہ وہ ابن المطہر کے ہذیان کی طرح ہے جسے معلوم نہیں کہ وہ نثر میں کیا کہہ رہا ہے۔ اور یہ جو نظم کر رہا ہے' اسے اس کی صحت کا علم نہیں' بلکہ دونوں کا حال شاعر کے اس قول کی طرح ہے کہ۔

اگر میں جانتا ہوں تو مجھ پر قربانی کا اونٹ لازم ہے' کثرت بکواس کی وجہ سے میں کیسے غور وفکر کرسکتا ہوں۔ اور ارض بابل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور بات وہ ہے جسے ابوداؤد رحمۃ اللہ نے اپنے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ارض بابل سے گذرے تو نماز عصر کا وقت ہوگیا۔ پس آپ نے ارض بابل سے گذر کر عصر کی نماز پڑھی' اور فرمایا:

میرے خلیل نے مجھے ارض بابل میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا تھا اس لیے کہ یہ ملعون زمین ہے۔ اور ابومحمد بن حزم نے اپنی کتاب الملل والنحل میں اس بارے میں باطل دعویٰ کرنے والے کا رد کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ردشمس کا ابطال کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم نے جو کچھ فاضل کے لیے بیان کیا ہے اس میں سے کچھ کا دعویٰ کرنے والے کے درمیان' اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر دوبارہ ردشمس کا دعویٰ کیا ہے کہ حبیب بن اوس نے کہا ہے کہ۔

سورج ہم پر لوٹایا گیا' اور رات سورج کو تاریک کر رہی تھی' اور وہ ان کے لیے تاریکی کی جانب سے طلوع ہو رہا تھا' اس کی روشنی نے سیاہ رنگ کو اتار دیا' اور اس کی خوبصورتی سے گھومنے والے آسمان کا نور لپٹ گیا' خدا کی قسم' مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ پر ہمارے لیے ظاہر ہوا' پس اسے اس کے لیے لوٹایا گیا یا قوم میں کوئی یوشع موجود تھا۔ ابن حزم نے اپنی کتاب میں انہیں اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور ان اشعاء پر رکاکت غالب ہے اور یہ بناوٹی معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور دلائل نبوت کے باب میں جو باتیں آسمانی نشانات سے تعلق رکھتی ہیں' ان میں آپ کا اپنے رب سے اپنی امت کے لیے بارش کے مؤخر ہو جانے کے وقت بارش طلب کرنا بھی ہے' اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے سوال کا جلد جواب دیا۔ اور وہ اس طرح کہ ابھی آپؐ اپنے منبر سے نیچے نہیں اُترے' کہ بارش آپ کی ریش مبارک پر گرنے لگی۔ اور اسی طرح آپ کا صحت پانا ہے۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوقتیبہ نے ہم سے بیان کیا۔ کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ابوطالب کے شعر کو بطور مثال پڑھتے سنا کہ:

''اور وہ روشن رو ہے جو اپنے چہرے سے بادلوں کو طلب کرتا ہے' اور یتیموں کا فریادرس' اور بیوگان کی پناہ گاہ ہے''۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ابوعقیل ثقفی نے بحوالہ عمرو بن حمزہ بیان کیا کہ سالم نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ بسا اوقات میں نے شاعر کے قول کو یاد کیا۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو بارش طلب کرتے دیکھ رہا تھا۔ پس ابھی آپؐ منبر سے نہیں اترے کہ تمام پرنالے خوب اچھی طرح بہنے لگے۔

''اور وہ روشن رو ہے' جو اپنے چہرے سے بارش طلب کرتا ہے۔ اور وہ یتیموں کا فریادرس' اور بیوگان کی پناہ گاہ ہے''۔

اور یہ ابوطالب کا شعر ہے' امام بخاریؒ اس روایت میں متفرد ہیں' اور اس کو انہوں نے معلق قرار دیا ہے' اور ابن ماجہ نے

اپنے سنن میں اسے قوت دی ہے اور اسے عن احمد بن الازہر عن ابی النضر عن ابی عقیل عن عمر بن حمزہ عن سالم ابیہ روایت کیا ہے۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ ابوضمرہ نے ہم سے بیان کیا کہ شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ جمعہ کے روز ایک آدمی مسجد کے اس دروازے سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اموال تباہ ہو گئے ہیں اور راستے کٹ گئے ہیں۔ اللہ سے ہمارے لیے دعا کیجیے کہ وہ ہم پر بارش کرے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اے اللہ ہمیں سیراب کر اے اللہ ہمیں سیراب کر اے اللہ ہمیں سیراب کر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں خدا کی قسم ہم آسمان میں نہ کوئی بادل اور نہ بادل کا ٹکڑا اور نہ کوئی چیز دیکھتے تھے۔ اور نہ ہمارے اور نہ سلع کے کسی گھر کے درمیان کوئی بادل تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ سلع کے پیچھے سے ڈھال کی طرح بادل چڑھا اور جب وہ آسمان کے وسط میں پہنچا تو پھیل گیا پھر برسنے لگا۔

راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم ہم نے چھ دن سورج نہیں دیکھا۔ پھر آئندہ جمعہ کو وہ آدمی اسی دروازے سے داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے اس نے کھڑے ہو کر آپ کی طرف منہ کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اموال تباہ ہو گئے ہیں اور راستے منقطع ہو گئے ہیں اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ بارش کو روک دے راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش کر ہم پر بارش نہ کر اے اللہ ٹیلوں اور پہاڑوں اور چھوٹے ٹیلوں اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر بارش کر راوی بیان کرتا ہے کہ بارش تھم گئی اور ہم باہر نکلے تو ہم دھوپ میں چل رہے تھے۔

شریک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا وہ وہی آدمی تھا جس نے پہلے سوال کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے روایت کیا ہے اور مسلم نے اسماعیل بن جعفر کی حدیث سے بحوالہ شریک اسے روایت کیا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش رُک گئی ہے اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں سیراب کرے۔ آپؐ نے دعا کی تو ہم پر بارش ہو گئی اور ہم اپنے گھروں تک بھی نہ پہنچ سکے اور آئندہ جمعہ تک ہم پر مسلسل بارش ہوتی رہی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہی آدمی یا کوئی اور آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ بارش کو ہم سے روک دے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش کر اور ہم پر بارش نہ کر راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے دائیں بائیں بادلوں کو پھٹتے اور برستے دیکھا۔ اور اہل مدینہ پر بارش نہیں ہوتی تھی۔ بخاری اس طریق سے اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ نے عن مالک عن شریک بن عبداللہ بن ابی نمر عن انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور راستے کٹ گئے ہیں' اللہ سے دعا کیجیے' آپ نے دعا فرمائی' تو جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہم پر بارش ہوئی' پھر اس نے آ کر کہا' مکان گر گئے ہیں اور راستے کٹ گئے اور مویشی ہلاک ہو گئے ہیں' اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ اسے روک دے' آپ نے فرمایا' اے اللہ! ٹیلوں' چھوٹے ٹیلوں' وادیوں اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر بارش برسا۔ پس کپڑے کے پھٹنے کی طرح مدینہ سے بادل پھٹ گیا۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو قحط نے آ لیا' جمعہ کے روز' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک بدو نے اٹھ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال تباہ ہو گیا ہے اور عیال بھوکے ہیں' اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں سیراب کرے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے' اور ہم نے آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نہ دیکھا' پس قسم ہے اس ذات کی' جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ابھی آپ نے ہاتھ نیچے نہیں کیے کہ پہاڑوں کی مانند بادل اُٹھے' اور ابھی آپ منبر سے نہیں اُترے کہ میں نے بارش کو آپ کی ریش مبارک پر گرتے دیکھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم پر اس روز اور اس کے دوسرے روز اور تیسرے روز اور اس کے ساتھ والے روز جمعہ تک بارش ہوتی رہی' پس وہ بدو یا کوئی اور آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان گر گئے ہیں' اور مال غرق ہو گیا ہے' پس ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجیے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے' اور فرمایا۔ اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش کر اور ہم پر بارش نہ کر' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے آسمان کی جس جانب اشارہ کرتے تو بادل وہاں سے پھٹ جاتا حتیٰ کہ مدینہ خالی زمین کے ٹکڑے کی طرح ہو گیا۔ اور وادی ایک ماہ تک بہتی رہی۔ اور جو شخص بھی کسی جانب سے آیا' اس نے بارش کی بات بیان کی۔

اور اسی طرح بخاری نے اسے جمعہ میں اور مسلم نے ولید کی حدیث سے بحوالہ اوزاعی روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ایوب بن سلیمان نے بیان کیا کہ ابوبکر بن اویس نے بحوالہ سلیمان بن بلال مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ خانہ بدوش لوگوں میں سے ایک بدو جمعہ کے روز' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مویشی اور عیال اور لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ابھی ہم مسجد سے باہر نہیں نکلے' کہ ہم پر بارش ہو گئی' اور اگلے جمعہ تک ہم پر مسلسل بارش ہوتی رہی' اور اس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسافر مارے گئے ہیں اور راستے بند ہو گئے ہیں۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اویسی یعنی عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر ابن کثیر نے۔ بحوالہ یحییٰ بن سعید اور شریک مجھ سے بیان کیا کہ ان دونوں نے حضرت انس کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے سنا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے'

یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھا۔ اس طرح انہوں نے ان دونوں حدیثوں کو معلق قرار دیا ہے۔ اور اصحاب کتب ستہ میں سے کسی نے کلیتہً ان کو قوت نہیں دی۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے عن عبیداللہ عن ثابت عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے تو لوگ کھڑے ہو کر چلائے' یا رسول اللہ' بارش رُک گئی ہے' اور درخت سرخ ہو گئے ہیں' اور چوپائے ہلاک ہو گئے ہیں' اللہ سے دعا کیجیے' کہ ہمیں سیراب کرے' آپ نے فرمایا' اے اللہ ہمیں سیراب دو دفعہ سیراب کر' اور خدا کی قسم' ہم آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نہ دیکھتے تھے' پس بادل اُٹھا' اور برسا' اور آپؐ منبر سے نیچے اترے اور نماز پڑھی' پس جب واپس لوٹے تو اگلے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی' اور جب رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو وہ چلاتے ہوئے آپؐ کے پاس آئے' مکان گر گئے ہیں اور راستے بند ہو گئے ہیں' اللہ سے دعا کیجیے' کہ وہ بارش کو ہم سے روک دے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسکرائے' پھر فرمایا' اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش کر' اور ہم پر بارش نہ کر' پس مدینہ سے بارش ہٹ گئی' اور اس کے اردگرد برسنے لگی' اور مدینہ میں ایک قطرہ بھی نہ برسا' میں نے مدینہ کی طرف دیکھا تو وہ اس علاقہ میں تاج کی مانند تھا' اور مسلم نے اسے معتمر بن سلیمان کی حدیث سے بحوالہ عبیداللہ یعنی ابن عمر العمری روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی عدی نے بحوالہ حمید ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے؟ آپ نے جواب دیا' جمعہ کے روز آپؐ کی خدمت میں گذارش کی گئی' یا رسول اللہ ﷺ بارش رُک گئی ہے اور زمین قحط زدہ ہو گئی ہے' اور مال ہلاک ہو گیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے' یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھا' اور آپؐ نے بارش کی دعا کی' اور آپؐ نے اپنے ہاتھ اٹھائے' اور ہم آسمان میں کوئی بادل نہ دیکھتے تھے۔ اور جونہی ہم نے نماز ادا کی تو ایک نوجوان' جس کا گھر قریب تھا' اسے اپنے اہل کی طرف واپس جانا بے چین کر رہا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب اگلا جمعہ آیا تو لوگوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ مکان گر گئے ہیں اور سوار رُک گئے ہیں تو رسول اللہ ﷺ ابن آدم کے سرعتِ ملال پر مسکرائے اور فرمایا' اے اللہ ہمارے اردگرد بارش کر' اور ہم پر بارش نہ کر' راوی بیان کرتا ہے کہ مدینہ سے بارش ہٹ گئی۔

یہ اسناد ثلاثی' شیخین کی شرط کے مطابق ہے' اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور امام بخاری اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں' اور الفاظ ابوداؤد کے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے عبدالعزیز بن صہیب سے بحوالہ انس بن مالک' اور یونس بن عبید سے عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اہل مدینہ کو قحط نے آ لیا' اور جمعہ کے روز آپؐ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ چوپائے اور بکریاں ہلاک ہو گئی ہیں' اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں سیراب کرے' تو آپؐ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آسماں شیشے

کی طرح صاف تھا‘ پس ہوا چلی اور اس نے بادل اٹھائے‘ پھر وہ اکٹھے ہو گئے‘ پھر آسمان نے اپنے دہانے کھول دیئے۔ اور ہم باہر نکلے اور پانی میں چلتے چلتے اپنے گھروں کو آئے‘ اور اگلے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی‘ پس اسی شخص یا کسی اور نے آپؐ کے پاس جا کر کہا‘ یا رسول اللہ ﷺ مکان گر گئے ہیں‘ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ بارش کو روکے۔ تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے‘ پھر فرمایا‘ اے اللہ ہمارے اردگرد بارش کر‘ اور ہم پر بارش نہ کر۔ پس میں نے مدینہ کے اردگرد سے بادلوں کو پھٹتے دیکھا‘ اور وہ تاج کی مانند تھا یہ طرق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے متواتر ہیں‘ اس لیے کہ یہ اس شان کے ائمہ کے نزدیک یقین کا فائدہ دیتے ہیں۔

اور بیہقی نے اپنے اسناد سے ابو معمر سعید بن ابی خیثم الہلالی کے طریق سے علاوہ مسلم الملائی سے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے آ کر کہا‘ یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم‘ ہم آپؐ کے پاس آئے ہیں‘ ہمارے پاس نہ کوئی اونٹ ہے جو خوش کرے‘ اور نہ کوئی بچہ ہے جو صبح کو ناشتہ کرے۔ اور اس نے یہ شعر پڑھے۔

''ہم آپؐ کے پاس آئے ہیں اور دوشیزہ کا سینہ خون آلود ہے‘ اور بچے کی ماں بچے سے غافل ہو چکی ہے‘ اور نوجوان نے بھوک سے عاجز ہو کر اپنے ہاتھوں سے اسے پھینک دیا ہے۔ اور وہ زیادہ گھاس والی جگہ پر گھاس نہیں کاٹتا‘ اور ہمارے پاس سوائے حنظل اور ردی کھجور کے کچھ نہیں جسے لوگ کھائیں‘ اور ہماری دوڑ آپ تک ہی ہے۔ اور لوگوں کی دوڑ رسولوں تک ہی ہو سکتی ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے اُٹھے‘ اور منبر پر چڑھ گئے‘ اور آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا دیئے اور فرمایا: اے اللہ ہمیں عام خوشگوار‘ زرخیز‘ تیز‘ بہت ہمہ گیر‘ دیر نہ کرنے والی‘ نافع اور نقصان نہ دینے والی بارش سے سیراب کر‘ جس سے تھن بھر جائیں اور کھیتی اُگے۔ اور زمین اپنے مرنے کے بعد زندہ ہو جائے‘ اور اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ خدا کی قسم کہ ابھی آپؐ نے اپنے ہاتھوں کو سینے کی طرف واپس نہ کیا تھا کہ آسمان ٹوٹ پڑا اور نشیبی علاقے کے لوگ چلاتے ہوئے آئے۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم غرق ہو گئے‘ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش کر‘ اور ہم پر بارش نہ کر‘ پس مدینہ سے بادل چھٹ گیا‘ یہاں تک کہ اس نے اسے تاج کی طرح گھیر لیا اور رسول اللہ ﷺ مسکرائے‘ حتیٰ کہ اس کی داڑھیں نمایاں ہو گئیں‘ پھر فرمایا ابو طالب کی یہ خوبی اللہ ہی کے لیے ہے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کی آنکھوں اس شخص سے ٹھنڈی ہوتیں جو ان کے اشعار پڑھتا‘ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے اُٹھ کر کہا‘ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی مراد ان کے ان اشعار سے ہے۔

''وہ روشن رو ہے‘ جو اپنے چہرے سے بارش طلب کرتا ہے۔ وہ یتیموں کا فریادرس‘ اور بیوگان کی پناہ گاہ ہے‘ آل ہاشم کے فقراء اس کی پناہ لیتے ہیں۔ اور وہ اس کے پاس آسائش میں ہیں اور صاحبِ فضیلت ہیں‘ بیت اللہ کی قسم‘ تم نے جھوٹ بولا ہے کہ محمد ﷺ پر دست درازی ہو گی‘ ہم ان کی حفاظت میں جنگ کیوں نہ کریں‘ ہم انہیں اس وقت چھوڑیں گے‘ جب ہم ان کے اردگرد قتل ہو جائیں گے‘ اور اپنے بیوی بچوں کو بھول جائیں گے''۔

راوی بیان کرتا ہے۔ کہ بنی کنانہ کے ایک آدمی نے اٹھ کر کہا

''تیرے لیے تعریف ہے' اور شکر کرنے والے کی بھی تعریف ہے' ہم رسول اللہ ﷺ کے چہرے کے طفیل سیراب ہوئے ہیں' آپؐ نے اپنے خالق سے دعا کی' اور آپ ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہے تھے' پس چادر لپیٹنے کی طرح ہوا' اور آپؐ نے جلدی کی' یہاں تک کہ ہم نے بارش دیکھی' باریک نیز نے علاقوں پر چھا گئے' اور اللہ نے اس کے ذریعے مضر کے چشمے کی مدد کی ہے' اور وہ اپنے چچا ابو طالب کے قول کے مصداق روشن رو ہیں' ان کے ذریعے اللہ بادلوں کو برسا کر سیراب کرتا ہے' یہ آنکھوں دیکھی بات ہے' اور وہ خبر ہے پس جو اللہ کا شکر کرے گا' مزید پائے گا۔ اور جو اللہ کی ناشکری کرے گا' وہ حادثات سے دوچار ہوگا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ اگر کسی شاعر نے اچھی بات کہی ہے تو تو نے بھی اچھی بات کہی ہے۔ اس عبارت میں غرابت پائی جاتی ہے۔ اور قبل ازیں ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو متواتر اور صحیح روایات بیان کی ہیں' ان کی مانند نہیں ہے۔ اور اگرچہ یہ واقعہ اسی طرح محفوظ ہے تو یہ ایک دوسرا واقعہ ہے جو پہلے واقعہ سے مختلف ہے۔ واللہ اعلم

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن حارث اصبہانی نے ہمیں بتایا کہ ابو محمد بن حبان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مصعب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالجبار نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ابی ذئب المدنی نے عبداللہ بن عمر بن حاطب الجمحی سے بحوالہ ابو وجزہ یزید بن عبید اسلمی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس لوٹے تو بنی فزارہ کا وفد آپؐ کے پاس آیا جو دس پندرہ آدمی تھے' جن میں خارجہ بن الحصین اور عیینہ بن حصن کا بھتیجا حر بن قیس بھی شامل تھا۔ جوان سب سے چھوٹا تھا۔ یہ لوگ انصار میں سے رملہ بنت حارث کے گھر اُترے' اور کمزور اور لاغر اونٹوں پر آئے' اور وہ قحط زدہ تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اقرار اسلام کرتے ہوئے آئے۔ آپؐ نے ان سے ان کے علاقے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ ہمارا علاقہ اور ہمارے قبائل قحط زدہ ہیں اور ہمارے عیال برہنہ ہیں اور ہمارے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں' اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ہم پر بارش کرے اور اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کیجیے' اور آپ کا رب آپؐ کے پاس سفارش کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سبحان اللہ' تیرا برا ہو' میں نے یہ سفارش اللہ کے پاس کر دی ہے۔ اور وہ کون ہے جس کے پاس ہمارا رب سفارش کرے گا؟ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں' اس کی حکومت زمین و آسمان پر حاوی ہے' اور وہ اپنی عظمت اور جلال سے اس طرح جوش مارتا ہے جیسے نیا لشکر جوش مارتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے خوف' تنگی اور تمہاری مدد کے قرب سے ہنستا ہے۔ بدو نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ ہمارا رب بھی ہنستا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں' بدو نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ ہم اس رب کو نہ کھوئیں جو بھلائی سے ہنستا ہے؟ رسول اللہ ﷺ اس کی بات سے ہنس پڑے' اور اٹھ کر منبر پر چڑھے' اور تقریر کی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اور رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کے سوا' اور کسی چیز کی دعا میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ آپؐ نے ہاتھ اٹھائے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی' اور وہ بھی ان لوگوں میں شامل تھا' جنہوں نے آپ کی دعا کو یاد کیا تھا:

''اے اللہ! اپنے ملک' اور اپنے چوپاؤں کو سیراب کر' اور اپنی رحمت کو پھیلا دے۔ اور اپنے مردہ ملک کو زندہ کر دے۔

اے اللہ! ہم کو عام، خوش گوار، زرخیز، تیز، بہت ہمہ گیر، دیر تک رہنے والی، نافع اور نقصان نہ دینے والی بارش سے سیراب کر دے، اے اللہ رحمت کی بارش کر، اور عذاب، ہدم، غرق اور ہلاک کرنے والی بارش نہ کر، اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر اور دشمنوں پر فتح دے''۔

ابولبابہ بن عبدالمنذر نے اٹھ کر کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کھجوریں باڑوں میں پڑی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر دے، ابولبابہ نے تین بار کہا، کھجوریں باڑوں میں پڑی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر دے۔ حتیٰ کہ ابولبابہ برہنہ اٹھے کہ اپنے باڑے کے منہ کو اپنی چادر سے بند کرے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ خدا کی قسم نہ آسمان پر، اور نہ مسجد اور سلع کے درمیان کسی گھر پر کوئی بادل تھا اور نہ کوئی بادل کا ٹکڑا تھا، سلع کے پیچھے سے ڈھال کی مانند ایک بدلی چڑھی، اور جب وہ آسمان کے وسط میں آئی تو پھیل گئی، اور لوگ دیکھ رہے تھے، پھر وہ برسنے لگی، خدا کی قسم، پھر انہوں نے چھ دن تک سورج نہیں دیکھا، اور ابولبابہ برہنہ جسم اٹھ کر اپنے باڑے کے منہ کو اپنی چادر سے بند کرنے لگے، تا کہ اس سے کھجوریں باہر نہ نکل جائیں۔ ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ، اموال ہلاک ہو گئے ہیں اور راستے بند ہو گئے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر دعا کی، اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا، اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش کر اور ہم پر بارش نہ کر، اے اللہ! ٹیلوں، چھوٹے ٹیلوں اور وادیوں کے نشیب اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر بارش کر، تو مدینہ سے کپڑے کے پھٹنے کی طرح بادل پھٹ گیا۔

یہ عبارت مسلم الملائی کی عبارت کے مانند ہے، جسے اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور اس کے کچھ حصہ کا شاہد سنن ابوداؤد میں ہے۔ اور اس کے کچھ حصے کا شاہد ابوزرین العقیلی کی حدیث میں ہے۔

اور حافظ ابوبکر، الدلائل میں بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر محمد بن الحسن بن علی بن المؤمل نے ہمیں بتایا کہ ابواحمد ابن محمد الحافظ نے ہمیں خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے ہمیں بتایا کہ محمد بن حماد ظہرانی نے ہم سے بیان کیا کہ سہل بن عبدالرحمٰن المعروف بالسدی بن عبدویہ نے عن عبداللہ بن عبداللہ بن ابی اویس المدنی عن عبدالرحمٰن بن حرملہ عن سعید بن المسیب عن ابی لبابہ بن عبدالمنذر انصاری ہم سے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز بارش کے لیے دعا کی، اور فرمایا اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے، اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کھجوریں باڑوں میں پڑی ہیں، اور آسمان میں ہمارے دیکھنے کو بادل بھی کوئی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کھجوریں باڑوں میں پڑی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ، ہمیں سیراب کر دے، حتیٰ کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر اپنی چادر کے ساتھ اپنے باڑے کے منہ کو بند کرنے اٹھے پس آسمان نے بارش برسائی، اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، اور لوگ ابولبابہ کو کہنے آئے، اے ابولبابہؓ خدا کی قسم! بارش اس وقت تک نہیں تھمے گی جب تک تو برہنہ جسم اٹھ کر اپنے باڑے کے منہ کو اپنی چادر سے بند نہ کرے گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابولبابہؓ برہنہ جسم اٹھ کر اپنی چادر سے اپنے باڑے کا منہ بند کرنے لگے، اور بارش تھم گئی، یہ

اسناد حسن صحیح ہے اور اسے نہ احمد نے اور نہ اصحاب کتب نے روایت کیا ہے۔

اور اسی طرح غزوۂ تبوک میں راستے میں بارش کی دعا کرنے کا ایک واقعہ ہوا جیسا کہ عبداللہ بن وہب نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن حارث نے عن سعید بن ابی ہلال عن عتبہ بن ابی عتبہ عن نافع بن جبیر عن عبداللہ بن عباس مجھے بتایا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے گذارش کی گئی کہ آپ ہمیں تنگدستی کے وقت کے متعلق کچھ بتائیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہم شدید گرمی میں تبوک کی طرف گئے' اور ایک منزل پر اُترے' جس میں ہمیں پیاس نے آ ستایا' حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ ہماری گردنیں کٹ جائیں گی' اور ہم میں سے ایک آدمی اپنے کجاوے کی تلاش میں جاتا تو وہ اسے نہ ملتا' اور وہ خیال کرتا کہ اس کی گردن کٹ جائے گی' حتیٰ کہ ایک آدمی اپنے اونٹ کو ذبح کرتا اور اس کے گوبر کو نچوڑتا' اور اس سے جو پانی نکلتا اسے پی جاتا اور بقیہ پانی اپنے جگر پر رکھ لیتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعا میں اچھی چیز کا خوگر بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا کیجیے' آپؐ نے فرمایا' کیا تم بھی اس بات کو پسند کرتے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' ہاں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور ابھی آپؐ انہیں واپس نہیں لائے کہ بادل گرجا' اور ہلکی بارش ہونے لگی' پس ان کے پاس جو برتن تھے' انہوں نے بھر لیے۔ پھر ہم دیکھنے گئے کہ کہاں تک بارش ہوئی ہے' مگر ہم نے اسے فوج سے آگے نہ پایا۔

یہ اسناد جید اور قوی تھے' لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور واقدی کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کے پاس بارہ ہزار اونٹ' اور اتنے ہی گھوڑے تھے۔ اور جانبازوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ بارش سے اس قدر پانی نازل ہوا کہ اس نے زمین کو سیراب کر دیا' حتیٰ کہ گڑھوں کا پانی ایک دوسرے میں جانے لگا۔ اور یہ شدید گرمی کا واقعہ ہے' اور اس قسم کے آپ کے کتنے ہی اور واقعات ہیں جو حدیث صحیح کے سوا دوسری احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب قریش نے آپ کی نافرمانی کی' اور آپؐ نے ان پر بددعا کی' کہ اللہ تعالیٰ ان پر یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح سال مسلط کر دے تو قحط نے انہیں آ لیا۔ اور اس نے ہر چیز کا خاتمہ کر دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے ہڈیوں' کتوں اور بلیوں کو کھایا' پھر ابوسفیان آپؐ کے پاس سفارش کرتا ہوا آیا کہ آپؐ اللہ سے ان کے متعلق دعا کریں' تو آپؐ نے ان کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قحط کو دور کر دیا۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حسن بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عبداللہ بن المثنیٰ نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ جب قریش قحط زدہ ہو جاتے تو حضرت عمر بن الخطاب' حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے ذریعے بارش طلب کرتے اور کہتے۔ اے اللہ! ہم اپنے نبیؐ کے ذریعے آپ سے توسل کیا کرتے تھے' اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ذریعے تجھ سے توسل کرتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان پر بارش ہو جاتی تھی' بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

باب:

زمینی معجزات

ان میں سے کچھ معجزات' جمادات' اور کچھ حیوانات سے تعلق رکھتے ہیں' پس وہ معجزات' جو جمادات سے متعلق ہیں' ان میں کئی مقامات پر متنوع صورتوں میں آپ کا پانی کو زیادہ کر دینا ہے۔ ان معجزات کو ہم ان کی اسانید کے ساتھ عنقریب بیان کریں گے' ان شاء اللہ' اور ہم نے اس کا آغاز گذشتہ بیان کی اتباع میں آپ کے بارش کی دعا مانگنے اور اللہ تعالیٰ کے اسے قبول کر لینے سے کیا ہے۔ جو نہایت مناسب ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ نے عن مالک عن اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' اور نماز عصر کا وقت آ گیا' اور لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا مگر اسے نہ پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی لایا گیا تو آپؐ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا' اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس سے وضو کریں۔ اور میں نے آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی پھوٹتے دیکھا' پس لوگوں نے وضو کیا' حتیٰ کہ ان کے آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا' اسے مسلم' ترمذی اور نسائی نے کئی طرق سے مالک سے روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ حزم نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حسن کو بیان کرتے سنا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز لوگوں کے ساتھ ایک راستے سے نکلے' وہ چلتے جا رہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ اور لوگوں نے وضو کرنے کے لیے کوئی چیز نہ پائی' تو انہوں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس وضو کے لیے کوئی چیز نہیں۔ اور آپؐ نے اپنے اصحابؓ کے چہروں پر اس کے متعلق ناپسندیدگی کے آثار پائے۔ پس ان لوگوں میں سے ایک آدمی ایک پیالہ لایا' جس میں تھوڑا سا پانی تھا' اللہ کے نبی نے اسے لے کر اس سے وضو کیا۔ پھر اپنی چاروں انگلیاں پیالے پر پھیلا دیں' پھر فرمایا' آؤ' وضو کرو' پس سب لوگوں نے وضو کیا' حتیٰ کہ جتنی تعداد میں لوگ وضو کرنا چاہتے تھے' انہوں نے وضو کر لیا۔

حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ وہ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے فرمایا' ستر یا اسی تھی۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے عبدالرحمٰن بن المبارک العنسی سے بحوالہ حزم بن مہران القطیعی روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی عدی نے بحوالہ حمید اور یزید ہم سے بیان کیا کہ حمید المعنی نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا کہ نماز کی اذان دی گئی تو جن لوگوں کے گھر مسجد کے قریب تھے' وہ سب وضو کرنے لگے' اور دور گھر والے باقی رہ گئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے دھونے یا رنگنے کا ایک لگن لایا گیا جو پتھر کا بنا ہوا تھا' جس میں آپؐ اپنی ہتھیلی نہیں کھول

سکتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے اپنی انگلیاں اکٹھی کر لیں اور بقیہ لوگوں نے وضو کر لیا۔ اور حمید بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ وہ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا اسی یا اس سے زیادہ تھے۔

اور بخاری نے عن عبداللہ بن منیر عن یزید بن ہارون عن حمید عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا' اور جن لوگوں کے گھر مسجد کے قریب تھے' وہ سب وضو کرنے لگے' اور کچھ لوگ باقی رہ گئے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے دھونے یا رنگنے کا ایک حجری لگن لایا گیا' جس میں پانی تھا۔ آپؐ نے اپنی ہتھیلی ڈالی تو اس لگن میں آپ کی ہتھیلی کھل نہیں سکتی تھی۔ پس آپؐ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کر لیا اور انہیں لگن میں ڈالا' تو سب لوگوں نے وضو کر لیا' میں نے پوچھا' وہ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا' وہ اسی آدمی تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ سعید نے لکھ کر قتادہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الزوراء مقام پر تھے کہ آپؐ کے پاس ایک برتن لایا گیا' جس میں پانی تھا' جس میں آپ کی انگلیاں نہیں ڈوبتی تھیں' آپؐ نے اپنے اصحاب کو وضو کرنے کا حکم دیا' اور اپنی ہتھیلی پانی میں ڈال دی' اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے اور آپ کی انگلیوں کے کناروں سے پھوٹنے لگا' یہاں تک کہ لوگوں نے وضو کر لیا۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' آپ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ہم تین سو آدمی تھے۔

اسی طرح بخاری نے اسے بندار بن ابی عدی سے' اور مسلم نے ابوموسیٰ اور غندر سے روایت کی ہے' اور ان دونوں نے سعید بن ابی عروبہ سے روایت کیا ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ شعبہ سے روایت کی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ سعید نے قتادہ سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ الزوراء مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا۔ اور آپؐ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا' اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹنے لگا' اور لوگوں نے وضو کر لیا' قتادہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' آپ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا' تین سو یا تقریباً تین سو آدمی تھے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

اس بارے میں حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابواسحاق سے بحوالہ حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے روز' چودہ سو آدمی تھے' اور حدیبیہ ایک کنواں ہے جس کا پانی ہم نے نکال لیا۔ اور اس میں ایک قطرہ پانی نہ چھوڑا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے' اور پانی منگوایا' اور کلی کی' اور کنویں میں پانی پھینکا اور ہم تھوڑی دیر ٹھہرے' پھر ہم نے پانی پیا' یہاں تک کہ سیر ہو گئے' اور ہماری سواریاں بھی سیر ہو گئیں یا واپس آ گئیں۔ امام بخاری اسناداً اور متناً اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان اور ہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ حمید بن ہلال نے ہم سے بیان کیا' کہ محمد بن القاسم کے غلام یونس ابن عبیدہ نے بحوالہ البراء ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ہم تھوڑے پانی والے کنویں پر آئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس میں چھ آدمی اترے' اور میں چھٹا چلو بھرنے والا آدمی تھا۔ پس ہماری طرف ایک ڈول لٹکایا گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کے دونوں کناروں پر بیٹھے تھے' پس ہم نے اس میں نصف تک یا دو تہائی تک پانی ڈالا' اور اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا' تو آپؐ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈبویا' اور مشیتِ الٰہی کے مطابق جو کہنا چاہتے تھے کہا' اور ڈول میں جو کچھ تھا' اس سمیت دوبارہ ہماری طرف لٹکایا گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے ایک آدمی کو دیکھا' کہ اسے غرق ہو جانے کے خوف سے کپڑے سے نکالا گیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر ایک نہر چل پڑی۔ امام احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد جید اور قوی ہے' اور ظاہر ہے کہ یہ یوم حدیبیہ کے سوا کوئی اور واقعہ ہے۔ واللہ اعلم

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سنان بن حاتم نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ الجعد ابو عثمان نے ہم سے بیان کیا' کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے آپؐ کے پاس پیاس کی شکایت کی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے ایک بڑا پیالہ منگوایا' اور اس میں کچھ پانی ڈالا' اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ڈالا اور فرمایا' پیو' پس لوگوں نے پانی پیا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے پھوٹتے دیکھتا تھا' احمد اس طریق سے اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور مسلم کی افراد میں حاتم بن اسماعیل کی حدیث سے عن ابی حرزۃ یعقوب بن مجاہد عن عبادہ بن الولید ابن عبادۃ عن جابر بن عبداللہ ایک طویل حدیث میں بیان ہوا ہے' جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے' یہاں تک کہ ہم ایک کشادہ وادی میں اُترے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے گئے' اور میں آپؐ کے پیچھے پانی کی چھاگل لے کر چلا' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو کوئی آڑ نہ پائی' کیا دیکھتے ہیں کہ وادی کے کنارے پر دو درخت ہیں' آپ ان میں سے ایک درخت کی طرف گئے' اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ لیا' اور فرمایا' اللہ کے حکم سے میری تابعداری کر' پس وہ آپ کا ایسے تابعدار ہو گیا' جیسے نکیل پڑا اونٹ اپنے راہنما کے فعل کا تابعدار ہوتا ہے۔ پھر آپؐ دوسرے درخت کے پاس آئے' اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا' اللہ کے حکم سے میرا تابعدار ہو جا' تو وہ بھی اسی طرح آپ کا تابعدار ہو گیا' اور جب آپؐ ان دونوں کی درمیانی جگہ تھے تو آپؐ نے ان دونوں کو اکٹھا کر دیا' اور فرمایا' اللہ کے حکم سے مجھ پر اکٹھے ہو جاؤ' تو وہ دونوں اکٹھے ہو گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس خوف سے دوڑ کر نکلا' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک ہونے کو محسوس

کریں اور دور چلے جائیں۔ پس میں بیٹھ کر اپنے آپ سے باتیں کرنے لگا تو ایک چرواہا میرے پاس آ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوں اور دونوں درخت الگ الگ ہو گئے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے تنے پر کھڑا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کچھ دیر کھڑے ہوئے اور آپ نے دائیں بائیں اپنے سر سے کہا' اس طرح' پھر چل پڑے' اور جب مجھ تک پہنچے تو فرمایا' اے جابر رضی اللہ عنہ کیا تو نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا' ہاں' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا' دونوں درختوں کے پاس جاؤ' اور ہر ایک سے ایک ایک شاخ کاٹو' اور ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ اور جب تم میرے کھڑے ہونے کی جگہ پر کھڑے ہوتو ایک شاخ کو اپنی دائیں جانب' اور دوسری شاخ کو اپنی بائیں جانب چھوڑ دو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ میں نے کھڑے ہو کر' ایک پتھر لے کر اسے توڑا اور اسے تیز کیا' پس وہ میرے لیے تیز ہو گیا۔ اور میں دونوں درختوں کے پاس آیا' اور دونوں سے ایک ایک شاخ کاٹی۔ پھر آ کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ کھڑا ہو گیا۔ اور ایک شاخ کو اپنی دائیں جانب' اور دوسری کو اپنی بائیں جانب چھوڑ دیا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے وہ کام کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا' آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' میں دو قبروں کے پاس سے گذرا' تو دونوں کو عذاب ہو رہا تھا' پس میری شفاعت نے چاہا کہ جب تک دونوں شاخیں تر رہیں' ان دونوں کو عذاب نہ ہو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم فوج کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے جابر رضی اللہ عنہ وضو کا اعلان کر دو' میں نے کہا' وضو کر لو' وضو کر لو' وضو کر لو' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قافلے میں ایک قطرہ پانی بھی نہیں ملا۔ اور ایک انصاری آدمی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجور کی شاخوں کی ایک ڈولی میں اپنے ڈول رکھ کر پانی ٹھنڈا کرتا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے' آپ نے مجھے فرمایا' فلاں انصاری کے پاس جاؤ' اور دیکھو' اس کے ڈولوں میں کوئی چیز ہے؟ راوی بیان کرتا ہے' میں اس کے پاس گیا' تو میں نے ان میں نظر ڈالی تو ان کی تہ میں' میں نے صرف ایک قطرہ پانی دیکھا' جس سے ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ اور اگر میں اسے انڈیلتا تو اس کا خشک حصہ اسے پی جاتا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کی تہ میں صرف ایک قطرہ ملا ہے جس سے ضرورت پوری نہیں ہوتی' اور اگر میں اسے انڈیلتا تو اس کا خشک حصہ اسے پی جاتا' آپ نے فرمایا' جاؤ' اور اسے میرے پاس لاؤ' میں اسے آپ کے پاس لایا تو آپ نے اسے اپنے ہاتھ میں پکڑا' اور کچھ پڑھنے لگے۔ مجھے معلوم نہیں آپ نے کیا پڑھا۔ اور آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا' پھر وہ مجھے دے دیا۔ اور فرمایا' اے جابر' بڑے پیالے کا اعلان کرو' میں نے اعلان کیا' قافلے کا پیالہ لاؤ' پس میں اسے اٹھا کر لایا اور اسے آپ کے سامنے رکھ دیا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے میں اپنا ہاتھ ڈال کر فرمایا' اس طرح' اور آپ نے اپنے ہاتھ کو پھیلا دیا اور اپنی انگلیوں کو الگ الگ کر دیا۔ پھر آپ نے انہیں پیالے کی تہ میں ڈالا' اور فرمایا' اے جابرؓ! اسے پکڑ کر مجھ پر ڈال دو' اور بسم اللہ پڑھو' میں نے اسے آپ پر ڈالا اور بسم اللہ پڑھی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کو جوش مارتے دیکھا۔ پھر پیالہ جوش مارنے' اور گھومنے لگا' حتیٰ کہ وہ بھر گیا۔ آپ نے فرمایا' اے جابر! اعلان کر دو' جسے پانی کی ضرورت ہو' وہ آ جائے' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ آئے اور پانی

پی کر سیراب ہو گئے۔ میں نے کہا' کیا کسی کو پانی کی ضرورت باقی رہ گئی ہے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے پیالے سے اپنا ہاتھ اٹھایا' تو وہ بھرا ہوا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوک کی شکایت کی آپؐ نے فرمایا' ممکن ہے اللہ تعالیٰ آپ کو کھلا دے۔ پس ہم سمندر کے کنارے پر آئے تو اس نے شور کیا' اور ایک چوپایہ پھینکا۔ پس ہم نے اس کی ایک جانب آگ جلائی اور اسے پکایا اور بھونا اور کھایا اور سیر ہو گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور فلاں اور فلاں اور فلاں' یہاں تک کہ آپؐ نے پانچ آدمی گنے' اس کی آنکھ کے خانے میں داخل ہو گئے' اور ہمیں کسی کو نظر نہ آتے تھے' پھر ہم باہر نکلے' اور ہم نے اس کی ایک پسلی لی' اور اس کی کمان بنائی' پھر ہم نے قافلے میں سے سب سے بڑا اونٹ اور سب سے بڑا ہودج' اور سب سے بڑا چیتھڑا' جو اونٹ کی کوہان پر رکھا جاتا ہے' لانے کو کہا۔ اور وہ اپنے سر جھکائے بغیر اس کے نیچے داخل ہو گیا۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ حصین نے سالم بن ابی الجعد سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو پیاس لگی۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے سامنے ایک کنویں پر وضو کر رہے تھے' اور لوگ فریاد کرنے کے لیے آپؐ کے پاس آئے' آپؐ نے فرمایا' کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ' ہمارے پاس پینے اور وضو کرنے کے لیے وہی پانی ہے جو آپؐ کے آگے ہے' اس کے علاوہ اور کوئی پانی نہیں۔ پس آپؐ نے کنویں میں اپنا ہاتھ ڈالا' اور آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا' پس ہم نے وضو کیا اور پانی پیا۔ میں نے کہا' آپ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا' اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی وہ ہمیں کافی ہوتا' ہم پندرہ سو تھے۔ اسی طرح مسلم نے اسے حصین کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور دونوں نے اعمش کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے۔ اور مسلم اور شعبہ نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ تینوں نے جابر بن سالم بن جابر سے روایت کی ہے۔ اور اعمش کی ایک روایت میں ہے کہ ہم چودہ سو تھے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے اسود بن قیس سے بحوالہ شفیق العبدی ہم سے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کی یا سفر کیا۔ اور ہم ان دنوں دو سو سے کچھ اوپر تھے کہ نماز کا وقت آ گیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ تو ایک آدمی چھاگل لیے دوڑتا ہوا آپؐ کے پاس آیا جس میں کچھ پانی بھی تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پانی کو پیالے میں ڈالا' اور اچھی طرح وضو کیا' پھر واپس لوٹ آئے اور پیالے کو چھوڑ دیا' اور لوگ ''پانی سے برکت حاصل کرو۔ پانی سے برکت حاصل کرو'' کہتے ہوئے پیالے پر ٹوٹ پڑے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ کہتے سنا تو فرمایا' آہستگی اور وقار سے رہو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پانی میں رکھی' پھر فرمایا' بسم اللہ' پھر فرمایا' مکمل وضو کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اس ذات کی قسم' جس نے میری آنکھوں سے میری آزمائش کی ہے' اس دن میں نے آنکھوں سے پانی کے چشموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے درمیان سے پھوٹتے دیکھا ہے' پس آپ نے ہتھیلی کو نہ اٹھایا' حتیٰ کہ سب نے وضو کر لیا' یہ اسناد جید ہے' اور احمد اس کے بیان میں متفرد ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ واقعہ پہلے بیان کردہ واقعہ کے علاوہ ہے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چودہ سو آدمی' یا اس سے زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ آئے' اور وہ پچاس آدمیوں کو بھی سیراب نہ کر سکتا تھا' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے' اور دعا کی' یا اس میں تھوکا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ابل پڑا اور ہم نے پیا اور پلایا۔

اور صحیح مسلم میں زہری کی حدیث سے عروہ سے بحوالہ المسور اور مروان بن الحکم صلح حدیبیہ کی طویل حدیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ایک طرف ہٹ گئے' اور حدیبیہ سے دور ایک گڑھے پر اترے جس میں تھوڑا سا پانی تھا' آپ نے اس سے تھوڑا سا پانی لیا' اور جونہی لوگ وہاں ٹھہرے' انہوں نے اس کا پانی ختم کر دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیاس کی شکایت کی گئی' تو آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اسے اس گڑھے میں رکھ دیں خدا کی قسم' وہ پانی مسلسل پھوٹتا رہا' یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے واپس لوٹ آئے۔ اور یہ حدیث پہلے صلح حدیبیہ میں مکمل طور پر بیان ہو چکی ہے' جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اور ابن اسحاق نے ان کے ایک آدمی سے روایت کی ہے کہ جو شخص تیر لے کر اترا تھا' وہ ناجیہ بن جندب تھے جو اونٹوں کو ہانکتے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ البراء بن عازب تھے۔ ابن اسحاق نے پہلے آدمی کو ترجیح دی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین اشقر نے ہم سے بیان کیا کہ ابو کدینہ نے عن عطاء عن ابو الضحیٰ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو فوج میں پانی نہ تھا ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوج میں پانی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا' کیا تمہارے پاس کچھ پانی ہے؟ اس نے کہا' ہاں! آپ نے فرمایا' اسے میرے پاس لاؤ' تو وہ برتن میں آپ کے پاس تھوڑا سا پانی لے کر آیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن کے منہ میں اپنی انگلیاں ڈال دیں' اور پھر اپنی انگلیوں کو کھول دیا' تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے پھوٹ پڑے' اور آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں مبارک پانی کا اعلان کر دو' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور طبرانی نے اسے عامر الشعبی کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے ہی روایت کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو احمد زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن منصور عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم نشانات کو برکت کے لیے شمار کرتے تھے' اور تم انہیں

تخویف کے لیے شمار کرتے ہو' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ پانی کم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا' کچھ بچا کھچا پانی تلاش کرو' تو وہ ایک برتن لائے' جس میں تھوڑا سا پانی تھا' آپ نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا' پھر فرمایا' مبارک اور پانی کی طرف آؤ' اور برکت اللہ کی طرف سے ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹتے دیکھا اور ہم کھانے کی تسبیح کو بھی سنا کرتے تھے' حالانکہ اسے کھایا جا رہا ہوتا تھا' ترمذی نے اسے بندار سے بحوالہ ابن احمد روایت کیا ہے' اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابورجاء کو کہتے سنا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' اور انہوں نے رات سفر کرتے گذاری' اور جب صبح کا وقت قریب آیا' تو وہ شب کے آخر میں آرام کے لیے اترے تو انہیں نیند آ گئی' یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا۔ اور سب سے پہلے حضرت ابوبکر اپنی نیند سے بیدار ہوئے' اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند سے بیدار نہیں کیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ خود ہی بیدار ہو جاتے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے سرہانے بیٹھ کر بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے' یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے' اور آپ نے آ کر ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو ایک آدمی لوگوں سے الگ ہو گیا اور اس نے ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ اور جب وہ واپس آیا تو آپ نے فرمایا' اے فلاں' تجھے کس بات نے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا ہے؟ اس نے کہا' میں جنبی ہو گیا ہوں' آپ نے اسے مٹی کے ساتھ تیمم کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے نماز پڑھی' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے آگے چلنے والے سواروں میں رکھ لیا اور ہمیں سخت پیاس لگی۔

اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے' ہم نے ایک عورت کو دو مشکیزوں کے درمیان اپنے پاؤں لٹکائے دیکھا' ہم نے اس سے پوچھا' پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا' پانی کوئی نہیں' ہم نے پوچھا' تمہارے اہل کے درمیان اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ اس نے کہا' ایک رات اور دن کا' ہم نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل' اس نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ ہم نے اسے کچھ نہ کرنے دیا' اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے' اس نے آپ کو وہ بات بتائی جو ہمیں بتائی تھی' اس کے علاوہ اس نے آپ کو یہ بھی بتایا کہ وہ متاسف ہے پس آپ کے حکم سے اس کے دونوں مشکیزوں کے دہانے کھول دیئے گئے' اور آپ نے ان کے منہ پر ہاتھ پھیرا' تو ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے پانی پیا اور سیر ہو گئے۔ اور ہمارے پاس جو مشکیزہ' اور چھاگل تھی' ہم نے اسے بھر لیا۔ ہاں ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا' اور وہ مشکیزے بھرنے سے کشادہ ہو گئے' پھر آپ نے فرمایا' تمہارے پاس جو کچھ ہے' اسے لے آؤ' اور آپ نے اس کے لیے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کیں۔ حتیٰ کہ وہ اپنے اہل کے پاس آ گئی' اور کہنے لگی' میں بڑے جادوگر کے پاس سے آئی ہوں۔ یا وہ نبی ہے جیسا کہ ان کا خیال ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اس عورت کے ذریعے ہدایت دے دی' اور وہ عورت اور اس کے اہل مسلمان ہو گئے۔

اور مسلم نے اسے اسی طرح سلم بن زرین کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور دونوں نے اسے عوف اعرابی کی حدیث سے

روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے رجاء عطاردی جس کا نام عمران بن تیم ہے سے بحوالہ عمران بن حسینؓ روایت کی ہے اور ان دونوں کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے اس عورت سے فرمایا' اسے اپنے ساتھ اپنے عیال کے لیے لے جا' ہم نے تمہارے پانی سے کچھ نہیں لیا' بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی پلایا ہے' اور اس میں یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ آپؐ نے جب مشکیزوں کے منہ کھولے تو اللہ عزوجل کا نام لیا۔

اس بارے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن ثابت عن عبداللہ بن رباح' عن ابی قتادہ ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' تو آپؐ نے فرمایا' کل تمہیں پانی نہیں ملے گا' اور تم پیاسے ہو گے۔ اور سب سے آگے چلنے والے لوگ پانی کی تلاش میں چل پڑے' اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی آپ کو لے کر چل پڑی' اور آپ کو اونگھ آ گئی' میں نے آپ کو سہارا دیا تو آپؐ نے ٹیک لگالی' پھر آپ جھکے' قریب تھا کہ آپؐ اپنی اونٹنی سے گر پڑتے پس میں نے آپ کو سہارا دیا' تو آپؐ بیدار ہو گئے۔ اور فرمایا' کون آدمی ہے' میں نے کہا' ابوقتادہ فرمایا' کب سے چل رہے ہو؟ میں نے کہا' رات سے' آپؐ نے فرمایا' اللہ تیری اس طرح حفاظت کرے' جیسے تو نے اس کے رسول کی حفاظت کی ہے۔ پھر فرمایا' کاش ہم آخر شب آرام کرتے۔ پھر آپؐ ایک درخت کے پاس جا کر اتر پڑے' اور فرمایا' کیا تم کسی آدمی کو دیکھتے ہو۔ میں نے کہا' یہ ایک سوار ہے' یہ دو سوار ہیں' یہاں تک کہ وہ سات تک پہنچ گئے' آپ نے فرمایا: ہماری نماز کا خیال رکھنا ہم سو گئے تو سورج کی تپش نے ہی ہمیں بیدار کیا' پس ہم اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے' اور آپؐ کے ساتھ ساتھ تھوڑی دیر چلے۔ پھر آپ اترے اور فرمایا' کیا تمہارے پاس پانی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا' میرے پاس ایک چھاگل ہے' جس میں کچھ پانی ہے' آپؐ نے فرمایا' اسے لاؤ۔ میں اسے لایا تو آپؐ نے فرمایا' اس سے ہاتھوں سے پانی لو' اس سے ہاتھوں سے پانی لو' سب لوگوں نے وضو کر لیا۔ اور ایک گھونٹ پانی بچ گیا تو آپؐ نے فرمایا' ابوقتادہؓ اس کی حفاظت کرنا' عنقریب اس کی بڑی خبر ہو گی۔ پھر بلالؓ نے اذان دی اور انہوں نے فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں پھر فجر کی نماز پڑھی' پھر آپؐ سوار ہو گئے' اور ہم بھی سوار ہو گئے' اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم نے اپنی نماز میں کوتاہی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم کیا بات کر رہے ہو؟ اگر کوئی تمہارا دنیاوی کام ہے تو تم جانو' اور اگر وہ تمہارا کوئی دینی کام ہے تو اسے میرے پاس لاؤ۔ ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اپنی نماز میں کوتاہی کی ہے' آپؐ نے فرمایا' نیند میں کوئی تفریط نہیں ہوتی تفریط بیداری میں ہوتی ہے۔ پس جب یہ بات ہو تو اسے پڑھ لیا کرو۔ اور دوسرے دن بھی اس کے وقت پر اسے پڑھ سکتے ہو' پھر فرمایا' لوگوں کا گمان معلوم کرو' تو انہوں نے کہا' آپؐ نے گذشتہ کل کو فرمایا تھا کہ آئندہ کل کو تمہیں پانی نہیں ملے گا' اور تم پیاسے ہو گے اور لوگ اس وقت پانی پر موجود ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب لوگوں نے صبح کی تو انہوں نے اپنے نبی کو گم پایا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پر پہنچ چکے ہیں۔ اور ان لوگوں میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے' یہ دونوں حضرات کہنے لگے' اے

لوگو! یہ نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے پہلے پانی پر پہنچ جائیں اور تمہیں پیچھے چھوڑ جائیں۔ اور اگر لوگوں نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کی تو ہدایت پا جائیں گے۔ یہ بات انہوں نے تین بار دہرائی' پس جب دوپہر سخت ہوگئی تو انہوں نے دور سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' اور کہنے لگے' یا رسول اللہ ﷺ ہم پیاس سے ہلاک ہو گئے ہیں' گردنیں کٹ گئی ہیں' آپؐ نے فرمایا' تم پر ہلاکت نہیں آئے گی۔ پھر فرمایا' اے ابوقتادہ چھاگل لاؤ۔ میں اسے آپؐ کے پاس لایا تو آپؐ نے فرمایا' میرا پیالہ کھولو' میں اسے کھول کر آپؐ کے پاس لایا تو آپؐ اس میں پانی ڈالنے لگے' اور لوگوں کو پلانے لگے۔ پس لوگوں نے آپؐ پر ازدہام کر دیا۔ تو آپؐ نے فرمایا' اے لوگو! اچھی طرح بھرلو' تم سب عنقریب سیرابی سے واپس لوٹ جاؤ گے۔ پس سب لوگوں نے پانی پی لیا' اور میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی آدمی باقی نہ رہا' آپؐ نے میرے لیے پانی ڈالا' اور فرمایا' ابوقتادہ پیو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ آپؐ پیجیے' آپؐ نے فرمایا: لوگوں کو پانی پلانے والا ان کے آخر میں پانی پیتا ہے' پس میں نے پانی پیا' اور آپؐ نے میرے بعد پانی پیا اور چھاگل میں اتنا ہی پانی رہ گیا جتنا تھا' اور وہ لوگ اس روز تین سو تھے۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ عمران بن حصین نے مجھ سے یہ حدیث سنی' اور میں یہ حدیث جامع مسجد میں بیان کر رہا تھا' انہوں نے پوچھا' تو کون شخص ہے' میں نے کہا' میں عبداللہ بن رباح انصاری ہوں وہ کہنے لگے' لوگ اپنی بات کو بہتر جانتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں' تم حدیث کو کیسے بیان کرتے ہو' میں اس شب سات آدمیوں میں شامل تھا۔ پس جب میں حدیث کے بیان سے فارغ ہوا تو کہنے لگے میرا خیال تھا کہ میرے سوا یہ حدیث کسی کو یاد نہ ہوگی۔

حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حمید الطویل نے عن بکر بن عبداللہ مزنی عن عبداللہ بن رباح عن ابی قتادہ موصلی عن النبی ﷺ ہم سے اسی قسم کی حدیث بیان کی اور یہ اضافہ بھی کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب آخر شب آرام کو اترتے' اور رات ہوتی تو اپنے دائیں بازو کو سر کے نیچے تکیہ کی طرح رکھ لیتے۔ اور جب صبح کو آرام کرتے تو اپنے سر کو اپنی دائیں ہتھیلی پر رکھتے۔ اور اپنے بازو کو کھڑا رکھتے۔ اور مسلم نے اسے عن شیبان بن فروخ عن سلیمان بن مغیرہ عن ثابت عن عبداللہ بن رباح عن ابی قتادہ الحرث بن ربعی الانصاری پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے' اور حماد بن سلمہ کی حدیث سے اپنی آخری سند کے ساتھ اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اس کی مانند حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

بیہقی نے ابویعلیٰ موصلی کی حدیث سے روایت کی ہے کہ شیبان نے ہم سے بیان کیا۔ کہ سعید بن سلیمان الضبعی نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی جانب ایک فوج روانہ کی جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' آپؐ نے انہیں فرمایا کہ جلدی چلو' اس لیے کہ تمہارے اور مشرکین کے درمیان پانی ہے۔ اگر مشرکین اس پانی پر پہلے پہنچ گئے تو لوگ مشقت میں پڑ جائیں گے' اور تم اور تمہارے چوپائے سخت پیاسے رہیں گے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آٹھ آدمیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے اور میں ان کا نواں آدمی تھا۔ آپؐ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا' کیا تمہارے پاس اتنی گنجائش ہے کہ ہم تھوڑی دیر آرام کر لیں۔ پھر ہم لوگوں کے ساتھ جا ملیں گے۔ انہوں نے

عرض کیا' ہاں یا رسول اللہ ﷺ پس وہ آخر شب آرام کے لیے اتر پڑے' اور انہیں سورج کی تپش ہی نے بیدار کیا' پس رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ بیدار ہوئے' اور آپؐ نے انہیں فرمایا کہ جا کر قضائے حاجت کرو انہوں نے ایسے ہی کیا' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے' تو آپؐ نے انہیں فرمایا' کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا' میرے پاس چھاگل میں کچھ پانی ہے آپؐ نے فرمایا' اسے لاؤ' وہ اسے لایا تو حضرت نبی کریم ﷺ نے اسے پکڑا' اور اس پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرے' اور اس کے بارے میں برکت کی دعا کی' اور اپنے اصحابؓ سے فرمایا۔ آؤ وضو کرو' وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ ان پر پانی ڈالنے لگے' حتیٰ کہ ان سب نے وضو کرلیا' اور ان میں سے ایک آدمی نے اذان اور اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھائی اور چھاگل والے سے فرمایا' اپنی چھاگل کا خیال رکھنا' عنقریب اس کی بڑی اہمیت ہوگی' اور رسول اللہ ﷺ لوگوں سے پہلے سوار ہو گئے' اور اپنے اصحاب سے فرمایا' تمہاری رائے میں لوگوں نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا' اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے انہیں فرمایا' ان میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں' وہ لوگوں کی راہنمائی کریں گے۔ پس لوگ آئے تو مشرکین ان سے پہلے اس پانی پر پہنچ چکے تھے۔ یہ بات لوگوں کو بہت گراں گذری' اور انہیں اور ان کی سواریوں اور جانوروں کو سخت پیاس لگی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' چھاگل والا کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ وہ یہ ہے' آپؐ نے فرمایا' اپنی چھاگل میرے پاس لاؤ' وہ اسے لایا تو اس میں کچھ پانی تھا' آپؐ نے انہیں فرمایا' آؤ پانی پیو۔ اور رسول اللہ ﷺ ان کے لیے پانی ڈالنے لگے' حتیٰ کہ سب لوگوں نے پانی پی لیا اور اپنی سواریوں اور جانوروں کو بھی پلا لیا' اور ان کے پاس جو مشکیزے اور چھاگلیں وغیرہ تھیں' انہیں بھر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ مشرکین کی طرف بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا بھیجی' اور مشرکین کے منہ موڑ دیئے' اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد اتاری' اور ان کے دیار پر قبضہ کروایا۔ اور انہوں نے جنگِ عظیم کی' اور بہت سے قیدی بنائے اور بہت سی غنائم لائے' اور رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ خیریت کے ساتھ بہت سامال لے کر واپس آئے۔

اور قبل ازیں ان کی مانند حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔ نیز پہلے ہم غزوہ تبوک میں ایک حدیث بیان کر چکے ہیں جسے مسلم نے مالک کے طریق سے عن ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے غزوہ تبوک میں نماز جمع کرنے کی حدیث کو بیان کیا ہے' اور یہاں تک کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ کل تم چشمہ تبوک پر آؤ گے۔ اور تم اس پر اس وقت آؤ گے جب دن خوب چڑھ آیا ہوگا۔ پس جو شخص اس چشمہ پر آئے وہ میرے آنے تک اس کے پانی کو بالکل نہ چھوئے۔

راوی بیان کرتا ہے ہم وہاں آئے تو دو آدمی اس پر پہلے پہنچ چکے تھے' اور چشمہ تسمے کی طرح تھوڑا تھوڑا بہ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا' کیا تم نے اس سے کچھ پانی لیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا' ہاں تو آپؐ نے انہیں برا بھلا کہا' اور ان دونوں سے فرمایا' اللہ جو چاہے کہے۔ پھر انہوں نے چشمے سے تھوڑے تھوڑے چلو بھرے' یہاں تک کہ وہ پانی ایک چیز میں جمع ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے' پھر اس پانی کو۔ اس میں ڈال دیا تو چشمہ بہت سے پانی کے ساتھ رواں ہو گیا تو لوگوں نے پانی پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ' ہو سکتا ہے' تیری زندگی لمبی ہو اور تو اس جگہ کو باغات سے

بھرپور دیکھے۔

اور ہم نے باب الوفود میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کے طریق سے بحوالہ زیاد بن الحارث الصدائی اس کی آمد کے واقعہ میں بیان کیا ہے۔ اور اس نے اس بارے میں ایک طویل حدیث بیان کی ہے' پھر ہم نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا ایک کنواں ہے' جب موسم سرما ہوتا ہے تو اس کا پانی ہمارے لیے بڑھ جاتا ہے اور ہم وہاں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور جب موسم گرما ہوتا ہے تو اس کا پانی کم ہوتا ہے تو ہم اپنے اردگرد کے پانیوں پر متفرق ہو جاتے ہیں' اور ہم مسلمان ہو چکے ہیں' اور ہمارے اردگرد سب دشمن ہیں۔ آپ اللہ سے ہمارے کنویں کے بارے میں دعا کیجیے کہ اس کا پانی ہمارے لیے بڑھ جائے اور ہم اس پر اکٹھے ہو جائیں۔ اور متفرق نہ ہوں تو آپؐ نے سات سنگریزے منگوائے' اور انہیں اپنے ہاتھ سے رگڑا' اور ان کے بارے میں دعا کی۔ پھر فرمایا' ان سنگریزوں کو لے جاؤ' اور جب تم کنویں پر پہنچو' تو ایک ایک کر کے انہیں کنویں میں ڈال دو' اور اللہ کو یاد کرو۔

الصدائی بیان کرتے ہیں جیسے آپؐ نے فرمایا تھا ہم نے اس طرح کیا۔ پھر اس کے بعد ہم کنویں کی تہہ کو نہیں دیکھ سکے' اور اس حدیث کو اصل' مسند' سنن ابی داؤد' ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے۔ اور پوری طوالت کے ساتھ یہ حدیث بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی دلائل النبوۃ میں ہے۔

باب:

قباء کے کنویں میں آپ کی برکت کا ظہور

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے ہمیں بتایا کہ ابو حامد بن الشرقی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن حفص بن عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ ابراہیم بن طہمان نے بحوالہ یحییٰ بن سعید ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے اسے بتایا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ قباء میں ان کے پاس آئے' اور آپ نے وہاں کے کنویں کے متعلق پوچھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کو وہ کنواں بتایا تو آپؐ نے فرمایا' یہ کنواں ایسا تھا کہ ایک آدمی اپنے گدھے پر بیٹھ کر اس کا پانی نکالتا تو اسے ختم کر دیتا' رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپؐ نے ڈول نکالنے کا حکم دیا' اور پانی پلایا' یا تو آپؐ نے اس سے وضو کیا' یا اس میں تھوکا' پھر آپؐ کے حکم سے اس پانی کو دوبارہ کنویں میں ڈال دیا گیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد اس کا پانی ختم نہیں ہوا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپؐ نے پیشاب کیا۔ پھر آ کر وضو کیا۔ اور اپنے پہلوؤں پر ہاتھ پھیرا' پھر نماز پڑھی۔

اور ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ولید بن عمرو بن مسکین نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ نے اپنے باپ سے عن ثمامہ عن انس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئے' اور ہم اترے۔ اور ہم نے آپ کو اپنے گھر کے کنویں سے پانی پلایا۔ اس کنویں کو جاہلیت میں النزور کہتے تھے' آپؐ نے اس میں تھوکا' اس کے بعد اس کا پانی ختم نہیں ہوا۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ ہم اسے صرف اسی طریق سے ہی مروی جانتے ہیں۔

باب:

آپ کا کھانوں کو بڑھا دینا

آپؐ نے اسی طرح کئی مقامات پر دودھ کو بھی بڑھا دیا ہے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن ذر نے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ خدا کی قسم' میں بھوک کے باعث زمین پر اپنے کلیجے کے بل لیٹ جایا کرتا تھا' اور بھوک کے باعث اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔

ایک روز میں راستے میں بیٹھ گیا' جس سے وہ باہر نکلا کرتے تھے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا اور میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے متعلق دریافت کیا' اور میں نے ان سے صرف اس لیے سوال کیا کہ وہ مجھے اپنے پیچھے چلنے کے لیے کہیں' مگر انہوں نے ایسے نہ کیا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے متعلق دریافت کیا' اور میں نے ان سے صرف اس لیے سوال کیا کہ وہ مجھے اپنے پیچھے چلنے کو کہیں' مگر انہوں نے ایسا نہ کیا' پھر حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو انہوں نے میرے چہرے اور میرے دل کی کیفیت کو معلوم کر لیا' اور فرمایا' ابوہریرہؓ! میں نے عرض کیا' لبیک یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: آؤ' میں نے اجازت طلب کی تو آپؐ نے مجھے اجازت دی' اور میں نے ایک پیالے میں دودھ دیکھا' آپؐ نے فرمایا: یہ دودھ تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے' انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں فلاں نے ہدیۃً دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا' ابوہریرہؓ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے فرمایا اہل صفہ کے پاس جا کر انہیں میرے پاس بلا لاؤ۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اہل صفہ' اسلام کی مہمان تھے' ان کا کوئی گھر بار نہ تھا' اور نہ ان کے پاس کوئی مال تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ہدیہ آتا تو آپؐ انہیں بھی اس سے کچھ حصہ دیتے۔ اور جب آپؐ کے پاس کوئی صدقہ آتا' تو آپؐ اسے ان کے پاس بھیج دیتے' اور اس سے کچھ نہ لیتے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے اس بات نے غمزدہ کر دیا۔ مجھے امید تھی کہ مجھے اس قدر دودھ مل جائے گا جس سے میں اپنے دن رات کا بقیہ حصہ قوت حاصل کروں گا اور میں نے کہا' میں ایلچی ہوں۔ اور جب لوگ آئیں گے تو میں ان کو دودھ دوں گا۔ اور میں نے کہا' اس دودھ میں سے میرے لیے کچھ نہیں بچے گا۔ اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے بھی کوئی چارا نہ تھا۔ پس میں نے جا کر انہیں بلایا' اور وہ آ گئے' اور انہوں نے اجازت طلب کی تو آپؐ نے انہیں اجازت عطا فرمائی' اور انہوں نے بیت اللہ میں اپنی اپنی نشست سنبھال لی' پھر آپؐ نے فرمایا' ابوہریرہؓ! پکڑو اور انہیں دودھ دو۔ میں نے پیالہ پکڑ لیا' اور انہیں دینے لگا۔ ایک آدمی پیالہ لے لیتا' اور دودھ پیتا' حتیٰ کہ سیر ہو جاتا۔ پھر پیالے کو واپس کر دیتا' یہاں تک کہ میں ان کے آخری آدمی تک پہنچ گیا۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالہ دے دیا۔ آپؐ نے پیالہ لے کر اسے اپنے ہاتھ میں رکھا' اور اس میں دودھ باقی بچا ہوا تھا۔ پھر آپؐ نے اپنا سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا: ابوہریرہؓ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: اب میں اور تم ہی باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ درست فرما

رہے ہیں' آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے بیٹھ کر دودھ پیا' پھر آپؐ نے مجھے فرمایا' پیو' تو میں نے پیا' پس آپؐ مجھے مسلسل کہتے رہے کہ پیو' میں پیتا رہا' یہاں تک کہ میں نے کہا' اس ذات کی قسم' جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ اب میں اپنے جسم میں دودھ گذرنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا' آپؐ نے فرمایا مجھے پیالہ دو' میں نے آپ کو پیالہ واپس کر دیا تو آپؐ بقیہ دودھ کو پی گئے۔

امام بخاریؒ نے اسے ابونعیم کے طریق سے محمد بن مقاتل سے بحوالہ عبداللہ بن المبارک روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اسے عباد بن یونس بن بکیر سے روایت کیا ہے اور تینوں نے عمرو بن ذر سے روایت کی ہے' اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ زر سے بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گذرے' آپؐ نے فرمایا' اے لڑکے کیا کچھ دودھ ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں لیکن مجھے امین بنایا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا' کیا کوئی ایسی بکری بھی ہے جس پر نر نہیں کودا؟ میں آپؐ کے پاس وہ بکری لایا تو آپؐ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا' تو دودھ اُتر آیا۔ اور آپؐ نے اسے ایک برتن میں دوہا' اور خود بھی پیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا۔ پھر تھنوں سے کہا' سکڑ جاؤ تو وہ سکڑ گئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر اس کے بعد میں آپؐ کے پاس آیا اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی اس قول سے کچھ سکھا دیجیے' تو آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا' اور فرمایا' اے لڑکے اللہ تجھ پر رحم فرمائے گا' تو سکھایا سکھایا ہے۔

بیہقی نے اسے ابوعوانہ کی حدیث سے عن عاصم عن ابی النجود عن زر عن ابن مسعود روایت کیا ہے' اور اس میں بیان کیا ہے کہ میں آپؐ کے پاس بکری کا ایک بچہ لایا' جو ایک سال سے چھوٹا تھا آپؐ نے اسے باندھ دیا۔ پھر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرنے اور دعا کرنے لگے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؐ کے پاس ایک پیالہ لائے تو آپؐ نے اس میں دودھ دوہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر خود پیا' پھر تھنوں سے فرمایا' سکڑ جاؤ تو وہ سکڑ گئے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی یہ قول سکھا دیجیے تو آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا' اور فرمایا' تو سکھا ہوا جوان ہے۔ پس میں نے آپؐ سے ستر سورتیں یاد کیں جن کے بارے میں کسی آدمی نے مجھ سے جھگڑا نہیں کیا۔

اور قبل ازیں ہجرت کے باب میں ام معبد کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس کی بکری کو دوہا' اور وہ بکری لاغر تھی جس کے دودھ نہ تھا۔ اور آپؐ کے اصحابؓ نے دودھ پیا اور اس کے پاس دودھ کا ایک بہت بڑا برتن چھوڑ گئے' حتیٰ کہ اس کا خاوند آ گیا۔ نیز قبل ازیں آپؐ کے غیر موالی خدام میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان ہو چکا ہے کہ جب انہوں نے وہ دودھ پی لیا جو رسول اللہ ﷺ کے لیے آیا تھا' پھر وہ آپؐ کے لیے بکری ذبح کرنے اٹھے تو انہوں نے بہت دودھ پایا اور اسے دوہا' جس سے بہت بڑا برتن بھر گیا۔ (الحدیث)

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ زہیر نے اسحاق سے بحوالہ بنتِ حباب ہم سے بیان کیا۔ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بکری لائیں' تو آپؐ نے اُسے باندھ کر دوہا۔ اور فرمایا' میرے پاس اپنا سب سے بڑا برتن لاؤ' تو ہم آپؐ کے پاس آئے

کاٹب لے گئے تو آپؐ نے اس میں دودھ دوہا اور اسے بھر دیا' پھر فرمایا' تو اور تمہارے پڑوسی پیو۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں ہمیں بتایا کہ اسماعیل نے محمد الصغار نے ہمیں خبر دی' کہ محمد بن الفرج الازرق نے ہمیں بتایا کہ عصمت بن سلیمان خراز نے ہم سے بیان کیا کہ خلف بن خلیفہ نے ابو ہاشم الرمانی سے بحوالہ نافع آپ کی اس سے دوستی تھی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تقریباً چار سو آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے' اور ہم ایک ایسی جگہ اترے' جہاں پانی نہ تھا' اس بات نے آپؐ کے اصحاب کو مشقت میں ڈال دیا۔ اور وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دوسینگوں والی بکری آئی' اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ آپؐ نے اس سے دودھ دوہا اور پیا' یہاں تک کہ سیر ہوگئے۔ اور اپنے اصحاب کو بھی پلایا' حتیٰ کہ وہ بھی سیر ہوگئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا' اے نافع! اس شب اس کو قابو رکھو۔ اور میرا خیال ہے کہ تم اسے قابو نہیں رکھ سکو گے۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے اسے پکڑ لیا اور اس کے لیے میخ گاڑ کر اسے رسی سے باندھ دیا پھر میں رات کے کسی حصے میں اٹھا تو میں نے بکری کو نہ دیکھا' اور رسی کو پڑے دیکھا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' اور قبل اس کے کہ آپؐ مجھ سے دریافت کریں' میں نے آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا' اے نافع جو اسے لایا تھا وہ اسے لے گیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے محمد بن سعد نے خلف بن الولید ابی الولید ازدی عن خلف بن خلیفہ عن ابان روایت کیا ہے اور یہ حدیث اسناد اور متن کے لحاظ سے بہت ہی غریب ہے۔

پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید المالینی نے ہمیں بتایا کہ ابواحمد بن عدی نے ہمیں خبر دی۔ کہ ابن العباس بن محمد بن العباس نے ہمیں بتایا کہ احمد بن سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحفص ریاحی نے ہم سے بیان کیا کہ عامر بن ابی عامر خراز نے حسن سے بحوالہ سعد یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لیے بکری دوہو' اور اس جگہ کے بارے میں میرا تجربہ یہ ہے کہ اس میں بکری نہیں ہوتی' راوی بیان کرتا ہے' میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بکری کھڑی ہے' جس کے تھن دودھ سے لبریز ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اسے دوہا' اور بکری کو پہچان لیا اور اس کے متعلق وصیت کی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم سفر میں مشغول ہوگئے' اور میں نے بکری کو گم کر دیا۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں نے بکری کو گم کر دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا' اس کا ایک مالک ہے' یہ حدیث بھی اسی طرح اسناد اور متن کے لحاظ سے بہت ہی غریب ہے' اور اس کے اسناد میں ایسے آدمی ہیں جن کے حالات معلوم نہیں' اور عنقریب ہرنی کی حدیث ان معجزات میں بیان ہوگی' جو حیوانات سے متعلق ہیں۔

آپ کا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھی کو بڑھا دینا:

حافظ ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ شیبان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن زیادۃ الرجمی نے عن ابی طلال عن انس عن امہ ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں' کہ میری ماں کے پاس ایک بکری تھی' اور اس نے اس کے گھی کو ایک ڈبے میں جمع کیا اور ڈبہ بھر گیا' پھر

اس نے اسے ربیبہ کے ساتھ بھیج دیا اور کہا اے ربیبہ' یہ ڈبہ رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دینا' وہ اس کے سالن سے روٹی کھائیں گے۔ پس ربیبہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئی' اس کے ڈبے کو اس کے لیے خالی کر دو۔ میں نے ڈبے کو خالی کر کے اسے دے دیا۔ وہ اسے لے کر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آئی۔ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر پر نہ تھیں میں نے ڈبے کو میخ کے ساتھ لٹکا دیا' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آئیں تو انہوں نے ڈبے کو بھرے ہوئے ٹپکتا دیکھا' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا' اے ربیبہ کیا میں نے تجھے اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جانے کا حکم نہیں دیا تھا؟ اس نے کہا' میں تو یہ کام کر آئی ہوں' اور اگر آپ میری بات کو درست نہیں سمجھتیں' تو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لیجیے' پس وہ ربیبہ کے ساتھ گئیں' اور کہنے لگیں' یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کے ہاتھ' آپؐ کے پاس گھی کا ڈبہ بھیجا تھا' آپؐ نے فرمایا' وہ ڈبہ اس نے پہنچا دیا ہے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا' اس ذات کی قسم' جس نے آپ کو حق' اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' وہ بھرا ہوا ہے' اور اس سے گھی ٹپک رہا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا' اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! اگر اللہ تجھے اس طرح کھلائے جس طرح تو نے اس کے نبی کو کھلایا ہے' تو کیا تو اس پر تعجب کرتی ہے؟ وہ بیان کرتی ہیں' میں گھر آئی' اور میں نے اپنے پیالے میں اسے اس اس طرح تقسیم کر دیا۔ اور میں نے اس میں اتنا گھی چھوڑ دیا کہ ہم اس سے ایک یا دو ماہ تک سالن بناتے رہے۔

اس بارے میں ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہمیں خبر دی کہ عباس الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن بحر القطان نے ہم سے بیان کیا کہ خلف بن خلیفہ نے عن ابی ہاشم الرومانی عن یوسف بن خالد عن ام اوس البہز یہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنا کچھ گھی بچا کر اسے ڈبے میں ڈالا' اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا' آپؐ نے اسے قبول فرمایا' اور تھوڑا سا گھی ڈبے میں چھوڑ دیا' اور اس میں پھونک ماری' اور برکت کی دعا کی' پھر فرمایا' اس کا ڈبہ اسے واپس کر دو۔ انہوں نے وہ ڈبہ اسے واپس کیا تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ آپؐ فرماتی ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا' اور وہ فریاد کرتی ہوئی آئیں' اور کہنے لگیں' یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے آپؐ کے کھانے کے لیے بچایا ہے' پس معلوم ہو گیا کہ وہ گھی قبول ہو گیا ہے' اور آپؐ نے فرمایا' جاؤ' اور اسے کہو کہ وہ اپنا گھی کھائے اور برکت کی دعا کرے۔ پس اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کی بقیہ عمر' اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی حکومت تک' حتیٰ کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے معاملے تک اس گھی کو کھایا۔

ایک اور حدیث:

بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر' عن عبدالاعلیٰ ابن المسور القرشی' عن محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ دوس قبیلہ کی ایک عورت' جسے ام شریک کہا جاتا تھا' رمضان شریف میں مسلمان ہو گئی' اور انہوں نے اس کی ہجرت اور اس کے ساتھ ایک یہودی کے ہونے کی بات بیان کی ہے' اور وہ یہ کہ اس عورت کو پیاس لگی' تو اس یہودی نے اسے پانی پلانے سے انکار کر دیا' اور کہا کہ جب تک تو یہودی نہ ہو جائے' میں تجھے پانی نہیں پلاؤں گا'

پس وہ سو گئی اور اس نے نیند میں ایک آدمی کو دیکھا جو اسے پانی پلا رہا ہے۔ وہ بیدار ہوئی تو سیراب تھی۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے آپ کو یہ واقعہ سنایا' آپ نے اسے منگنی کا پیغام دیا تو اس نے اپنے آپ کو اس سے کمتر پایا' اور عرض کیا کہ آپ جس سے چاہیں میرا نکاح کر دیں' تو آپ نے حضرت زید کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ اور اسے تیس صاع دینے کا حکم دیا' نیز فرمایا' کھاؤ اور ماپو نہیں' اور اس کے پاس گھی کا ایک ڈبہ تھا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدیہ تھا' اس نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جائے' اس نے ڈبے کو خالی کر دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ جب وہ اسے واپس کرے تو اسے لٹکا دے۔ اور اسے ڈاٹ نہ لگائے۔

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا آئیں تو انہوں نے اسے بھرا ہوا پایا' اور لونڈی سے کہنے لگیں' کیا میں نے تجھے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جانے کا حکم نہیں دیا تھا؟ اس نے جواب دیا۔ یہ کام تو میں نے کر دیا ہے' اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا' تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اسے ڈاٹ نہ لگائیں' پس وہ مسلسل اسی طرح رہا' یہاں تک کہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے اسے ڈاٹ لگا دیا' پھر انہوں نے جو کو ماپا تو انہیں تیس صاع پایا' اور ان میں کچھ کمی نہ ہوئی تھی۔

اس بارے میں ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسن نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا' کہ ابو زبیر نے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ام مالک بہزیہ' ایک ڈبے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً گھی بھیجا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس کے بیٹوں نے اس سے سالن مانگا' تو اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی' تو اس نے اس ڈبے کا قصد کیا جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً بھیجا کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا' کیا تو نے اسے نچوڑا تھا؟ میں نے جواب دیا' ہاں' آپ نے فرمایا' اگر تو اسے چھوڑ دیتی تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔

پھر امام احمد نے اس اسناد کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی آپ کے پاس کھانا مانگتا ہوا آیا تو آپ نے اس کو نصف وسق جو کھانے کو دیئے۔ پس وہ آدمی اور اس کی بیوی اور ان کا مہمان' مسلسل اس سے کھاتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے ماپ لیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر تم اسے نہ ماپتے تو تم اس سے کھاتے' اور وہ تمہارے لیے قائم رہتے۔ اور مسلم نے ان دونوں حدیثوں کو ایک اور طریق سے ابو زبیر سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کرنا:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے بحوالہ اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ ہمیں بتایا کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابو طلحہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں بھوک کے باعث کمزوری محسوس کی ہے' کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے' انہوں نے جواب دیا' ہاں' اور انہوں نے جو کی روٹیاں نکالیں' پھر انہوں نے اپنی ایک اوڑھنی نکالی' اور اس کی ایک طرف روٹیاں لپیٹ دیں پھر انہیں میرے

ہاتھ تلے چھپا دیا۔ اور اوڑھنی کا کچھ حصہ مجھ پر ڈال دیا' پھر انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں روٹیوں کو لے گیا' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کے ساتھ مسجد میں پایا' اور میں انہیں دیکھنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا' ہاں' آپؐ نے فرمایا' کھانا دے کر بھیجا ہے؟ میں نے کہا' ہاں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا' کھڑے ہو جاؤ۔ پس آپؐ اور میں ان کے آگے آگے چلنے لگے' حتیٰ کہ میں نے آ کر ابوطلحہ کو بتایا' تو ابوطلحہؓ نے کہا' اے ام سلیمؓ! رسول اللہ ﷺ اور لوگ آ گئے ہیں' اور ہمارے پاس ان کے کھلانے کو کچھ نہیں' انہوں نے جواب دیا' اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ اور ابوطلحہ چل کر رسول اللہ ﷺ سے آ ملے۔ پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ابوطلحہ آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے فرمایا' اے ام سلیمؓ! جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ' تو وہ یہ روٹیاں لے آئیں' اور حضرت نبی کریم ﷺ کے حکم سے ان کے ٹکڑے کیے گئے' اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ڈبے کو نچوڑ کر اس کا سالن بنایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مشیت الٰہی کے مطابق کچھ پڑھا' پھر فرمایا' دس آدمیوں کو اجازت دو' انہوں نے ان کو اجازت دی تو وہ بھی کھا کر سیر ہو گئے' اور باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا' دس آدمیوں کو اجازت دو انہوں نے ان کو اجازت دی تو وہ بھی کھا کر سیر ہو گئے' اور باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا' دس آدمیوں کو اجازت دو' پس سب لوگوں نے کھانا کھایا' اور وہ ستر یا اسی آدمی تھے۔

اور بخاری نے اسے اپنی صحیح کے دوسرے مقامات پر' اور مسلم نے اسے کسی اور طریق سے مالک سے روایت کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت:

ابو یعلی بیان کرتے ہیں کہ ہدبہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ مبارک بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا کہ بکیر اور ثابت البنانی نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوطلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو بھوکا دیکھا' تو ام سلیمؓ کے پاس آ کر کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھوکا دیکھا ہے' کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے جواب دیا' صرف جو کا ایک مد[1] آٹا ہے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا' اسے گوندھو اور ٹھیک ٹھاک کرو' ہو سکتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو دعوت دیں' اور آپؐ ہمارے ہاں کھانا کھائیں۔

راوی بیان کرتا ہے' حضرت ام سلیمؓ نے آٹا گوندھا اور روٹیاں پکائیں' اور ابوطلحہ ایک روٹی لے کر آئے' اور کہا' اے انسؓ رسول اللہ ﷺ کو بلاؤ' میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' تو آپؐ کے پاس آدمی بھی تھے' مبارک بیان کرتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اس نے کہا کہ اسی سے کچھ زیادہ آدمی ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ ابوطلحہؓ بلا رہے ہیں' آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا' ابوطلحہ کو جواب دو' تو میں گھبرا کر آیا' اور آ کر ابوطلحہ کو اطلاع دی' کہ آپؐ اپنے اصحاب کے ساتھ آ رہے ہیں۔ بکر کہتے ہیں' وہ دوڑے' اور ثابت کہتے ہیں کہ ابوطلحہؓ نے کہا کہ جو کچھ میرے گھر میں ہے' رسول اللہ ﷺ اسے مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اور دونوں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو ملے' اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ' ہمارے پاس صرف

---

[1] مد ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار اہل حجاز کے نزدیک ۳/۱ اور اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل ہے۔ (مترجم)

ایک روٹی ہے میں نے آپ کو بھوکا دیکھا تو میں نے ام سلیم کو حکم دیا اور اس نے آپ کے لیے روٹی تیار کی۔ راوی بیان کرتا ہے آپ نے روٹی منگوائی اور ایک ڈبہ منگوایا اور اسے اس میں رکھا اور فرمایا کیا کچھ گھی ہے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ڈبے میں کچھ گھی تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اسے لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوطلحہ اسے نچوڑنے لگے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگشت شہادت پھیرنے سے کچھ گھی نکلا پھر آپ نے روٹی پر ہاتھ پھیرا تو وہ پھول گئی اور آپ نے فرمایا بسم اللہ تو روٹی پھول گئی اور آپ مسلسل اسی طرح کرتے رہے اور روٹی پھولتی رہی یہاں تک کہ میں نے ڈبے میں روٹی کو پھیل کر بہتے دیکھا آپ نے فرمایا میرے دس اصحاب کو بلاؤ میں نے آپ کے دس اصحاب کو بلایا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کے وسط میں اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ تو انہوں نے روٹی کے اردگرد سے کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر فرمایا دس اور کو بلا لاؤ میں نے دس اور اصحاب کو بلایا تو آپ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ انہوں نے بھی روٹی کے اردگرد سے کھایا اور سیر ہو گئے اور آپ مسلسل دس دس آدمیوں کو بلاتے رہے اور وہ اس روٹی سے کھاتے رہے حتیٰ کہ اسی سے کچھ زیادہ آدمی روٹی کے اردگرد سے کھا کر سیر ہو گئے اور روٹی کا وسط جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھا تھا وہ کتنا تھا۔ یہ اسناد اصحاب سنن کی شرط کے مطابق حسن ہے لیکن انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔ (واللہ اعلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن نمیر نے ہم سے بیان کیا ہے کہ سعد بن سعید بن قیس نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دینے کے لیے بھیجا اور انہوں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا تھا پس میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ آئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے میری طرف دیکھا تو مجھے شرم آئی اور میں نے عرض کیا ابوطلحہ کو جواب دیجیے آپ نے لوگوں کو کھڑے ہونے کا حکم دیا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کے لیے کچھ کھانا تیار کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوا اور اس کے بارے میں برکت کی دعا کی پھر فرمایا میرے دس اصحاب کو اندر لاؤ وہ بھی کھا کر سیر ہو گئے پس مسلسل دس اصحاب داخل ہوتے رہے اور باہر نکلتے رہے حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک نے اندر آ کر کھانا کھایا اور سیر ہو گیا۔ پھر آپ نے اسے ٹھیک ٹھاک کیا تو وہ اسی طرح تھا جس وقت انہوں نے اس سے کھایا تھا۔ اور مسلم نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ اور محمد بن عبداللہ بن نمیر سے روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں نے عبداللہ بن نمیر سے روایت کی ہے نیز اسے سعید بن یحییٰ اموی اور اس کے باپ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے سعد بن سعید بن قیس انصاری سے روایت کی ہے۔

ایک اور طریق:

مسلم نے اسے باب الاطعمہ میں عن عبداللہ بن حمید عن خالد بن مخلد عن محمد بن موسیٰ عن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس روایت کیا ہے اور پہلے جو حدیث بیان ہو چکی ہے اس کی طرح بیان کیا ہے اور ابویعلی موصلی نے اسے عن محمد بن عباد المکی عن حاتم عن معاویہ بن ابی مرود عن عبداللہ بن عبداللہ بن ابی طلحہ روایت کیا ہے اور اس واقعہ کو بیان کیا ہے واللہ اعلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا۔ کہ حصین بن عبدالرحمن نے' عبداللہ بن ابی لیلیٰ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جو کے دو مد لائے' اور آپ کے حکم سے ان کا کھانا تیار کیا گیا۔ پھر آپ نے مجھے کہا' اے انس' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر بلا لاؤ' اور جو کچھ ہمارے پاس ہے اس کا تمہیں علم ہی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ کے اصحاب بھی آپ کے پاس تھے' میں نے کہا' ابوطلحہ آپ کو کھانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے فرمایا' کھڑے ہو جاؤ' تو وہ بھی کھڑے ہو گئے' اور میں آپ کے آگے آگے چلتا ہوا آیا۔ اور میں نے آ کر ابوطلحہ کو اطلاع دی' انہوں نے کہا' تو نے ہمیں رسوا کر دیا ہے' میں نے کہا' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حکم کے جواب دینے کی سکت نہیں رکھتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو آپ نے انہیں فرمایا' بیٹھ جاؤ۔ اور دس آدمی اندر آئے' اور جب وہ اندر آ چکے' تو کھانا لایا گیا' اور آپ نے اور لوگوں نے کھایا' حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا' کھڑے ہو جاؤ اور تمہاری جگہ دس آدمی اندر آ جائیں۔ یہاں تک کہ سب لوگوں نے آ کر کھانا کھایا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے پوچھا' وہ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا' اسی سے کچھ اوپر تھے' راوی بیان کرتا ہے اور گھر والوں کے لیے اتنا کھانا بچ گیا' جس نے انہیں سیر کر دیا۔

اور مسلم نے اسے باب الاطعمہ میں عن عمرو الناقد عن عبداللہ بن جعفر الرقی عن عبیداللہ بن عمرو عن عبدالملک بن عمیر عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن انس روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ نے ام سلیم کو حکم دیا کہ خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کرو' جس سے وہ کھائیں۔ اور پہلی روایت کی طرح واقعہ بیان کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

ابویعلی بیان کرتے ہیں کہ شجاع بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا' کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے جریر بن یزید کو' عمرو بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے سنا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے دیکھا اور آپ کا پیٹ پشت سے لگا ہوا تھا' انہوں نے آ کر ام سلیمؓ سے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے دیکھا ہے اور ان کا پیٹ پشت سے لگا ہوا ہے' تو ام سلیمؓ نے ایک روٹی پکائی' پھر حضرت ابوطلحہؓ نے مجھے کہا' جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لاؤ' میں آپ کے پاس آیا تو آپ کے اصحابؓ آپ کے پاس موجود تھے میں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے' اور اپنے اصحابؓ سے بھی اٹھ کھڑا ہونے کو کہا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں دوڑتا ہوا ابوطلحہ کے پاس آیا' اور انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی آ رہے ہیں۔ ابوطلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فقط ایک روٹی ہے' آپ نے فرمایا' اللہ اس میں برکت دے گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو روٹی کو ایک پیالے میں لایا گیا' آپ نے فرمایا' کچھ گھی ہے' تو کچھ گھی بھی لایا گیا۔ آپ

ے روٹی کو اپنی انگلی سے اس طرح دبایا اور اسے اٹھایا' پھر گھی ڈالا' اور فرمایا' میری انگلیوں کے درمیان سے کھاؤ۔ پس لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر فرمایا' میرے پاس دس آدمی لاؤ۔ وہ بھی کھا کر سیر ہو گئے' حتیٰ کہ سب لوگ کھا کر سیر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ' ابوطلحہ' ام سلیم رضی اللہ عنہا اور میں بھی کھا کر سیر ہو گئے' اور کچھ کھانا بچ رہا جو ہمارے پڑوسیوں کو ہدیۃً دیا گیا۔ مسلم نے اسے اپنی صحیح کے باب الاطعمہ میں عن حسن الحلوانی' اور عن وہب بن جریر بن حازم عن عمہ جریر بن یزید عن عمرو بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس بن مالکؓ روایت کیا ہے' اور پہلے واقعہ کی طرح بیان کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس بن محمد نے ہم سے بیان کیا۔ کہ حماد بن زید نے' عن ہشام عن محمد بن سیرین عن انس ہم سے بیان کیا۔ حماد بیان کرتے ہیں کہ الجعد نے بھی اسے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیمؓ نے نصف مد جو پیسے' پھر ایک ڈبے کا قصد کیا' جس میں کچھ گھی تھا' اور اس سے کھانا تیار کیا گیا۔

راوی بیان کرتا ہے' پھر ام سلیمؓ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا' میں آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ اپنے اصحابؓ میں بیٹھے ہوئے تھے' میں نے کہا' ام سلیمؓ نے مجھے آپؐ کے پاس دعوت دیتے ہوئے بھیجا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: میں اور میرے ساتھی آئیں گے۔ راوی بیان کرتا ہے' آپؐ اور آپؐ کے ساتھی آ گئے۔ راوی بیان کرتا ہے' میں نے اندر جا کر ابوطلحہؓ سے کہا' رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے ساتھی آ گئے ہیں۔ ابوطلحہؓ باہر نکل کر رسول اللہ ﷺ کی ایک جانب آئے' اور کہنے لگے' یا رسول اللہ ﷺ ام سلیمؓ نے یہ کھانا نصف مد سے تیار کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' آپ آئے تو کھانا لایا گیا' اور آپ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھا' پھر فرمایا دس آدمی اندر لاؤ' راوی بیان کرتا ہے' دس آدمی اندر آئے اور کھا کر سیر ہو گئے' پھر دس آدمی آئے اور کھا کر سیر ہو گئے' پھر دس آدمی آئے اور کھا کر سیر ہو گئے۔ یہاں تک کہ کل چالیس آدمیوں نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے' راوی بیان کرتا ہے اور میں جیسے تھا ویسے ہی رہا۔ پھر بیان کرتا ہے' ہم نے بھی کھانا کھایا۔

بخاریؒ نے اسے باب الاطعمہ میں عن الصلت بن محمد عن حماد بن یزید عن الجعد ابی عثمان عن انس اور عن ہشام بن محمد عن انس اور عن سنان بن ربیعہ عن ابی ربیعہ عن انس روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک مد جو کو پیسا' اور اس سے کھانا تیار کیا' اور ڈبے سے کچھ گھی نچوڑا' پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا' اور آپؐ اپنے اصحابؓ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اس نے حدیث کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور ابو یعلی موصلی نے اسے روایت کیا ہے کہ عمرو نے بحوالہ الضحاک ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اشعث حرانی کو بیان کرتے سنا کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوطلحہ کو اطلاع ملی کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے ہاں کوئی کھانا نہیں' تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک صاع جو کے عوض سرگرم عمل کر دیا' اور اس روز کام کر کے جو لائے' اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث بیان کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس بن محمد نے ہم سے بیان کیا۔ کہ حرب بن میمون نے النضر بن انس سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہو کہ اگر آپ صبح کا کھانا ہمارے ہاں تناول فرمانا چاہتے ہیں تو تشریف لا کر کھانا کھائیے میں نے آ کر آپ کو پیغام دیا' تو آپ نے فرمایا' اور جو لوگ میرے پاس ہیں؟ میں نے کہا' بہت اچھا' آپ نے فرمایا' اٹھو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں آیا' اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس چلا گیا۔ اور میں ان لوگوں کی وجہ سے حیرت میں تھا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا' اے انس تو نے کیا کیا ہے' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر فرمایا' کیا آپ کے پاس گھی ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' ہاں' میرے پاس گھی کا ایک ڈبہ ہے جس میں کچھ گھی ہے' آپ نے فرمایا' اسے لاؤ۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں اسے لائی تو آپ نے اس کا بندھن کھولا' پھر فرمایا' بسم اللہ' اے اللہ! اس میں زیادہ برکت ڈال دے۔

راوی بیان کرتا ہے' آپ نے فرمایا' اسے الٹ پلٹ دو' میں نے اسے پلٹا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نچوڑا' اور آپ اللہ کا نام لے رہے تھے۔ پس میں نے ہنڈیا سے جمع شدہ چیز لی' اور اس سے اسی سے زیادہ آدمیوں نے کھایا اور کچھ کھانا بچ بھی رہا' جو آپ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دے دیا اور فرمایا' خود کھاؤ اور اپنے پڑوسیوں کو کھلاؤ' مسلم نے اسے باب الاطعمہ میں حجاج بن الشاعر سے بحوالہ یونس بن محمد المؤدب روایت کیا ہے۔

ایک اور طریق:

ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ علی بن المدینی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن محمد الدراوردی نے عن عمر بن یحییٰ بن عمارۃ عن المازنی عن ابیہ عن انس بن مالک ہم سے بیان کیا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حریرہ تیار کیا' تو ابوطلحہ نے کہا' اے میرے بیٹے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لاؤ۔

راوی بیان کرتا ہے میں آپ کے پاس آیا' تو آپ لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے میں نے کہا' میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے' آپ اٹھ کھڑے ہوئے' اور لوگوں سے فرمایا' تم بھی چلو' راوی بیان کرتا ہے' جب میں نے دیکھا کہ آپ لوگوں کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں' تو میں ان کے آگے آگے آ گیا۔ اور میں نے آ کر ابوطلحہ کو بتایا' اے میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ آپ کے پاس آ رہے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوطلحہ دروازے پر کھڑے ہو گئے' اور عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چیز تو تھوڑی سی ہے' آپ نے فرمایا' اسے لاؤ' اللہ تعالیٰ یقیناً اس میں برکت دے گا' وہ اسے لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا' اور مشیت الٰہی کے مطابق' اللہ سے دعا کی' پھر فرمایا' دس دس آدمی اندر لاؤ' تو ان میں سے اسی آدمیوں نے آپ کے پاس آ کر کھانا کھایا' اور سیر ہو گئے۔

مسلم نے اسے باب الاطعمہ میں عن عبد بن حمید عن القعنبی عن الدراوردی عن یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن الانصاری المازنی عن ابیہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ پہلے کی طرح روایت کیا ہے۔

ایک اور طریق:

مسلم نے اسے اسی طرح باب الاطعمہ میں عن حرملۃ عن ابی وہب عن اسامہ بن زید اللیثی عن یعقوب بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس پہلے کی طرح روایت کیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ان کی ایک حدیث میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور گھر والوں نے بھی کھایا' اور کھانا بچا بھی دیا' جو ان کے پڑوسیوں کو دیا گیا' یہ طرق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے متواتر ہیں۔ اور اس واقعہ میں ان کے بعض حروف میں جو اختلاف پایا جاتا ہے' آپ اس کے شاہد ہیں۔ لیکن اصل واقعہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں' لامحالہ متواتر ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ

اور مسلم نے اسے انس بن مالکؓ، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ اور بکر بن عبداللہ مزنی' اور ثابت بن اسلم البنانی اور الجعد بن عثمان' اور یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی سعد بن سعید اور سنان بن ربیعہ اور عبداللہ بن عبداللہ بن ابی طلحہ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور عمرو بن عبداللہ بن ابی طلحہ اور محمد بن سیرین اور النضر بن انس اور یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن اور یعقوب بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے بھی روایت کیا ہے۔

اور قبل ازیں غزوہ خندق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ انہوں نے جو کے ایک صاع' اور ایک بچہ بز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل خندق سمیت جانے کا ارادہ کر لیا' جو ایک ہزار یا تقریباً ایک ہزار آدمی تھے' پس ان سب نے اس بچہ بز' اور اس صاع میں سے کھایا اور سیر ہو گئے' اور اسے اسی طرح چھوڑ دیا' جیسے کہ وہ تھا' اور قبل ازیں ہم اس کی سند اور متن اور طرق سے بیان کر چکے ہیں۔

اور عجیب وغریب بات وہ ہے' جسے حافظ ابو عبدالرحمان بن محمد بن المنذر الہروی نے جو شکر کے نام سے مشہور ہیں۔ کتاب العجائب الغریبہ میں اس حدیث کے بارے میں بیان کیا ہے' اور انہوں نے اسے قوت دی ہے' اور اسے طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے' اور اس کے آخر میں ایک عجیب بات کا ذکر کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ محمد بن علی بن طرخان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن مسرور نے ہم سے بیان کیا کہ ہاشم بن ہاشم ابو برزہ نے مکہ میں مسجد حرام میں ہمیں بتایا کہ ابو کعب البداح بن سہل انصاری نے اہل مدینہ کے ان نقل مکانی کرنے والے لوگوں کے حوالے سے' جنہیں ہارون بغداد لے گیا تھا' ہمیں بتایا کہ میں نے مصیصہ میں اس سے عن ابیہ سہل عبدالرحمٰن عن ابیہ عبدالرحمٰن بن کعب عن ابیہ کعب بن مالک سنا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' اور آپؐ کے چہرے سے بھوک کے آثار معلوم کر لیے' وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے واپس گھر جا کر اپنی ایک بکری ذبح کی' اور اسے پکایا' اور پیالے میں اس کا ثرید بنایا' اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ وہ انصار کو آپؐ کے پاس بلا لائیں' تو وہ انہیں جماعت در جماعت آپؐ کے پاس لائے' اور ان سب نے کھانا کھایا۔ اور وہ جتنا تھا اتنا ہی باقی بچ رہا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حکم دیتے تھے کہ وہ کھائیں اور ہڈی نہ توڑیں۔ پھر آپؐ نے پیالے کے وسط

ئیں ہڈیوں کو جمع کیا اور ان پر اپنا ہاتھ رکھا' پھر آپؐ نے کوئی کلام پڑھا جسے میں نے نہیں سنا صرف میں نے آپؐ کے دونوں ہونٹوں کو حرکت دیکھا' کیا دیکھتا ہوں کہ بکری اپنے کان جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ نے فرمایا اے جابرؓ! اپنی بکری لے لو۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے برکت دے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس بکری کو پکڑ لیا اور چلتا بنا اور وہ مجھ سے اپنے کان چھڑاتی رہی حتیٰ کہ میں اسے اپنے گھر لے گیا تو بیوی نے مجھے کہا' اے جابرؓ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا' خدا کی قسم! یہ ہماری وہی بکری ہے' جسے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ذبح کیا تھا' آپؐ نے اللہ سے دعا کی' اور اس نے اسے ہمارے واسطے زندہ کر دیا' وہ کہنے لگیں' میں گواہی دیتی ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں' میں گواہی دیتی ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

متقدم مفہوم کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

ابو یعلی موصلی اور باغندی بیان کرتے ہیں کہ شیبان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عیسیٰ بصری کھانے کے مالک نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت البنانی نے ہم سے بیان کیا' کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا' اے انس رضی اللہ عنہ مجھے کسی ایسی عجیب وغریب چیز کے متعلق بتایئے' جسے آپ نے دیکھا ہو' انہوں نے کہا' بہت اچھا' اے ثابت' میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی' اور میں نے جس کام میں خرابی کی آپؐ نے مجھے ملامت نہیں کی' اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا' تو میری ماں نے مجھے کہا' اے انس' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دولہا بن گئے ہیں۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ میں کل صبح کو آپ کو مل سکوں' اس ڈبے کو لاؤ' میں اپنی والدہ کے پاس ڈبہ اور کھجوریں لے کر آیا تو اس نے آپؐ کے لیے کھجور' گھی اور ستو سے کھانا تیار کیا' اور کہا' اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی کے پاس لے جاؤ۔ اور جب میں کھجور' گھی اور ستو سے تیار کیا ہوا یہ کھانا پتھر کے ایک ڈونگے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا' تو آپؐ نے فرمایا' اسے گھر کے ایک کونے میں رکھ دو۔ اور حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت علی رضی اللہ عنہم اور آپؐ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو میرے پاس بلا لاؤ' پھر اہل مسجد اور راستے میں آپ جس آدمی کو دیکھیں' اسے میرے پاس بلا لائیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں کھانے کی قلت' اور جس کثرت سے لوگوں کے بلانے کے لیے آپ مجھے حکم دے رہے تھے' اس سے تعجب کرنے لگا۔ اور میں نے آپ کی بات کی نافرمانی کو پسند نہ کیا' یہاں تک کہ گھر اور کمرہ بھر گئے' آپؐ نے فرمایا' اے انس! کیا تو نے کسی کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا' نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے فرمایا' اس ڈونگے کو لاؤ' میں نے اسے لا کر آپؐ کے سامنے رکھ دیا تو آپؐ نے ڈونگے میں تین انگلیاں ڈبو دیں' اور کھجوریں بڑھنے لگیں اور وہ کھانے لگے' اور باہر نکلنے لگے' اور جب وہ سب فارغ ہو گئے تو ڈونگے میں اتنا ہی کھانا بچ رہا جتنا میں لایا تھا' آپؐ نے فرمایا' اسے زینبؓ کے آگے رکھو' پس میں باہر نکل آیا' اور میں نے کھجور کی شاخوں کا دروازہ ان پر بند کر دیا۔

ثابت بیان کرتے ہیں' ہم نے پوچھا' اے ابوحمزہ' آپ کے خیال میں وہ کتنے آدمی تھے؟ جنہوں نے اس ڈونگے سے کھانا کھایا تھا' انہوں نے کہا' میرے خیال میں وہ اکہتر یا بہتر آدمی تھے' یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے' اور انہوں نے اسے

روایت نہیں کیا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

جعفر بن محمد الفریابی بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے عن انیس بن ابی یحییٰ' عن اسحاق بن سالم' عن ابی ہریرہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے' اور فرمایا' اپنے اصحاب صفہ کے ساتھیوں کو میرے پاس بلا لاؤ' اور میں ان کے ایک ایک آدمی کو آگاہ کرنے لگا۔ پس میں نے ان کو اکٹھا کیا' اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آ کر اجازت طلب کی' تو آپ نے ہمیں اجازت دے دی' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے آگے ایک بڑا پیالہ رکھا گیا۔ میرا خیال ہے' اس میں ایک مد کے برابر جو تھے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے پر اپنا ہاتھ رکھا' اور فرمایا' بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے جو کھانا تھا' کھایا' پھر ہم نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے' اور جس وقت بڑا پیالہ رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس ذات کی قسم' جس کے قبضے میں میری جان ہے' شام کو آل محمد کے پاس ایسا کھانا ہوتا ہے' جسے تم نہیں دیکھتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا' جب تم کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ کتنا تھا؟ انہوں نے جواب دیا' اتنا ہی تھا جتنا رکھتے وقت تھا۔ ہاں اس میں انگلیوں کے نشان تھے۔ اور یہ واقعہ اس واقعہ کے علاوہ ہے' جسے قبل ازیں ہم نے اصحابِ صفہ کے دودھ پینے کے بارے میں بیان کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

جعفر الفریابی بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ یحییٰ بن خلف نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے عن سعید الجریری عن ابی الورد عن ابی محمد الحضرمی عن ابی ایوب الانصاری ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے اتنا ہی کھانا تیار کیا جو ان دونوں کے لیے کافی تھا۔ اور میں ان دونوں کو کھانے کے لیے بلا لایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جاؤ اور انصار کے تیس معزز افراد کو میرے پاس بلا لاؤ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے یہ بات گراں گذری' میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی' جس کا میں اضافہ کر دیتا اور میں دیر کرنے لگا' آپ نے فرمایا' جاؤ' اور انصار کے تیس معزز افراد کو میرے پاس بلا لاؤ' میں نے انہیں بلایا تو وہ آ گئے' آپ نے فرمایا' کھاؤ' تو انہوں نے کھانا کھایا اور واپس چلے گئے' پھر انہوں نے گواہی دی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر انہوں نے جانے سے پہلے آپ کی بیعت کی' آپ نے پھر فرمایا' جاؤ اور انصار کے ساٹھ معزز افراد کو میرے پاس بلا لاؤ۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' خدا کی قسم! میرے لیے یہ ساٹھ' تیس سے بھی زیادہ تھے' راوی بیان کرتا ہے' میں نے انہیں بلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' چار زانو ہو کر بیٹھ جاؤ' پس وہ بھی کھا کر چلے گئے۔ پھر انہوں نے گواہی دی' کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' اور جانے سے پہلے آپ کی بیعت کی' آپ نے فرمایا' جاؤ' اور نوے انصار کو بلا لاؤ۔

راوی بیان کرتا ہے' میرے لیے نوے اور ساٹھ تیس سے زیادہ تھے' راوی بیان کرتا ہے میں نے انہیں بلایا' تو وہ بھی کھا کر چلے گئے۔ پھر انہوں نے گواہی دی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' اور جانے سے پہلے آپ کی بیعت کی' راوی بیان کرتا ہے' میرے

کھانے سے ایک سو اسی آدمیوں نے کھانا کھایا جو سب کے سب انصار تھے۔ یہ حدیث اسناد اور متن کے لحاظ سے بہت غریب ہے اور بیہقی نے اسے محمد بن ابی بکر المقدمی کی حدیث سے بحوالہ عبدالاعلیٰ روایت کیا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھانا بڑھانے کا ایک اور واقعہ:

حافظ ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ سہل بن الحنظلیہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے محمد بن المنکدر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی روز قیام کیا' اور کھانا نہ کھایا۔ حتیٰ کہ اس بات نے آپ کو مشقت میں ڈال دیا' آپؐ نے اپنی ازواج کے گھروں میں چکر لگایا' مگر کسی کے ہاں کوئی چیز نہ پائی' تو آپؐ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے اور فرمایا' اے بیٹی! کیا تیرے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ میں بھوکا ہوں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا خدا کی قسم! کوئی چیز نہیں' پس جب آپؐ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے نکلے' تو ان کی پڑوسن نے ان کو دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے لے کر اپنے ایک پیالے میں رکھ کر اس کا منہ ڈھانپ دیا اور کہا کہ میں اپنے ایک اور اپنے گھر والوں کے مقابلہ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے میں ترجیح دوں گی' اور وہ سارے ہی کھانے سے سیر ہونے کے محتاج تھے' پس حضرت فاطمہ نے حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا' تو آپؐ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں واپس آئے تو وہ آپؐ سے کہنے لگیں' میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں' اللہ نے ایک چیز دی ہے اور میں نے اسے آپؐ کے لیے چھپا دیا ہے' آپؐ نے فرمایا: اے بیٹی! لاؤ' آپؐ نے پیالے سے کپڑا اٹھایا تو وہ روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب اسے دیکھا' تو حیران رہ گئیں' اور سمجھ گئیں کہ یہ اللہ کی برکت سے ہوا ہے۔ پس انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کے نبی پر درود پڑھا' اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور فرمایا: اے بیٹی! یہ کھانا تجھے کہاں سے ملا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' اے میرے باپ' یہ اللہ کی طرف سے ہے' اور بلاشبہ اللہ جسے چاہتا ہے' حساب کے بغیر رزق دیتا ہے۔ پس آپؐ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور فرمایا' اے بیٹی! اس خدا کا شکر ہے جس نے تجھے بنی اسرائیل کی سیدۃ النساء کی مانند بنایا ہے' جب اللہ اسے کچھ رزق دیتا تھا' اور اس سے اس کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا تو وہ کہتی تھی' یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور بلاشبہ اللہ جسے چاہتا ہے' حساب کے بغیر رزق دیتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اور آپؐ کے تمام اہل بیت رضی اللہ عنہم نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پیالہ جیسا تھا' اسی طرح باقی رہا۔ اور انہوں نے اس کا بقیہ کھانا اپنے پڑوسیوں کو دے دیا' اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت برکت ڈال دی' یہ حدیث بھی اسی طرح اسناد و متن کے لحاظ سے غریب ہے۔

اور قبل ازیں ہم بعثت کے آغاز میں جب یہ قول الٰہی ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ نازل ہوا' ربیعہ بن ماجد کی حدیث پیش کر چکے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ہاشم کی دعوت کی' اور وہ چالیس کے قریب آدمی تھے تو آپ نے ایک مد سے تیار کردہ کھانا ان کے آگے رکھا' اور وہ کھا کر سیر ہو گئے۔ اور جیسے وہ تھا' اسے اسی طرح چھوڑ گئے' اور

آپ نے ایک بڑے پیالے سے انہیں پانی پلایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے اور وہ جیسے تھا اسے اسی طرح چھوڑ گئے آپ نے تین دن لگا تار انہیں دعوت دی پھر انہیں دعوتِ الی اللہ دی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک اور واقعہ:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان التیمی نے ابو العلاء بن الشخیر سے بحوالہ سمرہ بن جندبؓ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' کہ اچانک آپ ثرید کا ایک پیالہ لائے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے بھی' اور لوگوں نے بھی کھانا کھایا' اور وہ مسلسل باری باری ظہر کے قریب تک کھاتے رہے۔ کچھ لوگ کھاتے پھر اٹھ جاتے' پھر کچھ لوگ ان کے بعد باری باری آتے راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا' کیا کھانا بڑھتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا' زمین سے تو نہیں بڑھتا تھا' ہاں آسمان سے بڑھتا تھا۔

پھر احمد نے اسے عن یزید بن ہارون' عن سلیمان عن ابی العلاء عن سمرہ روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیالہ لائے جس میں ثرید تھا۔ اور وہ صبح سے لے کر ظہر تک اسے باری باری کھاتے رہے۔ کچھ لوگ اٹھ جاتے اور کچھ بیٹھ جاتے۔ اور آدمی نے ان سے کہا' کیا وہ بڑھتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا' تو تعجب کیوں کرتا ہے؟ وہ آسمان کی طرف سے بڑھتا تھا اور ترمذی اور نسائی نے اسے اسی طرح معتمر بن سلیمان کی حدیث سے ان کے باپ سے عن ابی العلاء عن سمرہ بن جندب روایت کیا ہے' اور ابو العلاء کا نام یزید بن عبداللہ بن الشخیر ہے۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں پیالے کا واقعہ:

اور شاید یہ سمرہ کی حدیث کا مذکورہ واقعہ ہی ہے۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ابو عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے ان سے بیان کیا۔ کہ اصحابِ الصفہ' غریب لوگ تھے۔ اور ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو' وہ تیسرے آدمی کو لے جائے' اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو' وہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو لے جائے۔ یا جیسے بھی آپؐ نے فرمایا' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے آئے' اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کے ساتھ آئے۔

راوی بیان کرتا ہے' وہ میں اور میری ماں اور میرا باپ تھے۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ کیا انہوں نے یہ کہا کہ میری بیوی اور ہمارے یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کا خادم' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھایا' پھر وہاں ٹھہرے رہے' حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھی' پھر واپس آ گئے' اور ٹھہرے رہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھایا آپؐ رات کا کچھ حصہ گذرنے کے بعد آئے تو آپ کی بیوی نے آپ سے کہا' آپ کو اپنے مہمانوں یا مہمان سے کس بات نے روکا تھا؟ انہوں نے کہا' کیا تو نے انہیں شام کا کھانا نہیں کھلایا؟ وہ کہنے لگیں' انہوں نے آپ کی آمد تک کھانا کھانے سے انکار کیا ہے۔ انہوں نے

ان کے سامنے کھانا پیش کیا' تو انہوں نے ان کی بات نہ مانی۔ پس میں جا کر چھپ گئی۔ آپ نے کہا' اے غنثر' اور اسے برا بھلا کہا' اور فرمایا کھاؤ۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے' تمہیں کھانا خوشگوار نہ ہو۔ نیز فرمایا' میں اسے کبھی نہیں کھاؤں گا۔ خدا کی قسم' ہم ایک لقمہ لیتے تھے تو اس کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے' اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو وہ اتنا ہی یا اس سے زیادہ تھا۔ آپ نے اپنی بیوی سے کہا (ایک دوسری روایت میں ہے) اے بنی فراس کی بہن یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا' میری آنکھ کی ٹھنڈک' یہ پہلے سے تین گنا زیادہ ہے' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کھایا اور فرمایا' شیطان اس کے دائیں طرف تھا۔ پھر آپ نے اس سے ایک لقمہ اٹھایا' پھر اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے' اور میں نے آپ کے پاس صبح کی۔ اور ہمارے اور لوگوں کے درمیان ایک عہد تھا' پس مدت گذر گئی تو ہم نے بارہ آدمیوں کو چودھری بنایا' اور ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ کچھ آدمی تھے' اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے' مگر آپ نے ان کے ساتھ بھیجا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ سب نے اس سے کھایا' یا جیسا کہ وہ اور دوسرے بیان کرتے ہیں کہ ہم متفرق ہو گئے۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں' اور انہوں نے اسے اپنی صحیح کے دوسرے مقامات پر بھی روایت کیا ہے' اور مسلم نے کسی اور طریق سے عن ابی عثمان عبدالرحمٰن بن مل النہدی عن عبدالرحمٰن بن ابی بکر روایت کیا ہے۔

اس مفہوم میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حازم نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر بن سلیمان نے اپنے باپ سے عن ابی عثمان عن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایک سوتیس آدمی تھے' تو آپؐ نے فرمایا' کیا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کے پاس ایک صاع' یا اس کے قریب کھانا ہے اسے گوندھا گیا۔ پھر ایک پراگندہ مو دراز قد مشرک اپنی بکریوں کو ہانکتے آیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' فروخت کرو گے یا عطیۃً دو گے۔ یا فرمایا: ہدیۃً دو گے؟ اس نے کہا' نہیں بلکہ فروخت کروں گا۔ تو آپؐ نے اس سے ایک بکری خرید کر پکائی' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے اندرونی حصے کو بھوننے کا حکم دیا' اور خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوتیس آدمیوں میں سے ہر ایک کو اس کے پیٹ کے اندرونے سے ٹکڑا دیا۔ اور اگر کوئی موجود تھا تو آپؐ نے اسے دیا' اور کوئی غائب تھا تو آپؐ نے اس کے لیے چھپا رکھا۔

راوی بیان کرتا ہے' آپؐ نے اس سے دو پیالے بنائے' اور ہم سب نے ان دونوں پیالوں سے کھایا اور سیر ہو گئے' اور دونوں پیالوں میں کھانا بچ بھی رہا تو ہم نے اسے اونٹ پر رکھ دیا۔

اور بخاری اور مسلم نے اسے معتمر بن سلیمان کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

سفر میں کھانا بڑھ جانے کی ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ فزارہ بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح نے عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں

بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں جنگ کرنے گئے تو اس میں مسلمانوں کا کھانا ختم ہو گیا' اور انہیں کھانے کی ضرورت پڑی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کے ذبح کرنے کی اجازت لی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا' تو انہوں نے آ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ ان کے اونٹ انہیں اٹھاتے ہیں اور ان کے دشمن تک انہیں پہنچاتے ہیں اور یہ انہیں ذبح کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ باقیماندہ زاد کو منگوایئے' اور دعا کیجیے کہ وہ اس میں برکت ڈالے' آپ نے فرمایا' بہت اچھا' پس آپ نے باقیماندہ زاد منگوائے اور لوگوں کے پاس جو کچھ زاد تھا ہوا تھا' وہ اسے لے آئے' آپ نے اسے اکٹھا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اس میں برکت ڈالنے کی دعا کی۔ اور آپ نے انہیں فرمایا کہ وہ اپنے برتنوں کو لے آئیں' اور آپ نے انہیں بھر دیا' اور بہت سا کھانا بچ بھی رہا۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں' اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اور جو شخص ان دونوں کے ساتھ بغیر شکایت کیے اللہ سے ملاقات کرے گا' وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور اسی طرح اسے جعفر الفریابی نے عن ابی مصعب الزہری عن عبدالعزیز بن ابی حازم عن ابیہ سہیل روایت کیا ہے۔ اور مسلم' نسائی نے اسے عن ابی بکر بن ابی النضر عن ابیہ عن عبداللہ اشجعی عن مالک بن مغول عن طلحہ بن مصرف عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔ اور حافظ ابو یعلی موصلی بیان کرتے ہیں کہ زبیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ نے عن اعمش عن ابی صالح سعید یا عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اعمش کو شک ہوا ہے۔ ہم سے بیان کیا کہ جب غزوۂ تبوک ہوا تو لوگوں کو بھوک نے ستایا' تو انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں اجازت دیتے تو ہم اپنے اونٹوں کو ذبح کرتے اور کھاتے' اور تیل لگاتے' آپ نے فرمایا' جاؤ' جا کر ذبح کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ اگر انہوں نے اونٹوں کو ذبح کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی' آپ ان کے باقیماندہ توشوں کو منگوالیں' پھر ان کے لیے توشوں میں برکت پڑنے کی دعا کریں۔ شاید اللہ اس میں برکت ڈال دے۔

پس رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کا فرش بچھانے کا حکم دیا' اسے بچھایا گیا' تو آپ نے ان کے باقیماندہ توشوں کو منگوایا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آدمی مٹھی بھر کھجوریں لاتا اور دوسرا ٹکڑے لاتا' یہاں تک کہ چمڑے کے فرش پر تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں۔ تو آپ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی' اور فرمایا کہ اپنے برتنوں میں ڈال لو' تو انہوں نے اپنے برتنوں میں ڈال لیا۔ حتیٰ کہ فوج کے سب برتن بھر گئے' اور انہوں نے کھانا کھایا' اور سیر ہو گئے۔ اور کھانا بچ بھی رہا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور میں اللہ کا رسول ہوں جو شخص اس کلمہ کے ساتھ بغیر شکایت کیے اللہ سے ملاقات کرے گا' آگ اس سے محتجب ہوگی۔

اور اسی طرح مسلم نے اسے سہل ابن عثمان' اور ابی کریب سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے عن ابی معاویہ عن اعمش عن ابی صالح عن ابی سعید وابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے اور اسی طرح بیان کیا ہے۔

اس واقعہ کے بارے میں ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا' کہ عبداللہ بن المبارک نے ہم سے بیان کیا' کہ اوزاعی نے

ہمیں بتایا کہ المطلب بن حنطب المخزومی نے ہمیں خبر دی کہ عبدالرحمن بن ابی عمرۃ انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' کہ لوگوں کو بھوک نے ستایا۔ اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی کچھ سواریوں کے ذبح کرنے کی اجازت مانگی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پہنچا دے گا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا' کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کچھ سواریوں کے ذبح کرنے کی اجازت دینے کا ارادہ کر لیا ہے' تو عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! کل ہم کیسے دشمن سے بھوکے اور پیادہ ہو کر جنگ کریں گے؟ یارسول اللہ ﷺ! اگر آپؐ مناسب سمجھیں' تو باقیماندہ توشوں کے لیے دعا کیجیے' اور ان کو جمع کر کے پھر ان میں اللہ سے برکت ڈالنے کی دعا کیجیے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا سے ہمیں پہنچا دے گا' یا آپ کی دعا سے ہمیں برکت دے گا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے ان کے باقیماندہ توشے منگوائے' اور لوگ کھانے کا ایک دانہ اور اس سے زیادہ لانے لگے۔ اور ان میں سب سے بڑا آدمی وہ تھا جو کھجور کا ایک صاع لایا' سو رسول اللہ ﷺ نے انہیں جمع کیا' پھر کھڑے ہو کر مشیت الٰہی کے مطابق دعا کی۔ پھر فوج کو اپنے برتن لانے کو کہا' اور انہیں حکم دیا کہ وہ مٹھیاں بھر لیں' اور فوج کے تمام برتن بھر گئے' اور اتنا ہی توشہ بچ بھی رہا تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے' حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں نمایاں ہو گئیں' اور فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور میں اس کا رسول ہوں' اور جو بندہ ان دونوں پر ایمان لاتے ہوئے اللہ سے ملاقات کرے گا' قیامت کے روز آگ اس سے حجاب میں ہوگی' اور نسائی نے اسے عبداللہ بن المبارک کی حدیث سے اپنے اسناد کے ساتھ پہلے کی طرح بیان کیا ہے۔

اس واقعہ کے بارے میں ایک اور حدیث:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ احمد بن المعلی الادمی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن رجاء نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر نے میرا خیال ہے' یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ابراہیم بن عبدالرحمان بن ابی ربیعہ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے ابوخنیس غفاری سے سنا کہ وہ غزوہ تہامہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور جب ہم عسفان مقام پر تھے تو آپؐ کے اصحاب نے آپؐ کے پاس آ کر کہا' یارسول اللہ ﷺ بھوک نے ہمیں ستایا ہے' آپؐ اجازت دیں کہ ہم اپنی سواریوں کو کھائیں' آپؐ نے فرمایا' بہت اچھا' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا' تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' اور کہنے لگے' اے اللہ کے نبی' آپؐ نے کیا کیا ہے؟ آپؐ نے لوگوں کو سواریوں کے ذبح کرنے کا حکم دے دیا ہے' وہ کس چیز پر سوار ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا' اے ابن خطابؓ! تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میری رائے یہ ہے کہ آپؐ ان کو حکم دیں کہ وہ اپنے باقیماندہ توشوں کو لے آئیں' اور آپ انہیں ایک کپڑے میں جمع کر لیں' پھر ان کے لیے دعا کریں' پس آپؐ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے اپنے باقیماندہ توشوں کو ایک کپڑے میں جمع کر لیا' پھر آپؐ نے ان کے لیے دعا کی' پھر فرمایا: اپنے برتن لے آؤ' پس ہر آدمی نے اپنا برتن بھر لیا' پھر آپؐ نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ اور جب آپ آگے گئے تو بارش ہو گئی اور آپ اتر پڑے' اور وہ بھی آپؐ کے ساتھ اتر پڑے اور انہوں نے بارش کا پانی پیا' پس تین آدمی آئے' جن میں دو تو رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے' اور تیسرا منہ پھیر کر چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمہیں ان تین

آدمیوں کے متعلق بتاؤں ان میں سے ایک نے تو اللہ سے شرم محسوس کی' اور اللہ نے بھی اس سے شرم محسوس کی' اور دوسرا تائب ہو کر آیا تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور تیسرے نے منہ پھیر لیا تو اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ ابوخنیس نے اسی حدیث کو اس اسناد سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے اسے حسین بن بشران سے بحوالہ ابوبکر شافعی روایت کیا ہے کہ اسحاق بن حسن خرزی نے ہم سے بیان کیا کہ ابورجاء نے ہمیں بتایا کہ سعید بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عمرو بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے بحوالہ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مجھ سے بیان کیا کہ اس نے ابوخنیس غفاری سے سنا' اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

اس واقعہ کے بارے میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

حافظ ابو یعلی بیان کرتے ہیں کہ ابن ہشام محمد بن یزید رفاعی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی زیاد نے عن عاصم بن عبیداللہ بن عاصم عن ابیہ عن جدہ عمر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن سیر ہو کر آیا ہے' اور ہم بھوکے ہیں' انصار نے کہا' کیا ہم اپنے اونٹوں کو ذبح کر کے لوگوں کو نہ کھلا دیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس کے پاس بچا کھچا کھانا ہو' وہ اسے لے آئے اور لوگ مد اور صاع لانے لگے' اور کم وبیش بھی لانے لگے۔ اور فوج کا سارا کھانا بیس پچیس صاع تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ایک جانب بیٹھ گئے اور برکت کی دعا کرنے لگے' اور آپ نے فرمایا' لے لو' اور لوٹ نہ ڈالو۔ پس لوگ اپنے تھیلوں اور بوروں میں ڈالنے لگے' اور وہ اپنے برتنوں میں ڈالنے لگے' حتیٰ کہ آدمی اپنی قمیص کی آستین کو باندھ کر اسے بھر لیتا۔ پس وہ فارغ ہو گئے۔ اور کھانا اسی طرح موجود تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں' اور جو بندہ اسے سچے دل سے پڑھ کر اللہ کے پاس آئے گا' اللہ اسے آگ کی تپش سے محفوظ رکھے گا۔ اور ابو یعلی نے اسے اسی طرح عن اسحاق بن اسماعیل طالقانی عن جریر عن یزید بن ابی زیاد روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے' اور ماقبل کی حدیث اس کی صحت کی شاہد ہے' اور یہ پہلی حدیث کی متابع ہے۔ (واللہ اعلم)

اس بارے میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

حافظ ابو یعلی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا ہے کہ یعقوب بن اسحاق حضرمی قاری نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ بن عمار نے ایاس بن سلمہ سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے ہمیں اپنے توشے یعنی کھجوریں جمع کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے چمڑے کا ایک فرش بچھایا' اور ہم نے اس پر اپنے توشے بکھیر دیئے۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو میں نے بکریوں کے ڈھیر کی مانند اس کا اندازہ لگایا' اور ہم ایک سو چودہ آدمی تھے۔

راوی بیان کرتا ہے' ہم نے کھانا کھایا' پھر میں نے نظر اٹھا کر دیکھا' تو میں نے بکریوں کے ڈھیر کی مانند اس کا اندازہ لگایا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا کچھ پانی ہے؟

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آدمی اپنی چھاگل میں ایک قطرہ پانی لایا' آپ نے اسے لے کر پیالے میں ڈال لیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم سب نے وضو کیا اور ہم ایک سو چودہ آدمی تھے۔ راوی بیان کرتا ہے لوگوں نے آ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ! کیا پانی نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا' پانی بہایا جا چکا ہے۔

اور مسلم نے اسے عن احمد بن یوسف سلمی عن النضر بن محمد عن عکرمہ بن عمار عن ایاس عن ابیہ سلمہ روایت کیا ہے' اور یہ بیان کیا ہے کہ ہم نے کھانا کھایا' اور سیر ہو گئے' پھر ہم نے اپنے تھیلے بھر لیے' اور ابن اسحاق نے خندق کھودنے کے بارے میں جو کچھ کہا ہے' وہ پہلے بیان ہو چکا ہے وہ کہتے ہیں کہ سعید بن میناء نے مجھ سے بیان کیا کہ بشیر بن سعد کی بیٹی' اور نعمان بن بشیر کی بہن بیان کرتی ہیں کہ میری ماں عمرۃ بنت رواحہ نے مجھے بلایا' اور میرے کپڑے میں کھجوروں کا ایک پیالہ مجھے دیا پھر کہنے لگیں' اے بیٹی! اپنے باپ اور ماموں کے پاس صبح کا کھانا لے جا' میں اسے لے کر چلی گئی' اور رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اپنے باپ اور ماموں کو ڈھونڈتی ہوئی گذری' تو آپ نے فرمایا' اے بیٹی! آؤ' یہ تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ یہ کھجوریں ہیں جو میری ماں نے مجھے دے کر میرے باپ بشر بن سعد اور میرے ماموں عبداللہ بن رواحہ کے پاس بھیجا ہے کہ وہ اس سے صبح کا کھانا کھالیں' آپ نے فرمایا' انہیں لاؤ' وہ بیان کرتی ہیں میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں میں ڈال دیا' اور انہوں نے ان ہتھیلیوں کو نہ بھرا' پھر آپ کے حکم سے کپڑا بچھایا گیا۔ پھر آپ نے کھجوریں منگوائیں اور کپڑے کے اوپر ڈال دیں' پھر ایک آدمی سے' جو آپ کے پاس ہی تھا' فرمایا' اہل خندق میں اعلان کر دو کہ وہ صبح کا کھانا کھانے کے لیے میرے پاس آ جائیں' پس اہل خندق آپ کے پاس جمع ہو گئے' اور اس سے کھانے لگے' اور وہ کھانا بڑھنے لگا' یہاں تک کہ اہل خندق آپ کے ہاں سے واپس چلے گئے۔ اور وہ کھجوریں کپڑوں کے کناروں سے نیچے گر رہی تھیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ کا قرض اور حضور علیہ السلام کے کھجوروں کو بڑھانے کا واقعہ:

امام بخاری دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے عامر نے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' کہ ان کے باپ فوت ہو گئے تو وہ مقروض تھے میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ میرے باپ نے قرض چھوڑا ہے اور میرے پاس صرف وہی کچھ ہے جو ان کا کھجور کا درخت پیدا کرتا ہے۔ اور اس سے ان کا قرض ادا نہیں ہو سکتا۔ میرے ساتھ چلیے تا کہ قرضدار مجھ سے بدکلامی نہ کریں' پس آپ نے کچھ کھجوروں کے کھلیان کے اردگرد چکر لگایا' اور دعا کی۔ پھر دوسرے کھلیان کے اردگرد چکر لگایا۔ پھر اس پر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا' اسے دے دو' اور آپ نے ان کے قرض کو پورا کر دیا' اور جتنا آپ نے انہیں دیا تھا' اتنا باقی بھی بچ رہا۔

یہاں انہوں نے اسے اسی طرح مختصر روایت کیا ہے' اور اسے کئی طرق سے حضرت جابر سے بہت سے الفاظ سے مروی ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاء و برکت سے' نیز آپ کے باغ کے اردگرد چکر لگانے اور کھجوروں پر بیٹھنے سے اللہ نے ان کے باپ کا قرض پورا کر دیا۔ اور ان کے والد اُحد میں قتل ہو گئے تھے' اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس سال اور نہ اس کے بعد اس کی ادائیگی کی امید رکھتے تھے۔ اس کے باوجود ان کی امید سے زیادہ کھجوریں ان کے لیے بچ گئیں۔ (وللہ الحمد والمنۃ)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ ابن اسحاق ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی حبیب نے جو عبدالقیس کا ایک آدمی ہے بحوالہ سلمانؓ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' جب میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سونے کے ٹکڑے کو اس قرض سے کیا نسبت ہے؟ جو میرے ذمہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کر اپنی زبان پر الٹا پلٹا پھر فرمایا' اسے لے لو' اور اس سے ان کا قرضہ پورا کر دو۔ میں نے اسے لے لیا تو میں نے اس سے ان کا حق چالیس اوقیے پورا کر دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے توشہ دان اور کھجوروں کا واقعہ:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس نے ہم سے بیان کیا' کہ حماد بن زید نے عن المہاجر عن ابی العالیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لایا' اور عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ان میں برکت ڈال دے۔

راوی بیان کرتا ہے' آپؐ نے اپنے سامنے ان کی قطار بنائی' پھر دعا کی' اور مجھے فرمایا' انہیں توشہ دان میں ڈالو' اور اپنا ہاتھ اندر داخل کرو' اور ان کو بکھیرو نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سے اتنے اتنے وسق راہِ خدا میں دیئے اور ہم کھاتے اور کھلاتے رہے' اور وہ توشہ دان میرے تہہ بند سے الگ نہیں ہوتا تھا۔ پس جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ میرے تہہ بند سے الگ ہو کر گر پڑا۔

ترمذی نے اسے عن عمران بن موسیٰ القزاز البصری عن حماد بن زید عن المہاجر عن ابی مخلد عن رفیع ابی العالیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس طریق سے اسے حسن غریب کہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں۔ کہ ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر الحفار نے ہمیں بتایا کہ حسین بن یحییٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما القطان نے ہمیں خبر دی کہ حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ سہل بن زیاد نے ہم سے بیان کیا۔ کہ ایوب سختیانی نے محمد بن سیرین سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جنگ میں کھانے کی احتیاج ہوئی تو آپؐ نے فرمایا' اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا' میرے توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں' آپؐ نے فرمایا انہیں لاؤ۔

راوی بیان کرتا ہے' میں توشہ دان لایا تو آپؐ نے فرمایا' چمڑے کا فرش لاؤ' میں نے چمڑے کا فرش لا کر اسے بچھا دیا' تو آپؐ نے اپنا ہاتھ داخل کر کے کھجوروں کو پکڑا تو وہ اکیس کھجوریں تھیں' آپ سب کھجوروں کو جوڑنے اور نام لینے لگے' حتیٰ کہ آپؐ نے کھجوروں کے پاس آ کر کہا کہ انہیں اس طرح اکٹھا کر دو' اور فرمایا کہ فلاں آدمی اور اس کے اصحاب کو بلاؤ' پس انہوں نے کھجوریں کھائیں اور سیر ہو گئے' اور چلتے بنے' پھر فرمایا' فلاں آدمی اور اس کے اصحاب کو بلاؤ' وہ بھی کھا کر اور سیر ہو کر باہر چلے گئے' اور کھجوریں بچ بھی گئیں۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا' بیٹھ جاؤ' میں نے بیٹھ کر کھجوریں کھائیں اور آپؐ نے بھی کھائیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ بقیہ کھجوروں کو میں نے توشہ دان میں ڈال دیا۔ اور آپؐ نے مجھے فرمایا' اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب تو کسی کا ارادہ کرے تو اپنا ہاتھ داخل کرنا اور انہیں پکڑنا اور بے نیاز نہ ہونا ورنہ تجھ سے بے نیازی ہو جائے گی' راوی بیان کرتا ہے جب بھی مجھے کھجوروں کی ضرورت پڑتی' میں اپنا ہاتھ داخل کرتا۔ اور میں نے اس سے فی سبیل اللہ پچاس وسق کھجوریں لیں۔ راوی بیان کرتا ہے وہ توشہ دان میرے بچاوے کے پیچھے لٹکا رہتا تھا' اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں وہ گر کر ضائع ہو گیا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

بیہقی نے دو طریقوں سے عن سہل بن اسلم العدوی عن یزید بن ابی منصور عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت لی ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اسلام میں تین ایسی مصیبتیں پہنچی ہیں جن کی مثل مجھے مصیبت نہیں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی مصیبت' اور میں آپ کا ساتھی تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی مصیبت' اور توشہ دان کی مصیبت' لوگوں نے پوچھا' اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ توشہ دان کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپؐ نے فرمایا' اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا' توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں' آپؐ نے فرمایا' اسے لاؤ' میں کھجوریں نکال کر اسے آپؐ کے پاس لایا' تو آپؐ نے اسے چھوا' اور اس کے متعلق دعا کی' پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ' میں نے دس آدمیوں کو بلایا' تو وہ کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر اسی طرح میں بلاتا رہا اور وہ کھاتے رہے' حتیٰ کہ سب فوج نے کھجوریں کھالیں' اور توشہ دان میں میرے پاس کھجوریں باقی تھیں' آپؐ نے فرمایا' اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' جب تو اس سے لینا چاہے تو اپنا ہاتھ اس میں داخل کرنا' اور اس سے بے نیاز نہ ہونا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی کھجوریں کھائیں۔ اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو جو کچھ میرے پاس تھا' لوٹ لیا گیا' اور توشہ دان بھی لوٹ لیا گیا' کیا میں تمہیں بتاؤں کہ میں نے اس سے کتنی کھجوریں کھائیں؟ میں نے اس سے دو سو سے زائد وسق[1] کھجوریں کھائیں۔

ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل ابن مسلم نے ابو المتوکل سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھجوریں دیں' اور میں نے انہیں ٹوکری میں ڈال کر گھر کی چھت سے لٹکا دیا اور ہم مسلسل اس سے کھاتے رہے' حتیٰ کہ اہل شام کی آخری مصیبت آئی' جب انہوں نے مدینہ پر غارت گری کی۔

---

[1] ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے' اور صاع تقریباً تین سیر کا ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ اکیس کھجوریں حضور پرنور کی دعا سے ۳۲ ٹن چار من بن گئیں۔ اللہ اللہ جنہوں نے یہ معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں' ان کے ایمان و یقین کی کیفیت کا اندازہ کون کرسکتا ہے' سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم۔ (مترجم)

اس بارے میں عرباض بن ساریہ کی حدیث جسے حافظ ابن عساکر نے ان کے سوانح میں محمد بن عمر واقدی کے طریق سے روایت کیا ہے

ابن ابی سبرہ نے' موسیٰ بن سعد سے بحوالہ عرباض مجھ سے بیان کیا کہ میں سفر وحضر میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر رہتا تھا' ہم نے تبوک میں ایک شب دیکھا' یا ہم کسی کام کے لیے گئے' اور رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے تو آپؐ اور آپؐ کے اصحاب شام کا کھانا کھا چکے تھے' آپؐ نے فرمایا' آج رات تم کہاں تھے؟ میں نے آپ کو بتایا' اور جعال بن سراقہ اور عبداللہ بن معقل مزنی بھی آ گئے' اور ہم تینوں ہی بھوکے تھے' رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے' اور ہمارے کھانے کے لیے کچھ طلب ہے؟ تو وہ تھیلے کو ٹٹولنے لگے' پس سات کھجوریں اکٹھی ہو گئیں' تو آپؐ نے ان کو ایک بڑے پیالے میں رکھا' اور ان پر اپنا ہاتھ رکھ کر اللہ کا نام لیا' اور فرمایا' بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ' پس ہم نے کھایا اور میں نے گنا تو وہ چون کھجوریں تھیں۔ اور جن کھجوروں کو میں نے گنا' ان کی گٹھلیاں میرے ہاتھ میں تھیں اور میرے دونوں ساتھی بھی وہی کام کر رہے تھے' جو میں کر رہا تھا۔ اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے پچاس کھجوریں کھائیں' اور ہم نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے' تو دیکھا کہ وہ سات کھجوریں اسی طرح پڑی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' اے بلال رضی اللہ عنہ انہیں اپنے تھیلے میں ڈال لو' جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے ان کو بڑے پیالے میں رکھا' اور فرمایا' بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ' پس ہم کھا کر سیر ہو گئے اور ہم دس آدمی تھے' پھر ہم نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے تو وہ اسی طرح سات کی سات تھیں۔ آپؐ نے فرمایا' اگر میں اپنے رب سے حیا محسوس نہ کرتا تو میں ان کھجوروں سے کھاتا' یہاں تک کہ ہم آخری آدمی تک مدینہ پہنچ جاتے اور جب آپؐ مدینہ واپس آئے تو اہل مدینہ کا ایک نوجوان آیا' تو آپؐ نے یہ کھجوریں اس نوجوان کو دے دیں اور وہ انہیں چباتا ہوا چلا گیا۔

ایک اور حدیث:

بخاری اور مسلم نے ابی اسامہ کی حدیث سے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہؓ بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو میرے گھر میں کسی آدمی کے کھانے کے لیے نصف صاع جو کے سوا کچھ نہ تھا جو میرے ایک کپڑے میں بندھے ہوئے تھے۔ پس میں اس سے کھاتی رہی' حتیٰ کہ وہ مجھ پر غالب آ گئے (یعنی میں اکتا گئی) اور میں نے ان کو ناپا تو وہ ختم ہو گئے۔

ایک اور حدیث:

مسلم نے اپنی صحیح میں عن سلمہ بنت شبیب عن الحسن بن اعین عن معقل ابن الزبیر عن جابر روایت کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا طلب کرتا ہوا آیا تو آپ نے اس کو نصف وسق جو دیئے۔ پس وہ شخص اور اس کی بیوی اور ان دونوں کا مہمان ہمیشہ اس سے کھاتے رہے' یہاں تک کہ اس نے اسے ماپ لیا۔ پھر وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آیا' تو آپ نے فرمایا' اگر تو اس کو نہ ماپتا تو تم اس سے کھاتے اور وہ تمہارے لیے قائم رہتا' اور اس اسناد کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ام مالک‘ رسول اللہ ﷺ کو اپنے ڈبے میں گھی بھیجا کرتی تھی‘ اور اس کے بیٹے آ کر اس سے سالن کے متعلق پوچھتے تو اس کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ اس ڈبے کا قصد کرتی‘ جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ بھیجا کرتی تھی‘ تو اس میں وہ گھی پاتی‘ اور وہ ہمیشہ اس سے اپنے گھر کا سالن تیار کرتی رہی‘ حتیٰ کہ اس نے اسے نچوڑا‘ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا‘ تو نے اسے نچوڑ لیا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں‘ آپ نے فرمایا‘ اگر تو اسے چھوڑ دیتی تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔

اور ان دونوں کو امام احمد نے عن موسیٰ عن ابن لہیعہ عن ابی الزبیر عن جابر روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوجعفر بغدادی نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن عثمان بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ حسان بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ابن اسحاق نے عن سعید بن الحرث بن عکرمہ عن جدہ نوفل بن الحرث بن عبدالمطلب ہم سے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے نکاح کرنے کے متعلق مدد مانگی‘ تو آپؐ نے ایک عورت سے اس کا نکاح کر دیا۔ آپؐ نے اس سے کوئی چیز طلب کی تو اسے نہ ملی‘ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابورافع اور حضرت ابوایوب کو اپنی زرہ دے کر بھیجا‘ اور انہوں نے اسے تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن رکھا‘ اور رسول اللہ ﷺ نے وہ جو اسے دید یئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نصف سال تک جو کھاتے رہے‘ پھر ہم نے انہیں ماپا‘ تو وہ اتنے ہی تھے‘ جتنے ہم نے رکھے تھے‘ نوفل بیان کرتے ہیں‘ میں نے اس بات کا ذکر‘ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا‘ اگر تو اسے نہ ماپتا تو زندگی بھر اس سے کھاتا رہتا۔

ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ہمیں بتایا کہ ابوسعید بن الاعرابی نے ہمیں خبر دی کہ عباس بن محمد الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عبداللہ بن یونس نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر بن عیاش نے عن ہشام بن حسان عن ابن سیرین عن ابی ہریرہؓ ہمیں بتایا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو اس نے اپنی ضرورت کو محسوس کیا‘ اور جنگل کی طرف چلا گیا‘ اور اس کی بیوی نے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں رزق دے‘ جسے ہم گوندھیں اور روٹیاں پکائیں۔

راوی بیان کرتا ہے‘ کیا دیکھتی ہے کہ خمیر کا ایک بھرا ہوا پیالہ ہے اور چکی پیس رہی ہے‘ اور تنور‘ روٹیوں‘ بھنے ہوئے گوشت سے بھرپور ہے۔ راوی بیان کرتا ہے‘ خاوند نے آ کر پوچھا‘ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے‘ اس نے کہا‘ ہاں‘ اللہ نے رزق دیا ہے۔ اس نے چکی کو اٹھایا اور اس کے اردگرد کو پونچھا‘ اور اس بات کا ذکر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس کیا تو آپ نے فرمایا‘ اگر وہ اسے چھوڑ دیتی تو وہ قیامت کے دن تک چلتی رہتی۔

اور علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصغار نے ہمیں خبر دی کہ ابواسماعیل ترمذی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوصالح عبداللہ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ لیث بن سعد نے‘ سعید بن ابی سعید المقبری سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم

سے بیان کیا کہ انصار کا ایک آدمی ضرورتمند تھا' وہ باہر چلا گیا' اور اس کی بیوی کے پاس کوئی چیز نہ تھی' اس کی بیوی نے کہا' اگر ہماری چکی چلی اور میں نے تنور میں کھجور کی شاخیں ڈالیں' اور میرے پڑوسیوں نے چکی کی آواز سنی اور دھواں دیکھا تو وہ خیال کریں گے کہ ہمارے پاس کھانا ہے' اور ہمیں احتیاج نہیں ہے؟ پس اس نے تنور کے پاس جا کر اسے جلا دیا' اور بیٹھ کر چکی چلانے لگی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کا خاوند آیا' اور اس نے چکی کی آواز سنی' تو وہ اس کے لیے دروازہ کھولنے کے لیے گئی تو اس نے پوچھا' تم کیا پیس رہی ہو؟ اس نے اسے بتایا' اور وہ دونوں اندر آئے تو ان کی چکی چل رہی تھی اور آٹا گرا رہی تھی۔ پس گھر کے تمام برتن بھر گئے' پھر وہ اپنے تنور کی طرف گئی تو وہ روٹیوں سے بھرا ہوا تھا' اس کے خاوند نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی' آپؐ نے فرمایا' تو نے چکی سے کیا کیا؟ اس نے کہا' میں نے اسے اٹھا کر جھاڑا' تو آپؐ نے فرمایا' اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو جب تک میری زندگی رہتی' یا آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری زندگی رہتی' وہ چلتی رہتی۔ یہ حدیث سنداً ور متن کے لحاظ سے غریب ہے۔

ایک اور حدیث:

اور مالک نے عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کافر مہمان ہوا' تو آپؐ نے اس کے لیے بکری دوہنے کا حکم دیا' تو وہ اس کا دودھ پی گیا۔ پھر دوسری بکری دوہی گئی تو وہ اس کا بھی دودھ پی گیا۔ پھر تیسری بکری دوہی گئی' تو وہ اس کا بھی دودھ پی گیا' یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا' پھر صبح کو وہ مسلمان ہو گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' تو آپ نے اس کے لیے بکری دوہنے کا حکم دیا تو وہ اس کا دودھ پی گیا۔ پھر آپؐ نے اس کے لیے دوسری بکری کے دوہنے کا حکم دیا تو وہ اسے نہ پی سکا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔ اور مسلم نے اسے مالک کے حدیث سے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا' احمد بن عبید الصغار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن الفضل بن حاتم نے مجھ سے بیان کیا کہ حسین بن عبدالاوّل نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ابو صالح سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک بدوؒ آنحضرت ﷺ کا مہمان ہوا۔

راوی بیان کرتا ہے' کہ آپؐ نے اس کے لیے کوئی چیز طلب کی' تو روشندان میں ایک ٹکڑے کے سوا کچھ نہ پایا' رسول اللہ ﷺ نے اس کے کئی ٹکڑے کیے' اور ان پر دعا کی اور فرمایا' کھا' راوی بیان کرتا ہے' اس نے کھایا اور بچا دیا' راوی بیان کرتا ہے' اس بدو نے کہا اے محمد ﷺ آپؐ ایک صالح آدمی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا' مسلمان ہو جا' اس نے کہا' آپؐ ایک صالح آدمی ہیں۔ پھر بیہقی نے اسے سہل بن عثمان کی حدیث سے بحوالہ حفص بن غیاث اپنے اسناد سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابو علی الحسین بن علی الحافظ نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن زیاد البرجمی نے ہم سے بیان کیا' کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے عن مسعر عن زبید عن مرہ عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے

ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا' تو آپؐ نے اپنی ازواج کی طرف کھانے کے لیے پیغام بھیجا' مگر ان میں سے کسی کے پاس کوئی چیز نہ ملی تو آپ نے فرمایا اے اللہ میں تیرے فضل و رحمت کا طلب گار ہوں' اور تو ہی رحمت کا مالک ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کو ایک بھنی ہوئی بکری کا ہدیہ دیا گیا' تو آپؐ نے فرمایا' یہ اللہ کے فضل سے ہے اور ہم رحمت کے منتظر ہیں۔

ابوعلی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث محمد بن عبدان اہوازی نے مجھے حضرت عبیداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بتائی ہے۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں' صحیح بات یہ ہے کہ یہ زبید سے مرسل ہے' محمد بن عبدان نے اسے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن الحرث اہوازی نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے مسعر سے بحوالہ زبید ہمیں بتایا' اور اسے مرسل بیان کیا۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ہمیں بتایا کہ ابوعمر بن حمدان نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن سفیان نے ہمیں بتایا کہ اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بشر بن السرح نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن سلیمان بن ابی السائب نے ہم سے بیان کیا کہ واثلہ بن الخطاب نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادے واثلہ بن الاسقع کے حوالے سے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان شریف آ گیا' اور ہم اصحابِ صفہ میں تھے' پس ہم نے روزے رکھے۔ اور جب ہم افطار کرتے تو ہم میں سے ہر آدمی' اہل بیت کے ایک آدمی کے پاس آ جاتا' اور وہ اسے لے جا کر شام کا کھانا کھلاتا ایک رات ہم پر ایسی آئی' کہ کوئی آدمی ہمارے پاس نہ آیا اور صبح ہو گئی' اور اگلی رات بھی ہمارے پاس کوئی نہ آیا تو ہم نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حال بتایا' تو آپ نے اپنی تمام بیویوں کے پاس پیغام بھیجا' کہ ان کے پاس کوئی چیز ہے؟ تو ہر بیوی نے قسم کھا کر آپ کو اطلاع دی کہ اس کے گھر میں کسی آدمی کے کھانے کے لیے شام سے کوئی چیز نہیں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اکٹھے ہونے کا حکم دیا' اور دعا کی اور فرمایا اے اللہ! میں تیرے فضل و رحمت کا طلب گار ہوں' اور بلاشبہ یہ تیرے ہاتھ میں ہے' اور تیرے سوا اس کا کوئی مالک نہیں۔ جونہی آپؐ نے دعا کی' ایک اجازت طلب کرنے والا' اجازت مانگتا ہوا آیا' کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس ایک بھنی ہوئی بکری اور روٹیاں ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہیں ہمارے آگے رکھا گیا تو ہم کھا کر سیر ہو گئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا' ہم نے اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل اور اس کی رحمت مانگی ہے' یہ اس کا فضل ہے' اور اس نے رحمت کو ہمارے لیے اپنے پاس ذخیرہ کر رکھا ہے۔

حدیثِ دست:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ بنی غفار کے ایک آدمی نے سالم بن عبداللہ کی مجلس میں مجھ سے بیان کیا کہ فلاں آدمی نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا' جو روٹی اور گوشت تھا' آپؐ نے فرمایا' مجھے دست دو' آپ کو دست دیا گیا' یحییٰ بیان کرتے ہیں میں اسے اسی طرح جانتا ہوں۔ پھر فرمایا' مجھے دست دو' تو آپ کو دست دیا گیا۔ اور آپؐ نے اسے کھایا۔ پھر فرمایا' مجھے دست دو تو اس آدمی نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دست تو صرف دو ہی تھے' آپؐ نے فرمایا' تیرے باپ کی قسم' اگر تو خاموش رہتا تو میں ہمیشہ جب بھی آواز دیتا' اس سے دست

وصول کرتا رہتا۔

سالم بیان کرتے ہیں' یہ بات درست نہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے آباء کی قسمیں کھلانے سے منع کیا ہے' اس حدیث کا اسناد اسی طرح واقع ہوا ہے اور وہ ایک مبہم شخص سے ہے جو اپنے جیسے شخص سے ہی بیان کرتا ہے اور اسے دوسرے شخص سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ خلعت بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوجعفر الرازی نے شرحبیل سے بحوالہ ابورافع' جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے' ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں ایک بکری ہدیہ ملی' تو انہوں نے اسے ہنڈیا میں ڈال دیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے' آپ نے فرمایا' ابورافع یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بکری ہے جو ہمیں ہدیۃً ملی ہے' اور میں نے اسے ہنڈیا میں پکایا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا' اے ابورافع مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا پھر آپؐ نے فرمایا' مجھے دوسرا دست دو' میں نے دوسرا دست بھی آپ کو دے دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا مجھے اور دست دو' تو اس نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو دست ہی ہوتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں خاموش نہ ہوتا تو مجھے دست پر دست دیئے جاتا۔ پھر آپؐ نے پانی منگوا کر اپنا منہ دھویا' اور اپنی انگلیوں کے اطراف کو بھی دھویا' پھر اٹھ کر نماز پڑھی' اور پھر ان کے پاس واپس آئے' تو ان کے پاس ٹھنڈا گوشت دیکھا اور کھایا' پھر مسجد جا کر نماز پڑھی اور پانی کو نہ چھوا۔

حضرت ابورافع سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ مؤمل نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن رافع نے اپنی پھوپھی سے بحوالہ ابورافع ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بھنی ہوئی بکری تیار کی' تو آپؐ نے مجھے فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا' تو آپؐ نے پھر فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا۔ پھر فرمایا اے ابورافع' مجھے دست دو' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو دست ہی ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنی دفعہ مانگتا' تم مجھے اتنے دست دیتے۔ راوی بیان کرتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دست کو پسند کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں' یہی وجہ ہے کہ جب یہودیوں کو اس بات کا علم ہوا۔ اللہ کی ان پر لعنت ہو۔ تو انہوں نے خیبر میں اس بکری کے دست میں زہر ملا دیا جسے زینب یہودیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ پس جب آپؐ نے اسے دانتوں سے نوچا تو دست نے آپ کو بتا دیا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے' جیسا کہ قبل ازیں ہم غزوہ خیبر میں اسے مفصل بیان کر چکے ہیں۔

ایک اور طریق:

حافظ ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن ابی رافع کے غلام قائد نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ خندق کے روز' میں ایک ٹوکری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری لایا' تو آپؐ نے فرمایا' اے ابورافع مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا' تو پھر آپؐ نے فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو'

میں نے آپ کو دست دیا' تو پھر آپؐ نے فرمایا' اے ابورافع مجھے دست دو میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ بکری کے دو دست ہی ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' اگر تو ایک ساعت خاموش رہتا تو جو کچھ میں نے تجھ سے مانگا تھا' تو وہ مجھے دیتا۔ اس میں اس طریق سے انقطاع پایا جاتا ہے۔

اور اسی طرح ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابوبکر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ کے غلام قائد نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کی دادی سلمیٰ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے علم کے مطابق خندق کے روز ابورافع کی طرف ایک بکری بھیجی' ابورافع نے اسے بھونا' اور اس کے ساتھ روٹی نہیں تھی' پھر وہ بھنی ہوئی بکری لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے' تو حضور ﷺ اسے خندق سے واپس آتے ہوئے ملے' اور فرمایا' اے ابورافع' جو کچھ تمہارے پاس ہے' اسے نیچے رکھو' اس نے رکھا' تو آپؐ نے فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا تو آپؐ نے پھر فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا' تو آپؐ نے پھر فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ کیا بکری کے دو دستوں کے سوا' کوئی اور بھی دست ہوتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا' اگر تو خاموش رہتا تو میں نے جو کچھ تجھ سے مانگا تھا تو اسے ضرور مجھے دیتا۔ اور اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ضحاک نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عجلان نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک بکری پکائی گئی' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا' تو آپؐ نے فرمایا' مجھے دست دو' اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ بکری کے دو دست ہی ہوتے ہیں' آپؐ نے فرمایا' اگر تو اسے تلاش کرتا تو پالیتا۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے بحوالہ دکین بن سعید خثعمی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چار سو چالیس آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا طلب کرتے ہوئے آئے' تو آپؐ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا' اٹھ کر انہیں کھانا دو' انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس صرف چار ماہ کا کھانا ہے اور بچے بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' اٹھ کر انہیں کھانا دو' انہوں نے عرض کیا' رسول اللہ ﷺ میں سمع و اطاعت کرتا ہوں۔

راوی بیان کرتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے تو ہم بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے' اور وہ ہمیں ایک بالا خانے میں لے گئے' اور اپنے کمرے سے چابی نکالی' اور دروازہ کھولا' دکین بیان کرتے ہیں کیا دیکھتے ہیں کہ بالا خانے میں کھجوریں ہیں جو گائے کے بیٹھے ہوئے بچے کی طرح ہیں' آپؐ نے فرمایا' اب اپنا کام کرو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص نے اپنی ضرورت کے مطابق کھجوریں لے لیں' پھر پلٹ آیا۔ اور میں ان کے آخر میں تھا' گویا ہم نے ان سے کوئی کھجور نہیں لی۔ پھر احمد نے اسے عن محمد و یعلیٰ ابی عبید عن اسماعیل ابن ابی خالد عن قیس ابن ابی حازم عن دکین روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے عن عبدالرحیم بن مطرف الرواسی عن عیسیٰ بن یونس عن اسماعیل روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث

علی بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ حشرج بن نباتہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابونضرہ نے ہم سے بیان کیا' کہ ابو رجاء نے مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے' اور ایک انصاری کے باغ میں چلے گئے۔ اس نے دیکھا' یہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں' آپؐ نے فرمایا' اگر میں تیرے اس باغ کو سیراب کر دوں تو تو مجھے کیا دے گا؟ اس نے کہا' میں اس کو سیراب کرنے کی کوشش کرتا ہوں' مگر میں اسے سیراب کرنے کی سکت نہیں رکھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا' تو میرے لیے سو کھجوریں مقرر کر دے' جنہیں میں تیری کھجوروں سے پسند کر لوں گا۔ اس نے کہا' بہت اچھا' رسول اللہ ﷺ نے ڈول پکڑ لیا اور اسے جلد ہی سیراب کر دیا' حتیٰ کہ اس آدمی نے کہا' آپؐ نے میرے باغ کو غرق کر دیا ہے' پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی کھجوروں سے سو کھجوریں چن لیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ اور آپ کے اصحابؓ انہیں کھا کر سیر ہو گئے' پھر آپؐ نے اسے سو کھجوریں واپس کر دیں' جیسے کہ اس سے لی تھیں۔ یہ حدیث غریب ہے' جسے حافظ ابن عساکر نے دلائل النبوۃ میں اس کی تاریخ کے آغاز سے اپنی سند سے علی بن عبدالعزیز بغوی سے بیان کیا ہے' جیسا کہ ہم نے اسے بیان کیا ہے۔

اور قبل ازیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے تذکرہ میں ان کھجوروں کے درختوں کا واقعہ بیان ہو چکا ہے' جنہیں رسول کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے بویا تھا۔ اور ان میں سے ایک کھجور کا درخت بھی تباہ نہیں ہوا' بلکہ سب نے پھل دیا' اور وہ تین سو کھجور کے درخت تھے۔ اور وہ واقعہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ آپؐ نے اپنی زبان مبارک پر سونا پھیر کر اسے زیادہ کر دیا' جس سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنی کتابت کی قسطیں ادا کیں۔ اور آزاد ہو گئے۔

درختوں کا آنحضرت ﷺ کی فرمانبرداری کرنا:

مسلم کی وہ حدیث' جسے اس نے حاتم بن اسماعیل کی حدیث سے عن ابن حزرۃ' یعقوب بن مجاہد عن عبادۃ بن الولید بن عبادۃ عن جابر بن عبداللہ روایت کیا ہے' پہلے بیان ہو چکی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے اور ایک کشادہ وادی میں اترے اور رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے چلے گئے' میں پانی کی چھاگل لے کر آپؐ کے پیچھے گیا۔ آپؐ نے دیکھا تو آپؐ نے کوئی چیز نہ دیکھی' جس کی آپؐ اوٹ لیں' کیا دیکھتے ہیں کہ وادی کے کنارے پر دو درخت ہیں' آپؐ نے ان میں سے ایک درخت کے پاس جا کر اس کی ایک شاخ پکڑی' اور فرمایا' اللہ کے حکم سے میرا فرمانبردار ہو جا' تو وہ اس نکیل پڑے اونٹ کی طرح آپ کا فرمانبردار ہو گیا' جو اپنے قائد سے نرمی کرتا ہے' پھر آپؐ نے دوسرے درخت کے پاس جا کر اس کی ایک شاخ پکڑی' اور فرمایا' اللہ کے حکم سے میرا فرمانبردار ہو جا' تو وہ بھی اس نکیل پڑے اونٹ کی طرح آپ کا فرمانبردار ہو گیا' جو اپنے قائد سے نرمی کرتا ہے۔ اور جب آپؐ ان کے وسط میں ہوئے تو آپؐ نے ان دونوں کو اکٹھا کر دیا' اور فرمایا' اللہ کے حکم سے دونوں مل جاؤ' تو وہ دونوں ایک دوسرے سے مل گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں اس خدشہ کے باعث باہر نکلا کہ آپؐ میرے قرب کو محسوس کر کے دور چلے جائیں

گئے میں بیٹھ کر اپنے آپؐ سے باتیں کرنے لگا تو پھر ایک چرواہا میرے نزدیک آ گیا لیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سامنے سے آ رہے ہیں اور دونوں درخت الگ الگ ہو گئے ہیں۔ اور ہر ایک اپنے تنے پر کھڑا ہے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے اور اپنے سر سے کہا اس طرح دائیں بائیں ہو جاؤ اور امام مسلم نے ساری حدیث کو پانی کے واقعہ میں اور اس مچھلی کے واقعہ میں جسے سمندر نے پھینک دیا تھا بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ابی سفیان یعنی طلحہ بن نافع سے بحوالہ حضرت انس ؓ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ غمگین بیٹھے تھے اور اہل مکہ کے بعض لوگوں کی مار سے خون سے رنگین تھے کہ جبریل نے آ کر آپؐ سے کہا آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ان لوگوں نے مجھ سے یہ سلوک کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جبریل نے آ کر آپ سے کہا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی نشان دکھاؤں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں' راوی بیان کرتا ہے آپؐ نے وادی کے پیچھے ایک درخت کو دیکھا تو جبریل نے کہا اس درخت کو بلاؤ' آپؐ نے اسے بلایا تو وہ چل کر آیا حتیٰ کہ آپؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا' جبریل نے کہا اسے واپس جانے کا حکم دیجیے آپؐ نے اسے حکم دیا تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ میرے لیے کافی ہے' یہ اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور اسے صرف ابن ماجہ نے ابن ماجہ نے محمد بن طریف سے بحوالہ ابو معاویہ روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

بیہقی نے حماد بن سلمہ کی حدیث سے عن علی بن زید عن ابی رافع عن عمر بن الخطابؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین کی اذیت کی وجہ سے حجون پر غمگین بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا اے اللہ آج مجھے کوئی نشان دکھا' اس کے بعد جو میری تکذیب کرے گا میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا' راوی بیان کرتا ہے آپ کو حکم دیا گیا تو آپ نے مدینہ کی گھاٹی کی جانب سے ایک درخت کو آواز دی تو وہ زمین کو کھودتا آیا حتیٰ کہ آپ کے پاس پہنچ گیا' راوی بیان کرتا ہے' پھر آپ نے اسے حکم دیا تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے فرمایا اس کے بعد میری قوم میں سے جو میری تکذیب کرے گا میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا' پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم اور ابو سعید بن عمرو نے ہم کو بتایا کہ اصم نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عبدالجبار نے' عن یونس بن بکیر عن مبارک ابن فضالہ عن الحسن ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے ایک پہاڑی راستے کی طرف گئے اور آپ اپنی قوم کی تکذیب کی وجہ سے غمگین تھے آپ نے فرمایا اے میرے رب مجھے وہ نشان دکھا جس سے مجھے سکون حاصل ہو اور میرا غم دور ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ آپ اس درخت کی جس شاخ کو بلانا چاہتے ہو اپنی طرف بلائیے' راوی بیان کرتا ہے آپ نے ایک شاخ کو بلایا تو وہ اپنی جگہ سے اکھڑ گئی پھر وہ زمین کھودتی ہوئی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئی رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اپنی جگہ پر واپس چلی جا تو وہ واپس چلی گئی' اس سے رسول اللہ ﷺ کا دل خوش ہو گیا اور آپ نے اللہ کی حمد کی' اور مشرکین نے کہا تھا اے محمد (ﷺ) آپ نے اپنے آباؤ اجداد کو چھوڑ دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اے

جاہلو' کیا تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو۔ بیہقی بیان کرتے ہیں یہ حدیث مرسل ہے اور اس سے پہلی حدیث اس کی شاہد ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ابوظبیان' حصین بن جندب سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بنی عامر کا ایک آدمی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہ مہر دکھایئے جو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ہے' بلاشبہ میں بڑا طبیب ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا کیا میں تجھے کوئی نشان نہ دکھاؤں؟ اس نے کہا بے شک دکھایئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے کھجور کے ایک درخت کی طرف دیکھا اور کہا اس کھجور کے درخت کو بلاؤ آپ نے اسے بلایا تو وہ چھلانگیں مارتا ہوا آپ کے سامنے آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا واپس چلے جاؤ تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' تو عامری کہنے لگا اے آل بنی عامر' میں نے آج تک اس سے بڑا جادوگر آدمی نہیں دیکھا' امام احمد نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسے محمد بن ابی عبیدہ کے طریق سے عن اعمش عن ابی ظبیان عن ابن عباسؓ قوت دی ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنی عامر کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے پاس طب اور علم ہے آپ کو کیا بیماری ہے؟ آپ جس کی طرف دعوت دیتے ہیں کیا آپ کو اس کے متعلق کوئی چیز شک میں ڈالتی ہے؟ آپ نے فرمایا میں اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں' اس نے کہا' آپ جو بات کہتے ہیں کیا اس کا کوئی نشان بھی آپ کے پاس ہے آپ نے فرمایا ہاں' اگر تو چاہے تو میں تجھے نشان دکھائے دیتا ہوں اور آپ کے سامنے ایک درخت تھا آپ نے اس کی ایک شاخ سے کہا اے شاخ آ' تو شاخ درخت سے منقطع ہو گئی پھر چھلانگیں مارتی ہوئی آئی اور آپ کے سامنے کھڑی ہو گئی آپ نے فرمایا' اپنی جگہ پر واپس چلی جا تو وہ واپس چلی گئی تو عامری نے کہا اے آل عامر بن صعصعہ تم جو بات بھی کہو گے میں تمہیں کبھی اس پر ملامت نہیں کروں گا' اس بات کا مقتضاء یہ ہے کہ اس کا معاملہ ٹھیک ہے اور اس نے کسی طریق سے جواب نہیں دیا۔

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبداللہ الصفار نے ہمیں خبر دی کہ ابن ابی قماش نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عائشہ نے' عن عبدالواحد بن زیاد عن اعمش عن سالم بن ابی الجعد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ اپنے اصحاب کو کیا کہتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد کھجوروں کے درخت اور دیگر درخت تھے' راوی بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا میں آپ کو کوئی نشان دکھاؤں' اس نے جواب دیا' ہاں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے ان میں سے ایک کھجور کے درخت کو بلایا تو وہ زمین کھودتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور زمین کھودنے لگا اور سجدہ کرنے لگا اور اپنا سر اٹھانے لگا حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر آپ نے اسے حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا' عامری کہنے لگا اے آل عامر بن صعصعہ خدا کی قسم وہ جو بات بھی کہیں گے میں کبھی اس کی تکذیب نہیں کروں گا۔

ایک اور طریق جس میں عامری کے مسلمان ہونے کا ذکر ہے:

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابونصر بن قتادہ نے ہمیں بتایا کہ ابو علی حامد بن محمد الوفاء نے ہمیں خبر دی کہ علی بن عبدالعزیز نے ہمیں بتایا کہ محمد بن سعید بن اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن سماک عن ابی ظبیان عن ابن عباس بیان کیا اور ہمیں بتایا کہ ایک بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا' میں کس چیز کے ذریعے معلوم کروں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تیرے خیال میں اگر میں اس کھجور کے اس خوشے کو بلاؤں تو تو شہادت دے گا کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں؟ اس نے کہا ہاں' راوی بیان کرتا ہے آپ نے خوشے کو بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا حتی کہ زمین پر گر پڑا' اور چھلانگیں لگاتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا پھر آپ نے اسے فرمایا' واپس چلا جا' تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور ایمان لے آیا۔

بیہقی بیان کرتے ہیں' بخاری نے اسے تاریخ میں محمد بن سعید اصبہانی کے حوالے سے روایت کیا ہے' میں کہتا ہوں شاید اس نے پہلے اسے جادو کہا پھر اس نے غور کیا تو مسلمان ہو گیا اور جب اللہ نے اس کی راہنمائی کی تو ایمان لے آئے۔ واللہ اعلم

اس بارے میں ابو عمر کی ایک اور روایت:

حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ الوراق نے ہمیں بتایا کہ حسین بن سفیان نے ہمیں خبر دی کہ ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن ابان الجعفی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن فضیل نے عن ابی حیان عن عطاء عن ابن عمر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک بدو آیا اور جب وہ آپؐ کے نزدیک ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا تو کہاں جانا چاہتا ہے اس نے کہا اپنے اہل کے پاس' آپؐ نے فرمایا کیا تو بھلائی کی طرف جانا چاہتا ہے اس نے کہا وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا' تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ واحد لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں' اس نے کہا آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا کوئی گواہ بھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ درخت گواہ ہے' رسول اللہ ﷺ نے اسے وادی کے کنارے سے بلایا تو وہ زمین کھودتا ہوا آیا اور آپؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپؐ نے اس سے تین بار گواہی طلب کی تو اس نے گواہی دی کہ یہ اپنے قول کے مصداق ہیں پھر وہ اپنے اگنے کی جگہ کی طرف لوٹ گیا اور بدو اپنی قوم کی طرف واپس چلا گیا اور کہنے لگا' اگر انہوں نے میری اتباع کی تو میں انہیں آپ کے پاس لے کر آؤں گا' وگرنہ میں آپؐ کے پاس آ جاؤں گا اور میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔ یہ اسناد جید ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور نہ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

باب:

کھجور کے تنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتیاق اور آپ کے فراق کے غم سے آواز نکالنا

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی حدیث سے متعدد طرق سے جو اس شان کے آئمہ اور اس میدان کے شہسواروں کے نزدیک یقین کا افادہ کرتے ہیں' بیان ہوا ہے۔

پہلی حدیث از حضرت ابو کعب رضی اللہ عنہ:

امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن محمد نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن عقیل نے' طفیل بن ابی بن کعب سے اور انہوں نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ جب مسجد لکڑی کی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کے پاس نماز پڑھتے تھے اور اسی تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے' آپ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے لیے منبر بنا دیں اور آپ جمعہ کے روز اس پر کھڑے ہوا کریں اور لوگ آپ کا خطبہ سنا کریں؟ آپ نے فرمایا بہت اچھا' پس آپ کے منبر کی تین سیڑھیاں بنائی گئیں اور جب منبر بن گیا اور اس جگہ پر رکھ دیا گیا' جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رکھا تو آپ کو اس منبر پر کھڑا ہونے اور خطبہ دینے کا خیال آیا پس آپ اس کی طرف گئے اور جب اس تنے کے پاس سے گذرے جس کے نزدیک آپ خطبہ دیا کرتے تھے' تو اس نے آواز دی اور پھٹ گیا' جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز سنی تو آپ اترے اور اس پر ہاتھ پھیرا پھر منبر کی طرف لوٹ آئے اور جب مسجد گرائی گئی تو یہ تنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور وہ آپ کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ بوسیدہ ہو گیا اور اسے دیمک کھا گئی اور دوبارہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل نے اسے عن زکریا عن عدی عن عبیداللہ بن عمرو الرقی عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن الطفیل عن ابی بن کعب روایت کیا ہے اور اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور ان کے نزدیک جب آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ سکون پذیر ہو گیا پھر آپ منبر کی طرف لوٹ آئے اور آپ جب نماز پڑھا کرتے تو اس کے پاس نماز پڑھتے اور باقی حدیث اسی طرح ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسے اسماعیل بن عبداللہ الرقی سے بحوالہ عبیداللہ بن عمرو الرقی روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث از حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

حافظ ابو یعلی موصلی بیان کرتے ہیں کہ ابوخثیمہ نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن یونس حنفی نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ بن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز مسجد میں نصب کیے ہوئے ایک تنے کے ساتھ پشت لگا کر لوگوں کو خطاب کیا کرتے تھے' پس ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا میں آپ کو کوئی چیز نہ

بنا دوں جس پر آپ بیٹھا کریں اور یوں معلوم ہو کہ کھڑے ہیں؟ تو اس نے دو سیڑھیوں والا منبر بنایا اور تیسری سیڑھی پر آپ بیٹھا کرتے تھے پس جب حضرت نبی کریم ﷺ منبر پر بیٹھے تو وہ بیل کی طرح ڈکارا اور اس کی آواز سے رسول اللہ ﷺ غمگین ہو گئے اور آپ منبر سے اتر کر اس کے پاس آئے اور اس سے چمٹ گئے اور وہ آواز دے رہا تھا' پس جب آپ اس سے چمٹ گئے تو وہ خاموش ہو گیا پھر آپ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر میں اس سے نہ چمٹتا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے غم کے باعث قیامت کے دن تک اسی طرح آواز نکالتا رہتا۔ پس رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اسے دفن کر دیا گیا۔ اور ترمذی نے اسے محمود بن غیلان سے بحوالہ عمر بن یونس روایت کیا ہے اور اس طریق سے اسے صحیح غریب کہا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر البزار اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ ہدبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے عن ثابت عن انس عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ کھجور کے ایک تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے اور جب منبر بن گیا تو آپ اس کی طرف چلے گئے تو تنے نے غم سے آواز نکالی تو رسول اللہ ﷺ نے آ کر اسے گود میں لے لیا تو وہ پرسکون ہو گیا اور آپ نے فرمایا اگر میں اسے گود میں نہ لیتا تو وہ قیامت کے دن تک غم سے آواز نکالتا رہتا' ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن خلاد عن بہز بن اسد عن حماد بن سلمہ عن ثابت عن انس' اور عن حماد عن عمار بن ابی عمار عن ابن عباسؓ روایت کیا ہے' یہ اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ المبارک نے حسن سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جمعہ کے روز خطبہ دیتے تو اپنی پشت ایک لکڑی کے ساتھ لگا لیا کرتے تھے اور جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا میرے لیے ایک منبر بناؤ۔ آپ کا مقصد ان کو بات سنانے کا تھا۔ پس آپ لکڑی کو چھوڑ کر منبر کی طرف آ گئے' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے لکڑی کو شدت غم سے سرگشتہ اور حیران آدمی کی طرح آواز کرتے سنا' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ مسلسل آواز نکالتی رہی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے اور اس کے پاس جا کر اسے گود میں لے لیا تو وہ پرسکون ہو گئی۔ احمد اس کے بیان میں متفرد ہیں اور ابوالقاسم بغوی نے بھی اسے عن شیبان بن فروخ عن مبارک بن فضالہ عن الحسن عن انس روایت کیا ہے اور اس واقعہ کا ذکر کیا ہے اور اس میں اضافہ بھی کیا ہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جب اس حدیث کو بیان کیا تو رو پڑے پھر فرمایا اے بندگان خدا' خدا تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ ﷺ کو جو مقام حاصل ہے اس کی وجہ سے لکڑی آپ کے شوق میں آواز غم نکالتی ہے پس تم آپ کی ملاقات کے اشتیاق کے زیادہ حقدار ہو' اور حافظ ابونعیم نے اسے ولید بن مسلم کی حدیث سے' سالم بن عبداللہ خیاط سے بحوالہ حضرت انس بن مالک روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن خلاد نے ہم سے بیان کیا کہ حارث بن محمد ابی اسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ یعلی بن عباد نے ہم سے بیان کیا کہ الحکم نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک تنے کے پاس

خطبہ دیا کرتے تھے پس جذعہ نے غم سے آواز نکالی تو آپ نے اسے گود میں لے لیا اور فرمایا اگر میں اسے گود میں نہ لیتا تو وہ قیامت کے دن تک آواز غم نکالتا رہتا۔

تیسری حدیث از حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد بن ایمن نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ ایک انصاری عورت نے کہا اس کا بیٹا بڑھئی تھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بیٹا بڑھئی ہے کیا میں اسے حکم دوں کہ وہ آپ کے لیے منبر بنا دے اور آپ اس پر خطبہ دیا کریں؟ آپ نے فرمایا' ہاں' راوی بیان کرتا ہے اس نے آپ کے لیے منبر بنایا اور جب جمعہ کا دن آیا تو آپ نے منبر پر خطبہ دیا' راوی بیان کرتا ہے' جس تنے پر آپ کھڑے ہوا کرتے تھے وہ بچے کی طرح روتا تھا' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ یہ ذکر کے نہ ہونے کی وجہ سے رویا ہے۔ احمد نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبدالواحد بن ایمن نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز' ایک درخت یا کھجور کے درخت کے پاس کھڑا ہوا کرتے تھے تو ایک انصاری عورت یا مرد نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے لیے منبر نہ بنا دیں؟ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو بنا دو' تو انہوں نے آپ کے لیے منبر بنا دیا اور جب جمعہ کا دن آیا تو آپ منبر کی طرف گئے تو کھجور کا درخت بچے کی طرح چلایا' پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتر کر اپنے ساتھ لگا لیا اور وہ اس بچے کی طرح رو رہا تھا جو پرسکون ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا یہ اس ذکر کی وجہ سے روتا ہے جو اس کے پاس ہوتا تھا اور یہ اسے سنا کرتا تھا۔

اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں کئی مقامات پر اسے عبدالواحد بن ایمن کی حدیث سے اس کے باپ ایمن حبشی مکی سے جو ابی عمرۃ مخزومی کا غلام تھا' بحوالہ جابر بیان کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ میرے بھائی نے سلیمان بن بلال سے بحوالہ یحییٰ بن سعید مجھ سے بیان کیا کہ حفص بن عبیداللہ بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ کھجور کے تنوں پر مسجد کی چھت ڈالی گئی تھی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو ایک تنے کے پاس کھڑے ہو جاتے' پس جب آپ کے لیے منبر بن گیا اور آپ اس پر کھڑے تھے تو ہم نے اس تنے کی آواز کو سنا جو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آواز کی طرح تھی' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ پرسکون ہو گیا' امام بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالمسادر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن عمش عن ابی صالح ذکوان عن جابر بن عبداللہ اور عن اسحاق عن کریب عن جابر ہم سے بیان کیا کہ مسجد میں ایک لکڑی تھی جس کے

پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے' لوگوں نے کہا اگر ہم تخت کی مانند آپ کے لیے منبر بنا دیں تو آپ اس پر کھڑا ہوا کریں' آپ اس پر کھڑے ہوئے تو لکڑی نے نرم رو اونٹنی کی طرح آواز نکالی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر اسے گود میں لے لیا اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ پرسکون ہو گئی' ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں میرا خیال ہے ہم نے اسے عن ابی عوانہ عن اعمش عن ابی صالح عن جابر اور عن ابی اسحاق عن کریب عن جابر اس واقعہ کو بیان کیا ہے جسے ابوالمسادر نے بحوالہ ابی عوانہ روایت کیا ہے۔ اور ہم سے اسے محمد بن عثمان بن کرامہ نے بیان کیا ہے' عبید اللہ بن موسیٰ نے عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن سعید بن ابی کریب عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اسی طرح بیان کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ سعید بن ابی کریب ہیں اور کریب غلط ہے اور وہ ابواسحاق کے سوا سعید بن ابی کریب سے روایت کرتے کسی کو نہیں جانتا' میں کہتا ہوں اس طریق سے انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی حالانکہ یہ جید طریق ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن ابی اسحاق عن سعید بن ابی کریب عن جابر بن عبد اللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لکڑی کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پس جب آپ کے لیے منبر بنایا گیا تو اس نے ناقہ کی طرح آواز نکالی تو آپ نے اس کے پاس آ کر اس پر ہاتھ رکھا تو وہ پرسکون ہو گئی' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ محمد بن معمر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن کثیر نے عن زہری عن سعید بن المسیب عن جابر بن عبد اللہ ہم سے بیان کیا کہ منبر بننے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تنے کے پاس کھڑا ہوا کرتے تھے جب منبر بن گیا تو تنے نے غم کی آواز نکالی' حتیٰ کہ ہم نے اس کی آواز سنی' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا۔ البزار بیان کرتے ہیں' ہمیں معلوم نہیں کہ سلیمان بن کثیر کے سوا' کسی نے زہری سے اسے روایت کیا ہو' میں کہتا ہوں یہ اسناد جید ہے اور اس کے رجال' صحیح کی شرط کے مطابق ہیں اور اصحاب کتب ستہ میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا' اور حافظ ابونعیم نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ عبد الرزاق نے اسے عن معمر عن زہری ایک ایسے آدمی سے روایت کیا ہے جس کا نام اس نے جابر سے لیا ہے پھر اسے ابی عاصم بن علی کے طریق سے عن سلیمان بن کثیر عن یحییٰ بن سعید عن سعید بن المسیب عن جابر اسی طرح روایت کیا ہے' پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن خلاد نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن علی خراز نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن المسادر نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے عن اوزاعی عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن جابر ہم سے بیان کیا' کہ رسول اللہ ایک تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پس جب منبر بن گیا تو تنے نے غم کی آواز نکالی تو آپؐ نے اسے گود میں لے لیا تو وہ پرسکون ہو گیا اور فرمایا اگر میں اسے گود میں نہ لیتا تو وہ قیامت کے دن تک غم کی آواز نکالتا رہتا۔ پھر انہوں نے اسے ابوعوانہ کی حدیث سے عن اعمش عن ابی صالح عن جابر اور عن ابی اسحاق عن کریب عن جابر روایت کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبد الرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج اور روح نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج نے ہم سے

بیان کیا کہ ابوزبیر نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو مسجد کے ستونوں میں سے ایک کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا لیتے اور جب آپ کا منبر بن گیا اور آپ اس پر کھڑے ہوتے تو یہ ستون ناقہ کی آواز کی طرح غم سے حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ اہل مسجد نے اس آواز کو سنا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس آ کر اسے گلے لگا لیا تو وہ ستون پرسکون ہو گیا روح بیان کرتے ہیں وہ خاموش ہو گیا۔ یہ اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی عدی نے عن سلیمان عن ابی نضرۃ عن جابر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کی جڑ پر کھڑا ہوا کرتے تھے یا کہا کہ تنے کے پاس کھڑا ہوا کرتے تھے پھر آپ نے منبر بنایا۔ تو تنے نے غم کی آواز نکالی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حتیٰ کہ اہل مسجد نے اسے سنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس آ کر اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اگر آپ اس کے پاس نہ آتے تو وہ قیامت کے دن تک غم کی آواز نکالتا۔ یہ مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور صرف ابن ماجہ نے اسے عن بکر بن خلف عن ابن عدی عن سلیمان التیمی عن ابی نضرۃ المنذر بن مالک بن قطعۃ العبدی النفری عن جابر روایت کیا ہے۔

چوتھی حدیث از حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے بحوالہ ابوحازم ہم سے بیان کیا کہ لوگوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس چیز کا تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگایا کرتے تھے اور خطبہ دے کر اس کے پاس نماز پڑھتے تھے پس جب منبر بن گیا تو آپ اس پر چڑھے تو تنے نے غم کی آواز نکالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس آ کر اسے تسلی دی تو وہ پرسکون ہو گیا۔ اور اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے اور اس کا اسناد بھی ان کی شرط کے مطابق ہے اور اسحاق بن راہویہ اور ابن ابی فدیک نے بھی اسے عن عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے اور عبداللہ بن نافع اور ابن وہب نے اسے عن عبداللہ بن عمر عن ابن عباس بن سہل عن ابیہ روایت کیا ہے اور اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور ابن لہیعہ نے اسے عن عمارہ بن عرفہ عن ابن عباس بن سہل بن سعد عن ابیہ روایت کیا ہے۔

پانچویں حدیث از حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے عمار بن ابی عمار سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے ایک تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے' اور جب منبر بن گیا اور آپ اس کے پاس گئے تو اس نے شفقت سے آواز نکالی تو آپ نے آ کر اسے گود میں لے لیا اور وہ پرسکون ہو گیا' نیز آپ نے فرمایا اگر میں اسے گود میں نہ لیتا تو وہ قیامت کے دن تک غم کی آواز نکالتا۔ یہ اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور اسے صرف ابن ماجہ نے حماد

بن سلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

چھٹی حدیث از حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن کثیر ابوغسان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحفص عمر بن العلاء نے جو ابوعمرو بن العلاء کا بھائی ہے۔ ہم سے بیان کیا کہ میں نے نافع کو بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے اور جب منبر بن گیا تو آپ اس کے پاس چلے گئے تو تنے نے غم کی آواز نکالی تو آپ نے آ کر اس پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ عبدالحمید بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن عمر نے ہمیں بتایا کہ معاذ بن العلاء نے بحوالہ نافع اسے ہمارے پاس بیان کیا۔ اور ابوعاصم نے اسے عن ابن ابی داؤد عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے۔

بخاری نے بھی اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے عن عمرو بن علی الفلاس عن عثمان بن عمر و یحییٰ بن کثیر عن ابی غسان العنبری روایت کیا ہے اور ان دونوں نے معاذ بن العلاء سے اس کی روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے ہمارے شیخ ابوالحجاج المزی اپنی کتاب الاطراف میں بیان کرتے ہیں کہ علی بن نصر بن علی الجہضمی اور احمد بن خالد الخلال اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی نے اسے دوسروں میں عن عثمان بن عمرو عن معاذ بن العلاء روایت کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس عبدالحمید کو جس کا بخاری نے ذکر کیا ہے۔ عبد بن حمید کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ بخاری کے قول' عن ابی حفص اور یہ کہ اس کا نام عمرو بن العلاء ہے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ وہم ہے اور صحیح نام معاذ بن العلاء ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں بیان ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں یہ سب نسخوں میں لکھا ہوا نہیں اور نہ میں نے کلیتہً ان نسخوں میں اس کا نام لکھا دیکھا ہے جو ان سے لکھے گئے ہیں اور اس حدیث کو ابونعیم نے عبداللہ بن رجاء کی حدیث سے عن عبیداللہ بن عمر اور ابوعاصم کی حدیث سے عن ابن ابی رواد روایت کیا ہے اور ان دونوں نے نافع سے بحوالہ ابن عمر روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں تمیم الداری نے کہا کیا ہم آپ کے لیے منبر نہ بنا دیں اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین نے ہم سے بیان کیا کہ خلف نے ابوخباب یحییٰ بن ابی حیہ سے اس کے باپ سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ مسجد میں کھجور کے تنے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز یا جب آپ کسی معاملے میں لوگوں سے خطاب کرنا چاہتے' ٹیک لگایا کرتے تھے' لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے کھڑے ہونے کے لیے کوئی چیز نہ بنا دیں؟ فرمایا ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں تو انہوں نے آپ کے لیے تین سیڑھیوں والا منبر بنایا' راوی بیان کرتا ہے آپ اس پر بیٹھے تو تنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شفقت کے باعث بیل کی طرح ڈکارا تو آپ اس سے چمٹ گئے اور اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

ساتویں حدیث از حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:

عبد بن حمید اللیثی بیان کرتے ہیں کہ علی بن عاصم نے الجریری سے بحوالہ ابی نضرۃ العبدی ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز ایک کھجور کے تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے اور وہ آپ کو دیکھنا پسند کرتے ہیں' اگر آپ اپنے کھڑے ہونے کے لیے منبر بنالیں تو لوگ آپ کو دیکھ سکیں گے' آپ نے فرمایا بہت اچھا' ہمارے لیے یہ منبر کون بنائے گا؟ ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا میں بناؤں گا آپ نے فرمایا تو اسے بنائے گا؟ اس نے جواب دیا ہاں' اور ان شاء اللہ نہ کہا' آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں' آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ' وہ بیٹھ گیا تو آپ نے دوبارہ فرمایا' ہمارے لیے یہ منبر کون بنائے گا؟ ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا میں بناؤں گا آپ نے فرمایا تو اسے بنائے گا؟ اس نے جواب دیا ہاں اور ان شاء اللہ نہ کہا' آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں' آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گیا تو آپ نے پھر فرمایا ہمارے لیے یہ منبر کون بنائے گا؟ ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا میں بناؤں گا آپ نے فرمایا تو اسے بنائے گا اس نے جواب دیا ہاں' اور ان شاء اللہ نہ کہا' آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں' آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ' وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا' ہمارے لیے یہ منبر کون بنائے گا' ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا میں بناؤں گا' آپ نے فرمایا تو اسے بنائے گا اس نے جواب دیا ہاں ان شاء اللہ' آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ابراہیم آپ نے فرمایا اسے بناؤ' جب جمعہ کا روز ہوا تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مسجد کے آخر میں اکٹھے ہوئے اور جب آپ منبر پر چڑھے اور اس پر اچھی طرح کھڑے ہوئے اور لوگوں کی طرف منہ کیا' تو کھجور کے تنے نے غم کی آواز نکالی حتیٰ کہ وہ مسجد کے آخر میں مجھے بھی سنائی دی' راوی بیان کرتا ہے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اسے گلے لگالیا اور آپ نے مسلسل اسے گلے سے لگائے رکھا یہاں تک کہ وہ پرسکون ہو گیا' پھر آپ منبر کی طرف واپس آئے اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اس تنے نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی وجہ سے آپ کے شوق میں آواز نکالی ہے' قسم بخدا! اگر میں اس کے پاس جا کر اسے گلے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت کے دن تک پرسکون نہ ہوتا' یہ اسناد' مسلم کی شرط کے مطابق ہے لیکن عبارت میں غرابت پائی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

حافظ ابویعلی بیان کرتے ہیں کہ مسروق بن المرزبان نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے عن مجالد عن ابی الوداک خیر ابن نوف عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے کہ ایک رومی آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے لیے کوئی چیز بنا دوں جب آپ اس پر بیٹھیں تو یوں معلوم ہوں کہ آپ کھڑے ہیں آپ نے فرمایا بہت اچھا' راوی بیان کرتا ہے اس نے آپ کے لیے منبر بنایا پس جب آپ اس پر بیٹھے تو لکڑی نے ایسے آواز نکالی جیسے ناقہ اپنے بچے پر شفقت کے لیے آواز نکالتی ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتر کر اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور جب دوسرا دن ہوا تو میں نے دیکھا کہ اسے کسی جگہ منتقل کر دیا گیا ہے' ہم نے کہا' یہ کیا؟ تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کو آئے تھے اور انہوں نے اسے کسی جگہ منتقل کر دیا ہے یہ بھی اسی طرح غریب ہے۔

آٹھویں حدیث از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

حافظ نے اسے علی بن احمد الحوار کی حدیث سے قبیصہ عن حبان بن علی عن صالح بن حبان عن عبداللہ بن بریدہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے اور حدیث کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ تنے کو دنیا اور آخرت کے درمیان انتخاب کا اختیار دیا گیا تو اس نے آخرت کو پسند کیا اور زمین میں دھنس گیا حتیٰ کہ غائب ہو گیا اور اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ کہاں گیا' یہ حدیث اسناد اور متن کے لحاظ سے غریب ہے۔

نویں حدیث از حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

ابونعیم نے قاضی شریک اور عمرو بن ابی قیس اور معلی بن ہلال کے طریق سے روایت کی ہے اور ان تینوں نے عن عمار الذہبی عن ابی سلمہ بن عبدالرحمان عن ام سلمہؓ روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگایا کرتے تھے تو آپ کے لیے ایک تخت یا منبر بنایا گیا اور جب اس نے آپ کو کھو دیا تو اس نے بیل کی طرح ڈکارا یہاں تک کہ اہل مسجد نے آواز سنی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے تو وہ پرسکون ہو گئی یہ الفاظ شریک کے ہیں اور معلی بن ہلال کی روایت میں ہے کہ وہ ایک درخت کی لکڑی تھی جو کھجور کے مشابہ ہوتا ہے یہ اسناد جید ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور امام احمد اور نسائی نے عمار الذہبی کی حدیث سے عن ابی سلمہ عن ام سلمہؓ روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے منبر کے پائے جنت کے ایک گوشے میں ہیں' اور نسائی نے اسی طرح اس اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان' جنت کا ایک باغ ہے۔

یہ طرق ان وجوہ سے اس فن کے آئمہ کے نزدیک اس واقعہ ہونے کے متعلق یقین کا افادہ کرتے ہیں اور اسی طرح جو شخص ان میں غور و فکر کرے گا اور ان کو گہری نظر سے دیکھے گا اور احوال رجال کی معرفت میں سوچ و بچار کرے گا وہ بھی ان کی قطعیت کا فیصلہ دے گا۔ حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابواحمد بن ابی الحسن نے مجھے خبر دی کہ عبدالرحمان بن محمد بن ادریس رازی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ یعنی ابو حاتم رازی نے بیان کیا کہ عمرو بن سواد کہتے ہیں کہ مجھے شافعی نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ دیا ہے وہ کسی نبی کو نہیں دیا' میں نے انہیں کہا اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تنے کا معجزہ دیا جس کے پہلو میں آپ خطبہ دیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے لیے منبر تیار ہو گیا' پس جب آپ کے لیے منبر تیار ہو گیا تو تنے نے غم کی آواز نکالی' حتیٰ کہ اس کی آواز کو سنا گیا اور یہ اس سے بڑا معجزہ ہے۔

باب

آپ کے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیح کرنا

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ الکدیمی نے ہم سے بیان کیا کہ قریش بن انس نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن ابی الاخضر نے زہری سے بحوالہ ایک شخص کے جسے سوید ابن یزید سلمی کہا جاتا تھا ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوذر کو بیان کرتے سنا کہ ایک چیز کے دیکھنے کے بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرتا ہوں' میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوتوں کی جستجو کیا کرتا تھا' ایک دن میں نے آپ کو اکیلے بیٹھے دیکھا تو میں نے آپ کی خلوت کو غنیمت جانا اور آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ کو سلام کہا اور آپ کی دائیں جانب آ کر بیٹھ گئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر سلام کہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دائیں جانب بیٹھ گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آ کر سلام کہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دائیں جانب بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سات سنگریزے پڑے تھے یا بیان کیا کہ نو سنگریزے پڑے تھے آپ نے ان کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تو وہ تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز کو سنا جو شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی پھر آپ نے انہیں نیچے رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئے پھر آپ نے انہیں لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز کو سنا جو شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی' پھر آپ نے انہیں نیچے رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئے پھر آپ نے انہیں لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز کو سنا جو شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی' پھر آپ نے انہیں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز کو سنا جو شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی پھر آپ نے انہیں نیچے رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خلافت نبوت ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح محمد بن یسار نے اسے قریش بن انس سے بحوالہ صالح بن ابی الاخضر روایت کیا ہے' اور صالح' حافظ نہ تھا اور ابوحمزہ سے بحوالہ زہری محفوظ ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ولید بن سوید نے اس حدیث کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ الذہلی نے الزہریات میں جن میں زہری کی احادیث جمع کی گئی ہیں' بیان کیا ہے کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ولید بن سعید نے بیان کیا کہ بنی سلیم کے ایک عمر رسیدہ آدمی نے جس نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں ملاقات کی بیان کیا کہ ایک وہ مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی مجلس میں موجود تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر چھڑ گیا اور سلمی کہنے لگا کہ حضرت ابوذرؓ کے دل میں اس وجہ سے حضرت عثمانؓ کے متعلق ناراضگی پائی جاتی تھی کہ انہوں نے آپ کو ربذہ میں اتارا تھا' پس جب آپ کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو اہل علم نے آپ کو تعریض کی اور وہ خیال کرتے تھے کہ ان کے دل میں آپ کے متعلق ناراضگی پائی جاتی ہے پس جب اس

نے آپ کا ذکر کیا تو آپ نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھی باتیں کرو، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ کا ایک ایسا منظر دیکھا ہے جسے میں موت تک فراموش نہیں کرسکتا میں ایسا شخص تھا جو حضور علیہ السلام کی خلوتوں کی جستجو میں رہتا تھا تاکہ آپ کی باتیں سنوں یا آپ سے کچھ سیکھوں' ایک روز میں دوپہر کو نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر جا چکے ہیں' میں نے خادم سے آپ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ آپ گھر میں ہیں' میں آپ کے پاس آیا تو آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس کوئی آدمی نہ تھا اور اس وقت مجھے یوں معلوم ہوا کہ آپ حالت وحی میں ہیں' میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے سلام کا جواب دیا' پھر فرمایا' تجھے کون لایا ہے؟ میں نے کہا مجھے اللہ اور اس کے رسول لائے ہیں تو آپ نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا اور میں آپ کے پہلو میں بیٹھ گیا' نہ میں نے آپ سے کچھ پوچھا اور نہ آپ نے مجھ سے کچھ بیان کیا' میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تیزی سے چلتے ہوئے آئے اور آپ کو سلام کہا اور آپ نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا تجھے کون لایا ہے؟ انہوں نے کہا مجھے اللہ اور اس کا رسولؐ لائے ہیں تو آپ نے اپنے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے آپ کے اور اس ٹیلے کے درمیان ایک راستہ تھا اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ٹک کر بیٹھ گئے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ میرے دائیں پہلو میں بیٹھ گئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بھی ایسے ہی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اسی طرح فرمایا اور وہ بھی اس ٹیلے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کہا اور آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا تجھے کون لایا ہے؟ انہوں نے کہا مجھے اللہ اور اس کا رسول لائے ہیں' آپ نے اپنے ہاتھ سے انہیں اشارہ کیا تو وہ بھی ٹیلے کے پاس بیٹھ گئے پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات کی جس کی پہلے حصے کو میں نہیں سمجھ سکا' ہاں آپ نے فرمایا' کم ہی باقی رہیں گے' پھر آپ نے سات یا نو یا اس کے قریب سنگریزے لیے تو وہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ان کی آواز' شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی گئی' پھر آپ نے وہ سنگریزے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیئے اور وہ مجھ سے آگے بڑھ گئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اسی طرح تسبیح کی جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کی تھی پھر آپ نے انہیں ان سے لے کر زمین پر رکھا تو وہ خاموش ہو گئے اور سنگریزے بن گئے پھر آپ نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں اسی طرح تسبیح کی جیسے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں کی تھی' پھر آپ نے انہیں لے کر زمین پر رکھا تو وہ خاموش ہو گئے پھر آپ نے انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں اسی طرح تسبیح کی جیسے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں کی تھی پھر آپ نے انہیں لے کر زمین پر رکھا تو وہ خاموش ہو گئے۔ حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ صالح بن الاخضر نے اسے زہری سے روایت کیا ہے اور ایک آدمی سے جسے سوید بن یزید سلمی کہا جاتا تھا بیان کیا ہے' اور شعیب کا قول اصح ہے۔

اور ابونعیم' کتاب دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ داؤد بن ابی ہند نے عن الولید بن عبد الرحمٰن الحرشی عن جبیر بن نفیر عن ابی ذر اسی طرح روایت کیا ہے اور شہر بن حوشب اور سعید بن المسیب نے اسے ابوسعید سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم طعام کی تسبیح بھی سنا کرتے تھے جب وہ کھایا جاتا تھا۔

اس بارے میں ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی نے عبداللہ بن عثمان بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابو امی مالک بن حمزہ بن ابی اسید الساعدی نے عن ابیہ عن جدہ اسید الساعدی نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا اے ابوالفضل جب تک میں تمہارے پاس نہ آؤں کل تم اور تمہارے بیٹے اپنے گھر کا قصد نہ کریں مجھے تم سے کوئی کام ہے' پس انہوں نے آپ کا انتظار کیا یہاں تک کہ آپ چاشت کے بعد آئے' اور ان کے پاس جا کر السلام علیکم کہا اور انہوں نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کہا' آپ نے فرمایا تم نے کیسے صبح کی؟ انہوں نے کہا ہم نے خیریت سے صبح کی اور ہم اللہ کے شکر گذار ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے کیسے صبح کی؟ آپ نے فرمایا' میں نے خیریت سے صبح کی اور میں اللہ کا شکر گذار ہوں آپ نے انہیں فرمایا' قریب ہو جاؤ قریب ہو جاؤ' تم ایک دوسرے کی طرف بڑھو گے اور جب انہوں نے آپ کو اختیار دیا تو آپ نے انہیں اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور فرمایا اے میرے رب! یہ میرا چچا اور میرے باپ کا سگا بھائی ہے اور یہ میرے اہل بیت ہیں' انہیں آگ سے ایسے چھپا جس طرح میں نے انہیں اپنی اس چادر میں چھپایا ہے نیز فرمایا کہ دروازے کی چوکھٹوں اور بیت اللہ کی دیواروں نے آمین آمین آمین کہا' اور ابوعبداللہ بن ماجہ نے اسے اپنے سنن میں اختصار کے ساتھ عن ابی اسحاق ابراہیم بن عبداللہ بن حاتم الہروی عن عبداللہ بن عثمان بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص الوقاصی الزہری روایت کیا ہے اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے اور ابن معین نے کہا ہے کہ میں اسے نہیں جانتا اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ ننگی حدیث روایت کرتا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن طہمان نے ہم سے بیان کیا کہ سماک بن حرب نے بحوالہ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میرے مبعوث ہونے سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا' میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔

مسلم نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بحوالہ یحییٰ بن بکیر روایت کیا ہے اور ابوداؤد طیالسی نے اسے سلیمان بن معاذ سے بحوالہ سماک روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عباد بن یعقوب کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن ابی ثور نے عن السدی عن عباد بن ابی یزید عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا اور ہم مکہ کی ایک جانب باہر نکلے تو جو پہاڑ اور درخت آپ کے سامنے آیا اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہو' پھر امام ترمذی کہتے ہیں

یہ حدیث حسن غریب ہے اور ولید بن ثور سے اسے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے اور وہ عیاد بن ابی یزید سے بیان کرتے ہیں کہ ان میں فروۃ بن ابی انقراء بھی شامل ہے اور ابونعیم نے اسے زیاد بن خثیمہ کی حدیث سے عن السدی عن ابی عمارہ الحیوانی عن علی روایت کیا ہے اور قبل ازیں ہم المبعث میں بیان کر چکے ہیں کہ جب آپ پر وحی ہوئی اور آپ واپس لوٹے تو آپ جس پتھر' درخت اور گاؤں کے پاس سے گذرتے وہ آپ سے کہتا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہو اور ہم نے جنگ بدر اور جنگ حنین میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اس مٹھی سے مٹی پھینکی اور اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ صادقانہ حملے سے اس کا پیچھا کریں تو اس کے بعد انہیں جلد فتح و ظفر اور تائید حاصل ہوگی اور جنگ بدر کے صیاق میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال میں فرمایا ہے ﴿وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ اور جب تو نے مٹھی بھر مٹی پھینکی تو تو نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی اور غزوہ حنین میں ہم نے اس کا ذکر حدیث میں اسانید و الفاظ کے ساتھ کیا ہے جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

ایک اور حدیث:

ہم نے غزوہ فتح میں بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد الحرام میں داخل ہوئے تو آپ نے کعبہ کے اردگرد بتوں کو دیکھا تو آپ انہیں اپنے ہاتھ کی چھڑی سے مارتے جاتے اور کہتے ﴿قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ ﴿قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ جونہی آپ کسی بت کی طرف اشارہ کرتے وہ اپنی گدی کے بل گر پڑتا' اور ایک روایت میں ہے کہ گر پڑتا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن الحسن القاضی نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ بحر بن نصر اور احمد بن عیسیٰ لخمی نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے بحوالہ ابن شہاب ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے بتایا آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو میں ایک سرخ پردے میں چھپی ہوئی تھی آپ نے اسے کھینچ کر پھاڑ دیا پھر فرمایا' قیامت کے روز' ان لوگوں کو شدید ترین عذاب ہوگا جو اللہ کی مخلوق کی مانند چیزیں بناتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ڈھال لائے جس میں عقاب کی تصویر تھی آپ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مٹا دیا۔

باب:

حیوانات سے تعلق رکھنے والے دلائل نبوت

بدکنے والے اونٹ اور اس کے آپ کو سجدہ کرنے' نیز آپ کے پاس شکایت کرنے کا واقعہ:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین نے ہم سے بیان کیا کہ خلف بن خلیفہ نے' عن حفص ابن عمر عن عمہ انس بن مالک ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے ایک گھرانے کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر وہ پانی لاتے تھے اس نے ان کے لیے دشواری پیدا کر دی اور ان کو اپنے پر سوار ہونے سے روک دیا' انصار نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا' ہمارا ایک اونٹ ہے جس پر ہم پانی لاتے ہیں' اس نے ہمارے لیے دشواری پیدا کر دی ہے اور وہ ہمیں سوار بھی نہیں ہونے دیتا اور کھیتی اور کھجور کے درخت پیاسے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھ کھڑے ہو وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ باغ کے اندر چلے گئے اور اونٹ اس کی ایک جانب تھا' حضرت نبی کریم ﷺ اس کی طرف چلے' تو انصار نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ یہ کتے کی طرح ہو گیا ہے ہمیں خدشہ ہے کہ وہ آپ پر حملہ کر دے گا' آپ نے فرمایا مجھے اس کی طرف سے کوئی خوف نہیں' پس جب اونٹ نے' رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو وہ آپ کی طرف آیا اور آپ کے سامنے سجدہ میں گر گیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کی پیشانی کے بال پکڑ لیے تو وہ ایسا مطیع ہوا کہ کبھی اتنا مطیع نہ ہوا تھا یہاں تک کہ آپ نے اس کو کام میں لگا لیا' آپ کے اصحاب نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ لایعقل چوپایہ ہے جو آپ کو سجدہ کرتا ہے اور ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں تو آپ نے فرمایا' بشر کے لیے مناسب نہیں کہ وہ بشر کو سجدہ کرے' اور اگر بشر کے لیے بشر کو سجدہ کرنا مناسب ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو اس کے عظیم حق کی وجہ سے جو اس پر واجب ہے' سجدہ کرے' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر اس کے قدم سے لے کر سر تک کی مانگ تک پھوڑے ہوں جن سے پیپ اور کچلہو بہتا ہو پھر وہ اس سے ملے اور اسے زبان سے چاٹے تو بھی اس نے اس کا حق ادا نہیں کیا' یہ اسناد جید ہے اور نسائی نے اس کا کچھ حصہ خلف بن خلیفہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ مصعب بن سلام نے ہم سے بیان کیا اور میں نے دوبارا سے اپنے باپ سے سنا ہے کہ اجلح نے الذیال بن حرملہ سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر سے واپس آئے اور جب ہم بنی نجار کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اونٹ ہے جو باغ میں داخل ہونے والے ہر آدمی پر حملہ کر دیتا ہے' راوی بیان کرتا ہے انہوں نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ باغ میں آئے اور اونٹ کو بلایا تو وہ زمین پر اپنا ہونٹ رکھے ہوئے آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' نکیل لاؤ تو آپ نے اسے نکیل ڈال کر اسے اس کے مالک کو دے دیا۔

راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' زمین و آسمان کی ہر چیز' نافرمان جنوں اور انسانوں کے سوا' جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں امام احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابھی یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے ایک دوسری عبارت کے ساتھ بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

حافظ ابوالقاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ بشر بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن مہران خالد الجبار کے بھائی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے عن الاجلح عن الذیال بن حرملہ عن ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا ایک اونٹ باغ میں بدک گیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس آ کر کہا' تو وہ اپنا سر جھکائے ہوئے آیا تو آپ نے اسے نکیل ڈال کر اس کے مالکوں کے حوالے کر دیا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گویا اسے علم ہے کہ آپ نبی ہیں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دو سیاہ پہاڑوں کے درمیان کفار جنوں اور انسانوں کے سوا' ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ یہ حدیث اس طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہت غریب ہے اور امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس کی مانند ہے' ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اجلح نے اسے عن الذیال عن جابر اور عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی روایت کیا ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق:

حافظ ابوالقاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ عباس بن فضل اسفاطی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعون الزیادی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعزۃ الدباغ نے عن ابی یزید المدینی عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ ایک انصاری کے پاس دو سانڈ تھے جو مست گئے تو اس نے ان دونوں کو باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ کو بلانا چاہا اور آپ کے پاس انصار کی ایک جماعت بیٹھی تھی اس نے کہا اے اللہ کے نبی' میں ایک کام کے لیے آیا ہوں میرے دو سانڈ مست گئے ہیں اور میں نے ان کو باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا ہے' میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو میرے لیے مسخر کر دے آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ہمارے ساتھ چلو' پس آپ دروازے پر آئے تو فرمایا اسے کھول دو' تو اس آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خوف پیدا ہو گیا تو آپ نے فرمایا' دروازہ کھول دو' اس نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سانڈ دروازے کے قریب ہے جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' تو اس نے آپ کو سجدہ کیا' آپؐ نے فرمایا کوئی چیز لاؤ میں اس کا سر باندھ دوں اور تجھے اس پر قابو دے دوں' پس وہ نکیل لایا تو آپ نے اس کے سر کو باندھ کر اسے اس پر قابو دے دیا پھر آپؐ باغ کے دور ترین کونے کی طرف دوسرے سانڈ کے پاس چل کر گئے تو اس نے جب آپ کو دیکھا تو وہ آپ کے لیے سجدہ میں گر گیا تو آپ نے اس آدمی سے فرمایا مجھے کوئی چیز دو' میں اس کے سر کو باندھ دوں پس آپ نے اس کے سر کو باندھ کر اسے اس پر قابو دے دیا اور فرمایا چلے جاؤ یہ دونوں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے یہ واقعہ دیکھا تو وہ کہنے لگے' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو سانڈوں نے آپ کو سجدہ کیا ہے کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں؟ میں کسی کو سجدہ کرنے

کا حکم نہیں دوں گا اور اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ یہ اسناد غریب ہے اور متن بھی غریب ہے۔ اور فقیہ ابو محمد عبداللہ بن حامد نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اسے عن احمد بن حمدان السجزی عن عمر بن محمد بن بجیر البجتری عن بشر بن آدم عن محمد بن عون ابی عون الزیادی‘ روایت کیا ہے اور اسی طرح انہوں نے اسے مکی بن ابراہیم کے طریق سے عن فائد ابی الورقاء عن عبداللہ بن ابی اوفی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

ابو محمد عبداللہ بن حامد الفقیہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن حمدان نے ہمیں بتایا کہ عمر بن محمد بن بجیر نے ہمیں خبر دی کہ یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے‘ عن یحییٰ بن عبیداللہ عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک طرف کو گئے تو ایک باغ کے نزدیک چلے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ہم ایک اونٹ کے نرغے میں ہیں‘ پس جب اونٹ آیا تو اس نے سر اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے اپنی گردن زمین پر ڈال دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا‘ ہم اس چوپائے کی نسبت آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں تو آپ نے فرمایا‘ سبحان اللہ‘ کیا اللہ کے سوا کسی کو سجدہ ہوسکتا ہے؟ کسی کو روا نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے اور اگر میں کسی کو خدا تعالیٰ کے سوا‘ کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن جعفر کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ مہدی بن میمون نے عن محمد بن ابی یعقوب عن الحسن بن سعد عن عبداللہ بن جعفر ہم سے بیان کیا اور بہزاور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ابی یعقوب نے‘ حضرت حسن بن علیؓ کے غلام حسن بن سعد سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت میں کھجور کے گھنے درختوں کی اوٹ کو پسند کرتے تھے‘ ایک روز آپ انصار کے ایک باغ میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اونٹ آپ کے پاس آ کر بلبلایا اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور بہزاور عفان بیان کرتے ہیں کہ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے غمزدہ آواز نکالی اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پشت اور کنپٹیوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا آپ نے فرمایا اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو ایک انصاری نوجوان نے آ کر کہا‘ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا اونٹ ہے‘ آپ نے فرمایا کیا تو اس چوپائے کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے اس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور اس سے مسلسل مشقت لیتا ہے‘ اور مسلم نے اسے مہدی بن میمون کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن علی بن زید عن سعید بن المسیب عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار و مہاجرین کی ایک جماعت میں تھے کہ ایک اونٹ نے آ کر آپ کو سجدہ کیا تو آپ کے اصحاب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں اور ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ

سزاوار ہیں آپ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا اکرام کرو اور اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور اگر وہ اسے حکم دے کہ وہ جبل اصفر سے چل کر جبل اسود تک جائے اور جبل اسود سے جبل ابیض تک جائے تو اسے ایسے ہی کرنا چاہیے۔ یہ اسناد سنن کی شرط کے مطابق ہے اور ابن ماجہ نے اسے عن ابوبکر بن ابی شیبہ عن عفان عن حماد روایت کیا ہے کہ اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ الیٰ آخرہ

یعلی بن مرۃ ثقفی کی روایت' یا یہ کوئی دوسرا واقعہ ہے:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ خزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن عاصم بن بہدلہ عن حسین عن ابی جبیرہ عن یعلی بن سیابہ ہم سے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ نے قضائے حاجت کا ارادہ کیا تو آپ نے کھجور کے دو چھوٹے پودوں کو حکم دیا تو وہ ایک دوسرے سے مل گئے پھر آپ نے حکم دیا تو وہ دونوں اپنے اپنے اُگنے کے مقام پر واپس چلے گئے اور ایک اونٹ آ کر زمین پر بیٹھ گیا اور بلبلانے لگا حتیٰ کہ اس کا ارد گرد بھی متاثر ہو گیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ اس کا خیال ہے کہ اس کا مالک اسے ذبح کرنا چاہتا ہے' تو آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کیا تو اسے بخشتا ہے؟ اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی مال اس سے محبوب تر نہیں تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق حسن سلوک کا حکم دے' تو اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ بلاشبہ مجھے اس سے کوئی مال عزیز نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ ایک قبر کے پاس آئے جس میں صاحب قبر کو عذاب ہو رہا تھا آپ نے فرمایا' بلاشبہ اسے ایک چھوٹے گناہ کے باعث عذاب ہو رہا ہے' پس آپ کے حکم سے کھجور کی ایک تر شاخ اس کی قبر پر رکھی گئی اور آپؐ نے فرمایا' امید ہے کہ جب تک یہ تر رہے گی اس کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔

یعلی بن مرۃ ثقفی سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن عطاء بن السائب عن عبداللہ بن جعفر عن یعلی بن مرۃ ثقفی ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تین باتیں رسول اللہ ﷺ سے دیکھی ہیں' ایک دفعہ ہم آپ کے ساتھ سفر میں تھے کہ ہم ایک اونٹ کے پاس سے گذرے جس پر پانی لایا جاتا تھا' جب اونٹ نے آپ کو دیکھا تو بلبلایا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی' رسول کریم ﷺ نے اس کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا' اس اونٹ کا مالک کہاں ہے' وہ آیا تو آپ نے فرمایا اسے میرے پاس فروخت کر دو' اس نے کہا' نہیں' میں اسے آپ کو بخشتا ہوں' آپؐ نے فرمایا نہیں' بلکہ اسے میرے پاس فروخت کر دو اس نے کہا' نہیں ہم اسے آپ کو بخشتے ہیں یہ ایسے گھرانے کا اونٹ ہے جس کی گذران اسی پر ہے' آپ نے فرمایا جب تو نے اس کی اس بات کا ذکر کیا تو اس نے زیادہ کام لینے اور کم چارا دینے کی شکایت کی' پس اس سے اچھا سلوک کرو۔

راوی بیان کرتا ہے پھر ہم چل پڑے اور ایک منزل پر اترے تو رسول اللہ ﷺ سو گئے اور ایک درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آیا حتیٰ کہ اس نے آپ کو ڈھانپ لیا' پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' جب آپ بیدار ہوئے تو آپ سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو آپ

نے فرمایا' اس درخت نے اپنے رب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہنے کی اجازت لی تو اس نے اسے اجازت دے دی۔

راوی بیان کرتا ہے پھر ہم چل پڑے تو ہم ایک پانی کے پاس سے گذرے تو ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر آئی جسے جنون تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نتھنے کو پکڑا اور فرمایا نکل جا' میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں' راوی بیان کرتا ہے پھر ہم چل پڑے اور جب ہم اپنے سفر سے واپس آئے تو ہم اس پانی کے پاس سے گذرے تو وہ عورت آپ کے پاس بکری اور دودھ لائی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ بکری کو واپس لے جائے اور آپ کے حکم سے آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دودھ پی لیا اور آپ نے اس سے بچے کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے آپ کے بعد ہم نے اس کی مصیبت نہیں دیکھی۔

یعلی بن مرۃ ثقفی سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن حکیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمان بن عبدالعزیز نے بحوالہ یعلی بن مرۃ مجھے بتایا کہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین ایسی باتیں دیکھی ہیں جنہیں مجھ سے قبل کسی نے نہیں دیکھا اور نہ انہیں میرے بعد کوئی دیکھے گا' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گیا اور ابھی ہم راستے ہی میں تھے کہ ہمارا گذر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا' اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اس بچے کو مصیبت نے آ لیا ہے اور ہم اس بچے کی وجہ سے مصیبت میں ہیں' مجھے معلوم نہیں دن میں کتنی مرتبہ اسے جادو ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا' اسے مجھے دو اس نے اسے آپ کی طرف اٹھایا اور اسے آپ کے اور پالان کے اگلے حصے کے درمیان رکھ دیا پھر آپ نے اس کے منہ کو کھولا اور تین بار اس میں تھوکا اور فرمایا' بسم اللہ میں اللہ کا بندہ ہوں' اللہ کے دشمن ذلیل ہو جا پھر آپ نے بچہ اسے دے دیا اور فرمایا' واپسی پر ہمیں اسی جگہ ملنا اور بتانا کہ کیا ہوا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے ہم چلے گئے اور واپس آئے تو ہم نے اس عورت کو اس جگہ پر دیکھا اس کے ساتھ تین بکریاں بھی تھیں' آپ نے فرمایا' تیرے بچے نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم نے اس وقت تک اس سے کوئی چیز محسوس نہیں کی ان بکریوں کو لے جایئے' آپؐ نے فرمایا' اُتر کر ان سے ایک بکری لے لو اور بقیہ کو واپس کر دو' راوی بیان کرتا ہے ایک روز میں صحرا کی طرف گیا اور جب ہم میدان میں گئے تو آپ نے فرمایا' تیرا برا ہو کیا تو کوئی چیز دیکھتا ہے جو مجھے چھپا لے' میں نے کہا' میں آپ کو چھپانے والی کوئی چیز نہیں دیکھتا ہاں ایک درخت ہے جو میرے خیال میں آپ کو نہیں چھپا سکتا' آپ نے فرمایا اس کے قریب کیا ہے؟ میں نے کہا اسی طرح کا ایک درخت ہے یا اس کے قریب ہے آپ نے فرمایا ان دونوں کے پاس جا کر کہہ' اللہ تعالیٰ کا رسول تم دونوں کو حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کے حکم سے اکٹھے ہو جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ دونوں اکٹھے ہو گئے اور آپؐ اپنی حاجت کے لیے گئے پھر واپس آ گئے اور فرمایا ان دونوں کے پاس جا کر کہو کہ اللہ کا رسول تم دونوں کو حکم دیتا ہے کہ تم دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ واپس چلا جائے تو وہ واپس چلے گئے۔

راوی بیان کرتا ہے' ایک روز میں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عمدہ اونٹ آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا پھر اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں آپ نے فرمایا' تیرا برا ہو دیکھ یہ کس کا اونٹ ہے اس کا ایک کام ہے' راوی بیان کرتا ہے' میں اس کے مالک

کی تلاش میں نکلا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ ایک انصاری کا اونٹ ہے میں اسے آپ کے پاس بلا لایا تو آپ نے فرمایا تمہارے اس اونٹ کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کیا معاملہ ہے؟ قسم بخدا! مجھے معلوم نہیں اس کا کیا معاملہ ہے ہم اس سے محنت لیتے ہیں اور پانی لاتے ہیں اب یہ پانی پلانے سے عاجز ہو چکا ہے اور ہم نے شام کو اس کے ذبح کرنے اور اس کے گوشت کو تقسیم کرنے کا مشورہ کیا تھا' آپ نے فرمایا ایسا نہ کرنا' اسے مجھے بخش دو یا میرے پاس فروخت کر دو' اس نے کہا' یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کا ہوا تو آپ نے اسے صدقہ کا نشان لگایا اور پھر اسے بھیج دیا۔

یعلی بن مرۃ ثقفی سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا' کہ اعمش بن منہال نے عن عمرو عن یعلی بن مرۃ عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت اپنے بیٹے کے ساتھ آپ کے پاس آئی جسے جنون ہو گیا تھا تو آپ نے فرمایا' دشمن خدا نکل جا' میں اللہ کا رسول ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ٹھیک ہو گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے دو مینڈھے اور کچھ پنیر اور گھی آپ کو ہدیۃً دیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پنیر' گھی اور ایک مینڈھا لے لو اور دوسرا مینڈھا اسے واپس کر دو' پھر اس نے دو درختوں کا واقعہ بیان کیا ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے' احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے' عن حبیب بن ابی عمرۃ عن المنہال بن عمرو عن یعلی' ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' میرا خیال ہے کہ جو کچھ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دیکھا ہے اس سے کسی نے کم ہی دیکھا ہوگا پھر انہوں نے بچے اور دو ببولوں کے درختوں اور اونٹ کو حکم دینے کا واقعہ بیان کیا ہے ہاں یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا' کیا وجہ ہے کہ تمہارا اونٹ تمہاری شکایت کرتا ہے؟ اس کا خیال ہے کہ تو اس پر پانی لاتا رہا ہے اور جب وہ بوڑھا ہو گیا ہے تو تو اسے ذبح کرنا چاہتا ہے' اس نے کہا آپ نے درست فرمایا ہے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں نے یہ ارادہ کیا تھا اور اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں اب ایسا نہیں کروں گا۔

یعلی بن مرۃ ثقفی سے ایک اور طریق:

بیہقی نے حاکم وغیرہ سے بحوالہ اصم روایت کی ہے کہ عباس بن محمد الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ حمدان بن اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ یزید نے عن عمرو بن عبداللہ بن یعلی بن مرۃ عن ابیہ عن جدہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین ایسی باتیں دیکھی ہیں جنہیں مجھ سے قبل کسی نے نہیں دیکھا' میں آپ کے ساتھ مکہ کے راستے پر آ رہا تھا کہ آپ ایک عورت کے پاس سے گذرے جس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا جسے جنون تھا' میں نے اس سے سخت جنون نہیں دیکھا اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے اس بیٹے کی حالت دیکھ ہی رہے ہیں آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں اس کے لیے دعا کروں' پس آپ نے اس کے لیے دعا کی' پھر چلے گئے اور ایک بدکے ہوئے اونٹ کے پاس سے گزرے جو بلبلا رہا تھا' آپ نے فرمایا اس اونٹ کے مالک کو میرے پاس لاؤ' اسے لایا گیا تو آپ نے فرمایا' یہ کہتا ہے میں نے ان کے ہاں بچے دیئے اور انہوں نے مجھ سے کام لیا اور جب میں ان کے ہاں بوڑھا ہو گیا تو انہوں نے مجھے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے پھر آپ چلے گئے اور دو درختوں کو دیکھا جو الگ الگ تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا' ان دونوں کو جا کر حکم

دو کہ وہ میرے لیے اکٹھے ہو جائیں راوی بیان کرتا ہے وہ دونوں اکٹھے ہو گئے اور آپ نے قضائے حاجت کی' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ چلے گئے اور جب واپس لوٹے تو بچے کے پاس سے گذرے جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا' اور اسے جو تکلیف تھی وہ جا چکی تھی اور اس کی ماں نے مینڈھے تیار کیے اور آپ کو دو مینڈھے ہدیۃً دیئے اور کہا اسے دوبارہ جنون نہیں ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کافر انسانوں اور جنوں یا فاسق انسانوں اور جنوں کے سوا' ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ طرق جید اور متعدد ہیں جو تبحرین کے نزدیک ظن غالب اور یقین کا افادہ کرتے ہیں کہ یعلی بن مرۃ نے فی الجملہ اس واقعہ کو بیان کیا ہے' ان سب کے بیان میں اصحاب کتب ستہ کے سوا' امام احمد متفرد ہیں اور ان میں سے ابن ماجہ کے سوا' کسی نے کچھ روایت نہیں کیا' انہوں نے عن یعقوب بن حمید بن کاسب عن یحییٰ بن سلیم عن خثیم عن یونس بن خباب عن یعلی بن مرۃ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لیے جاتے تو دور جاتے' اور حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اونٹ کی حدیث کو بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اس کے طرق بہت سے ہیں پھر انہوں نے عبداللہ بن قرط یمانی کی حدیث کو بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چھ اونٹ لائے گئے اور وہ آپ کے قریب ہونے لگے کہ آپ ان میں سے کسی سے آغاز کریں' اور قبل ازیں میں حجۃ الوداع میں حدیث کو بیان کر چکا ہوں' میں کہتا ہوں کہ پہلے ہم حضرت جابر بن عبداللہ کے حوالے سے دو درختوں کا واقعہ بیان کر چکے ہیں اور ابھی ہم نے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے اونٹ کی حدیث کو بیان کیا ہے لیکن ایسی عبارت کے ساتھ جو کوئی دیگر واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

اور عنقریب اس بچے کی حدیث دیگر طرق سے بیان ہوگی جسے مرگی ہو جاتی تھی اور آپ نے اس کے لیے دعا کی اور وہ اسی وقت صحت یاب ہو گیا' اور حافظ بیہقی نے ابوعبداللہ الحاکم وغیرہ سے عن ابی العباس الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر عن اسماعیل بن عبدالملک عن ابی الزبیر عن جابر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا اور رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کرنا چاہتے تو اتنی دور جاتے کہ آپ کو کوئی آدمی نہ دیکھ سکتا' ہم جنگل میں ایک جگہ اترے جہاں نہ نشان راہ تھا اور نہ کوئی درخت تھا آپ نے مجھے فرمایا اے جابر چھاگل لے کر ہمارے ساتھ چلو' میں نے چھاگل کو پانی سے بھر لیا اور ہم چلتے گئے حتیٰ کہ ہم کسی کو نظر نہ آتے تھے' کیا دیکھتے ہیں کہ دو درخت ہیں جن کے درمیان کئی گز کا فاصلہ ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جابر اس درخت کو جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ تجھے کہتے ہیں کہ اپنے ساتھی کے ساتھ مل جا تاکہ میں تم دونوں کے پیچھے بیٹھ سکوں' پس اس نے ایسے ہی کیا اور واپس آ کر اپنے ساتھی سے مل گیا تو آپ نے ان دونوں کے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کی' پھر ہم واپس آئے اور اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور چلے' یوں معلوم ہوتا تھا کہ پرندے ہمارے سروں پر سایہ کیے ہوئے ہیں' اچانک رسول اللہ ﷺ کو ایک عورت ملی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میرے اس بیٹے کو روزانہ تین بار شیطان جادو کر دیتا ہے اور اسے نہیں چھوڑتا' رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس بچے کو لے کر اپنے اور کجاوے کے اگلے حصے کے درمیان رکھ لیا اور فرمایا دشمن خدا ذلیل ہو جا میں اللہ کا رسول ہوں' آپ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی' پھر بچہ عورت کو دے دیا اور جب ہم واپس آئے اور ہم اس پانی پر تھے کہ وہی عورت ہمیں ملی اور اس کے پاس دو مینڈھے بھی تھے جنہیں وہ کھینچ رہی تھی اور بچے کو بھی اٹھائے

ہوئے تھی اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا ہدیہ قبول فرمایئے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ابھی تک وہ شیطان اس کے پاس واپس نہیں آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مینڈھا لے لو اور دوسرا واپس کر دو۔

راوی بیان کرتا ہے پھر ہم روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے کہ بدکا ہوا اونٹ آیا اور جب وہ دو قطاروں کے درمیان آیا تو سجدے میں گر پڑا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے لوگو! اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو انصار کی ایک نوجوان عورت نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارا اونٹ ہے آپ نے فرمایا' اس کا کام کیا ہے؟ وہ کہنے لگے ہم بیس سال سے اس پر پانی لا رہے ہیں اور جب یہ عمر رسیدہ اور فربہ ہو گیا تو ہم نے اس کے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تا کہ ہم اسے اپنے جوانوں کے درمیان تقسیم کر دیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اسے میرے پاس فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کا ہوا' آپ نے فرمایا اس سے اچھا سلوک کرو یہاں تک کہ اس کی موت آ جائے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم بہائم کی نسبت آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بشر کے لیے کسی بشر کو سجدہ کرنا روا نہیں اور ایسا کرنا روا ہوتا تو عورتیں' اپنے خاوندوں کو سجدہ کرتیں' یہ اسناد جید ہے اور اس کے رجال ثقات ہیں۔

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اسمٰعیل بن عبدالملک بن ابی الصفراء کی حدیث سے ابوالزبیر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دور جاتے' پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ الحافظ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوقرۃ نے زیاد بن سعد سے بحوالہ ابوالزبیر ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے یونس بن خباب کوفی کو بیان کرتے سنا کہ انہوں نے ابوعبیدہ کو' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ بیان کرتے سنا کہ آپ مکہ کی طرف سفر میں تھے کہ آپ قضائے حاجت کو چلے گئے اور آپ اتنی دور جایا کرتے تھے کہ آپ کو کوئی آدمی نہ دیکھ سکتا تھا۔

روای بیان کرتا ہے کہ آپ نے اوٹ لینے کے لیے کوئی چیز نہ پائی اور آپ نے دو درختوں کو دیکھا اور پھر انہوں نے دونوں درختوں کے واقعہ کو اور اونٹ کے واقعہ کو' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیان کیا ہے' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ہے نیز بیان کیا ہے کہ اس روایت میں زمعہ بن صالح' زیاد بن سعد سے بحوالہ ابوالزبیر منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں' یہ بھی اسی طرح محفوظ ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور یعلی بن مرۃ کی حدیث کے منافی نہیں' بلکہ ان دونوں کی شاہد ہے اور یہ حدیث ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدرس المکی سے بحوالہ حضرت جابر' اور یونس بن خباب سے عن ابی عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ مروی ہے واللہ اعلم' پھر بیہقی نے معاویہ بن یحییٰ الصیرفی سے جو ضعیف ہے عن زہری عن خارجہ بن زید عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ایک لمبی حدیث یعلی بن مرۃ اور جابر بن عبداللہ کی عبارت کی طرح روایت کی ہے اور اس میں اس بچے کا جسے مرگی ہو جاتی تھی اور اس کی ماں کے بھنی ہوئی بکری لانے کا واقعہ بھی بیان ہوا ہے آپ نے فرمایا مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا تو آپ نے پھر فرمایا' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا' تو آپ نے پھر فرمایا مجھے دست دو' تو میں نے کہا بکری کے کتنے دست ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنے دست مانگتا تم مجھے اتنے دست دیتے' پھر انہوں نے کھجور کے دو درختوں کے اکٹھا ہو جانے اور ان کے ساتھ پتھروں کے منتقل ہونے اور نصب ہو

جانے کا واقعہ بیان کیا ہے اور اس کے سیاق میں اونٹ کا واقعہ موجود نہیں اس لیے انہوں نے اس کے الفاظ واسناد کو بیان نہیں کیا۔

اور حافظ ابن عساکر نے غیلان بن سلمہ ثقفی کے حالات میں یعلی بن منصور رازی پر اعتماد کرتے ہوئے عن شعیب بن شیبہ عن بشر بن عاصم عن غیلان بن سلمہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر گئے تو ہم نے عجیب واقعات دیکھے اور انہوں نے آپ کے قضائے حاجت کے وقت ۰۰۰ درختوں کی اوٹ لینے کا واقعہ اور مرگی والے بچے کا واقعہ بیان کیا ہے اور آپؐ کے قول بسم اللہ میں اللہ کا رسول ہوں اے دشمن خدا نکل جا کا بھی ذکر کیا ہے اور وہ بچہ تندرست ہو گیا پھر انہوں نے دو بلبلانے والے اونٹوں کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ کہ انہوں نے آپ کو سجدہ کیا جیسا کہ پہلے ایک اونٹ کے سجدہ کرنے کا واقعہ بیان ہو چکا ہے اور شاید یہ کوئی اور واقعہ ہو۔ واللہ اعلم

اور ہم پہلے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اور آپ کے اس اونٹ کا واقعہ بیان کر چکے ہیں جو تھک گیا تھا اور یہ واقعہ تبوک سے ان کی واپسی اور آپ کے پچھلے لوگوں میں پیچھے رہ جانے کے وقت ہوا' پس حضرت نبی کریم ﷺ اسے آ ملے اور اس کے لیے دعا کی اور اسے ضرب لگائی تو وہ ایسے چلا کہ اس کی طرح کبھی نہ چلا تھا حتیٰ کہ وہ لوگوں کے آگے چلنے لگا اور ہم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے اسے خرید لیا اور اس کی قیمت کے متعلق رواۃ میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے جو اصل واقعہ کو مضر نہیں جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے۔

اور قبل ازیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بیان ہو چکی ہے جس میں آپؐ کے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہونے کا ذکر ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگوں نے مدینہ میں ایک آواز سنی تو آپ اس گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہ بڑا سست رو تھا اور شہسوار بھی اس آواز کی طرف سوار ہو کر گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حقیقت حال معلوم کرنے کے بعد واپس آتے پایا آپ نے اس کی کوئی حقیقت نہ پائی اور آپ اس کی ننگی پشت پر سوار ہو گئے اور آپ گردن میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے اور آپ واپسی پر فرما رہے تھے کہ ڈرو نہیں ڈرو نہیں' ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا اور ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا ہے یعنی سبقت کرنے والا پایا ہے اور یہ گھوڑا اس شب سے قبل سست رو تھا اور اس کے بعد اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس کے غبار کو چیرا جا سکتا تھا اور یہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے تھا۔

اونٹ کے واقعہ میں ایک اور غریب حدیث:

شیخ ابو محمد عبداللہ بن حامد الفقیہ اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں جو ایک بڑی جلد ہے اور بہت سے فوائد سے بھرپور ہے' بیان کرتے ہیں کہ ابوعلی فارسی نے مجھے بتایا کہ ابوسعید نے بحوالہ عبدالعزیز بن شہلان القواس ہم سے بیان کیا کہ ابوعمرو عثمان بن محمد بن خالد الراسبی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن علی بصری نے ہم سے بیان کیا کہ سلامہ بن سعید بن زیاد بن ابی مہند الرازی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے اپنے باپ اور دادا کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ غنیم بن اوس یعنی الرازی نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور گھبراہٹ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے اونٹ پرسکون ہو جا' اگر تو سچا ہے تو تجھے سچ کا صلہ ملے گا اور اگر تو

بھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر پڑے کا باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اونٹ کو امان دی ہے اور ہماری پناہ لینے والے کو خوف نہ ہوگا' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس اونٹ نے مالکوں نے اسے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے اور یہ ان سے بھاگ آیا ہے اور تمہارے نبی سے مدد مانگتا ہے' اسی دوران میں اس کے مالک بھی دوڑتے ہوئے آ گئے' جب اونٹ نے انہیں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کے سر کی طرف لوٹ آیا انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارا اونٹ ہے جو تین دن سے ہمارے پاس سے بھاگ آیا ہے اور ہم نے اسے آپ کے سامنے پایا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ سخت شکایت کرتا ہے' انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے کہ اس نے تمہارے اونٹوں میں امن و امان سے پرورش پائی ہے اور تم گرمی کے موسم میں گھاس کی جگہ تک اس پر سواری کرتے رہے ہو اور جب موسم سرما آتا تو تم گرم جگہ کی طرف کوچ کر جاتے تھے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ایسے ہوتا رہتا ہے آپ نے فرمایا' اچھے غلام کو اپنے مالکوں سے کیا صلہ ملا؟ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ ہم نہ اسے فروخت کریں گے اور نہ ذبح کریں گے آپ نے فرمایا' اس نے مدد مانگی تو تم نے اس کی مدد نہ کی اور میں تمہارے مقابلہ میں رحم کرنے کا زیادہ سزاوار ہوں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے دلوں سے رحمت' سلب کر لی ہے اور اسے مؤمنین کے دلوں میں جاگزیں کر دیا ہے' پس آپ نے اسے سو درہم میں خرید لیا پھر فرمایا اے اونٹ چلا جا تو رضائے الٰہی کے لیے آزاد ہے تو وہ رسول کریم ﷺ کے سر کے پاس بلبلایا تو آپؐ نے آمین کہا پھر وہ دوسری بار بلبلایا تو آپؐ نے آمین کہا' پھر وہ تیسری بار بلبلایا تو آپؐ نے آمین کہا پھر وہ چوتھی بار بلبلایا تو رسول اللہ ﷺ رو پڑے' ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے اے نبی اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور قرآن کی طرف سے جزائے خیر دے' میں نے کہا آمین۔ اس نے کہا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آپ کی امت کے خوف کو اس طرح دور کر دے جس طرح آپ نے میرے خوف کو دور کیا ہے' میں نے کہا آمین! اس نے کہا' اللہ تعالیٰ آپ کی امت کے خون کو اس کے دشمنوں سے اس طرح بچائے جیسے آپ نے میرے خون کو بچایا ہے' میں نے کہا آمین' اس نے کہا اور اللہ آپس میں اس کی جنگ نہ کرائے تو میں رو پڑا اور میں نے کہا ان تین باتوں کا مطالبہ میں نے اپنے رب سے کیا تو اس نے مجھے وہ عطا کیں اور ایک سے مجھے منع فرمایا اور جبریل نے مجھے اللہ تعالیٰ سے خبر لے کر بتایا کہ آپ کی امت کی تباہی تلوار سے ہوگی اور جو کچھ ہونے والا ہے اس پر قلم چل چکا ہے۔

میں کہتا ہوں یہ حدیث بہت غریب ہے' میں نے دلائل کے مصنفین میں سے سوائے اس مصنف کے اور کسی کو اس حدیث کو بیان کرتے نہیں دیکھا اور اس کے اسناد اور متن میں بھی نکارت اور غرابت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

بکریوں کے آپ کو سجدہ کرنے کی حدیث:

اسی طرح ابو محمد عبداللہ بن حامد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن صاعد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عوف الحمصی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن العلاء الزبیدی نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن یوسف کندی ابو عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابو جعفر الرازی' نے ربیع بن انس سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک باغ میں گئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر' حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور ایک انصاری بھی تھا اور باغ میں بکریاں بھی تھیں انہوں نے آپ کو سجدہ

کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' یارسول اللہ ﷺ ہم ان بکریوں کی نسبت آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں آپ نے فرمایا کسی کے لیے روا نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے اور اگر کسی کے لیے کسی کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے' یہ حدیث غریب ہے اور اس کے اسناد میں مجہول آدمی ہیں۔

بھیڑیے کا واقعہ اور اس کا رسالت کی شہادت دینا:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ قاسم بن فضل الحمدانی نے ابونضرہ سے بحوالہ ابوسعید خدری ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اسے پکڑ لیا اور چرواہے نے بھیڑیے کو تلاش کر کے اس سے بکری چھین لی تو بھیڑیے نے اپنی دم کے بل بیٹھ کر کہا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے جو اس نے مجھے دیا ہے اس نے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ بھیڑیا مجھ سے انسانوں کی طرح کلام کرتا ہے' بھیڑیے نے کہا کیا میں تجھے اس سے بھی زیادہ عجیب بات نہ بتاؤں؟ محمد ﷺ یثرب میں لوگوں کو گذشتہ خبریں بتاتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا مدینہ آ گیا اور اس کے ایک کونے میں سمٹ گیا' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اطلاع دی تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے الصلاۃ جامعۃ [1] کا اعلان کیا گیا پھر آپ نے باہر آ کر چرواہے سے فرمایا کہ ان کو بات بتاؤ تو اس نے انہیں بات بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے درست کہا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے' جب تک درندے انسانوں سے کلام نہ کریں' قیامت قائم نہ ہوگی' اور آدمی' اپنے کوڑے کے سرے اور اپنے جوتے کے تسمے سے بات کرے گا اور جو کچھ اس کے گھر والے اس کے بعد کریں گے اس کی ران اسے اس کی خبر دے گی' یہ اسناد صحیح کی شرط کے مطابق ہے اور بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ترمذی نے صرف اس کا یہ قول ہی روایت کیا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب تک درندے انسانوں سے کلام نہ کریں' قیامت قائم نہ ہوگی الیٰ آخرہ' ترمذی نے یہ روایت عن سفیان بن وکیع عن ابیہ عن القاسم بن الفضل بیان کی ہے پھر کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے اور ہم اسے صرف القاسم کی حدیث سے جانتے ہیں جو اہل حدیث کے نزدیک ثقہ مامون ہے اور یحییٰ اور ابن مہدی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہم کو بتایا کہ عبداللہ بن ابی حسین نے مجھ سے بیان کیا کہ شہر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابوسعید خدری نے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ اس سے بیان کیا کہ ایک بدو' مدینہ کی ایک طرف اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیے نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کی ایک بکری لے گیا بدو نے اسے مل کر اس سے بکری کو چھڑا لیا

---

[1] ابتدائی مسلمانوں کے ہاں یہ دستور تھا کہ جب کوئی اہم اور قومی کام ہوتا تو الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا جاتا اور سب لوگ مسجد میں جمع ہو جاتے تو سب سے پہلے دو رکعت نماز ادا کی جاتی پھر اس اہم معاملہ کو پیش کیا جاتا اور رائے وغیرہ لی جاتی۔ مترجم

اور اسے ڈانٹا تو بھیڑیا چلتے ہوئے اس سے ایک طرف ہو گیا پھر اپنی دم سے بو اڑاتا ہوا اس سے مخاطب ہوتے ہوئے چوتڑوں کے بل بیٹھ گیا اور کہنے لگا' تو نے میرا وہ رزق لے لیا ہے جو مجھے اللہ نے دیا ہے اس نے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایک بھیڑیا اپنی دم سے بو اڑاتا ہوا مجھ سے مخاطب ہوتا ہے' اس نے کہا' خدا کی قسم تو اس سے بھی عجیب باتیں چھوڑے گا اس نے کہا اس سے عجیب بات کیا ہے اس نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ پتھروں کے درمیان دو کھجور کے درختوں میں لوگوں سے گذشتہ اور آئندہ کی خبریں بیان کر رہے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ بدو نے اپنی بکریوں کو ہانکا اور انہیں مدینہ کی ایک جانب لے آیا پھر اس نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ کھٹکھٹایا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا' بکریوں والا بدو کہاں ہے؟ بدو کھڑا ہوا تو آپؐ نے فرمایا' جو کچھ تو نے سنا اور دیکھا ہے اسے لوگوں کے سامنے بیان کر' بدو نے بھیڑیئے سے جو کچھ سنا اور دیکھا تھا اسے بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے درست کہا ہے' قیامت سے پہلے کچھ نشانات ہوں گے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' قیامت اس وقت قائم ہوگی جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر باہر جائے گا اور اس کا جوتا یا کوڑا یا عصا اسے اس بات کی خبر دے گا جو اس کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا ہوگا۔ یہ اہل سنن کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور بیہقی نے اسے النفیلی کی حدیث سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے معقل بن عبداللہ بن شہر بن حوشب کو بحوالہ ابوسعید یہ حدیث پہنچائی اور اسے بیان کیا ہے پھر حاکم اور ابوسعید بن عمرو نے اسے عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر عن عبدالحمید بن بہرام عن شہر بن حوشب عن ابی سعید روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور حافظ ابونعیم نے اسے عبدالرحمان بن یزید بن تمیم کے طریق سے عن زہری عن سعید بن المسیب عن ابی سعید روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن اشعث بن عبدالملک عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیا' بکریوں کے ایک چرواہے کے پاس آیا اور اس نے ایک بکری پکڑ لی اور چرواہے نے بھیڑیئے کو تلاش کر کے اس سے بکری چھین لی' راوی بیان کرتا ہے کہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر چوتڑوں کے بل بیٹھ گیا اور بو اڑائی اور کہنے لگا تو نے مجھ سے وہ رزق چھین لیا ہے جو اللہ نے مجھے دیا ہے' وہ آدمی کہنے لگا خدا کی قسم میں نے آج تک بھیڑیئے کو بات کرتے نہیں دیکھا' بھیڑیا کہنے لگا' اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ سیاہ پتھروں کے درمیان کھجور کے دو درختوں میں ایک آدمی تم کو گذشتہ اور آئندہ ہونے والے امور کی خبریں دے رہا ہے اور وہ چرواہا یہودی تھا' پس وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا اور آپ کو بات بتائی تو آپ نے اس کی تصدیق کی پھر آپؐ نے فرمایا' یہ قیامت سے پہلے کی علامات میں سے ایک علامت ہے اور قریب ہے کہ آدمی باہر نکلے اور اس کی واپسی پر اس کا جوتا اور کوڑا اس کو وہ باتیں بتائیں جو اس کے بعد اس کے گھر والوں نے کیں' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور یہ سنن کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور شاید شہر بن حوشب نے اسے ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہو۔ واللہ اعلم

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث:

ابونعیم دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یحییٰ بن مندہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن الحسن بن سالم نے ہم سے بیان کیا کہ الحسن الرفا نے عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' اور سلیمان طبرانی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن محمد بن ناجیہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن یونس لولوی نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن سلیمان الرفا نے عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ حضرت انس بن مالک ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں' میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو میری بکریاں میرے کنٹرول سے باہر ہو گئیں تو ایک بھیڑیئے نے آ کر ایک بکری پکڑ لی تو چرواہے اس کے پیچھے دوڑ پڑے تو اس نے کہا' جو خوراک اللہ نے مجھے دی ہے تم اسے مجھ سے چھینتے ہو؟ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ حیران رہ گئے تو اس نے کہا تم بھیڑیئے کی بات پر تعجب کیوں کرتے ہو' محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو چکی ہے جس کی کوئی تصدیق کرتا ہے اور کوئی تکذیب' پھر ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ حسین بن سلیمان' اسے عبدالملک سے روایت کرنے میں متفرد ہیں میں کہتا ہوں اس حسین بن سلیمان کو طلحی کوفی کہا جاتا ہے' ابن عدی نے بحوالہ عبدالملک بن عمیر اس کی احادیث بیان کی ہیں پھر کہا ہے کہ وہ ان کی موافقت نہیں کرتا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعد المالینی نے ہمیں بتایا کہ ابواحمد بن عدی نے ہمیں خبر دی کہ عبداللہ بن ابی داؤد سجستانی نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن یوسف بن ابی عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن حسن نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحسن نے مجھے بتایا کہ عبدالرحمٰن بن حرملہ نے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب ؒ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک چرواہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے آ کر ایک بکری پکڑ لی تو چرواہے نے حملہ کر کے اس کے منہ سے بکری چھین لی تو بھیڑیئے نے اسے کہا' کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اور تو مجھے اس رزق سے روکتا ہے جو اللہ نے مجھے دیا ہے اور اسے مجھ سے چھینتا ہے؟ چرواہے نے اسے کہا اس بھیڑیئے سے تعجب ہے جو باتیں کرتا ہے بھیڑیئے نے کہا' کیا میں تجھے وہ بات نہ بتاؤں جو میرے کلام کرنے سے بھی عجیب تر ہے؟ وہ شخص میرے کلام کرنے سے بھی عجیب تر ہے جو کھجور کے درختوں میں لوگوں کو اوّلین اور آخرین کی باتوں کی خبر دیتا ہے' پس چرواہا چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ کو واقعہ بتایا اور مسلمان ہو گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اسے لوگوں کو بتاؤ' حافظ ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی داؤد نے ہمیں بتایا کہ اس چرواہے کے بیٹوں کو بنو مکلم الذہب (بھیڑیئے سے گفتگو کرنے والے کے بیٹے) کہا جاتا ہے اور ان کے پاس اموال اور اونٹ ہیں اور وہ بنوخزاعہ میں سے ہیں اور بھیڑیئے سے بات کرنے والے کا نام اھبان ہے' حافظ ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن اشعث خزاعی اس کے بیٹوں میں سے ہیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں' یہ بات واقعہ کی مشہوری پر دلالت کرتی ہے اور حدیث کو قوت دیتی ہے۔

اور محمد بن اسماعیل بخاری کی حدیث سے تاریخ میں روایت کی گئی ہے کہ ابوطلحہ نے مجھ سے بیان کیا کہ سفیان بن حمزہ اسلمی

نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عامر اسلمی نے' ربیعہ بن اوس سے عن انس بن عمرو عن اھیان بن اوس سنا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی بکریوں میں تھا کہ بھیڑیئے نے اس سے بات کی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اس کا اسناد' قوی نہیں' پھر بیہقی نے ابو عبدالرحمن سلمی سے روایت کی ہے کہ میں نے حسین بن احمد الرازی سے سنا کہ میں نے ابو سلیمان المقری کو بیان کرتے سنا کہ میں گدھے پر ایک شہر میں گیا تو گدھا مجھے راستے سے ایک طرف لے گیا تو میں نے اس کے سر پر مارا تو اس نے میری طرف سر اٹھا کر مجھے کہا' اے ابو سلیمان اپنے دماغ پر قائم رہ کر مار' اور وہ اسے مار رہا تھا' راوی بیان کرتا ہے میں نے اسے کہا اس نے تجھ سے سمجھ آ جانے والی بات کی ہے اس نے کہا جیسے تم مجھ سے اور میں تم سے بات کر رہا ہوں۔

بھیڑیئے کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

سعید بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حبان بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن عمیر نے ابو الاوس الحارثی سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چوتڑوں کے بل بیٹھ گیا اور اپنی دم ہلانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھیڑیوں کا نمائندہ ہے جو تم سے مطالبہ کرنے آیا ہے کہ تم اپنے اموال میں اس کا حصہ مقرر کر دو' لوگوں نے کہا خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے' لوگوں میں سے ایک شخص نے پتھر لے کر اسے مارا تو بھیڑیا پیٹھ پھیر کر چیختا ہوا چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بھیڑیا اور بھیڑیا کیا ہے؟

اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی عبداللہ اصبہانی عن محمد بن مسلمہ عن یزید بن ہارون عن شعبہ عن عبدالملک بن عمیر عن رجل روایت کیا ہے اور حافظ ابو بکر البزار نے اسے عن محمد بن المثنیٰ عن غندر عن شعبہ عن عبدالملک بن عمیر عن رجل عن مکحول عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے اور عن یوسف بن موسیٰ عن جریر بن عبدالحمید عن عبدالملک بن عمیر عن ابی الادبر عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں ایک روز' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر فرمایا بھیڑیا اور بھیڑیا کیا ہے؟ وہ تم سے مطالبہ کرنے آیا ہے کہ تم اسے دو یا اسے اپنے اموال میں شریک کرو تو ایک آدمی نے اسے پتھر مارا تو وہ چلتا بنا یا چیختا ہوا پیٹھ پھیر گیا۔

اور محمد بن اسحاق' زہری سے بحوالہ حضرت حمزہ بن ابی اسید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں ایک انصاری کا جنازہ پڑھنے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بھیڑیا اپنی دونوں اگلی ٹانگیں پھیلائے راستے میں بیٹھا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تم سے حصہ مقرر کروانے آیا ہے اس کے لیے حصہ مقرر کر دو' لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رائے کیا ہے آپ نے فرمایا ہر سال ہر چرنے والے جانور سے ایک بکری' انہوں نے کہا یہ زیادہ ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے بھیڑیئے کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے چھین لے تو وہ بھیڑیا چلا گیا' اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور واقدی نے ایک آدمی سے جس کا اس نے نام لیا ہے بحوالہ المطلب بن عبداللہ بن خطیب بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تھے کہ ایک بھیڑیا آ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا' یہ تمہاری طرف درندوں کا

نمائندے ہیں اگر تم پسند کرو تو اس کے لیے کچھ مقرر کر دو اور اسے کسی دوسرے کے پاس نہ بھیجو اور اگر تم چاہو تو اسے چھوڑ دو اور اس سے احتراز کرو اور جو وہ لے لے وہ اس کا رزق ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا دل اس کو کچھ نہیں دینا چاہتا تو آپ نے اپنی تین انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے چھین لے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ چیختا ہوا پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ اور ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن احمد نے ہم سے بیان کہ معاذ بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے شمر بن عطیہ سے مزینہ کے ایک آدمی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ جہینہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو تقریباً ایک سو بھیڑیوں کا وفد آیا اور وہ چوتڑوں کے بل بیٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھیڑیوں کے نمائندے ہیں جو اس لیے تمہارے پاس آئے ہیں کہ تم اپنے کھانے میں سے کچھ حصہ ان کے لیے مقرر کر دو اور دوسروں سے محفوظ رہو اور انہوں نے آپ کے پاس حاجت کی شکایت کی' راوی بیان کرتا ہے آپ نے ان کو واپس کر دیا اور وہ چیختے ہوئے چلے گئے۔

اور قاضی عیاض نے بھیڑیئے کی حدیث پر کلام کیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ' ابوسعید اور اھبان بن اوس سے روایت کی ہے جسے مکلم الذہب (بھیڑیئے سے گفتگو کرنے والا) کہا جاتا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے وہب نے روایت کی ہے کہ یہ ماجرا ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ کو ایک بھیڑیئے کے ساتھ پیش آیا تھا انہوں نے دیکھا کہ اس نے ایک بچے کو پکڑا اور وہ بچہ حرم میں داخل ہو گیا اور بھیڑیا واپس آ گیا تو وہ دونوں اس سے بہت حیران ہوئے' تو بھیڑیئے نے کہا' اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ محمد بن عبداللہ مدینے میں تم کو جنت کی طرف بلاتے ہیں اور تم انہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہو تو ابوسفیان نے کہا' لات وعزیٰ کی قسم اگر تو یہ بات مکہ میں کہتا تو اہل مکہ' مکہ کو چھوڑ دیتے۔

اس جنگلی جانور کا واقعہ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہتا تھا اور آپؐ اس کا اکرام واحترام کرتے تھے:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے مجاہد سے بیان کیا کہ مجاہد ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنگلی جانور تھا' جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر چلے جاتے تو وہ کھیلتا اور دوڑتا اور آگے پیچھے آتا جاتا اور جب وہ محسوس کرتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندر آ گئے ہیں تو وہ بیٹھ جاتا اور جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں رہتے تو وہ اس بات کی کراہت کے باعث کہ آپ کو تکلیف نہ ہو' خاموش رہتا۔ احمد نے اسے اسی طرح وکیع اور قطن سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے یونس بن ابی اسحاق السبیعی سے روایت کیا ہے یہ اسناد صحیح کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور یہ مشہور حدیث ہے۔ واللہ اعلم

شیر کا واقعہ:

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سفینہ کے حالات میں ان کی وہ حدیث بیان کی ہے جب ان کی کشتی ٹوٹ گئی اور وہ اس کے ایک تختے پر سوار ہو کر ایک سمندری جزیرہ میں چلے گئے تو انہوں نے وہاں ایک شیر دیکھا تو آپ نے اسے کہا اے ابوالحارث' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام سفینہ ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے میرے کندھے پر ضرب لگائی اور میری نگہبانی کرنے لگا حتیٰ

کہ اس نے مجھے راستے پر ڈال دیا پھر کچھ دیر گر جتا رہا اور میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے الحجبی سے بحوالہ محمد بن المنکدر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہؓ رومی علاقے میں فوج سے بچھڑ گئے یا قید ہو گئے تو وہ فوج کی تلاش میں بھاگے کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک شیر کھڑا ہے آپ نے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور میرا یہ معاملہ ہے تو شیر دم ہلاتا ہوا آیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا جب کبھی وہ ان کی آواز سنتا ان کے قریب ہو جاتا پھر وہ آپ کے پہلو میں چلنے لگا اور مسلسل اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ آپ کو فوج میں پہنچا دیا پھر شیر آپ کو چھوڑ کر واپس آ گیا اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

ہرنی کی حدیث:

حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن احمد نے لکھوا کر ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن محمد بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالکریم بن ہلال الجعفی نے عن صالح المری عن ثابت البنانی عن انس بن مالکؓ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جنہوں نے ایک ہرنی کو شکار کر کے خیمے کے ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا' ہرنی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پکڑی گئی ہوں اور میرے دونو زائیدہ بچے ہیں مجھے ان دونوں کو دودھ پلانے کی اجازت لے دیجیے میں دوبارہ ان کے پاس آ جاؤں گی آپ نے فرمایا' اس ہرنی کا مالک کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس کے مالک ہیں آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو تاکہ یہ جا کر اپنے دونوں بچوں کو دودھ پلا آئے اور پھر یہ تمہارے پاس آ جائے گی' انہوں نے کہا ہمارے لیے اس کا ضامن کون ہو گا' آپ نے فرمایا' میں ضامن ہوں پس انہوں نے اسے آزاد کر دیا تو وہ چلتی گئی اور دودھ پلا کر پھر ان کے پاس واپس آ گئی تو انہوں نے اسے باندھ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گذرے تو فرمایا' اس کے مالک کہاں ہیں' انہوں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم یہاں ہیں' آپ نے فرمایا' اسے میرے پاس فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کی ہوئی تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو انہوں نے اسے آزاد کر دیا تو وہ چلی گئی۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ ابواحمد محمد بن احمد الغطریفی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن موسیٰ بن انس بن نصر بن عبیداللہ بن محمد بن سیرین نے بصرہ میں ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن یحییٰ بن خلاء نے ہم سے بیان کیا کہ حبان بن اغلب بن تمیم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے عن ہشام بن حبان عن الحسن عن ضبہ بن محسن عن ام سلمہ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پتھریلی زمین میں تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آواز دینے والا آپ کو آواز دے رہا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بیان کرتے ہیں' میں نے مڑ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا' آپ فرماتے ہیں میں تھوڑی دور گیا تو پھر آواز دینے والے نے آواز دی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ فرماتے ہیں میں نے مڑ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا اور آواز دینے والا آواز دے رہا ہے تو میں نے آواز کا پیچھا کیا اور اچانک رسی کے ساتھ بندھی ہوئی ایک ہرنی کے پاس پہنچ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بدو چادر اوڑھ کر دھوپ میں لیٹا ہوا ہے' ہرنی کہنے لگی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بدو نے ابھی مجھے شکار کر لیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دونو زائیدہ بچے

ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے آزاد کر دیں تا کہ میں ان دونوں بچوں کو دودھ پلا آؤں پھر میں اپنی رسی کے پاس آ جاؤں گی؟ آپ نے فرمایا تو ایسے ہی کرے گی؟ اس نے کہا اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے دس گنا عذاب دے رسول اللہ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا' وہ چلی گئی اور دونوں بچوں کو دودھ پلا کر آ گئی' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے باندھ رہے تھے کہ بدو بیدار ہو گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں نے ابھی اسے پکڑا ہے اگر آپ کو اس کی کچھ ضرورت ہے تو یہ آپ کی ہوئی آپؐ نے فرمایا ہاں مجھے اس کی ضرورت ہے اس نے کہا یہ آپ کی ہوئی' پس آپؐ نے اسے آزاد کر دیا تو وہ خوشی سے دوڑتے ہوئے صحرا میں چلی گئی اور وہ زمین پر اپنے پاؤں مار کر کہنے لگی' میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اسے آدم بن ابی ایاس نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ میرے مخلص دوست نوح بن الہیثم عن حبان بن اغلب عن ابیہ عن ہشام بن حبان مجھ سے بیان کیا اور اس نے اس سے تجاوز نہیں کیا' اور ابو محمد عبداللہ بن حامد الفقیہ نے اسے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں ابراہیم بن مہدی کی حدیث سے عن ابن اغلب بن تمیم عن ابیہ عن ہشام بن حبان عن الحسن بن ضبہ بن ابی سلمہ روایت کیا ہے اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبیداللہ الحافظ نے اجازۃً مجھے بتایا کہ ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم الشیبانی نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن حازم بن ابی عروۃ الغفاری نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن قادم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعلاء خالد بن طہمان نے عطیہ سے بحوالہ ابوسعید ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہرنی کے پاس سے گذرے جو ایک خیمے کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے رہائی دلوایئے تا کہ میں جا کر اپنے دونو زائیدہ بچوں کو دودھ پلا آؤں پھر میں واپس آ جاؤں گی تو آپ مجھے باندھ دیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگوں کا شکار اور لوگوں کا بندھا ہوا جانور' راوی بیان کرتا ہے آپ نے اس سے عہد لیا تو اس نے آپ کو قسم دی تو آپ نے اسے کھول دیا' تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آ گئی اور اس کے تھنوں میں جتنا دودھ تھا ختم کر آئی' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے باندھ دیا پھر اس کے مالکوں کے خیمے میں آئے اور ان سے اسے عطیۃً مانگا تو انہوں نے اسے آپ کو بخش دیا تو آپؐ نے اسے کھول دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بہائم موت کے متعلق وہ کچھ جانتے جو تم جانتے ہو تو تم ان میں سے کبھی کوئی موٹا جانور نہ کھاتے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے ایک اور ضعیف طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے' ابوبکر احمد بن الحسن القاضی نے ہمیں بتایا کہ ابوعلی حامد بن محمد الہروی نے ہمیں خبر دی کہ بشر بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحفص عمر بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ یعلی بن ابراہیم الغزالی نے ہم سے بیان کیا کہ الہیثم بن حماد نے ابی کثیر سے بحوالہ یزید بن ارقم ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینے کے ایک کوچے میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ ہم ایک بدو کے خیمے کے پاس سے گذرے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہرنی خیمے کے ساتھ بندھی ہوئی ہے اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس بدو نے مجھے شکار کر لیا ہے اور جنگل میں میرے دونو زائیدہ بچے ہیں اور میرے تھنوں کے سروں میں دودھ گاڑھا ہو گیا ہے وہ نہ مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں راحت حاصل کروں اور نہ مجھے چھوڑتا ہے کہ میں جنگل میں اپنے بچوں کے پاس واپس چلی جاؤں' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو تو واپس

آ جائے گی؟ اس نے کہا ہاں' اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے دس گنا عذاب دے۔

راوی بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا' تھوڑی دیر بعد وہ آگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خیمے کے ساتھ باندھ دیا اور بدو بھی ایک مشکیزہ لیے آ گیا' آپ نے اسے فرمایا کیا تو اسے میرے پاس فروخت کرے گا؟ اس نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کی ہوئی تو آپ نے اسے چھوڑ دیا' حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نے اسے جنگل میں تسبیح کرتے دیکھا ہے اور وہ کہہ رہی تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اور ابونعیم نے اسے روایت کیا ہے کہ ابوعلی محمد بن احمد بن الحسن بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا اور پھر اس کا ذکر کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ اس کے کچھ حصے میں نکارت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

اور ہم نے آپ کے دودھ بڑھا دینے کے باب میں اس بکری کا ذکر کیا ہے جو جنگل سے آئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام حسن بن سعید کو اس کے دودھ دوہنے کا حکم دیا تو اس نے اسے دوہا نیز آپ نے اسے حکم دیا کہ اس کی حفاظت کرے اور اس کو پتہ بھی نہ چلا تو وہ چلی بھی گئی' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جو اسے لایا تھا وہی اسے لے گیا ہے اور یہ دو طریقوں سے دو صحابیوں سے مروی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

گوہ کی منکر اور غریب حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابومنصور احمد بن علی الدامغانی جو بیہق کی نواحی بستی نامیں کے باشندے ہیں' نے اپنی اصل کتاب سے پڑھ کر ہمیں بتایا کہ ابواحمد بن علی بن عدی الحافظ نے شعبان ۳۰۲ھ میں ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ولید سلمی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ معمر بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ کہمس نے عن داؤد بن ابی ہند عن عامر بن عمر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی محفل میں تھے کہ بنی سلیم کا ایک بدو آ گیا جس نے ایک گوہ کو شکار کر کے اپنی آستین میں رکھا ہوا تھا تا کہ اسے اپنے گھر لے جا کر بھونے اور کھائے جب اس نے جماعت کو دیکھا تو کہنے لگا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نبی ہے' وہ لوگوں کو چیرتا ہوا آیا لات وعزیٰ کی قسم' آسمان کے نیچے کوئی اہل زبان مجھے آپ سے زیادہ مبغوض اور ناپسند نہیں اور اگر میری قوم میرا نام جلد باز نہ رکھتی تو میں جلدی سے حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیتا اور آپ کے قتل سے اسود واحمر اور ابیض وغیرہ خوش ہو جاتے' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھوڑ دیجیے میں اٹھ کر اسے قتل کر دوں آپ نے فرمایا' اے عمر کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہوسکتا ہے کہ حلیم' نبی ہو جائے؟ پھر آپ نے بدو کے پاس آ کر کہا تو نے جو بات کہی ہے اس پر تجھے کس امر نے آمادہ کیا ہے اور تو نے درست بات نہیں کی اور نہ تو نے مجلس میں میرا اکرام کیا ہے؟ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کرتے ہوئے۔ کہا آپ بھی مجھ سے اسی طرح بات کر رہے ہیں۔ لات وعزیٰ کی قسم' میں آپ پر ایمان نہیں لایا یا یہ گوہ آپ پر ایمان رکھتی ہے۔ اور اس نے اپنی آستین سے گوہ کو نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پھینک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گوہ' تو گوہ نے واضح عربی زبان میں آپ کو جواب دیا جسے سب لوگوں نے سنا کہ اے قیامت تک آنے والوں کی زینت میں آپ کی خدمت میں بار بار حاضر ہوں آپ نے فرمایا' اے گوہ!

تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ اس نے کہا' اس کی' جس کا عرش آسمان میں ہے اور زمین میں اس کی حکومت ہے اور سمندر میں اس کا راستہ ہے اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے' آپ نے فرمایا' اے گوہ! میں کون ہوں اس نے کہا رب العالمین کے رسول اور خاتم النبیین' جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کی تکذیب کی وہ ناکام ہو گیا' بدو نے کہا' خدا کی قسم میں آنکھ سے دیکھنے کے بعد' کسی طریق کی اتباع نہیں کروں گا' خدا کی قسم میں آپ کے پاس آیا اور روئے زمین پر آپ سے بڑھ کر مجھے مبغوض کوئی نہ تھا اور آج آپ مجھے میرے والدین اور میری آنکھ اور میری ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور میں اپنے ظاہر و باطن اور اندر اور باہر سے آپ سے محبت کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے ذریعے تجھے ہدایت دی یہ دین غالب ہو گا اور مغلوب نہیں ہو گا اور یہ نماز سے مقبول ہوتا ہے اور نماز' قرآن سے مقبول ہوتی ہے' اس نے کہا مجھے قرآن سکھایئے تو آپ نے اسے قل ھو اللہ احد سکھایا اس نے کہا مجھے مزید سکھایئے میں نے مفصل اور مختصر بلیغ کلام میں اس سے بہتر نہیں سنا' آپ نے فرمایا اے بدو' یہ کلام الٰہی ہے جو شعر نہیں اور اگر تو نے ایک بار قل ھو اللہ احد پڑھا تو تجھے تہائی قرآن پڑھنے والے کا سا اجر ملے گا اور اگر تو نے اسے دو بار پڑھا تو تجھے دو تہائی قرآن پڑھنے والے کا سا اجر ملے گا اور جب تو اسے تین بار پڑھے گا تو تجھے سارا قرآن پڑھنے والے کا سا اجر ملے گا' بدو نے کہا' ہمارا معبود کیا ہی اچھا معبود ہے جو تھوڑے کو قبول کرتا ہے اور بہت دیتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تمہارے پاس مال ہے' اس نے کہا' سارے بنی سلیم میں مجھ سے غریب آدمی کوئی نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اسے دو' انہوں نے اسے اتنا دیا کہ اسے دہشت زدہ کر دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس کے لیے ایک دس ماہ کی حاملہ اونٹنی ہے جو بختی سے کم تر اور برہنہ پشت سے بڑھ کر ہے وہ تیز رو ہے' جس سے ملا نہیں جا سکتا وہ آپ نے تبوک کے روز مجھے عطا فرمائی تھی میں اسے خدا کے حضور نذرانہ پیش کر کے قرب الٰہی طلب کرتے ہوئے اسے بدو کو دیتا ہوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ نے اپنی ناقہ کی تعریف کی ہے' میں ان چیزوں کی تعریف بیان کرتا ہوں جو قیامت کے روز آپ کو ملیں گی انہوں نے عرض کیا بہت اچھا' آپؐ نے فرمایا' آپ کے لیے کھو کھلے موتیوں کی ایک ناقہ ہو گی جس کی ٹانگیں سبز زبرجد کی اور گردن پیلے زبرجد کی ہو گی اس پر ہودج ہو گا اور ہودج پر باریک اور نفیس ریشم ہو گا اور وہ آپ کو لے کر پل صراط سے برق خاطف کی طرح گذر جائے گی اور قیامت کے روز جو لوگ آپ کو دیکھیں گے آپ پر رشک کریں گے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے عرض کیا: میں راضی ہوں' بدو باہر نکلا تو اسے بنو سلیم کے ایک ہزار بدو ایک ہزار سواریوں پر ملے جن کے پاس ایک ہزار تلواریں اور ایک ہزار نیزے تھے اس نے ان سے پوچھا تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس شخص کی طرف جا رہے ہیں جس نے ہمارے معبودوں کو بے وقوف قرار دیا ہے ہم اسے قتل کریں گے' اس نے کہا ایسا نہ کرنا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسولؐ ہیں اور پھر ان کو وہ بات بتائی جوان سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر وہ آپ کی مجلس میں آئے تو رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی گئی تو آپ چادر کے بغیر انہیں ملے اور وہ اپنی سواریوں سے اترے اور واپسی پر وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پڑے رہتے تھے پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیجیے آپ نے فرمایا تم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے رہو پس نہ ہی عربوں میں سے اور نہ ہی دیگر لوگوں میں سے ان کے سوا' ایک ہزار آدمی ایمان لایا' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے ہمارے شیخ ابو عبداللہ الحافظ نے ابی احمد بن عدی الحافظ کی اجازت سے معجزات میں بیان کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ حافظ ابو نعیم نے بحوالہ ابوالقاسم بن احمد الطبر انی املاءً و قراءۃً اسے الدلائل میں بیان کیا ہے' محمد بن علی بن ولید السلمی البصری ابوبکر کنانہ نے ہم سے بیان کیا اور اس کی مانند حدیث بیان کی اور ابوبکر اسماعیلی نے اسے بحوالہ محمد بن علی بن ولید السلمی البصری روایت کیا ہے' امام بیہقی بیان کرتے ہیں اس' بارے میں حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی گئی ہے اور ہم نے اسے بہترین سند سے بیان کیا ہے مگر وہ بھی ضعیف ہے اور اس کی ذمہ داری اس سلمی پر ہے۔ واللہ اعلم

حدیث حمار:

کئی کبار حفاظ نے اسے منکر قرار دیا ہے' ابو محمد بن عبداللہ بن حامد بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن احمد بن حمدان السحر کی نے ہمیں بتایا کہ عمر بن محمد بن بجیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابو جعفر محمد بن یزید نے املاءً ہم سے بیان کیا کہ ابو عبداللہ محمد بن عقبہ بن ابی اصہباء نے ہم سے بیان کیا کہ ابو حذیفہ نے عن عبداللہ بن حبیب الہذلی عن ابی عبدالرحمن السلمی عن ابی منظور ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خیبر پر فتح دی تو آپ کے حصے میں چار جوڑے خچر' چار جوڑے موزے' سونے چاندی کے دس اوقیے ایک سیاہ گدھا اور ایک ٹوکری آئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے گدھے سے گفتگو کی اور گدھے نے آپ سے گفتگو کی' آپ نے اسے کہا' تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا یزید بن شہاب' اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کیے' ان سب پر نبی کے سوا کوئی سوار نہیں ہوا اور میرے دادا کی نسل میں سے میرے سوا' کوئی باقی نہیں رہا اور نہ انبیاء میں آپ کے سوا' کوئی باقی رہا ہے اور میں آپ سے توقع رکھتا تھا کہ آپ مجھ پر سوار ہوں گے اور آپ سے پہلے میں ایک یہودی کے پاس تھا اور میں عمداً اسے گرا دیا کرتا تھا اور وہ میرے پیٹ کو بھوکا رکھتا تھا اور میری پشت پر مارتا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تیرا نام یعفور رکھا' اے یعفور' اس نے کہا' لبیک' آپ نے فرمایا تو مادہ کو پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا' نہیں اور رسول اللہ ﷺ اپنی ضرورت کے لیے اس پر سوار ہوتے تھے اور جب اس سے اترتے تو اسے ایک آدمی کے دروازے کی طرف بھیج دیتے وہ دروازے پر آکر اسے اپنے سر سے کھٹکھٹاتا اور جب مالک مکان اس کے پاس آتا تو وہ اسے اشارہ کرتا کہ رسول اللہ ﷺ کو جواب دو' پس جب حضرت نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے تو وہ ابوالہیثم بن النیہان کے کنویں پر آیا اور اس میں گر پڑا اور وہ غم رسول کے باعث اس کی قبر بن گیا۔

حدیث حمرہ' یہ ایک مشہور پرندہ ہے:

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ مسعودی نے' حسن بن سعد سے بحوالہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی نے باغ میں جا کر حمرہ کا انڈا نکال لیا اور حمرہ آکر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر پھڑ پھڑانے لگا تو آپؐ نے فرمایا تم میں سے کسی آدمی نے اسے تکلیف دی ہے؟ تو لوگوں میں سے

ایک آدمی نے کہا میں نے اس کا انڈا لیا ہے آپ نے فرمایا اس پر رحم کرتے ہوئے اسے واپس کر دو۔

اور بیہقی نے حاکم وغیرہ سے عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار روایت کی ہے کہ ابومعاویہ نے عن ابی اسحاق الشیبانی عن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہم ہم سے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے جس میں حمرہ کے دو بچے تھے ہم نے انہیں پکڑ لیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پھڑ پھڑانے لگا تو آپ نے فرمایا اسے کس نے اس کے دو بچوں کے بارے میں دردمند کیا ہے راوی بیان کرتا ہے ہم نے کہا' ہم نے' تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو واپس کر دو تو ہم نے انہیں ان کی جگہ پر رکھ دیا تو پھر وہ پرندہ واپس نہ آیا۔

اس بارے میں ایک اور غریب حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ الحافظ اور محمد بن حسین بن داؤد علوی نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب اموی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبید بن عتبہ کندی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن الصلت نے ہم سے بیان کیا کہ حبان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوسعید بقال نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو دور چلے جاتے' راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز آپ گئے تو ببول کے درخت تلے بیٹھ گئے اور اپنے موزے اتار دیئے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے ایک موزہ پہنا تو ایک پرندے نے آ کر دوسرا موزا اٹھا لیا اور اسے لے کر آسمان میں چکر لگانے لگا تو اس سے ایک سیاہ سانپ نکل آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک کرامت ہے جس سے اللہ نے مجھے سرفراز فرمایا ہے اے اللہ میں ان چیزوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو اپنے پاؤں اور پیٹ کے بل چلتی ہیں۔

ایک اور حدیث:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو آدمی' آپ کے پاس سے باہر گئے اور ان کے ہاتھوں میں دو چراغوں کی مانند کوئی چیز تھی اور جب وہ الگ الگ ہو گئے تو ہر ایک کے پاس ایک ایک چراغ ہو گیا حتیٰ کہ وہ اپنے گھر آ گئے اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا کہ حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ اور انصار کا ایک اور آدمی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی ایک ضرورت کے متعلق باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ رات کی ایک ساعت گزر گئی اور وہ رات بڑی تاریک تھی' وہ دونوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس لوٹے تو ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھڑی تھی اور ان دونوں میں سے ایک کی چھڑی نے ان کے لیے روشنی کر دی اور وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے اور جب ان دونوں کے راستے الگ الگ ہو گئے تو دوسرے کی چھڑی نے بھی روشنی کر دی اور وہ بھی اس کی روشنی میں چلنے لگا اور ہر ایک اپنی اپنی چھڑی کی روشنی میں اپنے گھر آ گیا۔

امام بخاری نے اسے معلق قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ معمر نے اسے بیان کیا ہے اور اسی طرح بخاری نے اسے عن حماد بن سلمہ

عن ثابت عن انس معلق قرار دیا ہے کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیرؓ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس سے باہر نکلے اور پھر اس کی مانند بات بیان کی ہے اور نسائی نے اسے عن ابی بکر بن نافع عن بشر بن اسید روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسے یزید بن ہارون کے طریق سے قوت دی ہے اور ان دونوں نے حماد بن سلمہ سے اس کی روایت کی ہے۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ الحافظ نے ہمیں بتایا کہ عبیداللہ محمد بن عبداللہ اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن مہران نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ کامل بن العلاء نے ابوصالح سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے' آپ نماز پڑھ رہے تھے جونہی آپ نے سجدہ کیا تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما چھلانگ لگا کر آپ کی پشت پر چڑھ گئے اور جب آپ نے اپنا سر اٹھایا تو آپؐ نے دونوں کو پکڑ کر آہستگی سے نیچے اتار دیا اور جب آپؐ نے دوبارہ سجدہ کیا تو وہ دونوں دوبارہ آپ کی پشت پر چڑھ گئے اور جب آپ نماز پڑھ چکے تو ایک کو ایک طرف رکھا اور دوسرے کو دوسری طرف' میں نے آپ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان دونوں کو ان کی ماں کے پاس نہ لے جاؤں؟ پس بجلی چمکی تو آپ نے فرمایا اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ اور وہ اس کی روشنی میں چلتے چلتے اپنے گھر آ گئے۔

ایک اور حدیث:

امام بخاریؒ تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ احمد بن الحجاج نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن حمزہ نے عن کثیر بن یزید عن محمد بن حمزۃ بن عمرو الاسلمی عن ابیہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم تاریک رات میں متفرق ہو گئے تو میری انگلیاں روشن ہو گئیں حتیٰ کہ انہوں نے اپنی سواریوں کو اور جو ان میں سے مر گئے تھے انہیں ان کے پاس اکٹھا کر دیا تھا میری انگلیاں روشنی دے رہی تھیں اور بیہقی نے اسے ابراہیم بن المنذر الحزامی کی حدیث سے بحوالہ سفیان بن حمزہ روایت کیا ہے اور طبرانی نے اسے ابراہیم بن حمزۃ الزہری کی حدیث سے بحوالہ سفیان بن حمزہ روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ الحافظ نے ہم سے بیان کیا' کہ ابومحمد بن احمد بن عبداللہ المدنی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ الحضرمی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالحمید بن ابی عبس انصاری حارثی نے ہم سے بیان کیا کہ میمون بن زید بن ابی عبس نے مجھے بتایا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ ابوعبس پانچوں نمازیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے پھر بنی حارثہ کی طرف واپس آ جاتے تھے پس وہ ایک تاریک بارانی رات میں گئے تو ان کی چھڑی میں روشنی ہو گئی حتیٰ کہ آپ بنی حارثہ کے قبیلے میں آ گئے' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبس بدریوں میں شامل تھے' میں کہتا ہوں کہ ہم نے یزید بن اسود تابعی سے روایت کی ہے کہ وہ جسرین سے جامع دمشق میں نماز کے لیے آیا کرتے تھے اور بسا اوقات تاریک رات میں آنے پر ان کا انگوٹھا روشن ہو جاتا تھا' اور قبل ازیں ہم مکہ میں ہجرت سے قبل'

طفیل بن عمر والدوسی کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ میں بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک نشان کا مطالبہ کیا جس سے وہ اپنی قوم کو دعوت دیں' پس جب آپ ان کے پاس گئے اور گھاٹی سے نیچے اترے تو آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور روشن ہو گیا' تو انہوں نے کہا اے اللہ! ایسا نہ کر وہ کہیں گے یہ عقوبت ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کے کوڑے کے کنارے پر بدل دیا حتیٰ کہ وہ اسے قندیل کی طرح دیکھتے تھے۔

تمیم الداری کی کرامت کے متعلق ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی نے عفان بن مسلم کی حدیث سے عن حماد بن سلمہ عن الجریری عن معاویہ بن حرمل روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حرہ سے آگ نکلی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمیم الداری کے پاس آ کر کہا' اس آگ کے پاس جاؤ' انہوں نے کہا یا امیر المومنین' میں کون ہوں اور کیا ہوں؟ راوی بیان کرتا ہے آپ انہیں مسلسل کہتے رہے حتیٰ کہ وہ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے راوی بیان کرتا ہے میں ان دونوں کے پیچھے پیچھے چلا اور وہ دونوں آگ کے پاس چلے گئے اور تمیم اسے اپنے دونوں ہاتھوں سے اکٹھا کرنے لگے حتیٰ کہ وہ درے میں داخل ہو گئی اور تمیم بھی اس کے پیچھے داخل ہو گئے' راوی بیان کرتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے دیکھنے والے نہ دیکھنے والے کی طرح نہیں ہو سکتا آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔

اس امت کے ولی کی کرامت کے بارے میں حدیث:

کرامت' معجزات میں شمار ہوتی ہے کیونکہ جو چیز ولی کے لیے ثابت ہو وہ اس کے ولی کا معجزہ ہوتا ہے۔ حسن بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ ابی سبرۃ نخعی ہم سے بیان کیا کہ یمن سے ایک شخص آیا اور راستے میں اس کا گدھا مر گیا تو اس نے اٹھ کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر کہنے لگا اے اللہ! میں دفینہ سے تیری راہ میں مجاہد بن کر اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور قبروں والوں کو دوبارہ اٹھاتا ہے' آج مجھ پر کسی کا احسان نہ رکھ' میں تجھ سے اس بات کا خواہاں ہوں کہ تو میرے گدھے کو دوبارہ زندہ کر دے تو گدھا کان جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ اسناد صحیح ہے اور اس قسم کی باتیں صاحب شریعت کی کرامت ہوتی ہیں' امام بیہقی بیان کرتے ہیں اور اسی طرح اسے محمد بن یحییٰ الذہلی وغیرہ نے عن محمد بن عبید عن اسماعیل بن ابی خالد عن شعبی روایت کیا ہے' گویا اسماعیل نے ان دونوں سے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

ایک اور طریق:

ابو بکر بن ابی الدنیا' کتاب ''من عاش بعد الموت'' میں بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن اسماعیل اور احمد بن بجیر وغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبید نے' اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ یمن سے کچھ لوگ رضا کارانہ طور پر راہ خدا میں جنگ کرنے آئے تو ان میں سے ایک آدمی کا گدھا مر گیا' انہوں نے چاہا کہ وہ ان کے ساتھ چلے مگر اس نے انکار کیا اور اٹھ کر وضو کر کے نماز پڑھنے لگا اور کہنے لگا اے اللہ! میں دفینہ سے تیرے راستے میں مجاہد بن کر اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کے

لیے آیا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور قبروں والوں کو دوبارہ اٹھاتا ہے' مجھ پر کسی کا احسان نہ رکھ' میں تجھ سے اس بات کا خواہاں ہوں کہ تو میرے گدھے کو دوبارہ زندہ کر دے پھر وہ گدھے کے پاس گیا تو گدھا اپنے کان جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اس نے اس پر زین ڈالی اور لگام دی پھر اس پر سوار ہوا اور راستے چلا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آملا' انہوں نے اس سے پوچھا' تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا میرا معاملہ یہ ہے کہ اللہ نے میرے گدھے کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔

شعبی بیان کرتے ہیں' میں نے گدھے کو کوفہ میں فروخت ہوتے دیکھا ہے' ابن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ عباس بن ہشام نے عن ابیہ عن جدہ عن مسلم بن عبداللہ بن شریک نخعی مجھے بتایا کہ گدھے کا ایک مالک نخع قبیلے سے تھا' جسے نباتہ بن یزید کہا جاتا تھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جنگ کرنے گیا اور جب عمیرۃ پہنچا تو اس کا گدھا مرگیا پھر اس نے وہی واقعہ بیان کیا ہے ہاں یہ بھی بیان کیا ہے کہ بعد میں اس نے اسے کوفہ میں فروخت کر دیا تو اس سے پوچھا گیا کہ تو اپنے گدھے کو فروخت کرتا ہے حالانکہ اللہ نے اسے تیرے لیے زندہ کیا ہے؟ اس نے کہا' میں کیا کروں؟ اور اس کے قبیلے کے ایک آدمی نے تین اشعار کہے ہیں اور مجھے یہ شعر یاد ہے کہ ۔

''اور ہم میں سے وہ آدمی بھی ہے جس کے گدھے کو اللہ نے زندہ کر دیا حالانکہ اس کا ہر عضو اور جوڑ مر چکا تھا''۔

اور ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باب رضاعت میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گدھے کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جب واپسی پر آپ حضرت حلیمہ سعدیہ کے ساتھ سوار ہوئے جب کہ آپ دودھ پیتے بچے تھے' تو وہ کس طرح قافلے سے آگے بڑھ جاتا اور آپ ہمیشہ قافلے کے ساتھ مکہ آیا کرتی تھیں اور اسی طرح ان کی دودھیل اونٹنی اور ان کی بکریوں اور ان کے گھی اور دودھ کے بکثرت ہونے میں آپ کی برکت ظاہر ہوئی صلوت اللہ وسلامہ علیہ۔

حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک اور واقعہ:

ابوبکر بن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ خالد بن خداش بن عجلان المہلبی اور اسماعیل بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ صالح المری نے ثابت البنانی سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم نے ایک انصاری نوجوان کی عیادت کی اور وہ جلد ہی وفات پا گئے اور ہم نے اس پر کپڑا تان دیا اور ہم میں سے ایک آدمی نے اس کی ماں سے کہا اس کے ثواب کی امید رکھ' اس نے کہا وہ فوت ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا' ہاں' تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا' اے اللہ! میں تجھ پر ایمان لائی ہوں اور میں نے تیرے رسول کی طرف ہجرت کی ہے اور جب مجھ پر کوئی مصیبت نازل ہوئی اور میں نے تجھ سے دعا کی تو تو نے اسے دور کر دیا اے اللہ میں تجھ سے مطالبہ کرتی ہوں کہ یہ مصیبت مجھ پر نہ ڈال۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے منہ سے کپڑا ہٹایا گیا اور ہم وہیں تھے کہ ہم نے کھانا کھایا اور اس نے بھی کھانا کھایا ساتھ کھانا کھایا۔ اور بیہقی نے اسے عن ابن عدی عن محمد بن طاہر بن ابی الدمیل عن عبداللہ بن عائشہ عن صالح بن بشیر المزنی جو بصرہ کے ایک درویش اور عابد ہیں۔ باوجود کہ ان کی حدیث میں نرمی پائی جاتی ہے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اس واقعہ کو بیان کیا

ہے اور اس میں یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ السائب کی ماں ایک نابینا بڑھیا تھی۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے ایک اور طریق سے ابن عدی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا گیا ہے۔ یعنی اس میں انقطاع پایا جاتا ہے۔ پھر انہوں نے اسے عیسیٰ بن یونس کے طریق سے عبداللہ بن عون سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے اس امت میں تین باتیں پائی ہیں اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو قومیں ان کی قسمیں کھاتیں ہم نے کہا' اے ابوحمزہ وہ کون سی باتیں ہیں انہوں نے کہا' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چبوترے میں تھے کہ آپ کے پاس ایک مہاجر عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا بالغ بیٹا بھی تھا آپ نے عورت کو عورتوں کی طرف بھیج دیا اور اس کے بیٹے کو ہمارے پاس بھیج دیا اور ابھی وہ ٹکا بھی نہ تھا کہ اسے مدینہ کی وبا نے آ لیا اور وہ کئی روز تک بیمار رہا' پھر مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈھانک دیا اور اس کی تیاری کا حکم دیا اور جب ہم نے اسے غسل دینا چاہا تو آپ نے فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ اس کی ماں کو جا کر بتا دو' میں نے اسے بتایا تو وہ آ کر اس کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی اور ان کو پکڑ کر کہنے لگی' اے اللہ میں نے خوشی سے تیرے لیے اسلام قبول کیا اور میں نے بے رغبتی کے ساتھ بتوں کی مخالفت کی اور رغبت کے ساتھ تیرے لیے ہجرت کی اے اللہ بتوں کے پرستاروں کو مجھ پر خوش ہونے کا موقع نہ دے اور مجھ پر یہ مصیبت نہ ڈال' جس کی برداشت کی مجھے سکت نہیں۔

راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم جونہی اس کی بات ختم ہوئی تو اس نے اپنے دونوں پاؤں کو حرکت دی اور اپنے چہرے سے کپڑا اتار پھینکا اور زندہ رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وفات دے دی اور اس کی ماں بھی فوت ہو گئی' راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک فوج تیار کی اور العلاء بن الحضرمی کو اس کا سالار مقرر کیا' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں بھی اس فوج کے غازیوں میں شامل تھا' ہم اپنی جنگ کی جگہ پر آئے تو ہمیں معلوم ہوا کہ دشمن ہم سے پہلے پہنچ چکا ہے اور اس نے پانی کے نشان مٹا دیئے ہیں گرمی شدید تھی' پیاس نے ہمیں اور ہماری سواریوں کو مشقت میں ڈال دیا اور یہ جمعہ کا دن تھا' جب سورج غروب ہونے کے لیے ڈھل گیا تو حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے اور ہمیں آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے اور ہمیں آسمان میں کوئی چیز نظر نہ آئی تھی۔

راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم ابھی ان کے ہاتھ نیچے نہیں آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور بادل پیدا کیے اور وہ برسے حتیٰ کہ تالاب اور گھاٹیاں بھر گئیں اور ہم نے پانی پیا اور اپنی سواریوں کو پلایا اور جمع کر لیا پھر ہم اپنے دشمن کے پاس آئے اور وہ سمندر کی خلیج کو پار کر کے جزیرہ تک پہنچ گئے تھے انہوں نے خلیج پر کھڑے ہو کر کہا' یا علیّ' یا عظیم' یا حلیم' یا کریم پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر گذر جاؤ' راوی بیان کرتا ہے ہم گذر گئے اور پانی ہماری سواریوں کے سموں کو بھی تر نہ کرتا تھا' پس ہم تھوڑی دیر ٹھہرے تو ہم نے دشمن کو وہاں پایا اور ہم نے انہیں قتل کیا اور مردوں اور عورتوں کو قیدی بنایا' پھر ہم خلیج پر آئے تو انہوں نے پہلے کی سی بات کی اور ہم پار ہو گئے اور پانی ہماری سواریوں کے سموں کو بھی تر نہ کرتا تھا' راوی بیان کرتا ہے ہم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے کہ آپ کے جنازے میں سخت بارش ہوئی پس ہم نے ان کی قبر کھودی اور غسل دیا اور دفن کر دیا اور جب ہم ان کے دفن سے فارغ ہو گئے تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یہ کون تھا؟ ہم نے کہا یہ بہترین آدمی ابن الحضرمی تھا' اس نے کہا یہ زمین مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے اور ہم اگر تم اسے

ایک یا دو میل تک لے جاؤ تو وہ زمین مردوں کو قبول کرتی ہے' ہم نے کہا کیا ہمارے ساتھی کا یہی صلہ ہے کہ ہم اسے درندوں کے کھانے کے لیے پیش کر دیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے ان کی قبر اکھیڑنے پر اتفاق کر لیا اور جب ہم لحد تک پہنچے تو ہمارا ساتھی اس میں موجود نہ تھا' اور لحد حد نظر تک نور سے جگمگا رہی تھی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے لحد پر دوبارہ مٹی ڈال دی اور پھر ہم چلے آئے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ موت کے واقعہ کو چھوڑ کر' العلا بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے بارش طلب کرنے اور ان کے پانی پر چلنے کے واقعہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس قسم کا واقعہ روایت کیا گیا ہے' اور امام بخاری نے تاریخ میں اس واقعہ کو دوسرے اسناد سے بیان کیا ہے اور ابن ابی الدنیا نے عن ابی کریب عن محمد بن الفضیل عن الصلت بن مطر العجلی عن عبدالملک بن سہم عن سہم بن منجاب قوت دی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ کی اور پھر اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور انہوں نے دعا میں کہا یا علیم' یا حلیم' یا علی' یا عظیم ہم تیرے غلام ہیں اور تیرے راستے میں تیرے لیے تیرے دشمن سے لڑ رہے ہیں' ہمیں بارش سے سیراب کر دے ہم اس سے پانی پئیں اور وضو کریں اور جب ہم اسے چھوڑ دیں تو ہمارے غیر کا اس میں حصہ نہ رکھنا' اور سمندر کے بارے میں کہا' ہمارے لیے اپنے دشمن کی طرف راستہ بنا دے اور موت کے بارے میں کہا میرے جثہ کو روپوش کر دے اور میرے ان اعضاء کو کوئی شخص نہ دیکھے جنہیں شرم کی وجہ سے چھپایا جاتا ہے پس کسی نے اس کی قدرت نہ پائی۔ واللہ اعلم

ایک اور واقعہ:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حسین بن بشران نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل الصفار نے ہمیں خبر دی کہ حسین بن علی بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن نمیر نے اعمش سے اور اس کے بعض اصحاب سے ہم سے بیان کیا کہ ہم دجلہ پر پہنچے تو اس میں سیلاب آیا ہوا تھا اور عجمی اس کے پیچھے تھے' مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے بسم اللہ پڑھا اور اپنے گھوڑے کے ساتھ دریا میں گھس گیا اور پانی سے اوپر اوپر رہا' پس لوگوں نے بھی بسم اللہ پڑھا اور دریا میں گھس گئے اور پانی سے اوپر اوپر رہے' جب عجمیوں نے انہیں دیکھا تو کہنے لگے دیوانے ہیں دیوانے ہیں اور پھر جدھر منہ آیا چلے گئے اور لوگوں نے صرف ایک پیالہ گم کیا جو زین کی ایک جانب لٹکا ہوا تھا پس جب وہ چلے گئے تو انہوں نے غنائم حاصل کر کے انہیں باہم تقسیم کیا اور ایک آدمی کہنے لگا کون چاندی کے ساتھ سونے کا تبادلہ کرے گا؟

ایک اور واقعہ:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبدالرحمٰن سلمی نے ہمیں بتایا کہ ابو عبداللہ بن محمد السمری نے ہمیں خبر دی کہ ابو العباس السراج نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن سہل اور ہارون بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو النضر نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو مسلم خولانی دجلہ پر آئے اور وہ سیلاب سے لکڑیاں پھینک رہا تھا تو وہ پانی پر چلے اور اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے' کیا تم نے اپنے سامان سے کوئی چیز گم کی ہے کہ ہم اللہ سے دعا کریں؟ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ

اسناد صحیح ہے' میں کہتا ہوں کہ عنقریب مسلم خولانی ان کا نام عبداللہ بن ثوب تھا۔ کا واقعہ اسود عنسی کے ساتھ بیان ہوگا جب اس نے آپ کو آگ میں پھینکا اور وہ آپ پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح ٹھنڈی ہوگئی اور سلامتی کا موجب بن گئی۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور موت کے بعد ان کا کلام کرنا:

اور ان کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کی شہادت دینا۔

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوصالح ابی طاہر الغبری نے ہمیں بتایا کہ میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے ہمیں خبر دی کہ ابوعلی بن محمد بن عمرو بن کشمرد نے ہم سے بیان کیا کہ القعنبی نے ہمیں بتایا کہ سلیمان بن بلال نے یحییٰ بن سعید سے بحوالہ سعید بن المسیب'' ہمیں بتایا کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری خزرجی' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پا گئے تو انہیں ان کے کپڑے میں لپیٹ دیا گیا پھر انہوں نے ان کے سینے میں جھنکار سنی پھر انہوں نے بات کی اور کہا' پہلی کتاب میں احمد احمد ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے جو فی نفسہ کمزور اور امر الٰہی کے بارے میں قوی ہیں' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے جو پہلی کتاب میں قوی اور امین ہیں' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے ان کے طریقے پر چار سال گذر گئے ہیں اور دو باقی رہ گئے ہیں' فتنے آئیں گے اور طاقتور کمزور کو کھا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی اور عنقریب تمہارے پاس تمہاری فوج کی خبر آئے گی۔

اریس کا کنواں اور اریس کا کنواں کیا ہے؟ یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ سعید نے بیان کیا ہے کہ پھر بنی خطمہ میں سے ایک آدمی فوت ہوگیا اور اسے اس کے کپڑے میں لپیٹ دیا گیا تو اس کے سینے میں جھنکار سنی گئی پھر اس نے بات کی اور کہا' بنی حارث بنی خزرج کے بھائی نے سچ کہا ہے پھر بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی بکر بن اسحاق عن موسیٰ بن الحسن عن القعنبی روایت کی ہے اور اس حدیث کو بیان کر کے کہا ہے کہ یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے شواہد بھی ہیں' اور انہوں نے اسے ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا کے طریق سے کتاب ''من عاش بعد الموت'' میں بیان کیا ہے کہ ابومسلم عبدالرحمان بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ادریس نے بحوالہ اسماعیل بن ابی خالد ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ یزید بن النعمان بن بشیر' قاسم بن عبدالرحمٰن کے حلقہ میں اپنے باپ نعمان بن بشیر کا خط لے کر۔ اپنی ماں کے پاس آئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعمان بن بشیر کی جانب سے ام عبداللہ بنت ابی ہاشم کی طرف

آپ پر سلام ہو میں تمہارے ساتھ اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' آپ نے مجھے خط لکھا ہے کہ میں آپ کو حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ کے متعلق لکھوں' ان کا معاملہ یہ ہے کہ ان کے حلق میں درد تھا' اور وہ ان دنوں بڑے صحت مند لوگوں میں سے تھے یا مدینہ کے لوگوں میں سے بڑے صحت مند تھے' انہوں نے صلوٰۃ اولیٰ اور صلوٰۃ عصر کے درمیان وفات پائی اور ہم نے انہیں پشت کے بل لٹا دیا اور دو چادروں اور ایک کمبل سے ڈھانک دیا اور ایک آنے والا میرے پاس میرے مقام پر آیا اور میں مغرب کے بعد تسبیح کر رہا تھا' اس نے کہا کہ بلاشبہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے بعد بات کی ہے پس میں

جلدی سے پلٹ کر ان کی طرف گیا تو انصار کے کچھ لوگ ان کے پاس موجود تھے اور وہ کہہ رہے تھے یا ان کی زبان سے بیان کیا جار ہا تھا کہ تینوں سے درمیانی' قوی اور مضبوط تھا۔

جو اللہ کے بارے میں ملاقات کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ وہ لوگوں کو حکم دیتا تھا کہ ان کا قوی' کمزور کو کھا جائے' عبداللہ امیرالمومنین نے سچ کہا ہے اور یہ کتاب اول میں ہے پھر انہوں نے کہا امیرالمومنین عثمانؓ لوگوں کو بہت سے گناہوں سے بچاتے تھے' دو گذر گئے ہیں اور چار باقی رہ گئے ہیں پھر لوگوں نے باہم اختلاف کیا اور ایک دوسرے کو کھانے لگے اور کوئی نظام نہ رہا اور سانپ کی چھتری پیدا ہونے لگی پھر مومنین نے رجوع کر لیا اور کہا اللہ کی کتاب اور اس کی عزت اے لوگو! اپنے امیر کے پاس آؤ اور سمع واطاعت کرو اور جو اعراض کرے وہ اس کے خون کی حفاظت نہ کریں اور امر الٰہی کا وقت مقرر ہوتا ہے اللہ اکبر یہ جنت ہے یہ دوزخ ہے اور انبیاء اور صدیقین کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو اے عبداللہ بن رواح رضی اللہ عنہ کیا تو نے میرے لیے خارجہ کو اس کے باپ اور سعد کی وجہ سے دردمند کیا ہے جو احد کے روز مقتول ہوئے تھے؟

﴿ كَلَّا إِنَّهَا لَظَى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ﴾

پھر ان کی آواز دھیمی ہوگئی اور میں نے لوگوں سے ان باتوں کے متعلق پوچھا جو انہوں نے مجھ سے پہلے کی تھیں تو انہوں نے کہا ہم نے ان کو بیان کرتے سنا کہ خاموش ہو جاؤ خاموش ہو جاؤ تو ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا' کیا دیکھتے ہیں کہ آواز' کپڑوں کے نیچے سے آ رہی ہے' راوی بیان کرتا ہے ہم نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا' تو انہوں نے کہا' یہ احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ کا سلام' رحمت اور برکت ہو' پھر کہا' ابوبکر صدیق امین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں جو جسمانی لحاظ سے کمزور اور امر الٰہی کے بارے میں قوی تھے' اس نے سچ کہا ہے اور یہ کتاب اوّل میں تھا۔

پھر حافظ بیہقی نے اسے عن ابی نصر بن قتادہ عن ابی عمرو بن بجیر عن علی بن الحسین عن المعانی بن سلیمان عن زہیر بن معاویہ عن اسماعیل بن ابی خالد روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کر کے کہا ہے کہ یہ اسناد صحیح ہے' اور ہشام بن عمار نے کتاب البعث میں ولید بن مسلم سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عمیر بن ہانی' نے مجھ سے بیان کیا کہ نعمان بن بشیر نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمارا ایک آدمی فوت ہو گیا جسے زید بن خارجہ کہا جاتا تھا' ہم نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور پھر اس نے وہی واقعہ بیان کیا ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے حبیب بن سالم سے بحوالہ نعمان بن بشیر بھی روایت کیا گیا ہے اور انہوں نے اریس کے کنویں کا بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ ہم نے ابن المسیب کی روایت میں ذکر کیا ہے' امام بیہقی بیان کرتے ہیں اس کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوائی جو آپ کے ہاتھ میں تھی پھر آپ کے بعد وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی یہاں تک کہ وہ آپ کی خلافت کے چھ سال گذرنے کے بعد آپ سے اریس کے کنویں میں گر گئی' اس موقعہ پر آپ کے عمال' بدل گئے اور فتنوں کے اسباب نمایاں ہو گئے جیسا کہ حضرت زید بن خارجہ کی زبان سے بیان کیا گیا ہے' میں کہتا ہوں آپ کے قول' دو گذر گئے ہیں اور چار باقی رہ گئے ہیں یا چار گذر گئے ہیں اور دو باقی رہ گئے ہیں سے اختلاف روایت کے

مطابق یہی مراد ہے۔ واللہ اعلم

اور بخاری نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن خارجہ خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ بدر میں شامل ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے اور انہوں نے ہی موت کے بعد گفتگو کی' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ موت کے بعد کلام کرنے کے بارے میں ایک جماعت سے صحیح اسانید کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم

ابن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ خلف بن ہشام البزار نے ہم سے بیان کیا کہ خالد طحان نے حصین سے بحوالہ عبداللہ بن عبیداللہ انصاری ہم سے بیان کیا کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے کلام کیا اور کہا' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر صدیق' عثمان رضی اللہ عنہما نرم طبیعت رحم دل' وہ بیان کرتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا بات بیان کی ہے' اسی طرح ابن ابی الدنیا نے اسے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید بن ابی عمرو نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن ابی طالب نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عاصم نے ہمیں بتایا کہ حصین بن عبدالرحمٰن نے بحوالہ عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ یوم صفین یا یوم جمل کو وہ مقتولین کو تلاش کر رہے تھے کہ اچانک مقتولین میں سے ایک انصاری نے گفتگو کی اور کہا' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر صدیق' عمر شہید' عثمان رحیم رضی اللہ عنہم پھر وہ خاموش ہو گیا' اور ہشام بن عمار نے کتاب البعث میں اسے بیان کیا ہے۔

باب

مُردوں کے کلام اور ان کے عجائبات کے بیان میں

الحکم بن ہشام ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالحکم بن عمیر نے بحوالہ ربعی بن خراش العبسی ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرا بھائی ربیع بن خراش بیمار ہوگیا اور میں نے اس کی بیمار پرسی کی پھر وہ فوت ہوگیا اور ہم اس کی تیاری میں لگ گئے اور جب ہم آئے تو اس نے کپڑے کو اپنے منہ سے ہٹایا پھر کہنے لگا السلام علیکم' ہم نے کہا' وعلیکم السلام تو آ گیا ہے اس نے کہا ہاں' لیکن میں تمہارے بعد اپنے رب سے ملا اور وہ مجھے خوشی اور رحمت کے ساتھ ملا اور وہ ناراض نہ تھا پھر اس نے مجھے سبز ریشم زیب تن کرایا اور میں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ مجھے آپ کو بشارت دینے کی اجازت دے تو اس نے مجھے اجازت دے دی اور بلاشبہ معاملہ وہی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ پس راہ ہدایت دکھاؤ اور حسن سلوک کرو اور بشارت دو اور بھگاؤ نہیں' جب اس نے یہ باتیں کیں تو یہ سنگریزوں کے پانی میں گرنے کی طرح معلوم ہوتی تھیں' پھر انہوں نے اس باب میں بہت سی اسانید بیان کی ہیں اور یہ ان کی کتاب کا آخر ہے۔

نہایت غریب حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یونس الکدیمی نے ہم سے بیان کیا کہ شاصونہ بن عبید ابو محمد الیمانی نے ہم سے بیان کیا اور ہم عدن کی ایک بستی جسے الحردة کہا جاتا تھا سے واپس لوٹے معرض بن عبداللہ بن معرض بن معیقب الیمانی نے اپنے باپ اور دادے کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کا حج کیا اور میں مکہ کے ایک گھر میں داخل ہوگیا جس میں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کا چہرہ' چاند کے ہالے کی طرح تھا اور میں نے آپ سے ایک عجیب بات سنی ایک آدمی ایک بچے کو اس کے روز پیدائش کو ہی آپ کے پاس لے کر آیا تو آپ نے اس سے پوچھا' میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ نے فرمایا' تو نے سچ کہا ہے' اللہ تجھے برکت دے پھر فرمایا اس بچے نے اس کے بعد بات نہیں کی حتیٰ کہ جوان ہوگیا میرے باپ نے بیان کیا ہم اسے مبارک الیمامہ کا نام دیتے تھے شاصونہ بیان کرتے ہیں کہ میں معمر کے پاس جایا کرتا تھا اور میں اس سے سماع نہیں کرتا تھا' میں کہتا ہوں اس حدیث کی وجہ سے لوگوں نے محمد بن یونس کے بارے میں کلام کیا ہے اور اس پر عیب لگایا ہے اور اس کے اس شیخ کو عجیب خیال کیا ہے' حالانکہ یہ بات ایسی نہیں جس کا عقلاً اور شرعاً انکار کیا جا سکے' صحیح میں جریج عابد کے واقعہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے اس بدکار عورت کے بیٹے کو بلوایا اور اس سے پوچھا' اے ابو یونس تو کس کا بیٹا ہے؟ اس نے جواب دیا چرواہے کا بیٹا ہوں' تو بنو اسرائیل کو پتہ چل گیا کہ جریج کی طرف جو بات منسوب کی گئی ہے اس سے اس کا دامن پاک ہے اور یہ واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے' ہاں اس حدیث کو الکدیمی کے طریق کے علاوہ بھی روایت کیا گیا ہے مگر وہ بھی اسی طرح غریب اسناد کے ساتھ ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعد عبدالملک بن ابی عثمان الزاہد نے ہمیں بتایا کہ ابوالحسن محمد بن احمد بن جمیع الغسانی نے صیدا کی سرحد پر ہمیں خبر دی کہ عباس بن محبوب بن عثمان بن عبید ابوالفضل نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا' کہ میرے دادا شاصونہ بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ معرض بن عبداللہ بن معیقیب نے اپنے باپ اور دادے کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' کہ میں نے حجۃ الوداع کا حج کیا اور میں مکہ کے ایک گھر میں داخل ہو گیا' جس میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ کا چہرہ' چاند کے ہالے کی طرح تھا اور میں نے آپ سے ایک عجیب بات سنی' اہل یمامہ کا ایک آدمی ایک بچے کو اس کے روز پیدائش کو ہی آپ کے پاس لے کر آیا اور اس نے اسے ایک چیتھڑے میں لپیٹا ہوا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اے بچے میں کون ہوں؟ اس نے کہا' آپ اللہ کے رسولؐ ہیں تو آپ نے اسے فرمایا اللہ تجھے برکت دے پھر اس کے بعد بچے نے بات نہیں کی۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوعبداللہ الحافظ نے عن ابی الحسن علی بن العباس الوراق عن ابی الفضل احمد بن خلف بن محمد المقری القرزدینی عن ابی الفضل العباس بن محمد بن شاصونہ اس کا ذکر کیا ہے' حاکم بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے ثقہ آدمی نے بحوالہ ابی عمر الزاہد مجھے بتایا ہے کہ جب میں یمن گیا تو حردۃ بھی گیا اور میں نے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو میں نے وہاں شاصونہ کی اولاد کو پایا اور میں نے ان کی قبر پر جا کر اس کی زیارت کی۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی اصل' کوفیوں کی حدیث سے مرسل اسناد کے ساتھ ہے جو کلام کے وقت کے بارے میں اس کی مخالف ہے' پھر انہوں نے وکیع کی حدیث سے عن اعمش عن شمر بن عطیہ عن بعض اشیاخہ بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بچے کے پاس آئے جو جوان ہو چکا تھا اور اس نے کبھی بات نہیں کی تھی آپ نے فرمایا' میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں پھر انہوں نے حاکم سے عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر عن اعمش عن شمر بن عطیہ عن بعض اشیاخہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے سبک وتیز خاطر بچے کو لائی اور کہنے لگی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' میرا یہ بچہ جب سے پیدا ہوا ہے اس نے بات نہیں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسے میرے قریب کرو' اس نے اسے آپ کے قریب کیا تو آپ نے فرمایا' میں کون ہوں؟ اس نے کہا' آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

مرگی والے بچے کا واقعہ جو آپ کی دعا سے تندرست ہو گیا:

یہ واقعہ حضرت اسامہ بن زید اور حضرتؓ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور یعلی بن مرہ ثقفی کی روایت سے قبل ازیں اونٹ کے واقعہ میں پوری طوالت کے ساتھ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے فرقد السنجی سے بحوالہ سعید بن جبیر بن عباس ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت اپنے بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کچھ جنون ہے جو اسے ہمارے کھانے کے وقت پکڑ لیتا ہے اور یہ ہمارا کھانا خراب کر دیتا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے دعا کی تو اس نے قے کی تو وہ سیاہ

پلے کی طرح اس سے روزہ تا ہوا نکلا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور فرقد السنجی ایک صالح شخص ہے لیکن اس کا حافظہ خراب ہے اور اس سے شعبہ اور کئی لوگوں نے روایت کی ہے اور اس کی حدیث کو برداشت کیا ہے اس لیے جو کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے اس نے اس جگہ اس کا شاہد روایت کیا ہے واللہ اعلم اور یہ واقعہ وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی اور واقعہ ہو۔

اس بارے میں دوسری حدیث:

ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مرزوق نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ صدقہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ فرقد السنجی نے سعید بن جبیر سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے کہ ایک انصاری عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبیث مجھ پر غالب آ گیا ہے آپؐ نے اسے فرمایا' اگر تو اپنی حالت پر صبر کرے تو تو قیامت کے روز اس طرح آئے گی کہ تجھ پر گناہ اور حساب کی کوئی ذمہ داری نہ ہو گی' وہ کہنے لگی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں خدا کی ملاقات تک صبر کروں گی' پھر کہنے لگی' مجھے خبیث سے خدشہ ہے کہ وہ مجھے برہنہ کر دے گا تو آپؐ نے اس کے لیے دعا کی اور جب اسے اس کے آنے کا خدشہ ہوتا تو وہ آ کر کعبہ کے پردوں سے لٹک جاتی اور اسے کہتی' ذلیل ہو جا تو وہ اسے چھوڑ کر چلا جاتا' البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم صرف اس طریق سے اسے ان الفاظ کے ساتھ مروی جانتے ہیں اور اس کے صدق میں کوئی' اعتراض نہیں پایا جاتا اور فرقد سے اہل علم کی ایک جماعت نے روایت کی ہے جن میں شعبہ وغیرہ شامل ہیں اور اس کی حدیث کو اس میں سوء حفظ کے باوجود برداشت کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عمران' ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن ابی رباح نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا کیا میں تجھے ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا بے شک' وہ کہنے لگے یہ سیاہ فام عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی مجھے مرگی پڑتی ہے اور میں برہنہ ہو جاتی ہوں' میرے لیے اللہ سے دعا فرمایئے' آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر لے تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے صحت دے تو اس نے کہا' نہیں میں صبر کروں گی آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ میں برہنہ نہ ہوں اور نہ وہ مجھے برہنہ کرے راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اس کے لیے دعا کی۔

اور اسی طرح امام بخاری نے اسے مسدد سے بحوالہ یحییٰ بن سعید القطان روایت کیا ہے اور مسلم نے ا القواریری سے بحوالہ یحییٰ القطان اور بشر بن الفضل روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن عمران بن مسلم ابی بکر الفقیہ البصری عن ء بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی اور اس کی مانند بیان کیا ہے' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد نے ہم سے بیا کیا کہ مخلد نے بحوالہ ابن جریج ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ عطاء نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ام زفر کو' جو ایک طویل اور سیا م عورت تھی کعبہ کے پردے کے ساتھ لٹکے دیکھا اور حافظ ابن اثیر نے الغابۃ میں بیان کیا ہے کہ ام زفر قدیم سے حضرت یجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی مشاطہ تھی اور اس نے لمبی عمر پائی حتیٰ کہ عطاء بن ابی رباح بھی اسے ملے۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ قرۃ بن حبیب الضوی نے ہم سے بیان کیا کہ ایاس بن ابی تمیمہ نے عطاء سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ بخار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یارسولؐ مجھے اپنی قوم کے محبوب ترین یا اپنے اصحاب کے محبوب ترین آدمی کے پاس بھیج دیجیے' قرۃ کو شک ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا انصار کے پاس چلا جا' اس نے جا کر انہیں پچھاڑ دیا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخار نے ہم کو آلیا ہے ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے شفاء کی دعا کیجیے تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی' تو وہ ان کو چھوڑ گیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ان کے پیچھے پیچھے ایک عورت نے آ کر کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے بھی انصار کی طرح دعا فرمایئے میں بھی انصار میں سے ہوں آپ نے فرمایا تجھے کون سی بات زیادہ پسند ہے' میں تیرے لیے دعا کروں اور وہ تجھے چھوڑ جائے یا تو صبر کرے اور تیرے لیے جنت واجب ہو جائے؟ اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم بخدا بلکہ میں صبر کروں گی اس نے یہ بات تین بار کہی اور شرط نہیں لگاؤں گی' خدا کی قسم اس کی جنت بڑی ہے۔ محمد بن یونس الکدیمی ضعیف ہے۔

اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ عبداللہ بن احمد حنبلؒ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن لاحق نے ۱۸۵ھ میں ہم سے بیان کیا کہ عاصم احول نے ابوعثمان النہدی سے بحوالہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بخار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تو کون ہے اس نے کہا' میں بخار ہوں' میں گوشت کو چھیل دیتا ہوں اور خون کو چوس لیتا ہوں آپ نے فرمایا' اہل قباء کی طرف چلا جا' وہ ان کے پاس آیا تو وہ زرد رو ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے پاس بخار کی شکایت کی تو آپ نے انہیں فرمایا' تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تمہیں چھوڑ جائے اور اگر تم چاہو تو اسے چھوڑ دو اور وہ تمہارے گناہوں کو ساقط کرائے' انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اسے چھوڑتے ہیں۔ یہ حدیث امام احمد کے مسند میں نہیں ہے اور نہ ہی اصحاب کتب ستہ میں سے کسی نے اسے روایت کیا ہے اور ہم نے ہجرت کے آغاز میں بیان کیا ہے کہ آپؐ نے اہل مدینہ کے لیے دعا کی تھی کہ ان کا بخار' جحفہ کی طرف چلا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول کر لی' بلاشبہ مدینہ' خدا کی زمین میں سے بڑا وبا زدہ علاقہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے وہاں حلول کرنے اور اس کے باشندوں کے لیے دعا کرنے کی برکت سے اسے درست کر دیا۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ

اس بارے میں ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ ابوجعفر المدینی ہم سے بیان کیا کہ میں نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کو بحوالہ عثمان بن حنیف بیان کرتے سنا کہ ایک نابینا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے صحت دے آپ نے فرمایا' اگر تو چاہے تو میں اسے تیرے لیے مؤخر کر دوں اور یہ تیری

آخرت کے لیے بہتر ہوگا اور تو چاہے تو میں تیرے لیے دعا کروں' اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے لیے اللہ سے دعا کریں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے وضو کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے اور یہ دعا مانگنے کا حکم دیا:

اللھم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة، یا محمدا فی اتوجه بک فی حاجتی هذه فتقضی و تشفعنی فیه و تشفعه فی.

راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اسے کئی بار پڑھتا تھا پھر بعد میں کہنے لگا میرا خیال ہے کہ اس بارے میں میری دعا قبول ہوگی راوی بیان کرتا ہے کہ وہ آدمی صحت مند ہو گیا۔ اور اسی طرح احمد نے اسے عثمان بن عمرو سے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ اے اللہ اس دعا کو میرے بارے میں قبول فرما' اور اس نے دوسری بات نہیں کہی' گویا یہ راوی کی غلطی ہے۔ واللہ اعلم

اور اسی طرح اسے ترمذی اور نسائی نے محمود بن غیلان سے' اور ابن ماجہ نے احمد بن منصور بن سیار سے روایت کیا ہے اور دونوں نے عثمان بن عمرو سے روایت کی ہے اور امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حسن صحیح غریب ہے اور ہم اسے صرف ابن جعفر الخطمی کی حدیث سے ہی جانتے ہیں پھر احمد نے اسے اسی طرح عن موسیٰ بن حماد بن سلمہ بن ابی جعفر الخطمی عن عمارہ بن خزیمہ عن عثمان بن حنیف روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے اور نسائی نے اسے عن محمد بن معمر عن حبان عن حماد بن سلمہ روایت کیا ہے' پھر نسائی نے اسے عن زکریا بن یحییٰ عن محمد بن المثنیٰ عن معاذ بن ہشام عن ابیہ عن ابی جعفر عن ابی امامہ بن سہل بن حنیف عن عمہ عثمان بن حنیف روایت کیا ہے اور یہ روایت پہلی روایت کے مخالف ہے اور شاید یہ ابو جعفر الخطمی سے دو طریق سے مروی ہے۔ واللہ اعلم

اور بیہقی اور حافظ نے یعقوب بن سفیان کی حدیث سے عن احمد بن شبیب عن سعید الخطمی عن ابیہ عن روح بن القاسم عن ابی جعفر المدینی عن ابی امامہ بن سہل بن حنیف عن عمہ عثمان بن حنیف روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور ایک نابینا آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کے پاس بصارت کے کھو جانے کی شکایت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ' میرا راہنما کوئی نہیں اور میرے لیے بڑی مشکل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوٹا لاؤ اور وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ دعا کرو:

اللھم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة، یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فینجلی بصری' اللھم فشفعه فی وشفعنی فی نفسی.

عثمان بیان کرتے ہیں خدا کی قسم ابھی ہم منتشر نہیں ہوئے تھے اور نہ ہماری بات لمبی ہوئی تھی کہ وہ آدمی آ گیا گویا اسے کبھی کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح اسے ہشام الدستوائی نے عن ابی جعفر عن ابی امامہ بن سہل عن عمہ عثمان بن حنیف روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ بنی سلامان

کے ایک شخص نے اپنے باپ سے اوراس نے اپنے ماموں سے یا بنی سعد نے اپنے ماموں حبیب بن مریط سے مجھ سے بیان کیا اس نے انہیں بتایا کہ اس کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اوراس کی آنکھیں سفید تھیں جن سے انہیں کچھ نظر نہیں آتا تھا' آپ نے اس سے پوچھا تجھے کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا میں اپنے اونٹ چرایا کرتا تھا کہ میرا پاؤں ایک سانپ کے پیٹ پر پڑا اور میری بصارت جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھوں میں تھوکا تو وہ بینا ہو گیا اور میں نے اسے دیکھا ہے وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتا تھا اور وہ اسی سال کا تھا اوراس کی دونوں آنکھیں سفید تھیں' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس کی کتاب میں ایسے ہی ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ حبیب بن مدرک نے بیان کیا ہے کہ اس مفہوم میں قتادہ بن نعمان کی حدیث گذر چکی ہے کہ ان کی آنکھ کو گزند پہنچا اور اس کا ڈھیلا باہر نکل آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی جگہ پر واپس کر دیا اور انہیں پتہ ہی نہ تھا کہ کس آنکھ کو گزند پہنچا تھا' میں کہتا ہوں کہ غزوہ احد میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہم نے ابو رافع کے قتل میں بیان کیا ہے کہ آپ نے جابر بن عتیک کی ٹانگ پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی تھی۔ تو وہ اسی وقت صحت یاب ہو گئے' اور بیہقی نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ آپؐ نے محمد بن حاطب کے ہاتھ پر ان کا ہاتھ آگ سے جل گیا تھا۔ اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ اسی وقت صحت یاب ہو گئے نیز آپؐ نے شرجیل الجعفی کے ہاتھ میں تھوکا تو ان کے ہاتھ کا پھوڑا جاتا رہا' میں کہتا ہوں غزوہ خیبر میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں تھوکا جنہیں آشوب چشم کا عارضہ تھا تو وہ صحت یاب ہو گئے' اور امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے آپ کو حفظ قرآن کے لیے دعا سکھائی تو آپ نے اسے یاد کر لیا اور صحیح میں روایت ہے کہ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت سے فرمایا جو آج اپنی چادر پھیلائے گا وہ میری بات میں سے کچھ بھی نہیں بھولے گا بیان کیا جاتا ہے کہ اس روز سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ آپ سے سنا ہے وہ سب آپ کو حفظ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دوسروں سے بھی جو آپ نے کچھ سنا ہے وہ بھی آپ کو حفظ ہے۔ واللہ اعلم

اور آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی اور وہ صحت یاب ہو گئے اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنے چچا ابو طالب کی بیماری میں ان کے لیے دعا کی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ وہ اپنے رب سے ان کے لیے دعا کریں تو آپ نے ان کے لیے دعا کی اور وہ اسی وقت صحت یاب ہو گئے' اس بارے میں بہت سی احادیث پائی جاتی ہیں جن کا استقصاء طوالت کا باعث ہو گا' اور بیہقی نے اس نوع کی بہت سی اچھی احادیث بیان کی ہیں' جن میں سے بعض کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور ضعیف الاسناد احادیث کو چھوڑ دیا ہے اور متروک احادیث کے مقابلہ میں جنہیں ہم نے بیان کیا ہے انہیں پر کفایت کی ہے۔

ایک اور حدیث:

صحیحین میں زکریا بن ابی زائدہ کی حدیث سے لکھا ہے اور مسلم اور مغیرہ نے اضافہ کیا ہے اور ان دونوں نے شراحیل الشعبی سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ وہ ایک تھکے ماندے اونٹ پر جا رہے تھے کہ آپ نے اسے آزاد کرنا چاہا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آملے اور اونٹ کو ضرب لگائی اور میرے لیے دعا فرمائی تو وہ ایسے چلا کہ اس کی مانند کبھی

نہیں پلا تھا' اور ایک روایت میں ہے کہ جس قدر اونٹ میرے آگے تھے وہ ہمیشہ ان کے آگے رہا' حتیٰ کہ مجھے اس کی مہار کھینچنی پڑتی تھی اور میں اس کی سکت نہیں رکھتا تھا' آپ نے فرمایا تو نے اپنے اونٹ کو کیسا پایا ہے؟ میں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے آپ کی برکت حاصل ہوئی' ہے پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آپ سے خرید لیا اور رواۃ نے کثیر روایات کے مطابق اس کی قیمت کی مقدار میں اختلاف کیا ہے' اور انہوں نے اسے مدینہ کی طرف آتے ہوئے بار برداری سے مستثنیٰ کیا پھر جب آپ مدینہ آئے تو وہ آپ کے پاس اونٹ لے کر آئے اور آپ نے انہیں نقد قیمت ادا کی اور اس میں اضافہ بھی کیا اور پھر اونٹ کو اسی طرح آزاد چھوڑ دیا۔

ایک اور حدیث:

بیہقی نے روایت کی ہے اور الفاظ بھی اسی کے ہیں اور وہ صحیح بخاری میں حسن بن محمد المروزی کی حدیث سے عن جریر بن حازم عن محمد بن سیرین عن انس بن مالک مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ گھبرا گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے سست رو گھوڑے پر سوار ہوئے پھر اکیلے ہی اسے دوڑاتے ہوئے باہر چلے گئے اور لوگ بھی سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے گھوڑے دوڑاتے نکلے تو آپ نے فرمایا ڈرو نہیں بلاشبہ یہ گھوڑا سمندر ہے' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم اس دن کے بعد وہ کسی سے پیچھے نہیں رہا۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر القاضی نے ہمیں بتایا کہ حامد بن محمد الہروی نے ہمیں خبر دی کہ علی بن عبدالعزیز نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ الرقاشی نے ہم سے بیان کیا کہ رافع بن سلمہ بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی الجعد نے بحوالہ جعیل اشجعی مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے کہ میں نے ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگ کی اور میں اپنی ایک لاغر اور کمزور گھوڑی پر سوار تھا' اور پچھلے لوگوں میں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آ ملے اور فرمایا' اے گھوڑی والے چل' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لاغر ہے کمزور ہے راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا درہ اٹھایا اور اسے مارا اور فرمایا اے اللہ اسے برکت دے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں اس کے سر کو لوگوں سے آگے بڑھ جانے سے روکتا تھا اور میں نے اس کے پیٹ سے بارہ ہزار کے گھوڑے فروخت کیے' اور نسائی نے اسے محمد بن رافع سے بحوالہ محمد بن عبداللہ الرقاشی روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے ابوبکر بن ابی خیثمہ نے عن عبید بن یعیش عن زید بن الحباب عن رافع بن سلمہ اشجعی روایت کیا ہے اور امام بخاری نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ رافع بن زیاد بن الجعد بن ابی الجعد بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ عبداللہ بن ابی الجعد نے جو سالم کا بھائی ہے بحوالہ جعیل مجھ سے بیان کیا اور اس حدیث کا ذکر کیا۔

ایک اور حدیث

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن الفضل القطان نے بغداد میں ہمیں بتایا کہ ابوسہل بن زیاد القطان نے ہمیں خبر دی

کہ محمد بن شاذان جوہری نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن عدی نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن یزید نے عن یزید بن کیسان عن ابی حازم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا' میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے آپ نے فرمایا تو نے اسے کیوں نہیں دیکھا' بلاشبہ انصار کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی ہے؟

اس نے کہا میں نے اسے دیکھا ہے آپ نے فرمایا تو نے کتنے پر اس سے نکاح کیا ہے اس نے کہا گویا وہ ان پہاڑوں کی چوڑائی سے سونا اور چاندی کاٹ رہے ہیں' آج ہمارے پاس کوئی چیز نہیں جسے ہم تجھے دیں لیکن میں عنقریب تجھے ایک طرف بھیجوں گا جس میں تجھے کچھ ملے گا' پس آپ نے بنی عبس کی طرف ایک فوج بھیجی اور اس آدمی کو بھی اس میں بھیجا' اس نے آپ کے پاس آ کر کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ناقہ نے مجھے تیز چلنے سے درماندہ کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنا ہاتھ پکڑایا گویا کھڑا ہونے کے لیے آپ اس کا سہارا لینا چاہتے ہیں اور ناقہ کے پاس آ کر اس کی ٹانگ پر ضرب لگائی' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ راہنما اونٹ سے بھی آگے نکل جاتی ہے' مسلم نے اسے صحیح میں یحییٰ بن معین سے بحوالہ مروان روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

ابوزکریا بن ابی اسحاق المزنی نے ہمیں بتایا کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ہمیں خبر دی کہ ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ ابوجعفر بن عون نے ہمیں بتایا کہ اعمش نے بحوالہ مجاہد ہمیں خبر دی کہ ایک آدمی نے' اونٹ خریدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا' میں نے ایک اونٹ خریدا ہے اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ میرے لیے اسے بابرکت کرے' آپ نے فرمایا' اسے اس کے لیے بابرکت بنا دے وہ تھوڑی دیر ہی ٹھہرا کہ اونٹ مر گیا پھر اس نے ایک اور اونٹ خریدا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور کہنے لگا' میں نے ایک اور اونٹ خریدا ہے اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ اسے میرے لیے بابرکت کرے آپ نے فرمایا' اے اللہ اسے اس کے لیے بابرکت کر دے اور ابھی وہ ٹھہرا بھی نہ تھا کہ اونٹ مر گیا' پھر اس نے ایک اور اونٹ خریدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دو اونٹ خریدے اور آپ نے میرے لیے ان کے بابرکت ہونے کی دعا کی' آپ دعا فرمائیں کہ وہ مجھے اس پر سوار کرائے آپ نے فرمایا' اے اللہ اسے اس پر سوار کرا' پس وہ اونٹ بیس سال اس کے پاس رہا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں یہ حدیث مرسل ہے اور آپ نے پہلے دوبار جو دعا کی وہ آخرت کے بارے میں ہوگی۔

ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل بن عبداللہ المیکالی نے ہمیں خبر دی کہ علی بن سعد العسکری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوامیہ عبداللہ بن محمد بن خلاد الواسطی نے ہمیں بتایا کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ المستلم بن سعید نے ہمیں خبر دی کہ حبیب بن عبدالرحمٰن بن حبیب بن اساف نے اپنے باپ اور اپنے دادا حبیب بن اساف نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میری قوم کا ایک آدمی ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم نے عرض

کیا کہ ہم آپ کے ساتھ جنگ میں شامل ہونا چاہتے ہیں آپؐ نے فرمایا' کیا تم مسلمان ہو؟ ہم نے کہا' نہیں' آپؐ نے فرمایا' ہم مشرکین کے خلاف' مشرکین سے مدد نہیں لیتے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم مسلمان ہو گئے اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شامل ہوا تو میرے کندھے پر تلوار لگی جس نے مجھے کھوکھلا کر دیا اور میرا ہاتھ لٹک گیا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس میں تھوکا اور اسے چمٹا دیا' پس وہ ساتھ جڑ گیا اور تندرست ہو گیا اور جس نے مجھے تلوار ماری تھی میں نے اسے قتل کیا پھر میں نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا جس نے مجھے تلوار ماری تھی اور وہ کہا کرتی تھی کہ میں اس آدمی کو ضائع نہ کروں جس نے تجھے یہ تلوار پہنائی ہے اور میں کہتا کہ میں اس آدمی کو ضائع نہ کروں جو تیرے باپ کو جلد دوزخ کی طرف لے گیا ہے' اور امام احمد نے اس حدیث کو یزید بن ہارون سے اپنے اسناد کے ساتھ اس کی مانند روایت کیا ہے اور اس نے یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ نے تھوکا اور وہ ہاتھ تندرست ہو گیا۔

ایک اور حدیث:

صحیحین میں ابی النضر ہاشم بن القاسم کی حدیث سے عن ورقاء بن عمر العسکری عن عبداللہ بن یزید عن ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لیے آئے اور میں نے آپ کے لیے پانی رکھا اور جب آپ باہر نکلے تو فرمایا' یہ کام کس نے کیا ہے؟ وہ کہنے لگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے' آپ نے فرمایا' اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا کر۔

اور بیہقی نے عن الحاکم وغیرہ عن الاصم عن عباس الدوری عن الحسن بن موسیٰ الاسیب عن زہیر عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا پھر فرمایا اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا کر اور اسے تاویل سکھا' اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی اس دعا کو آپ کے عمزاد کے بارے میں قبول فرما اور آپ ایک امام تھے جن کی ہدایت سے راہنمائی حاصل کی جاتی تھی اور علوم شریعت میں آپ کی روشنی کی اقتداء کی جاتی تھی' خصوصاً علم تاویل یعنی تفسیر میں' اور آپ سے پہلے کے صحابہؓ کے علوم' اور جو کچھ آپ نے اپنے عمزاد رسول اللہ ﷺ کے کلام سے سمجھا' آپ پر منتہی ہوتا ہے اور اعمش نے ابوالضحیٰ سے بحوالہ مسروق بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمارے عمر رسیدہ لوگوں کو پاتے تو ہم میں سے کوئی شخص آپ سے نہ مل سکتا اور آپ ان کے متعلق فرمایا کرتے تھے' کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما' قرآن کے کیا ہی اچھے ترجمان ہیں' اور حضرت عبداللہ بن عباس نے' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے تیس پنتیس سال بعد وفات پائی' پس جو کچھ انہوں نے اس مدت میں آپ کے بعد حاصل کیا اس کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟ اور ہم نے ایک صحابی سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرفہ کی شام کو لوگوں سے خطاب کیا اور سورۃ بقرہ یا کسی ایک سورت کی ایسی تفسیر بیان کی کہ اگر رومی' ترک اور دیلم اس تفسیر کو سنتے تو مسلمان ہو جاتے۔

ایک اور حدیث:

صحیح میں لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے کثرتِ مال و اولاد کی دعا فرمائی تو وہ بکثرتِ مال و اولاد والے ہو گئے یہاں تک کہ ترمذی نے عن محمود بن غیلان عن ابی داؤد طیالسی عن ابی خلدہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے ابوالعالیہ سے پوچھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' انہوں نے دس سال آپ کی خدمت کی ہے اور آپ نے ان کے لیے دعا کی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا جو سال میں دو دفعہ پھل دار ہوتا تھا اور اس میں ایک خوشبودار پودا تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

اور ہم نے صحیح میں روایت کی ہے کہ آپ کی صلب سے ایک سو یا اس سے زائد بچے پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ اس کی عمر دراز کر' تو وہ ایک سو سال تک زندہ رہے اور آپ نے حضرت ام سلیم اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما کے لیے ان کی رات کے پچھلے گھنٹے میں دعا کی تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک بچے کو جنم دیا جس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا اور اس کی اولاد سے نو بچے پیدا ہوئے جو سب کے سب حافظ قرآن تھے' یہ صحیح میں لکھا ہے اور صحیح مسلم میں عن عکرمہ بن عمار عن ابی کثیر العنبری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ان کی والدہ کے لیے دعا کریں کہ اللہ اسے ہدایت دے تو آپ نے اس کے لیے دعا کی' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گئے تو انہوں نے اپنی والدہ کو دروازے کے پیچھے غسل کرتے پایا اور جب وہ فارغ ہوئی تو کہنے لگی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خوشی سے رونے لگے پھر انہوں نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع دی اور آپ سے عرض کیا کہ آپ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنے مؤمنین بندوں کا محبوب بنا دے' تو آپ نے ان دونوں کے لیے دعا کی تو انہیں یہ مقام بھی حاصل ہو گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہر مومن اور مومنہ ہم سے محبت کرتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں درست فرمایا ہے' رضی اللہ عنہ وارضاء اور اس دعا کے پورا ہونے کی ایک بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجتماع کے ایام میں آپ کے ذکر کو شہرت دی اور لوگ خطبہ جمعہ سے قبل آپ کا ذکر کرتے ہیں اور یہ تقدیر معنوی اور قدری کی طرف سے مقدر تھا۔

صحیح میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی وہ بیمار تھے اور صحت مند ہو گئے اور ان کے لیے یہ دعا بھی کی کہ ان کی دعا قبول ہو آپ نے فرمایا' اے اللہ ان کی دعا قبول فرما' اور ان کی تیراندازی کو درست کر' اور وہ ایسے ہی ہو گئے وہ سرایا اور جیوش کے بہت اچھے سالار تھے۔

اور جب ابوسعدہ اسامہ بن قتادہ نے طوالت عمر' کثرت فقر اور فتنوں کے درپے ہونے کے باوجود' آپ کے بارے میں جھوٹی گواہی دی تو آپ نے اس کے لیے بددعا دی اور وہ ویسے ہی ہو گیا اور جب اس آدمی سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا' میں ایک بوڑھا دیوانہ ہوں مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی ہے' اور صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ آپ نے سائب بن یزید کے لیے دعا فرمائی اور ان کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا تو ان کی عمر لمبی ہو گئی' یہاں تک کہ وہ چورانوے سال کو پہنچے اور وہ مناسب اور پورے قد کے تھے اور جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگا تھا وہاں سے ان کے بال سفید نہیں ہوئے' اور انہوں نے اپنے حواس اور قویٰ سے دیر تک فائدہ اٹھایا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ جریر بن عمیر نے ہم سے بیان کیا کہ عروہ بن ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن احمد نے ہم

سے بیان کیا کہ ابوزید انصاری نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میرے قریب ہو جاؤ اور آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا' پھر فرمایا' اے اللہ اس کو خوبصورت بنا دے اور اس کی خوبصورتی ہمیشہ قائم رکھ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک سو سال سے زیادہ کو پہنچے اور ان کی داڑھی میں تھوڑے سے بال سفید تھے اور وہ ہنس مکھ تھے اور وفات تک ان کا چہرہ پژمردہ نہیں ہوا' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس کا اسناد صحیح اور موصول ہے' اور امام بیہقی نے اس مفہوم کے بہت سے نظائر بیان کیے ہیں جو قلوب کو ٹھنڈا کرتے اور مطلوب کو ثابت کرتے ہیں۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عازم نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہم سے بیان کیا اور یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو بحوالہ ابوالعلاء بیان کرتے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں قتادہ بن ملحان کے پاس اس جگہ پر تھا جہاں ان کی وفات ہوئی تھی کہ ایک آدمی گھر کے پچھواڑے سے گذرا اور میں نے اسے قتادہ کے سامنے دیکھا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس کے چہرے پر تر دیکھی۔ اور صحیحین میں لکھا ہے کہ جب آپؐ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ پر شادی کی وجہ سے کیسری کپڑا دیکھا تو ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی دعا قبول کیا اور تجارت اور غنیمت میں انہیں اس قدر نوازا کہ انہیں بہت سا مال حاصل ہو گیا اور جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی چاروں بیویوں میں سے ہر ایک بیوی کو اسی ہزار کا چوتھائی حصہ ملا' اور حدیث میں شبیب بن غرقد کے طریق سے لکھا ہے کہ اس نے قبیلے کو' عروہ بن ابی الجعد المارنی کے متعلق بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک دینار دیا تا کہ وہ آپ کے لیے بکری خرید لائے تو اس نے ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں اور ایک کو ایک دینار میں فروخت کر دیا اور ایک بکری اور ایک دینار آپ کے پاس لے آیا آپؐ نے اسے فرمایا' اللہ تعالیٰ تیرے سودے میں تجھے برکت دے' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے خرید و فروخت میں اس کے لیے برکت کی دعا کی اور اس کی یہ پوزیشن ہوگئی کہ اگر وہ مٹی بھی خریدتا تو اسے اس میں نفع ہوتا۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہمیں بتایا کہ سعید بن ابی ایوب نے بحوالہ ابوعقیل ہم سے بیان کیا کہ ان کا دادا عبداللہ بن ہشام کھانا خریدنے کے لیے انہیں بازار لے جاتا تھا اور حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما انہیں ملتے تو کہتے' ہمیں اپنی خرید و فروخت میں شامل کر دو' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی ہے تو وہ انہیں شامل کر لیتے اور بسا اوقات وہ اونٹنی حاصل کر لیتے اور اسے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ بھیج دیتے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعد المالینی نے ہمیں بتایا کہ ابن عدی نے ہمیں خبر دی کہ علی بن محمد بن سلیمان الحلبی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یزید المستملی نے ہم سے بیان کیا کہ سبابہ بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب بن سیار نے' عن محمد بن المنکدر عن جابر عن ابی بکر عن بلال ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک سرد صبح کو اذان دی تو رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور آپ نے مسجد میں کسی آدمی کو نہ دیکھا تو فرمایا' لوگ کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا' سردی نے انہیں روک دیا ہے' تو آپ نے فرمایا اے اللہ سردی کو ان سے دور کر دے تو میں نے انہیں شام کو جاتے دیکھا' پھر امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ایوب بن سیار اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کی نظیر' مشہور حدیث میں بیان ہو چکی ہے جو واقعہ خندق میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ الحافظ نے ہمیں بتایا کہ عبدالعزیز بن عبداللہ نے بحوالہ محمد بن عبداللہ اصبہانی املاء ہمیں بتایا کہ ابواسماعیل ترمذی نے بحوالہ محمد بن اسماعیل ہمیں خبر دی کہ عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن ابی علی اللہبی نے عن ابی ذئب عن نافع عن عمر ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ باہر نکلے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے تو ایک عورت آپ کو ملی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اپنے خاوند کو میرے پاس بلا لاؤ' اس نے اسے بلایا تو وہ موچی تھا آپ نے اسے فرمایا' اے عبداللہ تو اپنی بیوی کے متعلق کیا کہتا ہے؟ اس آدمی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے میرا سر اس سے خوش نہیں ہوا' اس کی بیوی کہنے لگی' یہ ایک ماہ میں ایک دفعہ آیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا' کیا تو اس سے بغض رکھتی ہے؟ اس نے جواب دیا' ہاں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم دونوں اپنے سر قریب کرو تو آپ نے اس عورت کی پیشانی کو اس کے خاوند کی پیشانی پر رکھا پھر فرمایا' اے اللہ ان دونوں کے درمیان الفت پیدا کر دے اور دونوں کو ایک دوسرے کا محبوب بنا دے پھر رسول اللہ ﷺ' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ غالیچوں کے بازار سے گذرے تو وہ عورت اپنے سر پر چمڑے اٹھائے نمودار ہوئی اور جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اس نے چمڑے کو پھینک دیا اور آ کر آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا تو آپ نے فرمایا تمہارا اور تمہارے خاوند کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے مجھے قدیم و جدید مال اس سے زیادہ محبوب نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ علی بن علی اللہبی اس کی روایت میں متفرد ہے۔ اور وہ بکثرت مناکیر روایت کرتا ہے اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یوسف بن محمد بن المنکدر نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ واقعہ روایت کیا ہے مگر انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

ایک اور حدیث:

ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ کامل بن طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید بن جدعان نے بحوالہ ابوالطفیل ہم سے بیان کیا کہ ایک آدمی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے اس کے لیے برکت کی دعا کی اور اس کی پیشانی کو پکڑا تو اس کی پیشانی میں بال اُگ آیا گویا وہ گھوڑے کا بال ہے' پس لڑکا جوان ہو گیا اور جب خوارج کا زمانہ آیا تو اس نے ان کی بات مان لی اور بال اس کی پیشانی سے گر گیا تو اس کے باپ نے اس خوف سے کہ کہیں یہ خوارج کے ساتھ نہ مل جائے اسے پکڑ کر قید کر دیا اور بیڑی ڈال دی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم اس کے پاس گئے اور ہم نے اسے نصیحت کی اور اسے کہا کہ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کی برکت کو نہیں دیکھا کہ وہ گر گئی ہے اور ہم مسلسل اسے نصیحت کرتے رہے حتیٰ کہ اس نے ان کی رائے سے رجوع کر لیا' راوی بیان کرتا ہے کہ جب اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس بال کو اس کی پیشانی میں لوٹا دیا۔

اور ابوبکر بیہقی نے بھی اسے عن الحاکم وغیرہ عن الاصم عن ابی اسامہ الکلبی عن سریج بن مسلم عن ابی یحییٰ اسماعیل بن ابراہیم

التیمی روایت کیا ہے سیف بن وہب نے بحوالہ ابوالطفیل مجھ سے بیان کیا کہ بنی لیث کے ایک شخص فراس بن عمرو کو شدید سر درد ہوا تو اس کا باپ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا تو آپ نے اسے اپنے آگے بٹھایا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے اس کی جلد پکڑی اور اسے کھینچا حتیٰ کہ وہ سکڑ گئی' اور رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کی جگہ پر ایک بال اُگ آیا' اور اس کا سر درد جاتا رہا اور پھر اسے سر درد نہیں ہوا اور بال کے بارے میں بقیہ واقعہ کو انہوں نے پہلے کی طرح بیان کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہاشم بن القاسم الحرانی نے ہم سے بیان کیا کہ یعلی بن الاشدق نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ ابن حراد العقیلی کو بیان کرتے سنا کہ نابغۃ الجعدی نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو اپنا یہ شعر سنایا کہ: ہم پارسائی اور عزت کے لحاظ سے آسمان تک پہنچ چکے ہیں اور ہم اس سے بھی بالا مقام کے خواہاں ہیں۔

آپ نے فرمایا' اے ابو یعلی وہ مقام کہاں ہے؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا جنت ہے' آپ نے فرمایا' بے شک ان شاء اللہ آپ نے فرمایا مجھے شعر سناؤ تو میں نے آپ کو اپنے یہ شعر سنائے: اور اس عقل میں کچھ بھلائی نہیں جب تک اس کے پاس وہ سبقت کرنے والے اشخاص نہ ہوں جو اس کی صفائی کو کدورت سے بچائیں اور نہ اس جہل میں کچھ بھلائی ہے جب تک اس کے پاس وہ بردبار نہ ہو جو حکم دینے کے بعد اسے واپس لا سکے۔

آپ نے فرمایا' تو نے بہت اچھا کہا ہے اللہ تعالیٰ تیرے دانت نہ گرائے اسی طرح البزار نے اسے اسناداً و متناً روایت کیا ہے کہ حافظ بیہقی نے اسے ایک اور طریق سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابو عثمان سعید بن محمد بن محمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر بن محمد بن المؤمل نے ہمیں خبر دی کہ جعفر بن محمد بن سوار نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عبداللہ خالد العسکری الرقی نے ہم سے بیان کیا کہ یعلی بن الاشدق نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے نابغۃ الجعدی کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ سنایا تو آپ نے اسے پسند کیا۔

ہماری بزرگی اور ترکہ آسمان تک پہنچ چکے ہیں اور ہم اس سے بھی بالا مقام کے خواہاں ہیں' آپ نے فرمایا' اے ابو یعلی وہ مقام کہاں ہے میں نے کہا جنت ہے' آپ نے فرمایا' ان شاء اللہ ایسے ہی ہوگا۔

اور اس عقل میں کچھ بھلائی نہیں جب تک اس کے پاس سبقت کرنے والے اشخاص نہ ہوں جو اس کی صفائی کو کدورت سے بچائیں اور نہ اس جہل میں کچھ بھلائی ہے جب تک اس کے پاس وہ بردبار نہ ہو جو حکم دینے کے بعد اسے واپس لے سکے۔

تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا ہے' اللہ تیرے دانت نہ گرائے' یعلی بیان کرتے ہیں میں نے اسے دیکھا ہے وہ ایک سو سال سے زائد عمر کا تھا اور اس کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مجاہد بن سلیم سے بحوالہ عبداللہ بن حراد روایت ہے کہ میں نے نابغہ کو بیان کرتے ہیں کہ مجاہد بن سلیم سے بحوالہ عبداللہ بن حراد روایت ہے کہ میں نے نابغہ کو بیان کرتے سنا کہ میں اپنا شعر پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سنا کہ

ہم پاکدامنی اور عزت کے لحاظ سے آسمان تک پہنچ چکے ہیں اور ہم اس سے بالا مقام کے خواہاں ہیں پھر بقیہ بات کو انہوں نے اسی مفہوم میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے اس کے دانتوں کو دیکھا ہے وہ چشمے اور اولے کی طرح تھے اس کا نہ کوئی دانت گرا تھا نہ ہلا تھا۔

ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر القاضی اور ابوسعید بن یوسف ابی عمرو نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہم سے بیان کیا کہ عباس الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن بحر القطان نے ہم سے بیان کیا کہ ہاشم بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت اور سلیمان التیمی نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق، شام اور یمن کی طرف دیکھا مجھے معلوم نہیں آپ نے ان میں سے کس سے آغاز کیا پھر فرمایا اے اللہ ان کے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف لے آ اور ان کے گناہوں کے بوجھ کو اتار دے، پھر انہوں نے اسے عن الحاکم عن الاصم عن محمد بن اسحاق الصفانی عن علی بن بحر بن سری روایت کیا ہے اور اسی مفہوم کو بیان کیا ہے، اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ عمران القطان نے عن قتادہ عن انس بن مالک عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف دیکھا اور فرمایا، اے اللہ ان کے دلوں کو لے آ پھر شام کی طرف دیکھا اور فرمایا اے اللہ ان کے دلوں کو لے آ، پھر عراق کی طرف دیکھا اور فرمایا، اے اللہ ان کے دلوں کو لے آ اور ہمارے صاع اور مد میں ہمارے لیے برکت ڈال، اور واقعتہً ایسے ہی ہوا، اہل یمن، اہل شام سے پہلے مسلمان ہو گئے پھر خیر و برکت، عراق کی طرف چلی گئی اور اہل شام نے ہمیشہ ہدایت پر قائم رہنے اور آخر تک دین کی نصرت کی ذمہ داری اٹھانے کا وعدہ کیا، اور امام احمد نے اپنے مسند میں روایت کی ہے کہ جب اہل عراق کے اچھے آدمی، شام کی طرف اور اہل شام کے شریر آدمی عراق کی طرف جائیں گے تو قیامت قائم ہو جائے گی۔
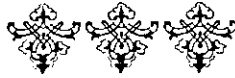
باب:

مختلف دعاؤں کی قبولیت

مسلم نے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن زید بن الحباب عن عکرمہ بن عمار روایت کی ہے کہ ایاس ابن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کے باپ نے اس سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ نے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھا' تو اس نے جواب دیا میں دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا آپ نے فرمایا' تو طاقت نہیں پائے گا' اسے صرف بڑھاپا مانع تھا' راوی بیان کرتا ہے پھر وہ اسے اپنے منہ تک نہیں لے جا سکا۔

اور ابوداؤد طیالسی نے اسے عن عکرمہ عن ایاس عن ابیہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن راعی کو دیکھا جو بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا آپ نے فرمایا' اپنے دائیں ہاتھ سے کھا' اس نے کہا' میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا آپ نے فرمایا' تو طاقت نہیں پائے گا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد اس کا ہاتھ منہ تک نہیں پہنچا۔

اور صحیح مسلم میں شعبہ کی حدیث سے ابوحمزہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں چھپ گیا آپ میرے پاس آئے اور مجھے ایک یا دو بار جھکایا اور مجھے ایک کام کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا' میں ان کے پاس گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے تو آپ نے مجھے دوسری دفعہ بھیجا' میں ان کے پاس گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے' میں نے عرض کیا میں ان کے پاس گیا تھا وہ کھانا کھا رہے تھے' آپ نے فرمایا' اللہ ان کے پیٹ کو سیر نہ کرے۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن علی بن حماد عن ہشام بن علی عن موسیٰ بن اسماعیل روایت کی ہے کہ ابوعوانہ نے بحوالہ ابوحمزہ' مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے' میں نے کہا آپ میرے پاس ہی آتے ہیں' پس میں جا کر دروازے کے پیچھے چھپ گیا تو آپ نے آ کر مجھے ایک قدم نیچے اتارا اور فرمایا' جاؤ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ آپ کاتب وحی تھے۔ راوی بیان کرتا ہے' میں نے جا کر انہیں بلایا تو کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں میں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں' آپ نے فرمایا جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ' میں دوبارہ ان کے پاس گیا تو بتایا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں میں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے دوسری بار فرمایا' اللہ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے' راوی بیان کرتا ہے اس کے بعد وہ سیر نہیں ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سیر نہیں ہوتے تھے اور یہ دعا آپ کے زمانہ امارت سے موافقت رکھتی ہے' آپ دن میں سات بار گوشت سے کھانا کھاتے تھے اور کہا کرتے تھے خدا کی قسم میں سیر نہیں ہوتا' میں صرف درماندہ ہو جاتا ہوں۔ اور قبل ازیں ہم غزوہ تبوک میں بیان کر چکے ہیں کہ نماز پڑھتے ہوئے ان کے سامنے سے ایک نوجوان گذرا تو آپ نے اسے بددعا دی تو وہ اپاہج ہو گیا اور اس کے بعد کھڑا نہیں ہو سکا۔

اور بیہقی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے گفتگو میں رسول اللہ ﷺ کی نقل اتاری اور اپنے جبڑے کو حرکت دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے ہی ہو جا اور وہ زندگی بھر کانپتا رہا' یہاں تک کہ فوت ہو گیا' اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آدمی الحکم بن ابی العاص ابو مروان بن الحکم تھا۔ واللہ اعلم

اور مالک' زید بن اسلم سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ بنی انمار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے اور آپ نے اس آدمی کے بارے میں بات بیان کی جس پر دو بوسیدہ کپڑے تھے اور اس کے دو کپڑے بکریوں میں تھے تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس نے ان دونوں کو پہنا پھر چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے کیا ہے؟ اللہ اس کی گردن مار دے گا اس آدمی نے کہا' راہ خدا میں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' راہ خدا میں' پس وہ آدمی راہ خدا میں قتل ہو گیا۔

اس نوع کے بہت سے واقعات بیان ہوئے ہیں اور حدیث صحیحہ میں متعدد طرق سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے حوالے سے لکھے گئے ہیں جو یقین کا افادہ کرتے ہیں جیسا کہ ہم عنقریب انہیں آپ کے فضائل کے باب بھی بیان کریں گے' آپ نے فرمایا ہے کہ اے اللہ جسے میں نے برا بھلا کہا ہے یا کوڑے مارے ہیں یا اس پر لعنت کی ہے اور وہ اس کا اہل نہیں تھا تو یہ امر اس کے لیے قربت کا باعث بنا دے اور وہ قیامت کے روز اس کے ذریعے تیرا قرب حاصل کرے۔

اور قبل ازیں ہم بعثت کے آغاز میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بیان کر چکے ہیں جس میں آپ نے ان سات آدمیوں پر بددعا کی ہے جنہوں نے آپ کی پشت پر اونٹ کی اوجھری ڈال دی تھی اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے ہٹایا تھا ان لوگوں میں ابوجہل بن ہشام اور اس کے اصحاب بھی شامل تھے' آپ جب واپس آئے تو آپ نے فرمایا اے اللہ' قریش کو پکڑ اے اللہ! ابوجہل بن ہشام' شیبہ بن ربیعہ' عتبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ کو پکڑ پھر آپ نے بقیہ ساتوں کا نام لیا' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے انہیں بدر کے کنوئیں میں قتل ہو کر پڑے دیکھا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشام نے مجھ سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بنی نجار کے ہمارے ایک آدمی نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی اور وہ رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا وہ بھاگ کر اہل کتاب سے جا ملا' راوی بیان کرتا ہے انہوں نے اسے بہت عظمت دی اور کہا یہ محمد ﷺ کا کاتب تھا اور اس سے بہت خوش ہوئے' وہ ان میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن توڑ دی' اور انہوں نے اس کی قبر کھود کر اسے دفن کر دیا اور زمین نے اسے باہر پھینک دیا پھر انہوں نے واپس آ کر اس کے لیے قبر کھودی اور اسے دفن کیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا تو وہ اسے باہر پڑا ہوا ہی چھوڑ گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ حمید نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ

ایک شخص، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا اور جب کوئی آدمی سورۂ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھ لیتا تو وہ ہم میں بہت معزز ہو جاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے غفوراً رحیماً لکھواتے تو وہ علیماً حکیماً لکھ دیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے اس اس طرح لکھواور وہ کہتا، میں جس طرح چاہوں گا لکھوں گا اور آپ اسے علیماً حکیماً لکھواتے تو وہ سمیعاً بصیراً لکھ دیتا اور کہتا میں جس طرح چاہوں گا لکھوں گا۔

راوی بیان کرتا ہے یہ شخص اسلام سے مرتد ہو کر، مشرکین کے ساتھ جاملا اور کہنے لگا میں تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ جانتا ہوں اور میں چاہتا تھا وہی لکھا کرتا تھا، یہ شخص فوت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً زمین اسے قبول نہیں کرے گی، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابوطلحہ نے بتایا کہ آپ اس جگہ گئے جہاں وہ آدمی فوت ہوا تھا تو انہوں نے اسے باہر پھینکا ہوا پایا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس آدمی کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے اسے کئی دفعہ دفن کیا ہے، زمین نے اسے قبول نہیں کیا، یہ حدیث، شیخین کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابو معمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا، کہ عبدالعزیز نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نصرانی مسلمان ہو گیا اور اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا، وہ دوبارہ نصرانی ہو گیا اور وہ کہا کرتا تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی کچھ جانتے ہیں جو میں انہیں لکھ دیا کرتا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو موت دے دی تو انہوں نے اسے دفن کر دیا، صبح ہوئی تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا تھا تو وہ کہنے لگے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی کارروائی ہے۔ جب یہ ان سے بھاگ آیا تو انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر اکھاڑ دی اور اسے پھینک دیا۔ پس انہوں نے اس کے لیے زمین میں اپنی استطاعت کے مطابق گہری قبر کھودی اور جب وہ صبح اُٹھے تو زمین نے اسے پھر باہر پھینک دیا تھا تو انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ آدمیوں کی کارروائی نہیں پس انہوں اسے پھینک دیا۔

باب:

وہ مسائل جو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیے گئے اور آپ نے ان کا ٹھیک ٹھیک وہ جواب دیا جو انبیاء کی موروثی کتب کے موافق تھا

ہم نے بعثت کے آغاز میں ان تکالیف کا ذکر کیا ہے جو قریش نے آپ کو پہنچائیں اور مدینہ کے یہودیوں کی طرف وفد بھیجے جو ان سے کچھ چیزوں کے متعلق پوچھیں اور پھر وہ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں' انہوں نے کہا' ان سے روح کے متعلق اور ان لوگوں کے متعلق پوچھو جو زمانے سے گذر چکے ہیں اور اس جہاں گرد کے متعلق پوچھو جو زمین کے مشارق و مغارب میں پہنچا' جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ وہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو' روح میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں علم سے تھوڑا حصہ ہی دیا گیا ہے اور سورہ کہف بھی نازل فرمائی جس میں ان جوانوں کے واقعہ کی تشریح کی جو اپنی قوم کے دین کو ترک کر کے اللہ عزیز وحمید پر ایمان لے آئے اور اسے عبادت کے لیے خاص کر لیا اور اپنی قوم سے علیحدہ ہو گئے اور غار میں چلے گئے اور اس میں سو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں تین سو نو سال بعد جگایا اور ان کا واقعہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں ہمیں بتایا ہے پھر اس نے ایک مومن اور ایک کافر کے معاملے کو بیان کیا ہے پھر حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام اور ان دونوں کے حکم ومواعظ کا ذکر کیا ہے پھر فرمایا ہے کہ وہ تجھ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھتے ہیں' کہہ دو میں ابھی اس کا بیان تمہیں سناؤں گا۔ پھر اس نے اس کی تشریح کی ہے اور اس کے حالات اور اس کے مشارق و مغارب تک پہنچنے اور دنیا میں مفید کام کرنے کے واقعات بیان کیے ہیں اور یہ آگاہی واقعی حقیقت ہے اور اہل کتاب کے ہاتھوں میں جو کتب موجود ہیں ان میں جو حق موجود ہے یہ اس کے موافق ہے اور جو ان میں سے محرف ومبدل ہے وہ مردود اور ناقابل قبول ہے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور آپ پر کتاب نازل کی ہے تاکہ لوگ جن اخبار واحکام کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں اسے کھول کر بیان کریں اللہ تعالیٰ تورات وانجیل کے ذکر کے بعد فرماتا ہے۔ اور ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتاب کی مصدق اور اس کی نگران ہے۔ اور ہم نے ہجرت کے آغاز میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو لوگ جلدی سے آپ کے پاس آئے اور میں بھی ان آنے والوں میں شامل تھا اور جب میں نے آپ کا چہرہ دیکھا تو میں نے کہا بلاشبہ ان کا چہرہ' کذاب کا چہرہ نہیں ہے اور سب سے پہلی بات جو میں نے آپ سے سنی یہ تھی کہ آپ نے فرمایا' اے لوگو سلام کو رواج دو' صلہ رحمی کرو' کھانا کھلاؤ اور جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو رات کو نماز پڑھو' تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اور صحیح بخاری وغیرہ میں اسماعیل بن عطیہ وغیرہ کی حدیث سے حمید سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کے رسول اللہ ﷺ

سے سوال کرنے کا واقعہ لکھا ہے کہ تین باتوں کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا' قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت سب سے پہلے کیا کھانا کھائیں گے؟ اور کون سا بچہ اپنے باپ اور اپنی ماں کے مشابہ ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی جبریل نے مجھے ان کے متعلق بتایا ہے پھر فرمایا' قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق کی طرف سے مغرب کو لے جائے گی' اور اہل جنت جو پہلا کھانا کھائیں گے وہ وہیل مچھلی کے جگر کا بڑھاؤ ہوگا اور بچے کے متعلق یہ بات ہے کہ جب مرد کی منی' عورت کی منی سے سبقت کر جائے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوگا اور جب عورت کی منی' مرد کی منی سے سبقت کر جائے تو بچہ اپنی ماں کے مشابہ ہوگا۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر عن ابی معشر عن سعید المقبری روایت کی ہے اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالات کا ذکر کیا ہے ہاں یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کی نشانیوں کی بجائے اس سیاہی کے متعلق سوال کیا جو چاند میں پائی جاتی ہے اور حدیث کو بیان کر کے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ چاند میں جو سیاہی پائی جاتی ہے یہ دو سورج تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا' پس ہم نے رات کی نشانی کو مٹا دیا۔ پس یہ سیاہی جو آپ دیکھتے ہیں وہ مٹانا ہے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اسی مفہوم کی دوسری حدیث:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم المزکی نے ہمیں بتایا کہ ابوالحسن احمد بن محمد بن ابن عیدروس نے ہمیں خبر دی کہ عثمان بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ربیع بن نافع' ابوتوبہ' نے ہمیں بتایا کہ معاویہ بن سلام نے بحوالہ زید بن سلام ہم سے بیان کیا انہوں نے ابوسلام کو بیان کرتے سنا کہ ابواسماء الرحبی نے مجھے بتایا کہ ثوبان نے اس سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا کہ ایک یہودی عالم آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر سلام ہو' میں نے اسے دھکا دیا قریب تھا کہ وہ اس سے گر جاتا اس نے کہا تو مجھے کیوں دھکا دیتا ہے؟ میں نے کہا' کیا تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتا؟ اس نے کہا' میں نے ان کا وہ نام لیا ہے جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ میرے گھر والوں نے میرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی رکھا ہے' یہودی کہنے لگا میں آپ سے سوال کرنے آیا ہوں آپؐ نے فرمایا: اگر میں نے تجھ سے کچھ بیان کیا تو وہ تجھے فائدہ دے گا؟ اس نے کہا میں اپنے کانوں سے سن رہا ہوں اس نے اپنی چھڑی سے زمین کو کریدا تو آپ نے اسے فرمایا: پوچھو' یہودی نے آپ سے پوچھا جس روز' زمین و آسمان' دوسرے زمین و آسمان سے بدل جائیں گے تو لوگ کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس تاریکی میں ہوں گے جو پل صراط سے درے ہے' اس نے پوچھا' لوگوں میں سے کون پہلے پل صراط سے گذریں گے؟ آپ نے فرمایا' فقراء مہاجرین' یہودی نے پوچھا جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو انہیں کیا تحفہ ملے گا؟ آپ نے فرمایا' وہیل مچھلی کے جگر کا بڑھاؤ اس نے پوچھا' اس کے بعد ان کی غذا کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا ان کے لیے جنت کے اس بیل کو ذبح کیا جائے گا جو جنت کی اطراف میں سے کھاتا تھا اس نے پوچھا اس کے بعد وہ کیا پئیں گے؟ آپؐ نے فرمایا' جنت کے چشمے سے پئیں گے جس کا نام سلسبیل ہے اس نے کہا آپؐ نے درست فرمایا ہے

نیز کہا' میں آپؐ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں جسے اہل زمین میں سے سوائے نبی یا ایک یا دو آدمی کے کوئی نہیں جانتا آپؐ نے فرمایا اگر میں نے تجھ سے بیان کیا تو تجھے فائدہ ہوگا' اس نے کہا میں اپنے کان سے سن رہا ہوں اس نے پوچھا میں آپ سے بچے کے متعلق پوچھنے آیا ہوں آپؐ نے فرمایا' آدمی کی منی سفید ہوتی ہے اور عورت کی منی زرد ہوتی ہے پس جب یہ دونوں اکٹھی ہو جائیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آ جائے تو اللہ کے حکم سے مرد پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آ جائے تو اللہ کے حکم سے عورت پیدا ہوتی ہے' یہودی نے کہا آپ نے درست فرمایا ہے اور بلاشبہ آپؐ نبی ہیں' پھر وہ واپس چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس نے مجھ سے ایسی بات کے متعلق پوچھا ہے جس کا مجھے کچھ علم نہیں تھا حتیٰ کہ اللہ نے مجھے اس کا علم دے دیا' اسی طرح مسلم نے اسے عن الحسن بن علی الحلوانی عن ابیہ توبۃ الربیع ابن نافع روایت کیا ہے اور ہو سکتا ہے یہ شخص حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی دوسرا شخص ہو۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ عبدالحمید بن بہرام نے بحوالہ شہر بن حوشب ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز یہود کی ایک جماعت' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں چند باتوں کے متعلق بتائیے' ہم ان کے متعلق آپ سے دریافت کریں گے اور انہیں نبی کے سوا' کوئی نہیں جانتا' آپؐ نے فرمایا: جو چاہو مجھ سے پوچھو' لیکن مجھے اللہ کا اور جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے عہد لیا تھا وہ عہد دو' کہ اگر میں تم سے وہ بات بیان کروں جسے تم حق جانتے ہو تو تم اسلام پر مجھ سے موافقت کرو گے' انہوں نے کہا ہم آپ کو وہ عہد دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا' جو چاہو' پوچھو' انہوں نے کہا' آپ ہمیں چار باتوں کے متعلق بتائیں پھر ہم آپ سے سوال کریں گے۔

ہمیں اس کھانے کے متعلق بتائیے جسے اسرائیل نے تورات کے نزول سے قبل اپنے آپ پر حرام کیا تھا' اور ہمیں مرد کی منی کے متعلق بتائیے کہ اس سے نر کیسے پیدا ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ نر بن جاتا ہے اور عورت کیسے بنتی ہے حتیٰ کہ وہ عورت بن جاتی ہے اور ہمیں اس نبی اور ملائکہ میں سے جو آپ کا مددگار ہے اس کے متعلق نیند میں بتائیے' آپ نے فرمایا' تم پر اللہ کا عہد لازم ہے کہ اگر میں نے تمہیں بتا دیا تو تم مجھ سے موافقت کرو گے۔

تو انہوں نے آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق عہد و میثاق دیا آپ نے فرمایا' میں تم سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی' کیا تمہیں علم ہے کہ اسرائیل یعقوب علیہ السلام سخت بیمار ہو گئے تھے اور ان کی بیماری لمبی ہو گئی تو انہوں نے اللہ کے لیے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی بیماری سے شفاء دی تو وہ اپنے محبوب' مشروب اور طعام کو حرام قرار دے دیں گے اور آپ کا محبوب مشروب اونٹنیوں کا دودھ اور محبوب طعام اونٹ کا گوشت تھا' انہوں نے کہا بے شک ایسے ہی تھا تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ ان پر گواہ رہ' آپؐ نے فرمایا' میں تم سے اس خدا نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے سوا' کوئی معبود نہیں اور جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی' کیا تمہیں علم ہے کہ مرد کی منی سفید اور عورت کی منی زرد ہوتی ہے' اور ان دونوں میں سے جو غالب آ جائے' بچہ اذن الٰہی سے اس کی مانند ہوتا ہے' اگر مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آ جائے تو وہ اذن الٰہی سے

مرد ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آ جائے تو اذن الٰہی سے وہ عورت ہوتی ہے' انہوں نے کہا بے شک ایسے ہی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے اللہ ان پر گواہ رہ آپ نے فرمایا میں تم سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی' کیا تمہیں علم ہے کہ اس نبی کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا' انہوں نے کہا بے شک ہمیں اس کا علم ہے آپؐ نے فرمایا' اے اللہ ان پر گواہ رہ' انہوں نے کہا اب آپ ہمیں ملائکہ میں سے اپنے مددگار کے متعلق بتائیے پھر ہم آپ سے موافقت کریں گے یا آپ سے علیحدہ ہو جائیں گے' آپؐ نے فرمایا' میرے مددگار جبریل علیہ السلام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا ہے وہ اس کے مددگار رہوئے ہیں تو وہ کہنے لگے پھر ہم آپ سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اگر ملائکہ میں سے کوئی اور آپ کا مددگار رہوتا تو ہم آپ کی مدد کرتے اور آپ کی تصدیق کرتے' آپؐ نے فرمایا' تمہیں اس کی تصدیق سے کون مانع ہے' وہ کہنے لگے وہ ملائکہ میں سے ہمارا دشمن ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ. الآیۃ اور یہ آیت بھی نازل ہوئی: فَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ. الآیۃ

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ عمرو بن مرۃ ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن سلمہ کو بحوالہ صفوان بن عسال مرادی بیان کرتے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے دوست سے کہا' ہمارے ساتھ اس نبی کے پاس چلئے تاکہ ہم اس سے اس آیت (ولقد آتینا موسی تسع آیات بینات) کے متعلق دریافت کریں' اس نے کہا' اسے کچھ نہ کہو' اگر اس نے تجھ سے سن لیا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی' پس ان دونوں نے آپ سے دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور نہ سرقہ کرو اور نہ زنا کرو اور جس نفس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور جادو نہ کرو اور سود نہ کھاؤ اور کسی بے گناہ کو صاحب اقتدار کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کرے اور نہ پاکدامن عورت پر تہمت تراشو' یا آپ نے فرمایا کہ فوج سے نہ بھاگو شعبہ کو شک ہوا ہے۔ اور اے گروہ یہود' تم پر خاص طور پر یہ بات فرض ہے کہ تم سبت کے بارے میں زیادتی نہ کرو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ان دونوں نے آپ کے ہاتھ اور پاؤں چومے اور کہا' ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں آپ نے فرمایا میری اتباع سے تمہیں کیا چیز مانع ہے' انہوں نے کہا' حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی ذریت میں نبی ہو اور ہمیں خدشہ ہے کہ اگر ہم مسلمان ہوئے تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' ابن جریر حاکم اور بیہقی نے اسے کئی طرق سے شعبہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے' میں کہتا ہوں کہ اس کے رجال میں ایسے آدمی بھی ہیں جن پر اعتراض کیا گیا ہے اور گویا راوی کو نو نشانات کے بارے میں دس کلمات کا اشتباہ ہوا ہے' اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو وصایا کیں اور دیار مصر اور شعب بنی اسرائیل سے نکلنے کے بعد لیلۃ القدر کو طور کے اردگرد حاضر ہوئے۔ ان کے متعلق موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی اسی طرح طور پر کھڑے تھے' اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان دس کلمات کا حکم دیتے ہوئے آپ سے باتیں کیں جن کی تشریح اس حدیث میں کی گئی

ہے اور نو نشانات میں وہ دلائل اور خارق عادت اُمور ہیں جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تائید کی گئی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دیار مصر میں ان کے ہاتھ پر ظاہر کیا اور وہ عصا' ید بیضا' طوفان' ٹڈیاں' جوئیں' مینڈک' خون' قحط اور ثمرات کی کمی ہیں اور میں نے تفسیر میں اس کے متعلق کافی گفتگو کی ہے۔ واللہ اعلم

باب:

دعوتِ مباہلہ

اور ہم نے تفسیر میں سورۂ بقرہ کی اس آیت:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ وَ لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظَّالِمِيْنَ ﴾

اور سورۃ جمعہ میں بھی اس کی مانند ایک آیت ہے کہ:

﴿ قُلْ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ' وَ لَا يَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِا الظَّالِمِيْنَ ﴾

اور ہم نے اس بارے میں مفسرین کے اقوال بیان کیے ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے ان کو دعوت مباہلہ دی کہ وہ اپنے اور مسلمانوں میں سے جھوٹے کے خلاف موت کی دعا کریں تو وہ اپنے ظلم کو جاننے کی وجہ اس رُک گئے کہ دعا انہی پر اُلٹ پڑے گی اور اس کا وبال انہیں کی جانب پلٹ پڑے گا اور اسی طرح آپ نے نجرانی نصاریٰ کو جب انہوں نے آپ سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں جھگڑا کیا دعوت دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس آیت میں انہیں دعوت مباہلہ دینے کا حکم دیا کہ:

﴿ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ كُمْ وَ نِسَآءَ نَا وَ نِسَآءَ كُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ﴾

اور اسی طرح آپ نے مباہلہ کی طرز پر مشرکین کو دعوت دی:

﴿ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَانُ مَدًّا ﴾

اور ہم نے ان آیات کے بارے میں اپنی تفسیر کی کتاب میں مفصل اور کافی گفتگو کی ہے۔

ایک اور حدیث جو یہود کے اس اعتراف کو متضمن ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں نیز مذموم مقصد سے ان کے جھگڑے کو بھی متضمن ہے

اور یہ واقعہ یوں ہے کہ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر آپ نے ان کی مرضی کے مطابق فیصلہ کیا تو وہ آپ کی اتباع کریں گے ورنہ آپ سے محتاط رہیں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس ارادے پر ان کی مذمت کی ہے' حضرت عبداللہ بن المبارکؒ بیان کرتے ہیں کہ معمر نے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن المسیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص موجود تھا جس کی آپ تعظیم کر رہے تھے' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مزینہ کا ایک شخص ہے' جس کا باپ' حدیبیہ میں شامل تھا اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھا' وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یہود کے کچھ لوگ آئے ان میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا تھا' اور وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے' ہمارے ساتھ اس نبی کے پاس چلئے جو تخفیف کے ساتھ مبعوث ہوا ہے اگر اس نے ہمیں' رجم سے کم تر حد کا فتویٰ دیا تو ہم اس پر عمل کریں گے اور جب ہم اللہ سے ملیں گے تو اس کے ہاں اس کے انبیاء میں سے ایک نبی کی تصدیق کا عذر بنائیں گے' مرۃ' بحوالہ زہری بیان کرتے ہیں کہ اگر اس نے ہمیں رجم کا حکم دیا تو اس کی بات نہیں مانیں گے نیز ہم نے اللہ کے اس حکم کو نہیں مانا جو اس نے تورات میں رجم کے بارے میں ہم پر فرض کیا ہے پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ مسجد میں اپنے اصحاب میں جلوس فرما تھا' اور کہنے لگے اے ابوالقاسم ہمارے ایک آدمی نے شادی کے بعد زنا کیا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور انہیں کوئی جواب نہ دیا اور آپ کے ساتھ کچھ مسلمان بھی کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ وہ یہود کے تورات پڑھنے کی جگہ پر آئے اور انہوں نے انہیں تورات پڑھتے پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے گروہ یہود میں تم سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی ہے کہ تم شادی شدہ زانی کے بارے میں تورات میں کیا سزا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس کا تجبیہ کرتے ہیں اور تجبیہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں کو گدھے پر سوار کرایا جاتا ہے اور دونوں کی پشت ایک دوسرے کی طرف ہوتی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ان کا عالم خاموش ہو گیا جو ایک نوجوان آدمی تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خاموش دیکھا تو آپ نے اپیل پر اصرار کیا تو ان کے عالم نے کہا' جب آپ نے اللہ کے نام پر اپیل کی ہے تو ہم شادی شدہ شخص کے بارے میں تورات میں رجم کی سزا پاتے ہیں' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم نے امر الٰہی میں پہلے رخصت حاصل کی؟ اس نے کہا' ہمارے ایک بادشاہ کے قرابتدار نے زنا کیا تو اس نے اس سے رجم کی سزا ہٹا دی اور اس کے بعد کسی اور آدمی نے زنا کیا تو اسی بادشاہ نے اسے رجم کرنا چاہا تو اس کی قوم کے لوگ اس کی حمایت میں کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم ہم اسے اس وقت تک رجم نہیں کریں گے جب تک اس کا فلاں عمزاد رجم نہ ہو' پس انہوں نے اس سزا کے بارے میں باہم مصالحت کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا' میں وہی فیصلہ کرتا ہوں جو تورات میں کیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔

زہری بیان کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا کہ یہ آیت:

﴿ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا ﴾

انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور صحیح میں بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کا شاہد موجود ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ہم نے اس مضمون کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث کو آیت:

﴿ يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا آمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ ﴾

کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں' یعنی کوڑے مارنے کو اختیار کر لو۔ اور منہ کالا کرنا' جس پر انہوں نے مصالحت کی تھی' اس کو انہوں نے اپنی طرف سے ایجاد کیا ہے' یعنی اگر محمد ﷺ منہ کالا کرنے کا فیصلہ کریں تو اسے اختیار کر لینا ﴿ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ﴾ اور اگر وہ یہ فیصلہ کریں تو اس کے قبول کرنے سے انکار کرنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ ﴿ وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَا اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے بارے میں ان کے سوءِ ظن اور برے اعتقاد کے باعث ان کی مذمت اور اس میں اللہ تعالیٰ نے رجم کا حکم دیا ہے اور وہ اس کی صحت کو جاننے کے باوجود اس سے عدول کر کے اپنے ایجاد کردہ تجبیہ اور تحمیم (منہ کالا کرنا) کو اختیار کرتے ہیں۔

اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے بحوالہ زہری روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مزینہ کے ایک شخص سے سنا کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا پھر انہوں نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابن صوریا سے فرمایا' میں تجھ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں اور تجھے بنی اسرائیل کے ایام یاد دلاتا ہوں' کیا تجھے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شادی شدہ زانی کے بارے میں تورات میں رجم کرنے کا حکم دیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا' ہاں' اے ابو القاسم قسم بخدا وہ یقیناً جانتے ہیں کہ آپ نبی مرسل ہیں لیکن وہ آپؐ سے حسد کرتے ہیں' پس رسول اللہ ﷺ باہر آ گئے اور آپ نے ان دونوں کے بارے میں رجم کا حکم دیا اور ان دونوں کو مالک بن نجار کے پاس بنی تمیم میں آپ کی مسجد کے دروازے پر رجم کیا گیا' راوی بیان کرتا ہے پھر اس کے بعد ابن صوریا نے کفر اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: ﴿ يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ﴾ نازل فرمائی اور عبد اللہ بن صوریا یک چشم کا ذکر ابن عمیر کی حدیث اور دیگر صحیح روایات میں آیا ہے جنہیں ہم نے تفسیر میں بیان کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ ثابت نے بحوالہ حضرت انس ہم سے بیان کیا کہ ایک یہودی لڑکا حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتا تھا' وہ بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کو تشریف لائے تو دیکھا کہ اس کا باپ اس کے سر کے پاس تورات پڑھ رہا ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اے یہودی! میں تجھ سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی ہے کیا تم تورات میں میری تعریف' میرا حال اور میرے ظہور کی جگہ کا ذکر پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا' نہیں' تو اس لڑکے نے کہا خدا کی قسم ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم تورات میں آپ کی تعریف' آپ کا حال اور آپ کے ظہور کی جگہ کا ذکر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں' تو حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اسے اس کے پاس سے اٹھا دو اور اپنے بھائی کے نزدیک ہو جاؤ۔ بیہقی نے اسے اس طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن عطاء بن السائب عن ابی عبیدہ بن عبداللہ عن ابیہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو جنت میں داخل کرنے کے لیے اپنے نبی کو بھیجا' پس حضرت نبی کریم ﷺ ایک کلیسا میں گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک یہودی تورات پڑھ رہا ہے اور جب وہ آپ کے حال پر پہنچا تو خاموش ہو گیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے پہلو میں ایک بیمار آدمی تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیوں خاموش ہو گئے ہو تو مریض کہنے لگا یہ ایک نبی کے حال پر پہنچ کر خاموش ہو گئے ہیں پھر وہ مریض گھٹنوں کے بل چل کر آیا اور تورات کو پکڑ کر کہنے لگا' اپنا ہاتھ اٹھاؤ اور وہ پڑھتے پڑھتے آپ کے حال پر پہنچ گیا اور کہنے لگا یہ آپ کا حال ہے اور یہ آپ کی امت کا حال ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اپنے بھائی کے نزدیک ہو جاؤ۔

ایک اور حدیث:

رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے تورات پڑھنے کی جگہ پر کھڑے ہو کر فرمایا' اے گروہ یہود' مسلمان ہو جاؤ اس ذات کی قسم' جس کے سوا کوئی معبود نہیں' تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں تو وہ کہنے لگے اے ابوالقاسم آپ نے پیغام پہنچا دیا ہے آپ نے فرمایا میں یہی چاہتا تھا۔

باب:

آپؐ کے بارے میں بشارات

کتاب اللہ اور سنت رسول سے اور مفہوم کے لحاظ سے بھی یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے کے انبیاء نے آپ کی بشارت دی ہے اور انبیاء کے پیروکار اسے جانتے ہیں لیکن ان کی اکثریت اس بارے میں کتمان اخفاء سے کام لیتی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴾

پھر فرماتا ہے:

﴿ وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ﴾

پھر فرمایا ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿ وَ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِیُنْذَرُوْا بِهٖ ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ﴾

پھر فرماتا ہے: ﴿ لِیُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَیًّا وَّ یَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴾

پس اللہ تعالیٰ نے امیین اہل کتاب اور دیگر عرب وعجم کی مخلوق کی طرف آپ کی بعثت کا ذکر کیا ہے' پس جس تک قرآن پہنچ چکا ہے وہ اس کے لیے نذیر ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس امت کا جو یہودی اور نصرانی میرے متعلق سنے گا اور مجھ پر ایمان نہ لائے گا وہ دوزخ میں جائے گا اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور صحیحین میں ہے کہ مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء کو عطا نہیں کی گئیں۔ ایک ماہ کی مسافت تک میں رعب سے مدد دیا گیا ہوں' میرے لیے غنائم حلال کی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کی گئیں' اور زمین میرے لیے مسجد اور پاکیزہ بنائی گئی ہے اور مجھے

شفاعت عطا ہوئی ہے اور پہلے نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور صحیحین میں یہ بھی ہے کہ مجھے اسود و احمر کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ عرب و عجم کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جن و انس کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور صحیح اس سے اعم ہے حاصل کلام یہ کہ آپ سے پہلے کے انبیاء کی موروثی کتب میں آپ کی بشارات موجود ہیں حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تک نبوت پہنچ گئی اور آپ بنی اسرائیل میں اس بشارت کے ذمہ دار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ کے حالات بیان کیے ہیں' فرماتا ہے:

﴿ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ﴾

پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ کا ذکر پہلی کتب میں موجود ہے اس میں کچھ تو قرآن میں بیان ہوا ہے اور کچھ احادیث صحیحہ میں آپ سے بیان ہوا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور اس کے ساتھ ساتھ آپ موافق و مخالف کے اتفاق سے سب مخلوق سے زیادہ دانش مند تھے' یہ بات قطعی طور پر آپ کے صدق پر دال ہے اس لیے کہ آپ نے جو خبریں دی ہیں اگر آپ ان پر یقین نہ رکھتے تو یہ بات آپ سے بہت نفور کرنے والی ہوتی اور اگر کوئی دانشمند ایسا اقدام نہیں کر سکتا' غرضیکہ آپ سب مخلوق سے زیادہ دانشمند تھے حتیٰ کہ ان کے نزدیک بھی جو آپ کے مخالف تھے بلکہ آپ حقیقت میں ان سے زیادہ دانشمند تھے۔

پھر مشارق و مغارب میں آپ کی دعوت پھیل گئی ہے اور آپ کی امت کی حکومت عموماً آفاق کے اطراف میں چھائی ہوئی ہے جو کسی پہلی امت کو حاصل نہیں ہوئی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہ ہوتے تو آپ کا ضرر ہر کسی سے بڑھ کر ہوتا اور اگر ایسا ہوتا تو انبیاء ان کے بارے میں شدید انتباہ کرتے اور انہی امتوں کو ان سے شدید متنفر کرتے اور بلاشبہ ان سب نے اپنی کتب میں داعیان ضلالت سے انتباہ کیا ہے اور اپنی امتوں کو ان کی اتباع و اقتدار سے روکا ہے اور المسیح الدجال یک چشم کذاب کی صراحت کی ہے حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جو پہلے رسول ہیں اپنی قوم کو انتباہ کیا ہے اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ کسی نبی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انتباہ نہیں کیا اور نہ آپ سے متنفر کیا ہے اور نہ آپ کی مدح و ثناء کے برخلاف کوئی خبر دی ہے بلکہ آپ کے وجود کی بشارت دی ہے اور آپ کی اتباع کا حکم دیا ہے اور آپ کی مخالفت کرنے اور آپ کی اطاعت سے خروج کرنے سے روکا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا ہے اس سے عہد لیا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں اور وہ زندہ ہو تو وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کرے اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ اپنی امت سے عہد لے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں اور وہ زندہ ہوں تو وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کریں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور پہلی کتب میں آپ کی بشارات پائی جاتی ہیں جو حد و شمار سے زیادہ اور بیان سے زیادہ مشہور ہیں اور قبل ازیں ہم نے

آپ کی پیدائش سے قبل ان بشارات کا عمدہ حصہ بیان کر دیا ہے اور تفسیر کی کتاب میں آیات مقتضیہ کے مواقع پر بہت سے آثار بیان کر دیئے ہیں' اور اس جگہ ہم ان چند بشارات کا ذکر کرتے ہیں جو ان کی کتب میں موجود ہیں اور جن کی صحت کا وہ اعتراف کرتے ہیں اور ان کی تلاوت کرتے ہیں' ان بشارات کو ان کے قدیم و جدید علماء نے جمع کیا ہے جو ان میں سے ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے ان کتب کی واقفیت حاصل کی ہے جو ان کے پاس موجود ہیں۔

تورات کی پہلی کتاب میں جو ان کے پاس موجود ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں لکھا ہے جس کا مضمون اور ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نار نمرود سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بچانے کے بعد ان کی طرف وحی کی کہ کھڑا ہو جا اور اپنی اولاد کے لیے زمین کے مشارق و مغارب میں جا' اور جب آپ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات بتائی تو اس نے لالچ کیا کہ یہ اس کے بیٹوں کے لیے ہو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے ہاں پیدا ہوں اور اس نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اس کے بیٹے کو دور بھیجنے کی خواہش کی' حتیٰ کہ حضرت خلیل علیہ السلام ان دونوں کو حجاز کے جنگل اور فاران کے پہاڑوں میں لے گئے اور حضرت ابراہیمؑ نے خیال کیا کہ یہ بشارت آپ کے بیٹے اسحاق کے لیے ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی جس کا مضمون یہ ہے کہ آپ کے بیٹے اسحاق کو بہت اولاد ملے گی اور آپ کے بیٹے اسماعیل کو میں برکت اور عظمت دوں گا اور اس کی اولاد بہت ہوگی اور میں اس کی ذریت سے ماذ ماذ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کروں گا اور ان کی اولاد میں بارہ امام بناؤں گا اور ان کی امت بہت ہوگی اور اسی طرح میں نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اس وقت بشارت دی جب حضرت خلیل علیہ السلام انہیں بیت اللہ کے پاس چھوڑ آئے انہیں پیاس لگی اور وہ اپنے بیٹے کے بارے میں غمگین ہوئیں اور فرشتے نے آ کر زمزم کو پھوڑ دیا اور انہیں اس بچے کی حفاظت کا حکم دیا' بلاشبہ اس کی اولاد سے ایک عظیم فرزند پیدا ہوگا' جس کی ذریت کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہوگی اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عظمت و جاہ اور منزلت و منصب کا آدمی پیدا نہیں ہوا اور آپ ہی کی امت کی حکومت مشارق و مغارب پر چھائی ہے اور انہوں نے دیگر اقوام پر حکومت کی ہے۔

اسی طرح پہلی کتاب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واقعہ میں بیان ہوا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا ہاتھ تمام اقوام کے اوپر ہوگا اور تمام اقوام آپ کے ہاتھ تلے ہوں گی اور وہ اپنے بھائیوں کے تمام مساکن میں رہے گا اور یہ بات صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ پر ہی صادق آتی ہے۔

اور اسی طرح پانچویں کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دیجیے کہ اے موسیٰ میں ان کے لیے ان کے اقارب میں سے تیری مانند ایک نبی پیدا کروں گا اور اپنی وحی اس کے منہ میں ڈالوں گا اور تم اس سے سنو گے۔

اور پانچویں کتاب میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی آخری عمر میں یعنی التنبیہ کے انتالیسویں سال بنی اسرائیل سے خطاب کیا اور انہیں ایام اللہ اور جو احسانات اس نے ان پر کیے تھے یاد دلائے اور انہیں فرمایا' جان لو کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تمہارے اقارب میں سے ایک نبی میری مانند بھیجے گا جو تم کو نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اور تمہارے لیے طیبات کو

حلال کرے گا اور خبائث کو تم پر حرام قرار دے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا اسے دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب ملے گا اور اسی طرح پانچویں کتاب کے آخر میں جو اس تورات کا آخر ہے جو ان کے پاس ہے بیان ہوا ہے کہ خداوند سینا سے آیا اور ساعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اس کی دائیں جانب نور اور بائیں جانب نار ہے قومیں اس کے پاس جمع ہوں گی' یعنی امر الٰہی اور اس کی شریعت طور سینا سے آئی۔ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے پاس اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور ساعیر سے طلوع ہوا' یہ بیت المقدس کے پہاڑ ہیں یعنی وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فروکش تھے اور فاران کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا' یعنی جبال فاران سے امر الٰہی ظاہر ہوا اور بلا اختلاف یہ حجاز کے پہاڑ ہیں اور یہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہی ہوا ہے پس اللہ تعالیٰ نے وقوعی ترتیب کے لحاظ سے ان تینوں مقامات کا ذکر کیا ہے' پہلے حضرت موسیٰ کے اترنے کی جگہ کا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کی جگہ کا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کا ذکر کیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے ان تینوں مقامات کی قسم کھائی تو قسم کے اصول کے مطابق پہلے فاضل کا پھر افضل کا اور پھر اس سے افضل مقام کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (والتین والزیتون) اس سے مراد بیت المقدس کا محلّہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام رہتے تھے (وطور سینین) یہ وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا (وھذا البلد الامین) اور یہ وہ شہر ہے جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا یہ بات ان آیات کریمات کی تفسیر میں کئی مفسرین نے بیان کی ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور میں اس امت کے جہاد و عبادت کا بیان ہے اور اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مثال بیان ہوئی ہے کہ آپ تعمیر شدہ عمارت کا آخر ہیں جیسا کہ اس کے متعلق صحیحین میں حدیث بیان ہوئی ہے کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ کے سوا' اسے مکمل کر دیا اور لوگ اس کے نزدیک آ کر کہنے لگے' یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ اور اس کا مصداق اس آیت میں ہے (ولکن رسول اللہ و خاتم النبین) اور زبور میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت بیان ہوئی ہے کہ آپ کی دعوت و نبوت پھیل جائے گی اور آپ کا کلام ایک سمندر کو پار کر کے دوسرے سمندر تک جائے گا اور دیگر علاقوں کے بادشاہ خوشی خوشی آپ کے پاس تحائف و ہدایا لائیں گے اور آپ مضطر کو رہائی دلائیں گے اور قوموں کی مصیبت کو دور کریں گے اور بے یار و مددگار کمزور کو بچائیں گے اور ان پر ہر وقت درود پڑھا جائے گا اور اللہ ہر روز ان کو برکت دے گا اور ان کا ذکر ہمیشہ رہے گا' اور یہ بات صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق ہوتی ہے۔

اور شعیاء کے صحائف میں طویل کلام میں بنی اسرائیل پر ناراضگی پائی جاتی ہے اور اس میں لکھا ہے کہ بلا شبہ میں تمہاری طرف اور اقوام کی طرف ایک امی نبی بھیجوں گا جو بد اخلاق اور تند خو نہ ہوگا اور نہ بازاروں میں شور کرنے والا ہوگا میں اسے ہر اچھائی اور تمام کریمانہ اخلاق سے بہرہ ور کروں گا پھر میں سکینت کو اس کا لباس اور نیکی کو اس کا شعار بناؤں گا اور تقویٰ اس کے ضمیر میں رکھوں گا اور حکمت کو اس کی عقل اور وفا کو اس کی عادت اور عدل کو اس کی سیرت اور حق کو اس کی شریعت اور ہدایت کو اس کی ملت' اور اسلام کو اس کا دین اور قرآن کو اس کی کتاب بناؤں گا اس کا نام احمد ہوگا' میں اس کے ذریعے ضلالت سے ہدایت دوں گا اور گمنامی کے بعد اسے مشہور کروں گا اور تفرقہ کے بعد اس کے ذریعہ اکٹھا کروں گا اور پراگندہ دلوں کو اس کے ذریعے متالف

کروں گا اور اس کی امت کو بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کے فائدہ کے لیے پیدا کی گئی ہے ان کے خون ان کی قربانیاں ہوں گے اور ان کے سینوں میں اناجیل ہوں گی وہ رات کو راہب اور دن کو شیر ہوں گے۔

﴿ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴾

اور شعیا کے کلام کی پانچویں فصل میں ہے کہ وہ قوموں کو کھلیانوں کی طرح روند ڈالے گا اور عرب مشرکین عرب پر مصیبت نازل کرے گا اور وہ اس کے آگے شکست کھا جائیں گے' اور چھبیسویں فصل میں ہے کہ پیاسے صحرا کی زمیں خوش ہو جائے اور احمد کو لبنان کے محاسن عطاء ہوں گے اور وہ اس کے چہرے پر جلال الٰہی کو دیکھیں گے۔

اور الیاس علیہ السلام کے صحائف میں ہے کہ وہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ روزہ دار ہو کر نکلے اور جب انہوں نے عربوں کو ارض حجاز میں دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے' ان لوگوں کی طرف دیکھو یہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے عظیم قلعوں پر قابض ہوں گے انہوں نے کہا یا نبی اللہ ان کا معبود کون ہے؟ آپ نے فرمایا' یہ ہر بلند ٹیلے پر رب العزت کی تعظیم کرتے ہیں اور حزقیل کے صحائف میں ہے کہ میرا بندہ افضل ہے اس پر وحی نازل ہوتی ہے وہ قوموں میں میرا عدل نمایاں کرے گا میں نے اسے اپنے لیے چن لیا ہے اور اسے اقوام کی طرف احکام صادقہ کے ساتھ بھیجا ہے۔

اور کتاب النبوات میں ہے کہ ایک نبی مدینہ کے پاس سے گذرا تو بنو نضیر اور بنو قریظہ نے اس کی ضیافت کی اور جب اس نے انہیں دیکھا تو رو پڑا انہوں نے اس سے پوچھا اے نبی اللہ! آپ کو کون سی بات رُلاتی ہے؟ اس نے جواب دیا ایک نبی سیاہ پتھروں میں مبعوث ہوگا جو تمہارے دیار کو برباد کر دے گا اور تمہاری بیویوں کو قیدی بنائے گا' راوی بیان کرتا ہے کہ یہود نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ بھاگ گیا اور حزقیل علیہ السلام کے کلام میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے اس سے قبل کہ میں اندرونے میں تیری صورت بناتا میں نے تجھے پاک کیا اور تجھے نبی بنایا اور تجھے تمام اقوام کی طرف بھیجا۔

اور اسی طرح شعیا کے صحائف میں مکہ شریف کے لیے ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ اے بانجھ اس بیٹے سے خوش ہو جا جو تیرے رب نے تجھے دیا ہے' اس کی برکت سے تیرے لیے جگہیں وسیع ہو جائیں گی اور تیری میخیں زمیں میں گڑ جائیں گی اور تیرے مساکن کے دروازے بلند ہو جائیں گے اور تیرے دائیں بائیں سے زمین کے بادشاہ تیرے پاس ہدایا اور تحائف لائیں گے اور تیرا یہ بیٹا تمام اقوام کا وارث ہوگا اور تمام شہروں اور براعظموں پر قبضہ کر لے گا' تو خوف اور غم نہ کر تجھے دشمن سے پہنچنے والا ظلم ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ہے اور تو اپنی بیوگی کے تمام ایام کو بھول جائے گی اور یہ سب کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے ہوا۔ اور اس جگہ بانجھ سے مراد مکہ ہے' پھر جیسے اس کلام میں بیان کیا گیا ہے لامحالہ ایسے ہی وقوع میں آیا۔

اور اہل کتاب میں سے جو شخص اس میں ردو بدل کرنا چاہے اور اس کی تاویل بیت المقدس سے کرے تو یہ کسی لحاظ سے اس کے لیے مناسب نہیں واللہ اعلم اور ارمیا کے صحائف میں ہے کہ جنوب سے ایک ستارہ نمودار ہوگا جس کی شعاعیں بجلی اور اس کے تیز خوارق ہوں گے' پہاڑ اس کے لیے ہموار ہو جائیں گے' اور اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ' میں بلند جنات کی طرف جاؤں گا اور تمہارے پاس فارقلیط روح حق کو

بھیجوں گا وہ تمہیں ہر چیز سکھائے گا اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا' اور فار قلیط سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے قول کے مطابق ہے کہ (و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد) اور یہ بات بہت وسیع ہے اور اگر ہم لوگوں کی سب بیان کردہ باتوں کا استقصا کریں تو یہ بات بہت لمبی ہو جائے گی اور ہم نے اس میں سے چند باتوں کی طرف اشارہ کر دیا جن سے اس کی بصیرت نور الٰہی سے ہدایت پا سکتی ہے اور صراط مستقیم کی طرف اس کی راہنمائی کر سکتی ہے اور ان نصوص کی اکثریت کو ان کے علماء جانتے ہیں اس کے باوجود انہیں چھپاتے ہیں۔

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ الحافظ اور محمد بن موسیٰ بن الطفیل نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبیداللہ بن ابی داؤد المنادی نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن محمد المؤدب نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے بحوالہ غلیان بن عاصم ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے ٹکٹکی باندھ کر ایک شخص کو دیکھا اور اسے بلایا تو یہود کا ایک آدمی قمیص شلوار اور جوتے سمیت آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو وہ کوئی جواب نہ دیتا صرف یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا اور آپ فرماتے کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو وہ انکار کر دیتا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا تو تورات پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا' اور انجیل بھی پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں' اور رب محمد کی قسم اگر میں چاہوں تو فرقان بھی پڑھ لوں آپؐ نے فرمایا' میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے تورات اور انجیل کو نازل کیا ہے اور اس سے اپنی مخلوق کو پیدا کیا ہے تو ان دونوں میں میرا ذکر پاتا ہے؟ اس نے کہا ہم آپ کی تعریف کی مانند پاتے ہیں وہ آپ کے ظہور کی جگہ سے ظاہر ہوگا ہم امید رکھتے تھے کہ وہ ہم سے ہوگا اور جب آپ نے ظہور کیا تو ہم نے دیکھا کہ آپ وہی ہیں اور جب ہم نے غور سے دیکھا تو آپ وہ نہیں ہیں آپ نے فرمایا' تم نے یہ بات کہاں سے معلوم کی ہے؟ اس نے کہا ہم آپ کی امت میں سے ستر ہزار آدمیوں کو بلا حساب جنت میں داخل ہوتا پاتے ہیں حالانکہ آپ کی تعداد تھوڑی ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہلیل و تکبیر پڑھی پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے بلاشبہ میں وہی نبی ہوں اور میری امت میں سے ستر ہزار سے زیادہ اور ستر ستر سے زیادہ ہوں گے۔

سائل کے سوال سے پہلے آپ کا اس چیز کے متعلق اسے جواب دینا:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ زبیر بن عبدالسلام نے بحوالہ ایوب بن عبداللہ بن مکرز اس نے اس سے سماع نہیں کیا ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے ہمنشینوں نے مجھ سے بیان کیا اور میں نے اسے وابصہ اسدی سے روایت کرتے دیکھا ہے اور عفان کہتے ہیں کہ اس نے ہم سے کئی بار بیان کیا مگر اس نے یہ نہیں کہا کہ اس کے ہمنشینوں نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں چاہتا تھا کہ میں آپ سے نیکی اور گناہ کی ہر بات کے متعلق دریافت کروں اور آپ کے اردگرد مسلمانوں کی ایک جماعت بھی فتوے پوچھ رہی تھی اور میں ان سے سبقت کرنے لگا تو انہوں نے کہا وابصہ کے پاس جاؤ' وہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بات سنائے گا' میں نے کہا

چھوڑ دو مجھے آپ کے نزدیک ہونے دو اور مجھے آپ کے نزدیک ہونا سب لوگوں سے زیادہ مرغوب تھا آپ نے دو یا تین بار فرمایا وابصہ کو چھوڑ دو اے وابصہ نزدیک ہو جاؤ راوی بیان کرتا ہے کہ میں آپ کے نزدیک ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا اے وابصہ میں تجھے بتاؤں یا تم مجھ سے پوچھو گے؟ میں نے کہا نہیں بلکہ آپ مجھے بتائیں تو آپ نے فرمایا تو نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آیا ہے میں نے کہا ہاں پس آپ اپنی انگلیوں کو اکٹھا کر کے میرے سینے میں چبھو کر فرمانے لگے اے وابصہ اپنے دل سے پوچھ (یہ بات آپ نے تین بار کہی) نیکی وہ ہے جس سے دل پرسکون ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور سینے میں خلجان پیدا کرے خواہ لوگ مجھے فتویٰ بھی دے دیں۔

باب:

آپ کی زندگی میں اور آپؐ کے بعد ہونے والے واقعات کی پیشگوئیاں

یہ ایک عظیم باب ہے جس کا پیشگوئیوں کی کثرت کے باعث استقصاء کرنا ممکن نہیں لیکن ہم ان میں سے کچھ پیشگوئیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں و باللہ المستعان و علیہ التکلان و لاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم اور یہ پیشگوئیاں قرآن و حدیث سے لی گئی ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ سورۂ مزمل میں جو مکہ میں نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں سے ہے فرماتا ہے کہ: اسے علم ہے کہ تم میں سے مریض بھی ہوں گے اور دوسرے لوگ زمین میں فضل الٰہی کی تلاش میں پھریں گے اور کچھ اور لوگ راہ خدا میں جنگ کریں گے۔ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جہاد ہجرت کے بعد مدینہ میں شروع ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ سورۃ اقترب جو مکی ہے میں فرماتا ہے کہ کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سب غالب ہوں گے عنقریب فوجیں شکست کھائیں گی اور وہ پیٹھ پھیر جائیں گے۔ یہ واقعہ بدر کے روز ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو چھپر سے نکلتے ہوئے پڑھا اور سنگریزوں کی ایک مٹھی ان کی طرف پھینکی اور فتح وظفر حاصل ہوگئی اور یہی اس کا مصداق ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا اور اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا تھا اس کے کام نہ آیا اور عنقریب وہ شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے ہوگی اور اس کی گردن میں کھجور کے ریشے کی مضبوط رسی ہوگی۔ آپ نے پیشگوئی کی ہے کہ آپ کا چچا عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب جس کا لقب ابولہب تھا وہ اور اس کی بیوی عنقریب آگ میں داخل ہوں گے، پس اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق وہ دونوں شرک کی حالت میں مرے اور مسلمان نہ ہوئے حتیٰ کہ ظاہری طور پر بھی انہوں نے اسلام قبول نہ کیا اور یہ نبوت کی ایک روشن دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اعلان کر دیجیے کہ اگر جن وانس اس قرآن کی مثل لانے کے لیے جمع ہو جائیں تو خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں اس کی مثل نہ لاسکیں گے۔ اور سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور اگر تم اس کے متعلق جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے شک میں مبتلا ہو تو اس کی مثل ایک سورت لے آؤ اور خدا کے سوا اپنے مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پس اگر تم نہ

کرسکو اور تم ہرگز نہیں کرسکو گے الآیۃ آپ نے پیشگوئی کی ہے کہ اگر تمام مخلوق کے لوگ جمع ہو جائیں اور اس قرآن کی فصاحت بلاغت' حلاوت اور احکام کی پختگی اور حلال وحرام کے بیان اور دیگر وجوہ اعجاز میں مثل لانے پر ایک دوسرے کی معاونت و مناصرت کریں تو وہ اس کی سکت نہیں پائیں گی اور نہ اس کی دس سورتوں کی مثل لانے کی بھی قدرت نہیں پائیں گے اور آپ کی یہ پیشگوئی بھی کی ہے کہ وہ ابد تک کبھی ایسا نہیں کرسکیں گے اور "لن" مستقبل میں ہمیشہ کی نفی کے لیے آتا ہے اور اس قسم کا چیلنج اور اس قسم کا یقین اور اس قسم کی قطعی پیشگوئی اسی شخص سے صادر ہوسکتی ہے جسے اپنی پیشگوئی پر یقین واعتماد ہو اور جو وہ کہہ رہا ہے اسے اس کا علم ہو اور یہ یقین رکھتا ہو کہ کسی کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ اس کا معارضہ کرسکے اور جو وہ اپنے رب کے ہاں سے لایا ہے اس کی مثل لاسکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں ان سے پہلے لوگوں کی طرح خلیفہ بنائے گا اور ان کے لیے اس دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے مضبوط کر دے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا اور ہو بہو اس طرح واقعہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس دین کو مضبوط کیا اور غالب کیا اور دیگر آفاق میں پھیلا دیا اور جاری وساری کر دیا اور سلف میں سے بہت سے مفسرین نے اس کی تفسیر خلافت صدیق سے کی ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اس آیت میں داخل ہیں لیکن یہ آپ سے مخصوص نہیں بلکہ آپ پر حاوی ہے جیسا کہ دوسروں پر حاوی ہے' جیسا کہ صحیح میں لکھا ہے کہ جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ہم ضرور ان کے خزانوں کو راہِ خدا میں خرچ کریں گے۔ اور یہ سب کچھ خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' اور حضرت عثمان کے زمانے میں ہوا۔ **رضی اللہ عنہم وارضاھم**۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تمام ادیان پر غالب کرنے کے لیے بھیجا ہے خواہ مشرکین ناپسند ہی کریں۔ اور یہ اسی طرح وقوع میں آیا اور یہ دین زمین کے مشارق و مغارب میں دیگر ادیان پر غالب آ گیا اور صحابہ کے زمانے میں اور ان کے بعد اس کا بول بالا ہو گیا اور دیگر بلاد ان کے مطیع ہو گئے' اور ان کے سب باشندوں نے اختلاف واصناف کے باوجود ان کی اطاعت اختیار کر لی اور لوگ یا تو مومن بن کر اس دین میں داخل ہو گئے اور یا انہوں نے اطاعت اختیار کر کے اور مال دے کر مصالحت کر لی اور یا وہ اسلام اور اہل اسلام کی سطوت سے ڈرنے والے محارب بن گئے اور حدیث میں لکھا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشارق و مغارب کو میرے لیے سمیٹ دیا ہے اور اس نے جس قدر میرے لیے زمین سمیٹی ہے عنقریب میری امت کی حکومت اس تک پہنچے گی۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بدوؤں میں سے پیچھے رہنے والوں سے کہہ دیجیے کہ عنقریب تمہیں ایک سخت جنگجو قوم کی طرف بلایا جائے گا تم ان سے جنگ کرو گے یا وہ اطاعت کر لیں گے۔ یہ لوگ ہوازن یا مسیلمہ کے اصحاب یا رومی تھے اور اسی طرح وقوع میں آیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنائم کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس اس نے یہ تمہیں جلد ہی دے دیں اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روکا تاکہ مؤمنین کے لیے نشان ہو اور وہ صراط مستقیم کی طرف تمہاری راہنمائی کرے' اور دوسری

بات پر تم نے قدرت نہیں پائی اور اللہ نے اس کا احاطہ کر لیا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور دوسری بات خواہ خیبر ہو یا مکہ ایک ہی بات ہے یہ فتح ہوئے اور وعدہ الٰہی ہو بہو پورا ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تحقیق اللہ نے اپنے رسول کی رؤیا کو حق کے ساتھ سچ کر دکھایا کہ جب اللہ چاہے گا تم ضرور مسجد الحرام میں پرامن طور پر اپنے سروں کو منڈاتے ہوئے اور بالوں کو ترشواتے ہوئے داخل ہو گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا پس اسے وہ کچھ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں اور اس نے اس سے پہلے ایک قریبی فتح بنا دیا۔ یہ وعدہ ۶ ھ میں حدیبیہ کے سال ہوا اور ۷ ھ میں عمرۃ القضاء کے سال پورا ہو گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہم نے وہاں پر ایک طویل حدیث بیان کی ہے جس میں یہ ذکر بھی آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ ہم عنقریب بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ آپ نے فرمایا بے شک' آپ نے فرمایا' کیا میں نے تمہیں بتایا تھا کہ تو اس سال بیت اللہ جائے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' نہیں' آپ نے فرمایا تو بلاشبہ وہاں جائے گا اور اس کا طواف کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ تم سے ایک گروہ کا وعدہ کر رہا تھا کہ تمہارا اس سے پالا پڑے گا اور تم چاہتے تھے کہ بے ہتھیار قافلہ سے تمہاری مڈ بھیڑ ہو۔ یہ وعدہ جنگ بدر کے متعلق تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے قریش کے قافلے کو پکڑنے کے لیے نکلے تو قریش کو اطلاع مل گئی کہ آپ ان کے قافلے کی طرف گئے ہیں تو وہ تقریباً ایک ہزار جانبازوں کے ساتھ نکلے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو ان کی آمد کے متعلق معلوم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے ایک گروہ کا وعدہ کیا کہ وہ آپ کو اس پر فتح دے گا خواہ قافلے پر خواہ جنگ کرنے والے گروہ پر' اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ تھے ان میں سے بہت سوں کی خواہش تھی کہ وعدہ قافلے کے متعلق ہو کیونکہ اس میں اموال تھے اور آدمیوں کی قلت بھی تھی اور انہوں نے جنگ باز گروہ سے مڈ بھیڑ کرنا پسند نہ کیا کیونکہ وہ تعداد اور تیاری میں تھے پس اللہ نے ان کی بہتری کی اور ان سے اپنا وعدہ جنگجو گروہ میں پورا کیا اور آپ نے ان پر لاجواب حملہ کیا اور ان کے ستر سردار قتل ہو گئے اور ستر قید ہو گئے اور انہوں نے بہت سے اموال اپنے فدیے میں دیئے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی بہتری ان کے لیے جمع کر دی اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اور اللہ تعالیٰ اپنے کلمات کے ساتھ حق کو ثابت کرنا اور کفار کی جڑ کاٹنا چاہتا تھا۔ اور قبل ازیں غزوہ بدر میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے نبی کہہ دیجیے کہ جو قیدی تمہارے قبضے میں ہیں اگر اللہ کو تمہارے دلوں میں بھلائی معلوم ہوئی تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے وہ اس سے بہتر تمہیں دے گا اور تمہیں بخشے گا اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور یہی وقوع میں آیا' بلاشبہ ان میں سے جو شخص مسلمان ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرمائی' اور اس بارے میں ایک واقعہ کا امام بخاری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطا فرمایئے میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا ہے آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا لے لیجیے' انہوں نے ایک کپڑے میں اتنا مال ڈالا جسے وہ اٹھا نہیں سکتے تھے پھر انہوں نے ایک دو دفعہ اس سے مال نکالا تب ان کے لیے اپنے کندھے پر اس کا اٹھانا ممکن ہوا اور اسے لے کر چلتے بنے جیسا کہ ہم نے اپنی جگہ پر اسے مفصل بیان کیا ہے اور یہ واقعہ اس آیت کریمہ کی تصدیق ہے کہ اگر تم ناداری سے ڈرتے ہو تو

عنقریب اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دے گا۔ اور اسی طرح وقوع میں آیا اور آپ انہیں مشرکین کے حجاج کے ساتھ جنگ کرنے لے جاتے تھے اور پھر آپ نے اہل کتاب کے ساتھ ان کے لیے جنگ کرنے کا جو قانون بنایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کا معاوضہ دیا اور آپ نے ان پر جزیہ عائد کیا اور ان میں سے جو لوگ اپنے کفر پر مرے ان کے اموال کو سلب کیا جیسا کہ اہل شام کے رومی کفار اور عراق وغیرہ ممالک کے ایرانی مجوسیوں کے ساتھ ہوا جن کی اطراف اور شہروں اور جنگلات پر اسلام کی حکومت قائم ہو چکی تھی' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تمام ادیان پر غالب کرنے کے لیے بھیجا ہے خواہ مشرکین ناپسند ہی کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عنقریب جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے پاس قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے اعراض کرو پس ان سے اعراض کرو وہ پلید ہیں۔ یہ پیشگوئی بھی اسی طرح وقوع میں آئی آپ جب غزوہ تبوک سے واپس آئے تو منافقین کا ایک گروہ آپ سے پیچھے رہ گیا تھا وہ اللہ کی قسمیں کھانے لگے کہ وہ پیچھے رہنے میں معذور تھے حالانکہ وہ اس بارے میں جھوٹے تھے' پس اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ آپ ان کے ظاہری احوال کے مطابق فیصلہ کریں اور انہیں لوگوں میں رسوا نہ کریں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی جماعت کے چودہ سرکردہ لوگوں کے بارے میں آپ کو مطلع کر دیا جیسا کہ قبل ازیں ہم غزوہ تبوک میں بیان کر چکے ہیں اور حضرت خذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما بھی ان لوگوں میں شامل تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے انہیں جانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور وہ آپ کو زمین سے نکالنا چاہتے تھے تا کہ آپ کو وہاں سے نکال دیں اور اس صورت میں وہ آپ کے خلاف تھوڑا عرصہ ہی ٹھہریں گے' یہ پیشگوئی بھی اسی طرح پوری ہوئی اس لیے کہ انہوں نے آپ کو پکڑنے یا آپ کو قتل کرنے یا اپنے درمیان سے باہر نکال دینے کا مشورہ کیا پھر آپ کے قتل کا فیصلہ ہو گیا اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کے درمیان سے چلے جانے کا حکم دیا پس آپ اور آپ کے صدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر چلے گئے اور تین دن غار ثور میں چھپے رہے پھر اس کے بعد کوچ کر گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اللہ کے اس قول کہ اگر تم نے اس کی مدد نہیں کی تو اللہ نے اس کی مدد کی ہے اور اللہ نے اپنی سکینت اس پر نازل کی ہے اور ایسے لشکروں سے مدد کی ہے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور اس نے کفار کے قول کو پست کر دیا اور اللہ کا بول بالا رہا اور اللہ عزیز و حکیم ہے۔ سے یہی مراد ہے' اور اللہ کے اس قول اور جب کفار آپ کے متعلق تدبیر کر رہے تھے کہ آپ کو پکڑ لیں یا آپ کو قتل کریں یا آپ کو باہر نکال دیں اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ سے بھی یہی مراد ہے۔

اور جو اللہ نے فرمایا کہ وہ آپ کے خلاف تھوڑا عرصہ ہی ٹھہریں گے یہ بھی اسی طرح وقوع میں آیا جیسے آپ نے فرمایا تھا کیونکہ جن سرداروں نے یہ مشورہ کیا تھا وہ آپ کی ہجرت کے بعد مکہ میں اتنا عرصہ ہی ٹھہرے جتنی دیر آپ کی سواریاں مدینہ میں ٹھہریں اور مہاجرین وانصار نے آپ کی متابعت کی پھر جنگ بدر ہوئی اور یہ آدمی مارے گئے اور یہ سر پھوڑ دیئے گئے اور آپ اس واقعہ سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے اسے جانتے تھے اس لیے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے کہا' میں نے

محمد ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ وہ تمہیں قتل کرنے والے ہیں' اس نے پوچھا' تو نے ان سے سنا ہے انہوں نے جواب دیا' ہاں' اس نے کہا خدا کی قسم وہ جھوٹ نہیں بولتے اور عنقریب یہ حدیث اپنے باب میں بیان ہو گی' اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ آپ نے جنگ سے قبل اپنے اصحاب کو مقتولین کے قتل ہونے کی جگہیں بتائیں اور ان میں سے کوئی شخص اس جگہ سے تجاوز نہ کر سکا جو آپ نے بتائی تھی۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اللہ بہتر جانتا ہوں' قریبی علاقے میں رومی مغلوب ہو گئے ہیں اور وہ عنقریب چند سالوں میں اپنے مغلوب ہونے کے بعد غالب آ جائیں گے اور پہلے اور بعد امر' اللہ ہی کے لیے ہے اور اس روز' مومنین اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ عزیز ورحیم ہے' یہ اللہ کا وعدہ ہے' وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ یہ وعدہ بھی آپ کی پیشگوئی کے مطابق پورا ہوا' واقعہ یوں ہے کہ جب ایرانی' رومیوں پر غالب آ گئے تو مشرکین نے خوشی منائی اور مسلمان اس سے غمگین ہوئے اس لیے کہ نصاریٰ' مجوسیوں کی نسبت اسلام سے قریب تر تھے' پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بتایا کہ سات سال بعد رومی' ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے سرداروں کے ساتھ شرط لگا دی کہ یہ بات اس مدت میں وقوع پذیر ہو گی اور یہ ایک مشہور بات ہے جسے ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں بیان کیا ہے اور جس طرح قرآن نے خبر دی تھی اسی طرح وقوع میں آیا' رومیوں نے ایرانیوں کے غالب آنے کے بعد ان پر زبردست فتح پائی اور ان کے واقعہ کی تفصیل طویل ہے جس کی کافی تشریح ہم نے تقسیم میں کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عنقریب ہم ان کے انفس و آفاق میں نشان دکھائیں گے حتیٰ کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہ حق ہے کیا تیرے رب کے لیے کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ یہ پیشگوئی بھی اسی طرح وقوع میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نشانات و دلائل انفس و آفاق میں ظاہر فرمائے اور اس نے آپ سے نبوت کے دشمنوں اور شریعت کے ان مکذب مخالفین پر حملہ کرا دیا جو اہل کتاب' مجوسیوں اور مشرکوں سے تعلق رکھتے تھے اور اس بات نے دانشمندوں کو بتا دیا کہ محمد ﷺ برحق رسول ہیں' اور آپ اللہ سے جو وحی لے کر آئے ہیں وہ سچی ہے اور اس نے آپ کے دشمنوں کے دلوں میں آپ کا رعب' ہیبت اور خوف ڈال دیا' جیسا کہ صحیحین میں آپ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے مدد دیا گیا ہوں۔ اور یہ وہ تائید و نصرت ہے جو اللہ نے آپ کو دی اور آپ کا دشمن آپ سے خوف کھاتا تھا حالانکہ آپ کے اور اس کے درمیان ایک ماہ کا سفر ہوتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ جب آپ کسی قوم سے جنگ کرنے کا عزم کرتے تو وہ آپ کی آمد سے ایک ماہ قبل ہی مرعوب ہو جاتے۔ صلوٰات الله و سلامه علیه دائماً الیٰ یوم الدین۔

باب:

آپ کی بیان کردہ پیشگوئیوں کے مطابق وقوع پذیر ہونے والے واقعات پر دلالت کرنے والی احادیث

وہ احادیث جو آپ کی بیان کردہ پیشگوئیوں کے مطابق وقوع پذیر ہونے والے واقعات پر دلالت کرتی ہیں' ان میں سے وہ دستاویز والی حدیث بھی ہے جس کے متعلق قریش کے بطون نے باہم معاہدہ کیا کہ جب تک بنی ہاشم اور بنی مطلب رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد نہ کردیں وہ نہ ان کو پناہ دیں گے اور نہ ان سے نکاح کریں گے اور نہ ان سے خرید وفروخت کریں گے اور اس بارے میں انہوں نے ایک دوسرے کی مدد بھی کی' پس بنو ہاشم اور بنو مطلب اپنے مومنوں' کافروں سمیت اور زندگی بھر جب تک ان کی اولاد باقی ہے اس کام سے بچنے کے لیے اسے ناپسند کرتے ہوئے شعب ابی طالب میں داخل ہو گئے اور اس بارے میں حضرت ابوطلب نے ایک قصیدہ لامیہ تیار کیا جس میں فرماتے ہیں۔

بیت اللہ کی قسم' تم نے جھوٹ بولا ہے کہ ہم محمد ﷺ پر غالب آ جائیں گے ابھی تو ہم نے آپ کی حفاظت میں جنگ نہیں کی اور ہم آپ کو اس وقت چھوڑیں گے جب آپ کے ارد گرد قتل ہو جائیں گے اور اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو بھول جائیں گے اور تیرا باپ نہ رہے کوئی قوم اس سردار کو نہیں چھوڑتی جو کھا جانے والی تیزی کے بغیر خاندان کی حفاظت کرتا ہو اور وہ روشن رو ہے جس کے چہرے سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ تیموں کا فریادرس اور بیوگان کی پناہ ہے آل ہاشم کے فقراء اس کی پناہ لیتے ہیں اور وہ آپ کے پاس آسائش اور فائدے میں ہیں۔

اور قریش نے زعامت کی دستاویز کو کعبہ کی چھت کے ساتھ لٹکا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر دیمک کو مسلط کر دیا اور اس میں جو اسمائے الٰہیہ تھے وہ انہیں چاٹ گئی تا کہ وہ ان کے ظلم وجور میں شامل نہ ہو اور بعض کا قول ہے کہ وہ اسمائے الٰہیہ کے سوا' ہر چیز کو چاٹ گئی' رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کو اس کے متعلق بتایا تو ابوطالب نے' قریش کے پاس آ کر کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھے تمہاری دستاویز کے متعلق بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیمک کو اس پر مسلط کر دیا ہے اور وہ اسمائے الٰہیہ کے سوا' ہر چیز کو چاٹ گئی ہے یا آپ نے کہا اسے لاؤ' اگر تو ایسے ہی ہوا جیسے میرے بھتیجے نے کہا ہے تو ٹھیک' ورنہ میں اسے تمہارے سپرد کر دوں گا' پس انہوں نے اس دستاویز کو اتارا' اور کھولا تو ویسے ہی ہوا تھا جیسے رسول اللہ ﷺ نے ابوطالب کو بتایا تھا' اس موقع پر انہوں نے اپنے فیصلے کو توڑ دیا اور بنو ہاشم اور بنو مطلب مکہ میں داخل ہو گئے اور اپنی پہلی حالت پر واپس آ گئے' جیسا کہ پہلے ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔

اور ان میں سے حضرت خباب بن الارت کی حدیث بھی ہے کہ جب وہ اور ان کے کمزور ساتھی حضرت نبی کریم ﷺ سے مدد مانگنے آئے اور کعبہ کے سائے میں اپنی چادر کو سر کے نیچے رکھے ہوئے تھے کہ آپ ان کے لیے دعا کریں کہ وہ جس عذاب

وامانت میں بڑے ہیں اللہ انہیں اس سے نجات دے تو آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے بیٹھ کر فرمایا' تم سے پہلے وہ لوگ بھی تھے جن میں سے کسی کو دو ٹکڑے کر دیا جاتا تو یہ بات بھی اسے اپنے دین سے برگشتہ نہ کرتی اور قسم بخدا اللہ تعالیٰ ضرور اس امر کو پورا کرے گا لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔

اور ان میں سے وہ حدیث بھی ہے جسے بخاری نے روایت کیا ہے کہ محمد بن العلاء نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن اسامہ نے عن یزید بن عبداللہ بن ابی بردۃ عن ابیہ عن جدہ ابی بردہ عن ابی موسیٰ' ہم سے بیان کیا' میرا خیال ہے انہوں نے اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے آپ نے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں' پس میرا خیال اس طرف گیا کہ اس سے مراد یمامہ یا ہجر ہے مگر وہ مدینہ یثرب ہے' اور میں نے اپنی اسی رؤیا میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی ہے' تو اس کا پھل ٹوٹ گیا ہے تو اس سے مراد وہ تکلیف ہے جو احد کے روز' مومنین کو پہنچی' پھر میں نے اسے دوبارہ حرکت دی تو وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی اور اس سے مراد فتح اور مومنین کا اکٹھا ہونا ہے اور میں نے اس میں ایک گائے بھی دیکھی اور اللہ بہت بھلا ہے تو وہ احد کے روز مومنین تھے اور بھلائی سے مراد وہ بھلائی اور صدق کا ثواب تھا جو جنگ بدر کے بعد ہمیں ملا' اور ان میں وہ واقعہ بھی ہے جو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا مکہ آنے پر امیہ بن خلف کے ساتھ ہوا' امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ احمد بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن ابی اسحاق عن عمرو بن میمون عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے گئے تو امیہ بن خلف اور صفوان بن امیہ کے ہاں اترے اور امیہ جب شام جاتا اور مدینہ سے گذرتا تو حضرت سعدؓ کے ہاں اترتا' امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا انتظار کرو کہ دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں تو جا کر طواف کر لینا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے کہ اچانک ابوجہل نے کہا یہ کعبہ کا طواف کرنے والا کون ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' میں سعدؓ ہوں' ابوجہل نے کہا: تم سکون کے ساتھ کعبہ کا طواف کر رہے ہو حالانکہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو پناہ دے رکھی ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' ہاں' اور ان کے درمیان نوک جھونک ہوئی تو امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا ابوالحکم کے خلاف آواز بلند نہ کرو' یہ وادی کے باشندوں کا سردار ہے پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم اگر تو نے مجھے طواف کعبہ سے روکا تو میں شام میں تمہاری تجارت ختم کر دوں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ امیہ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا' اپنی آواز بلند نہ کیجیے اور آپ کو روکنے لگا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور آپ نے کہا چھوڑ و ہمیں' میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ان کا خیال ہے کہ وہ تجھے قتل کریں گے اس نے کہا مجھے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں' تو اس نے کہا خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب بات کریں تو جھوٹ نہیں بولتے پھر اس نے اپنی بیوی کے پاس واپس آ کر کہا' کیا تجھے علم نہیں کہ میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا کہا ہے؟ اس نے پوچھا اس نے تجھے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا اس کا خیال ہے کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ مجھے قتل کرنے والے ہیں' وہ کہنے لگی خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں بولتے' راوی بیان کرتا ہے کہ جب وہ بدر کی طرف گئے اور فریادرس آیا تو اس کی بیوی نے اسے کہا' تیرے یثربی بھائی نے جو بات تجھے کہی تھی وہ تجھے یاد نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے جانا نہ چاہا تو ابوجہل نے اسے کہا تو وادی کے اشراف میں سے ہے ایک دو دن

کے لیے چلا تو ہمدان کے ساتھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا' یہ حدیث بخاری کے افراد میں سے ہے اور اس سے قبل یہ تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکی ہے۔

اور ان میں سے ایک واقعہ ابی بن خلف کا ہے جو اپنے گھوڑے کو چارا ڈال رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو وہ کہنے لگا میں آپ کو قتل کروں گا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا بلکہ میں تجھے قتل کروں گا' ان شاء اللہ' پس آپ نے احد کے روز اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم پہلے تفصیلاً بیان کر آئے ہیں۔

اور ان میں سے ایک پیشگوئی آپ کا بدر کے روز مقتولین کے پچھڑنے کے مقامات کے متعلق بتانا ہے' جیسا کہ صحیح کی حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے کہ آپ نے جنگ سے قبل اس کے مقام کے متعلق اشارہ کرتے ہوئے فرمایا' کل ان شاء اللہ یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہوگی اور یہ فلاں کے قتل کی جگہ ہوگی' راوی بیان کرتا ہے کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ جس مقام کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا تھا ان میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔

اور ان میں سے آپ کا وہ قول بھی ہے جو آپ نے اس آدمی سے کہا جو مشرکین کی اکیلی عورت کا پیچھا کرنا نہ چھوڑتا تھا' آپ نے تلوار سے اسے چیر دیا اور یہ احد کے روز کا واقعہ ہے' اور بعض کا قول ہے کہ خیبر کے روز کا واقعہ ہے اور یہی صحیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حنین کے روز کا واقعہ ہے' پس لوگ کہنے لگے کہ آج کوئی شخص کام نہیں آیا جس قدر فلاں کام آیا ہے' کہا جاتا ہے کہ وہ قزمان تھا' آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے تو ایک آدمی نے کہا میں اس کا ساتھی ہوں پس اس نے اس کا پیچھا کیا اور وہ زخمی ہو گیا اور اس نے جلد موت کی چاہت میں اپنی تلوار کی دھار اپنے سینے پر رکھی اور پھر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا یہاں تک کہ اسے آر پار کر دیا۔ اور وہ شخص واپس آ کر کہنے لگا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ نے فرمایا یہ کیا؟ اس نے کہا آپ نے ابھی جس شخص کا ذکر کیا ہے اس کا معاملہ اس اس طرح ہے اور پھر اس نے حدیث کا ذکر کیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور ان میں سے ایک بات آپ کا خندق کھودنے کے روز کسریٰ کے شہروں اور شام کے محلات اور دیگر بلاد کے فتح ہونے کے متعلق خبر دینا ہے' جب آپ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اس چٹان پر ضرب لگائی تو وہ آپ کی ضرب سے چمک اٹھی' پھر آپ نے ایک اور ضرب لگائی' پھر ایک اور ضرب لگائی جیسا کہ ہم اس کو پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اور ان میں سے آپ کا دست کے متعلق مسموم ہونے کی خبر دینا بھی ہے اور وہ ایسے ہی تھا جیسا کہ آپ نے اس کے متعلق بتایا تھا اور یہود نے اسے تسلیم کیا ہے اور آپ کے ساتھ اسے کھانے والے' بشر ابن البراء معرور فوت ہو گئے۔

اور ان میں سے وہ بات بھی ہے جسے عبدالرزاق نے بحوالہ معمر بیان کیا ہے کہ انہیں معلوم ہوا۔ کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کشتی والوں کو بچا' پھر آپ کچھ دیر ٹھہرے' پھر فرمایا وہ گذر گئی ہے' یہ پوری حدیث بیہقی کی دلائل النبوت میں موجود ہے یہ کشتی غرق ہونے کو تھی اور اس میں وہ اشعری سوار تھے' جو آپ کے پاس خیبر میں آئے تھے۔

اور ان میں سے آپ کا طائف جاتے ہوئے' ابو رغال کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کے متعلق خبر دینا بھی ہے کہ

اس کے ساتھ سونے کی ایک سلاخ بھی ہے' پس جب انہوں نے اسے کھودا تو اسے آپ کے بیان کے مطابق پایا' صلوات اللہ و سلامہ علیہ' ابوداؤد نے اسے ابواسحاق کی حدیث سے عن اسماعیل بن امیہ عن بجیر بن ابی بجیر عن عبداللہ بن عمر روایت کیا ہے۔

اور ان میں سے آپ کا وہ قول بھی ہے جو آپ نے انصار کو خطبہ میں تسلی دیتے ہوئے فرمایا' جب تقسیم غنائم میں سادات عرب اور قریش کے سرداروں کو ان کی تالیف قلب کے لیے آپ نے انہیں ترجیح دی' آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ تو اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں میں لے جاؤ' اور فرمایا تم عنقریب میرے بعد خود غرضی پاؤ گے' پس صبر کرو' حتیٰ کہ حوض پر مجھے ملو اور فرمایا کہ لوگ بڑھتے جا رہے ہیں اور انصار کم ہو رہے ہیں اور اس خطبہ سے قبل آپ نے کوہ صفا پر ان سے فرمایا' بلکہ زندگی' تمہاری زندگی ہے اور موت تمہاری موت ہے۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہو بہو اسی طرح پورا ہوا۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے یونس سے بحوالہ ابن شہاب ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیبؒ نے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا' اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا' اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم ضرور ان دونوں کے خزائن کو خرچ کرو گے۔

اور مسلم نے اسے عن حرملہ عن ابی وہب عن یونس روایت کیا ہے' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ جابر بن سمرہ' اور انہوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہوئے ہم سے بیان کیا کہ۔ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا' نیز فرمایا تم ضرور ان دونوں کے خزائن کو خرچ کرو گے۔ اور اسی طرح بخاری اور مسلم نے اسے جریر کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور بخاری اور ابن عوانہ نے اضافہ بھی کیا ہے اور تینوں نے اسے عبدالملک بن عمیر سے روایت کیا ہے' اور آپ کے بعد اس کی سچائی کا مصداق' خلفائے ثلثہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہوا' یہ ممالک فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے' اور شاہ روم قیصر اور شاہ ایران کسریٰ کے اموال راہ خدا میں خرچ کیے گئے' جیسا کہ ابھی ہم اس کا تذکرہ کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور اس حدیث میں مسلمانوں کے لیے ایک عظیم بشارت ہے' اور وہ یہ کہ شاہ ایران کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا' اور وہ اسے دوبارہ نہیں ملے گا' اور شام سے رومیوں کی حکومت جاتی رہے گی اور وہ اس کے بعد اس پر قبضہ نہ کر سکیں گے' نیز اس میں حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کی صحت کی شہادت بھی پائی جاتی ہے اور ان کے عادل ہونے کی شہادت بھی پائی جاتی ہے' کیونکہ ان کے زمانے میں حاصل شدہ اموال راہ خدا میں قابل تعریف صورت میں خرچ کیے گئے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن الحکم نے ہم سے بیان کیا کہ النضر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہم سے بیان کیا کہ سعد طائی نے ہم سے بیان کیا کہ محل بن خلیفہ نے بحوالہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت

نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر فاقہ کی شکایت کی' پھر دوسرے نے آ کر رہزنی کی شکایت کی' تو آپؐ نے فرمایا اے عدیؓ! کیا تو نے حیرہ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اسے نہیں دیکھا مگر مجھے اس کے متعلق بتایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تو عورت کو حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرتے دیکھے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا (میں نے اپنے دل میں کہا' طی کے وہ بدکار کہاں ہوں گے' جنہوں نے شہروں میں بدی پھیلا دی ہے) اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو ضرور کسریٰ کے خزائن فتح ہوں گے' میں نے کہا' کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا کسریٰ بن ہرمز' اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تو ضرور دیکھے گا کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر اسے قبول کرنے والے کی تلاش میں نکلے گا اور اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا' اور تم میں سے ایک آدمی کو اللہ ضرور ملے گا اور اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور وہ اسے کہے گا کہ کیا میں نے تیری طرف ابلاغ کے لیے رسول نہیں بھیجا' وہ کہے گا بے شک' وہ کہے گا کیا میں نے تجھے مال اور بیٹے نہیں دیئے اور تجھ سے بھلائی نہیں کی؟ وہ کہے گا بے شک' اور وہ اپنی دائیں اور بائیں جانب' جہنم کے سوا کچھ نہیں دیکھے گا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر بچنا پڑے اور اگر تیرے پاس وہ بھی نہ ہو تو اچھی بات کہہ کر بچو۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عورت کو حیرہ سے چل کر بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا' اور میں بھی کسریٰ بن ہرمز کے خزائن فتح کرنے والوں میں شامل تھا' اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو جو کچھ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے تم اسے ضرور دیکھو گے کہ آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا' پھر امام بخاری نے اسے عن عبیداللہ بن محمد یعنی ابوبکر بن ابی شیبہ عن ابی عاصم النبیل عن سعد بن بشر عن ابی مجاہد سعد طائی عن محل عن عدی روایت کیا ہے کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر بچنا پڑے اور بخاری نے اسے شعبہ کی حدیث سے اور مسلم نے زہیر کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن ابی اسحاق عن عبداللہ بن معقل عن عدی مرفوعاً روایت کی ہے کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر بچنا پڑے۔

اور اسی طرح بخاری اور مسلم نے صحیحین میں اسے اعمش کی حدیث سے عن خثیمہ عن عبدالرحمٰن عن عدی روایت کیا ہے اور اس میں شعبہ کی حدیث سے عن عمرو بن مرہ عن خثیمہ عن عدی بھی روایت ہے اور یہ سب اس حدیث کی اصل کے شواہد ہیں جسے ہم نے بیان کیا ہے۔ اور قبل ازیں غزوہ خندق میں کسریٰ کے شہروں کے محلات اور شام وغیرہ بلاد کے محلات کے فتح ہونے کے متعلق پیشگوئی بیان ہو چکی ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے قیس سے بحوالہ خباب ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' اور آپ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر کا تکیہ لگائے ہوئے تھے' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے اللہ سے دعا فرمایئے' اور مدد مانگئے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کا رنگ سرخ ہو گیا یا بدل گیا' اور آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کے لیے گڑھے کھودے جاتے تھے اور آری لا کر اور اس کے سر پر رکھ کر اسے دولخت کر دیا جاتا تھا' مگر یہ بات بھی اسے اس کے دین سے برگشتہ نہ کرتی تھی' اور اللہ تعالیٰ ضرور اس امر کو پورا کرے گا حتیٰ کہ سوار صنعاء سے حضرت موت تک سفر

کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا' اور بھیڑیا اس کی بکریوں کی حفاظت کرے گا' لیکن تم جلد بازی سے کام لیتے ہو۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے مسدد اور محمد بن المثنیٰ سے عن یحییٰ بن سعید عن اسماعیل بن ابی خالد روایت کیا ہے۔

پھر امام بخاری کتاب' علامات النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ سعید بن شرحبیل نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الحسین عن عتبہ عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ ایک روز آپ باہر گئے اور اہل احد کی نماز جنازہ پڑھی پھر منبر کی طرف واپس آ گئے اور فرمایا میں تمہارا فرط ہوں اور تمہارا گواہ ہوں اور قسم بخدا میں اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں' اور قسم بخدا میں اپنے بعد تمہارے مشرک ہونے سے خائف نہیں لیکن مجھے ان کے خزائن کے بارے میں تمہارے حسد کا خوف ہے۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے حیوۃ بن شریح کی حدیث سے اور مسلم نے یحییٰ بن ایوب کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے یزید بن حبیب سے لیث کی طرح اسے روایت کیا ہے۔

اور اس حدیث میں ہمارے مقصد کی کئی باتیں ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے حاضرین کو بتایا ہے کہ میں ان کا فرط ہوں یعنی ان سے پہلے فوت ہوں گا اور ایسے ہی وقوع میں آیا' اور یہ بات آپ نے اپنے مرض الموت میں کی' پھر آپ نے بتایا کہ ان کا گواہ ہوں خواہ آپ کی وفات ان سے پہلے ہو' نیز آپ نے یہ بھی بتایا ہے کہ آپ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں' یعنی آپ کے لیے ملک فتح ہوں گے' جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی متقدم حدیث میں بیان ہوا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گزر گئے اور تم انہیں ایک ایک شہر کر کے فتح کر رہے ہو اور آپ نے یہ بھی بتایا ہے کہ آپ کے اصحاب آپ کے بعد شرک نہیں کریں گے اور یہ بھی ایسے ہی وقوع میں آیا' لیکن آپ کو ان کے متعلق دنیا کے بارے میں حسد کرنے کا خوف تھا' اور یہ بات بھی حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے زمانے میں وقوع پذیر ہو گئی اور پھر ان کے بعد بھی ہوئی اور ہمارے آج کے زمانے تک ایسے ہی ہو رہی ہے۔

پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ از ہر بن سعد نے ہمیں بتایا کہ ابن عون نے ہمیں خبر دی کہ موسیٰ بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مجھے بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو ان کے متعلق بتاؤں؟ وہ ان کے پاس آیا تو وہ اپنے گھر میں سرنگوں بیٹھے تھے' اس نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا بہت برا حال ہے' ان کی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند ہو جاتی ہے اور ان کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں' اور وہ دوزخیوں میں سے ہیں' اس آدمی نے آ کر آپ کو بتایا کہ وہ اس اس طرح کہتے ہیں۔ موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے دوسری بار اس آدمی کو ایک عظیم بشارت دے کر واپس بھیجا اور فرمایا انہیں جا کر کہو تو دوزخیوں میں سے نہیں ہے بلکہ جنتیوں میں سے ہے' بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور حضرت ثابت بن قیس بن شماس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی' اور اسی طرح صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے لیے بشارت لکھی ہوئی ہے کہ آپ کی وفات اسلام پر ہوگی اور آپ جنتی ہوں گے' اور آپ کی وفات نہایت اچھی حالت میں ہوئی تھی' ان کی زندگی ہی میں ان کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے تھے' کیونکہ حضرت نبی

کریم ﷺ نے ان کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ ان کی وفات اسلام پر ہوگی اور ایسے ہی وقوع میں آیا۔

اور صحیح میں دس آدمیوں کے جنتی ہونے کے متعلق لکھا ہے بلکہ اس طرح آپ نے پیشگوئی کی ہے کہ مبایعین شجرہ میں کوئی شخص دوزخ میں نہیں جائے گا اور وہ چودہ سواشخاص تھے اور بعض کا قول ہے کہ پندرہ سو تھے۔ اور ان سب کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے قابل تعریف زندگی گزاری ہے اور ان کی موت راستی استقامت اور بہتری کی حالت میں ہوئی ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ' اور یہ نبوت ورسالت کی بڑی پیشگوئیوں میں سے ہے۔

باب:

ماضی اور مستقبل کی اخبار غیبیہ کے بیان میں

بیہقی نے اسرائیل کی حدیث سے' سماک سے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آکر کہا یارسول اللہ ﷺ بلاشبہ فلاں شخص فوت ہوگیا ہے آپ نے فرمایا وہ ابھی نہیں مرا' اس نے دوبارہ کہا' بلاشبہ فلاں شخص فوت ہوگیا ہے' آپ نے فرمایا وہ ابھی نہیں مرا' اس نے سہ بارہ کہا تو آپ نے فرمایا' فلاں شخص نے اپنے جوڑے پھل والے تیر کے ساتھ خودکشی کر لی ہے' پس آپ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا' پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ زہیر نے بحوالہ سماک اس کی متابعت کی ہے اور اس طریق سے مسلم نے اسے مختصراً نماز کے بارے میں روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسعد بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ہریم بن سفیان نے عن سنان بن بشیر عن قیس بن ابی حازم عن قیس بن ابی شہم ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک لڑکی میرے پاس سے گزری تو میں نے اسے پہلو سے پکڑ لیا' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی بیعت لینے لگے تو میں آپ کے پاس آیا' اور آپ نے میری بیعت نہ لی اور فرمایا صاحب الجبیذہ؟ راوی بیان کرتا ہے' میں نے عرض کیا میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا تو آپ نے میری بیعت لے لی' اور نسائی نے اسے محمد بن عبدالرحمٰن الحربی سے بحوالہ اسود بن عامر روایت کیا ہے' پھر احمد نے اسے عن شریح عن یزید بن عطا عن سنان بن بشر عن قیس عن ابی ہاشم روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے اور صحیح بخاری میں عن ابی نعیم عن سفیان عن عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس خوف کے باعث کہ ہمارے بارے میں کوئی حکم نازل نہ ہو جائے' اپنی بیویوں سے گفتگو کرنے اور بے تکلف ہونے سے بچتے تھے اور جب آپ کی وفات ہوگئی تو ہم نے گفتگو کی اور بے تکلف ہو گئے۔

اور ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن الحرث نے' عن سعید بن ابی ہلال عن ابی حازم عن سہل بن سعد مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص ایک ہی کپڑے میں اپنی بیوی کے پاس ہوتے ہوئے کچھ کرنے سے اس خوف سے رُکا رہتا تھا کہ اس کے متعلق قرآن حکیم میں کچھ حکم نہ نازل ہو جائے۔

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن العلاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ادریس نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے ایک انصاری شخص کے حوالے سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ ہم ایک جنازہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبر پر گورکن کو وصیت کرتے دیکھا کہ اس کے پاؤں کی طرف سے قبر کو کھلا کر' اور جب آپ واپس لوٹے تو عورت کا ایک داعی آپ سے ملا' آپ آئے اور کھانا لایا گیا تو آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ ڈالے اور انہوں نے کھانا کھایا اور ہمارے آباء نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منہ میں لقمہ چباتے دیکھا' پھر آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر پکڑا گیا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ اس عورت نے پیغام بھیجا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے بقیع کی طرف اپنے لیے بکری خریدنے کو آدمی بھیجا تو اسے بکری نہ ملی' تو میں نے اپنے پڑوسی کو پیغام بھیجا جس نے بکری خریدی ہوئی تھی' کہ بکری کو قیمتاً میرے ہاں بھیج دو' مگر وہ آدمی گھر نہ ملا تو میں نے اس کی بیوی کو پیغام بھیجا تو اس نے بکری مجھے بھیج دی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کھانے کو قیدیوں کو کھلا دو۔

باب:

آپ ﷺ کے بعد مستقبل کی اخبار غیبیہ کی ترتیب کے بیان میں

صحیح بخاری اور مسلم میں اعمش کی حدیث سے ابو وائل سے بحوالہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر قیام قیامت تک کی ہر چیز ذکر کیا' اس کے علم کا بھی اور جہل کا بھی' اور میں ایک چیز' جسے میں بھول چکا ہوتا تھا' دیکھ کر اس طرح پہچان لیتا جیسے آدمی دوسرے غیر حاضر آدمی کو دیکھ کر پہچان لیتا ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کی باتیں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے اس خوف سے شر کی باتیں پوچھا کرتا تھا کہ کہیں شر مجھے قابو نہ کرے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت اور شر میں تھے اور اللہ تعالیٰ اس خیر کو لے آیا' کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں' میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں' اور اس میں خرابی بھی ہوگی' میں نے عرض کیا اس کی خرابی کیا ہے؟ فرمایا لوگ میری ہدایت کے بغیر راہنمائی کریں گے' ان میں سے کچھ آشنا ہوں گے اور کچھ نا آشنا' میں نے عرض کیا' کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' جہنم کے دروازوں پر داعی ہوں گے جو ان کی بات مانے گا وہ اسے اس میں جھونک دیں گے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے ان کا حال بیان فرمایئے' آپ نے فرمایا وہ ہمارے ہی قبیلے سے ہوں گے اور ہماری زبانوں سے بات کریں گے' میں نے عرض کیا اگر میں اس حال سے دوچار ہوں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے لازم رہ میں نے عرض کیا اگر ان کی جماعت بھی نہ ہو اور امام بھی نہ ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان کے تمام فرقوں سے الگ رہ خواہ تجھے درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑ کر رہنا

پڑے حتیٰ کہ تجھے موت آ جائے اور تو اسی حالت میں ہو۔

اور اسی طرح بخاریؒ اور مسلمؒ نے اسے عن محمد بن المثنیٰ عن الولید عن عبدالرحمٰن بن یزید عن جابر روایت کیا ہے' امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے عن اسماعیل عن قیس عن حذیفہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے اصحاب نے خیر کا علم حاصل کیا اور میں نے شر کا' امام بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور صحیح مسلم میں شعبہ کی حدیث سے عن عدی بن ثابت عن عبداللہ بن یزید عن حذیفہ روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ قیام قیامت تک جو کچھ ہوگا اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا ہے' مگر میں نے اس بات کے متعلق آپ سے نہیں پوچھا جو اہل مدینہ کو مدینہ سے نکال دے گی۔

اور صحیح مسلم میں علی بن احمر کی حدیث سے بحوالہ ابو یزید عمرو بن اخطب بیان ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا اور ہم نے اسے سمجھ لیا اور یاد کر لیا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اہل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے حالات ہمیں بتائے۔

اور قبل ازیں حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اس امر کو پورا کرے گا' لیکن تم جلدی سے کام لیتے ہو' اور اسی طرح اس بارے میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی بیان ہو چکی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ) اور فرماتا ہے: (وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ)

اور صحیح مسلم میں ابی النضرہ کی حدیث سے بحوالہ ابوسعید روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا شیریں اور تازہ ہے اور اللہ تمہیں اس میں خلیفہ بنا کر دیکھے گا' کہ تم کیا کرتے ہو' دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو' بلاشبہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں ہوا تھا' اور دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ ضرر رساں کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

اور صحیحین میں زہری کی حدیث سے عروہ بن المسور سے بحوالہ عمرو بن عوف روایت ہے اور انہوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے بحرین کی طرف بھیجنے کا واقعہ بیان کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے اس میں رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہے' خوش ہو جاؤ اور اس چیز کی امید رکھو جو تمہیں خوش کرے گی' قسم بخدا میں تمہارے متعلق فقر سے نہیں ڈرتا بلکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر اسی طرح وسیع ہو جائے گی جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع ہوئی تھی اور انہوں نے اس کے بارے میں ایک دوسرے پر حسد کیا' اور جس طرح اس نے انہیں ہلاک کیا تھا تمہیں بھی ہلاک کر دے گی۔

اور صحیحین میں سفیان ثوری کی حدیث سے محمد بن المنکدر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس غالیچے ہیں؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غالیچے ہمارے پاس کہاں سے آ سکتے ہیں' فرمایا عنقریب تمہارے پاس غالیچے ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے کہ میں اپنی بیوی سے کہتا کہ اپنا غالیچہ مجھ سے دور رکھ' تو وہ کہتی کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس غالیچے ہوں گے؟ پس انہیں چھوڑ دو۔

اور صحیحین' مسانید اور سنن وغیرہ میں ہشام بن عروہ کی حدیث سے' ان کے باپ سے عن عبداللہ بن زبیر عن سفیان بن ابی زبیر روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یمن فتح ہوگا اور کچھ لوگ دوڑے ہوئے آ میں گے اور اپنے اہل وعیال اور اپنے اطاعت گزاروں کے ساتھ کوچ کر جائیں گے اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا کاش وہ جانتے۔

اور اسی طرح اسے ہشام بن عروہ سے ایک بہت بڑی جماعت نے روایت کیا ہے۔ اور حافظ ابن عساکر نے مالک' سفیان بن عیینہ' ابن جریج' ابومعاویہ' مالک بن سعد بن الحسن' ابوحمزہ' انس بن عیاض' عبدالعزیز بن ابی حازم' سلمہ بن دینار اور جریر بن عبدالحمید کی حدیث سے اسے قوت دی ہے' اور احمد نے اسے عن یونس عن حماد بن زید عن ہشام بن عروہ روایت کیا ہے۔ اور عبدالرزاق نے عن ابن جریج عن ہشام اور مالک کی حدیث سے بحوالہ ہشام اسی طرح روایت کیا ہے' پھر احمد نے عن سلیمان بن داؤد ہاشمی بحوالہ اسماعیل بن جعفر روایت کی ہے کہ یزید بن ھسیفہ نے مجھے بتایا کہ بشر بن سعید نے اسے بتایا کہ اس نے مکیوں کی مجلس میں تذکرہ ہوتے سنا کہ سفیان نے انہیں بتایا اور اس واقعہ کو بیان کیا اور اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ عنقریب شام فتح ہوگا۔ اور مدینہ کے آدمی وہاں جائیں گے اور ان کی حویلیاں اور آسائش ان کو پسند آئے گی' اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا' کاش وہ جانتے' پھر عراق فتح ہوگا اور کچھ لوگ دوڑتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل وعیال اور اطاعت گزاروں کے ساتھ کوچ کر جائیں گے' اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا کاش وہ جانتے۔ اور ابن خزیمہ نے اسے اسماعیل کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور حافظ ابن عساکر نے اسے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ اسی طرح بیان کیا ہے' اور اسی طرح ابن حوالہ کی حدیث ہے اور اس کی شاہد یہ حدیث ہے کہ شام نے اپنا مد اور دینار روک لیا اور عراق نے اپنا درہم اور قفیز (ایک پیمانے کا نام ہے مترجم) روک لیا۔ اور مصر نے اپنا اردب (۲۴ صاع کے ایک پیمانے کا نام ہے' مترجم) اور دینار روک لیا' اور تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو۔ اور یہ صحیح میں موجود ہے اور اسی طرح اہل شام ویمن کے مواقیت کی حدیث ہے جو صحیحین میں موجود ہے اور مسلم کے نزدیک اہل عراق کے میقات کی حدیث ہے۔ اور اس کا شاہد وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم ضرور ان دونوں کے خزائن کو راہ خدا میں خرچ کرو گے۔

اور صحیح بخاری میں ابوادریس خولانی کی حدیث سے بحوالہ عوف بن مالک روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک میں فرمایا' قیامت سے پہلے چھ باتوں کو شمار کر لے' پھر آپ نے اپنی وفات کا ذکر کیا' پھر بیت المقدس کی فتح کا' پھر دو موتوں کا یعنی وبا پھر کثرت مال اور اس کا فتنہ' پھر رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان مصالحت کا' اور ابھی یہ حدیث بیان ہوگی اور صحیح مسلم میں عبدالرحمٰن بن شمامہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب تم ایک علاقے کو فتح کرو گے' جس میں قیراط کا ذکر ہوگا' پس اس کے اہل کو خیر کی وصیت کرنا' بلاشبہ ان کا عہد اور رشتہ ہوگا اور جب تو دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ کے بارے میں جھگڑتا دیکھے تو وہاں سے نکل جانا' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ کے پاس سے گزرا تو وہ دونوں ایک اینٹ کی جگہ کے بارے میں جھگڑ رہے تھے تو وہ وہاں

سے نکل گیا۔ یعنی دیارِ مصر سے جو ۲۰ھ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوئے' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور ابن وہب نے مالک اور لیث سے عن زہری عن ابن کعب بن مالک روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مصر کو فتح کرو گے تو قبطیوں کے متعلق خیر کی وصیت کرنا با شبہ ان کا عہد اور رشتہ ہے' بیہقی نے اسے اسحاق بن راشد کی حدیث سے عن زہری عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن ابیہ روایت کیا ہے اور احمد بن حنبل نے بحوالہ سفیان بن عیینہ بیان کیا ہے کہ ان کے قول' عہد اور رشتہ کے متعلق دریافت کیا گیا' تو انہوں نے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ قبطی رضی اللہ عنہا تھیں' اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم کی والدہ قبطی تھیں' میں کہتا ہوں بلاشک وشبہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ دونوں عورتیں قبطی تھیں' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ذمہ (عہد) سے مراد یہ ہے کہ مقوقس نے آپ کی طرف ہدیہ بھیجا اور آپ نے اسے قبول کر لیا اور یہ ایک نوع کا عہد اور مصالحت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور قبل ازیں بخاری نے محل بن خلیفہ کی حدیث سے بحوالہ عدی بن حاتم' کسریٰ کے خزانوں کے فتح ہونے اور ان کے پھیل جانے اور مال کے بکثرت ہو جانے اور اسے کسی کے قبول نہ کرنے کے متعلق جو کچھ روایت کیا ہے وہ بیان ہو چکا ہے۔

اور حدیث میں ہے کہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ کسریٰ کے خزانوں کی فتح میں شامل ہوئے' اور انہوں نے عورت کو حیرہ سے لے کر مکہ تک سفر کرتے دیکھا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا' حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو جو کچھ حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ نے کثرت مال کے متعلق بیان فرمایا ہے' تم اسے ضرور دیکھو گے' حتیٰ کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہوا' میں کہتا ہوں ہوسکتا ہے کہ یہ مہدی کے زمانے تک متاخر ہو' جیسا کہ اس کی صفت میں بیان ہوا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانے تک ان کے دجال کے قتل کرنے کے بعد تک ہو' کیونکہ صحیح میں بیان ہوا ہے کہ وہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے' صلیب کو توڑیں گے' اور اس قدر بکثرت مال دیں گے کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور صحیح مسلم میں ابن ابی ذئب کی حدیث سے عن مہاجر بن مسمار عن عامر بن سعد عن جابر بن سمرہ روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ بارہ خلیفوں تک یہ دین مسلسل قائم رہے گا' جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے' پھر قیامت سے پہلے کذاب خروج کریں گے اور مسلمانوں کا ایک گروہ قصر ابیض یعنی قصر کسریٰ کے خزانے کو ضرور فتح کرے گا' اور میں حوض پر تمہارا فرط ہوں گا۔ اور قبل ازیں عبدالرزاق کی حدیث عن معمر عن ہمام عن ابی ہریرہؓ مرفوعاً بیان ہو چکی ہے کہ جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا' اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور ان دونوں کے خزائن کو راہ خدا میں خرچ کرو گے' اسے صحیحین نے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد' شام سے قیصر کی حکومت کا ختم ہونا ہے' اور حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق رومیوں پر بھی اس کی حکومت باقی نہ رہے گی' اور جب اس نے آپ کے خط کی تعظیم کی' تو اس کی حکومت قائم رہی اور ایرانی حکومت کلیتہً مٹ گئی' کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حکومت کو پاش پاش کر دے گا۔

اور ابوداؤد نے عن محمد بن عبید عن حماد عن یونس عن الحسن روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ہم نے دوسرے طریق میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب کسریٰ کی پوستین تلوار پیٹی تاج اور کنگن لائے گئے تو آپ نے یہ سب کچھ حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کو پہنا دیا' اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے کسریٰ کے کپڑے ایک صحرائی آدمی کو پہنائے ہیں' امام شافعی فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ کپڑے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو اس لیے پہنائے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ اور آپ نے اس کے بازوؤں کی طرف دیکھا۔ میں تجھے کسریٰ کے کنگن پہنے دیکھ رہا ہوں۔ واللہ اعلم

اور سفیان بن عیینہ نے' عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن عدی بن حاتم بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حیرہ مجھے کتوں کی کچلیوں کی طرح دکھایا گیا اور بلاشبہ تم اسے عنقریب فتح کرو گے' ایک آدمی نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیٹی نفیلہ مجھے بخش دیجیے آپ نے فرمایا وہ تیری ہوئی' تو انہوں نے وہ اسے دے دی' اس کے باپ نے آ کر کہا' کیا تم اسے فروخت کرو گے؟ اس نے کہا ہاں' اس نے کہا کتنے میں؟ تو جو فیصلہ کرنا چاہتا ہے کر لے' اس نے کہا ایک ہزار درہم میں' اس نے کہا میں نے اسے لے لیا' لوگوں نے اسے کہا اگر تو تین ہزار درہم بھی کہتا تو وہ اسے ضرور لیتا اس نے کہا کیا ایک ہزار سے بھی زیادہ عدد ہوتا ہے؟

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ نے بحوالہ ضمرہ بن حبیب ہم سے بیان کیا کہ زغب الایادی نے اس سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن حوالہ ازدی کے ہاں اترے تو انہوں نے مجھے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پیدل مدینہ بھیجا کہ ہم غنیمت حاصل کریں' ہم غنیمت حاصل کیے بغیر واپس آ گئے' اور آپ نے ہمارے چہروں سے تنگدستی کو معلوم کر لیا اور ہم میں کھڑے ہو کر فرمایا اے اللہ انہیں میرے سپرد نہ کر کہ میں کمزور ہو جاؤں اور نہ انہیں اپنے نفسوں کے سپرد کر کہ وہ ان سے عاجز آ جائیں اور نہ انہیں ایسے لوگوں کے سپرد کر کہ وہ ان پر ترجیح پالیں' پھر فرمایا شام و روم و ایران یا روم و ایران تمہارے لیے ضرور فتح ہوں گے' حتیٰ کہ تم میں سے ایک ایک کے پاس اتنے اتنے اونٹ اور اتنی اتنی گائیں اور اتنی اتنی بکریاں ہوں گی' یہاں تک کہ تم میں سے ایک آدمی ایک سو دینار دے گا اور وہ انہیں ناپسند کرے گا' پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے سر یا میری چوٹی پر رکھا اور فرمایا اے ابن حوالہ' جب تو خلافت کو ارض مقدسہ میں اترتا دیکھے تو اس وقت زلازل' غم' عظیم امور اور قیامت اس سے بھی زیادہ قریب ہوں گے' جتنا میرا یہ ہاتھ تیرے سر کے قریب ہے' اور ابوداؤد نے اسے معاویہ بن صالح کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حیوۃ بن شریح اور یزید بن عبدربہ نے ہم سے بیان کیا کہ بقیہ نے ہم سے بیان کیا کہ بجیر بن سعد نے عن خالد بن معدان عن ابی قتیلہ عن ابن حوالہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب حکومت یہاں تک پہنچے گی کہ لشکر جمع ہوں گے' ایک لشکر شام میں ہوگا' ایک لشکر یمن میں ہوگا اور ایک لشکر عراق میں ہوگا' ابن حوالہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو میرے لیے پسند فرمائیے' آپ نے فرمایا تم شام میں رہنا' بلاشبہ وہ اللہ کی زمین میں سے عمدہ زمین ہے اور خدا کے بہترین بندے بھی اس کی طرف آتے ہیں' اور اگر تم انکار کرو' تو اپنے یمن میں رہو اور اس

کے تالابوں کو وسیع کرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرے لیے شام اور اس کے باشندوں کا ضامن ہوا ہے' اور اسی طرح اسے ابوداؤد نے حیوۃ بن شریح سے روایت کیا ہے اور اسی طرح احمد نے اسے عصام بن خالد اور علی بن عباس سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے عن جریر بن عثمان عن سلیمان بن سمیر عن عبداللہ بن حوالہ روایت کی ہے اور انہوں نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور ولید بن مسلم دمشقی نے اسے عن سعید بن عبدالعزیز عن مکحول اور ربیعہ بن یزید عن ابی ادریس عن عبداللہ بن حوالہ' روایت کیا ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن الفضل القطان نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن جعفر نے ہمیں خبر دی کہ یعقوب بن سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ہم نے آپ کے پاس برہنگی اور فقر اور چیزوں کی کمی کی شکایت کی' تو آپؐ نے فرمایا' خوش ہو جاؤ خدا کی قسم مجھے چیزوں کی کمی کے مقابلہ میں' چیزوں کی کثرت کے بارے میں تمہارے متعلق زیادہ خوف ہے' اور قسم بخدا تمہاری یہ کیفیت مسلسل رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ارض شام پر تمہیں فتح دے گا' یا آپ نے ارض فارس' ارض روم اور ارض حمیر فرمایا اور تم تین لشکر ہو جاؤ گے' ایک لشکر شام میں ہوگا' ایک لشکر عراق میں ہوگا اور ایک لشکر یمن میں ہوگا' اور ایک شخص ایک سو درہم دے گا تو وہ انہیں ناپسند کرے گا' ابن حوالہ کہتے ہیں' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ شامی اور رومی طاقتوں سے لڑنے کی سکت کون پائے گا؟ آپ نے فرمایا اللہ تمہیں ضرور ان پر فتح دے گا' اور ضرور تم کو وہاں خلیفہ بنائے گا' یہاں تک کہ ان میں سے سفید گروہ نکلے گا جن کے لباس جنگی ہوں گے اور ان کے خیمے چھوٹے پالانوں پر کھڑے ہوں گے اور تم میں سے بڑا سردار سر منڈا ہوگا' وہ جو انہیں حکم دے گا وہ اسے کر گزریں گے اور پھر انہوں نے حدیث کو بیان کیا ہے۔

اور ابوعلقمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے اس حدیث کی صفت کو جزء بن سہیل سلمی میں معلوم کیا اور وہ اس زمانے میں اعاجم کا سالار تھا' اور جب وہ مسجد کی طرف واپس جاتے تو اسے اور ان کو اس کے اردگرد کھڑے دیکھتے' اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی اور ان کی جو صفت بیان کی تھی اس پر متعجب ہوتے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ لیث بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی حبیب نے ربیعہ بن لقیط التجیبی سے بحوالہ عبداللہ بن حوالہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تین باتوں سے بچ گیا وہ بچ گیا' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سی باتیں ہیں' آپؐ نے فرمایا میری موت' اور حق پر قائم خلیفہ سے جنگ کرنے سے جو حق کو ادا کرتا ہو' اور دجال سے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ الجریری نے عبداللہ بن شقیق سے بحوالہ عبداللہ بن حوالہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ایک درخت کے سائے تلے بیٹھے تھے اور آپ کے پاس ایک کاتب تھے اور حضور علیہ السلام اسے لکھوایا کرتے تھے' آپؐ نے فرمایا اے ابن حوالہ کیا ہم تجھے نہ لکھائیں؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کس بارے میں؟ تو آپؐ نے مجھ سے اعراض کیا اور جھک کر اپنے کاتب کو لکھوانے لگے' پھر فرمایا اے ابن

حوالہ کیا ہم تجھے نہ لکھائیں؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے' تو آپؐ نے مجھ سے اعراض لیا اور جھک کر اپنے کاتب کو لکھوانے لگے' پھر فرمایا اے ابن حوالہ کیا ہم تجھے نہ لکھائیں؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں' اللہ اور اس کے رسول نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے تو آپ نے مجھ سے اعراض کیا اور جھک کر اپنے کاتب کو لکھوانے لگے' راوی بیان کرتا ہے میں نے دیکھا تو آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط میں مصروف تھے' میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھلائی کے متعلق ہی لکھتے ہیں' پھر فرمایا اے ابن حوالہ کیا ہم تجھے لکھائیں؟ میں نے جواب دیا ہاں' تو آپؐ نے فرمایا اے ابن حوالہ تو اس فتنہ میں جو زمین کی اطراف میں جنگجوؤں کے گروہ کی طرح نکلے گا' کیا کرے گا؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں اللہ اور اس کے رسول نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے' آپؐ نے فرمایا اور تو دوسرے فتنے میں کیا کرے گا جو اس کے بعد پیدا ہوگا' اور پہلا فتنہ اس کے مقابلہ میں خرگوش کی دوڑ کی طرح ہوگا' میں نے کہا مجھے معلوم نہیں' اللہ اور اس کے رسولؐ نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے' آپؐ نے فرمایا اسے تلاش کرو' نیز فرمایا اس وقت ایک معزز شخص ہوگا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں دوڑ کر گیا اور میں نے اسے کندھے سے پکڑ لیا اور اس کے چہرے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر کے پوچھا' یہ شخص ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

اور صحیح مسلم میں یحییٰ بن آدم کی حدیث عن زہیر بن معاویہ عن سہل عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عراق نے اپنا درہم اور قفیز روک لیا ہے اور شام نے اپنا مد اور دینار روک لیا ہے اور مصر نے اپنا اردب اور دینار روک لیا ہے' اور تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' اور تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' اور تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' اس بات پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔

اور یحییٰ بن آدم اور دیگر اہل علم نے بیان کیا ہے کہ یہ بات اس لحاظ سے دلائل نبوت میں سے ہے کہ آپ نے ان دراہم وقفزان کے متعلق خبر دی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارض عراق کے لیے کیے تھے' نیز مصر و شام کے اس ٹیکس کے متعلق' اس کے وجود سے قبل اطلاع دی ہے جو آپ نے ان کے لیے مقرر کیا تھا۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ

اور اہل علم نے حضور علیہ السلام کے قول کہ۔ عراق نے اپنا درہم وقفیز روک لیا ہے۔ کے مفہوم کے بارے میں اختلاف کیا ہے' بعض کہتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے اور ان سے ٹیکس ساقط ہو جائے گا' اور بیہقی نے اس مفہوم کو ترجیح دی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اطاعت سے رجوع کر لیں گے اور مقررہ ٹیکس ادا نہیں کریں گے اسی لیے آپ نے فرمایا ہے کہ تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' یعنی تم اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ آئے ہو' جیسا کہ صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ بلاشبہ اسلام کا آغاز مسافرانہ حالت میں ہوا اور عنقریب وہ دوبارہ مسافر بن جائے گا' پس مسافروں کے لیے مبارک ہو' اور اس قول کی تائید حضرت امام احمد کی روایت سے ہوتی ہے کہ اسماعیل نے الجریری سے بحوالہ ابی نضرہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' تو آپؐ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اہل عراق کا قفیز اور درہم ان کی طرف نہ آئے' ہم نے کہا یہ کارروائی کس طرف سے ہوگی؟ انہوں نے فرمایا عجم کی طرف سے' وہ اسے روک دیں گے راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا' پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو

مال کو مٹھیاں بھر بھر کر پھینکے گا' اور اسے شمار نہیں کرے گا۔ الجریری بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابونصرہ اور ابوالعلاء سے کہا' کیا تم دونوں کی رائے میں وہ خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں اور مسلم نے اسے اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ اور عبدالوہاب ثقفی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن سعید بن ایاس الجریری عن ابی نضرۃ المنذر بن مالک بن قطعۃ العبدی عن جابر روایت کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ حافظ ابوبکر بیہقی نے' اس سے اس قول پر حجت پکڑی ہے جس کو انہوں نے دو متقدم اقوال میں سے ترجیح دی ہے' اور جس مسلک کو انہوں نے اختیار کیا ہے اس میں اعتراض پایا جاتا ہے اور ظاہر بھی اس کے خلاف ہے۔

اور صحیحین میں کئی طریق سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ' اہل شام کے لیے جحفہ' اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر فرمایا۔ اور صحیح مسلم میں بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ اہل عراق کے لیے ذات عرق کو میقات مقرر فرمایا پس یہ حدیث اس لحاظ سے دلائل نبوت میں سے ہے کہ آپؐ نے اس بات کی خبر دی' جو اہل شام و یمن و عراق کے حج سے وقوع پذیر ہوئی۔ صلوٰت اللہ وسلامہ' علیہ

اور صحیحین میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے عن عمرو بن دینار عن جابر عن ابی سعید روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی جماعتیں جنگ کریں گی اور انہیں کہا جائے گا' کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ تو کہا جائے گا ہاں' پس اللہ ان کو فتح دے دے گا' پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اور لوگوں کی جماعتیں جنگ کریں گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صحبت اٹھائی ہو' تو کہا جائے گا ہاں' تو اللہ انہیں بھی فتح دے گا' پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی جماعتیں جنگ کریں گی اور پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے اصحاب رسولؐ کے اصحاب کی صحبت اٹھائی ہو' تو کہا جائے گا ہاں' تو اللہ ان کو بھی فتح دے گا۔

اور صحیحین میں ثور بن زید کی حدیث سے ابوالغیث سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورہ جمعہ ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْبِهِمْ﴾ نازل ہوئی تو ایک آدمی نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہوا تو ان میں کچھ لوگ اسے پالیں گے' اور جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی اسی طرح وقوع میں آیا۔

اور حافظ بیہقی نے محمد بن عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث سے بحوالہ عبداللہ بن بشر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ایران اور روم کو ضرور تم فتح کرو گے' یہاں تک کہ کھانا زیادہ ہو جائے گا اور اس پر اللہ کا نام نہیں لیا جائے گا۔

اور امام احمد' بیہقی' ابن عدی اور کئی لوگوں نے اوس بن عبداللہ بن برید کی حدیث سے اس کے بھائی سہل سے بحوالہ اس کے باپ عبداللہ بن بریدہ بن الخصیب مرفوعاً روایت کی ہے کہ عنقریب فوجیں بھیجی جائیں گی پس تو خراسان کی فوج میں ہونا' پھر

حوالہ کیا ہم تجھے نہ لکھائیں؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے' تو آپؐ نے مجھ سے اعراض کیا اور جھک کر اپنے کاتب کو لکھوانے لگے' پھر فرمایا اے ابن حوالہ کیا ہم تجھے نہ لکھائیں؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں' اللہ اور اس کے رسول نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے تو آپ نے مجھ سے اعراض کیا اور جھک کر اپنے کاتب کو لکھوانے لگے' راوی بیان کرتا ہے میں نے دیکھا تو آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط میں مصروف تھے' میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھلائی کے متعلق ہی لکھتے ہیں' پھر فرمایا اے ابن حوالہ کیا ہم تجھے لکھائیں؟ میں نے جواب دیا ہاں' تو آپؐ نے فرمایا اے ابن حوالہ تو اس فتنہ میں جو زمین کی اطراف میں جنگجوؤں کے گروہ کی طرح نکلے گا' کیا کرے گا؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں اللہ اور اس کے رسول نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے' آپؐ نے فرمایا اور تو دوسرے فتنے میں کیا کرے گا جو اس کے بعد پیدا ہوگا' اور پہلا فتنہ اس کے مقابلہ میں خرگوش کی دوڑ کی طرح ہوگا' میں نے کہا مجھے معلوم نہیں' اللہ اور اس کے رسولؐ نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے' آپؐ نے فرمایا اسے تلاش کرو' نیز فرمایا اس وقت ایک معزز شخص ہوگا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں دوڑ کر گیا اور میں نے اسے کندھے سے پکڑ لیا اور اس کے چہرے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر کے پوچھا' یہ شخص ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

اور صحیح مسلم میں یحییٰ بن آدم کی حدیث عن زہیر بن معاویہ عن سہل عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عراق نے اپنا درہم اور قفیز روک لیا ہے اور شام نے اپنا مد اور دینار روک لیا ہے اور مصر نے اپنا اردب اور دینار روک لیا ہے' اور تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' اور تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' اور تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' اس بات پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔

اور یحییٰ بن آدم اور دیگر اہل علم نے بیان کیا ہے کہ یہ بات اس لحاظ سے دلائل نبوت میں سے ہے کہ آپ نے ان دراہم وقفز ان کے متعلق خبر دی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارض عراق کے لیے کیے تھے' نیز مصر و شام کے اس ٹیکس کے متعلق' اس کے وجود سے قبل اطلاع دی ہے جو آپ نے ان کے لیے مقرر کیا تھا۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ

اور اہل علم نے حضور علیہ السلام کے قول کہ۔ عراق نے اپنا درہم وقفیز روک لیا ہے۔ کے مفہوم کے بارے میں اختلاف کیا ہے' بعض کہتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے اور ان سے ٹیکس ساقط ہو جائے گا' اور بیہقی نے اس مفہوم کو ترجیح دی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اطاعت سے رجوع کر لیں گے اور مقررہ ٹیکس ادا نہیں کریں گے اسی لیے آپ نے فرمایا ہے کہ تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' یعنی تم اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ آئے ہو' جیسا کہ صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ بلاشبہ اسلام کا آغاز مسافرانہ حالت میں ہوا اور عنقریب وہ دوبارہ مسافر بن جائے گا' پس مسافروں کے لیے مبارک ہو' اور اس قول کی تائید حضرت امام احمد کی روایت سے ہوتی ہے کہ اسماعیل نے الجریری سے بحوالہ ابی نضرہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' تو آپ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اہل عراق کا قفیز اور درہم ان کی طرف نہ آئے' ہم نے کہا یہ کارروائی کس طرف سے ہوگی؟ انہوں نے فرمایا عجم کی طرف سے' وہ اسے روک دیں گے راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا' پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو

مرو شہر میں سکونت اختیار کرنا بلاشبہ ذوالقرنین نے اسے بنایا ہے اور اس کے لیے برکت کی دعا کی ہے' نیز فرمایا اس کے باشندوں کو برائی نہیں پہنچے گی' یہ حدیث سند کے غرائب میں شمار ہوتی ہے اور بعض اسے موضوع قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور قبل ازیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اپنے جمیع طرق سے ترکوں سے قتال کے بارے میں بیان ہو چکی ہے اور جس طرح آپ نے بیان فرمایا ہو بہو اسی طرح وقوع میں آیا اور عنقریب بھی اسی طرح وقوع میں آئے گا۔ اور صحیح بخاری میں شعبہ کی حدیث سے عن فراب القزار عن ابی حازم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہوا ہے' آپ فرماتے ہیں' کہ بنی اسرائیل کے امور کی تدبیر انبیاء کرتے تھے اور جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کی جانشینی کرتا اور بلاشبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عنقریب خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے صحابہؓ نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں' آپ نے فرمایا پہلے کی بیعت کو پورا کرو اور ان کا حق انہیں دو' بلاشبہ اللہ اس چیز کے بارے میں ان سے پوچھنے والا ہے جس کا اس نے انہیں رکھوالا بنایا ہے۔ اور صحیح مسلم میں ابو رافع کی حدیث سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں' جو اس کی ہدایت سے ہدایت دیتے ہیں اور اس کی سنت پر عمل کرتے ہیں' پھر ان کے بعد ناکارہ آدمی ہوں گے' جن کے قول و عمل میں تضاد ہوگا اور وہ جن باتوں سے انکاری ہوں گے انہی پر عمل کریں گے۔

اور حافظ بیہقی نے عبداللہ بن الحرث بن محمد بن حاطب الجمحی کی حدیث سے عن اسماعیل بن صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء کے بعد خلفاء ہوں گے جو کتاب اللہ پر عمل کریں گے اور عبادت الٰہی میں عدل سے کام لیں گے' پھر خلفاء کے بعد ملوک ہوں گے جو بدلے لیں گے اور مردوں کو قتل کریں گے اور اموال کو منتخب کریں گے' پس وہ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے فائدہ پہنچائیں گے' اور اس کے پیچھے ایمان میں سے کچھ نہیں رہے گا۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ جریر بن حازم نے عن لیث عن عبدالرحمٰن بن سابط عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن ابی عبیدہ بن الجراح و معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کا آغاز نبوت اور رحمت سے کیا اور وہ خلافت اور رحمت' اور ملک عضوض اور امت میں مقابلہ اور جبر اور فساد بن جانے والا ہے یہ لوگ فروج و خمور اور حریر کو جائز سمجھ لیں گے' اور اس بارے میں مدد دیں گے اور انہیں ہمیشہ رزق ملے گا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملیں گے اور یہ سب کچھ واقع ہونے والا ہے۔ اور جس حدیث کو امام احمد' ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے' اس میں ہے اور نسائی نے سعید بن جمہان کی حدیث سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سفینہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہوگی' پھر ملوکیت ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اپنی حکومت جسے چاہے گا دے گا' اور ہو بہو اسی طرح ہوا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال تین ماہ انیس دن' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال چھ ماہ چار دن' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت دو ماہ کم پانچ سال رہی (رضی اللہ عنہم) میں کہتا ہوں کہ تیس سال کی تکمیل حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت کے چھ ماہ کے ساتھ ہوتی ہے' حتیٰ کہ آپ ۴۰ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

کے لیے خلافت سے دست بردار ہو گئے جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل و وضاحت ہو گی۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ محمد بن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ مومل نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ خلافت نبوت تیس سال ہو گی' پھر اللہ جسے چاہے گا اپنی حکومت دے گا' تو حضرت معاویہ کہنے لگے۔ ہم حکومت سے راضی ہیں' اور اس حدیث میں روافض کا' جو اصحاب ثلاثہ کی خلافت کے منکر ہیں' نیز بنی امیہ کے خوارج اور ان کے شامی اتباع کا جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے منکر ہیں' صریح رد پایا جاتا ہے' اور اگر دریافت کیا جائے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی متقدم حدیث کے درمیان' جو صحیح مسلم میں ہے' کیسے تطبیق دی جا سکتی ہے کہ یہ دین لوگوں میں بارہ خلیفوں تک مسلسل قائم رہے گا' اور وہ سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بلاشبہ دین بارہ خلیفوں تک مسلسل قائم رہا' پھر ان کے بعد بنی امیہ کے زمانے میں گڑبڑ ہو گئی' اور دوسرے بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث میں قریش کے بارہ عادل خلیفوں کی بشارت پائی جاتی ہے' خواہ وہ ایک دوسرے کے بعد نہ ہوں' اور نبوت کے بعد تیس سال مسلسل خلافت کا وقوع ہو چکا ہے' پھر اس کے بعد راشد خلفاء ہوئے' جن میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، مروان بن الحکمؒ شامل ہیں اور کئی ائمہ نے آپ کی خلافت' عدل اور خلفائے راشدین میں سے ہونے کی صراحت کی ہے' حتیٰ کہ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ تابعین میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سوا کسی کا قول حجت نہیں' اور بعض نے مہدی عباسی کو بھی ان میں شمار کیا ہے' اور جس مہدی کے متعلق آخری زمانے میں آنے کی بشارت دی گئی ہے وہ بھی بمطابق نص اہل بیت میں ہونے کی وجہ سے ان میں شامل ہے اور اس کا نام محمد بن عبداللہ ہے اور سرداب سامرا کا منتظر نہیں' اس لیے کہ وہ کلیتہً موجود ہی نہیں ہے اور اس کا انتظار صرف جاہل روافض کرتے ہیں۔

اور قبل ازیں صحیحین میں زہری کی حدیث سے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ تیرے باپ اور بھائی کو بلاؤں اور ایک تحریر لکھ دوں تاکہ کوئی کہنے والا نہ کہے اور آرزو رکھنے والا آرزو نہ کرے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو قبول نہ کریں گے۔ اور اسی طرح وقوع میں آیا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حاکم مقرر کیا اور تمام مومنین نے آپ کی بیعت کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں گویا اس نے موت کا اشارہ کیا تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر میں تجھے نہ ملوں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ جانا۔

اور صحیحین میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا' اور میں نے مشیتِ الٰہی کے مطابق اس سے ڈول نکالے' پھر ابن قحافہؓ نے اسے پکڑ لیا اور اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے ڈول نکالنے میں کمزوری پائی جاتی تھی' اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے' پھر حضرت ابن الخطابؓ نے اسے پکڑا اور وہ بڑا ڈول بن گیا اور میں نے لوگوں میں اس کی مانند درستگی کرنے والا عبقری نہیں دیکھا' حتیٰ کہ

انہوں نے لوگوں کو اونٹوں کے باڑے میں ٹھہرا دیا۔ امام شافعیؒ بیان فرماتے ہیں کہ انبیاء کی رویاء وحی ہوتی ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ ان کے ڈول کھینچنے میں کمزوری پائی جاتی تھی اس میں ان کی کوتاہی مدت اور موت کی عجلت اور اس فتح کو جسے حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنی طویل مدت میں حاصل کیا چھوڑ کر اہل ردہ کے ساتھ جنگ میں مصروفیت کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں دونوں حضرات کی لوگوں پر حکمرانی کرنے کی بشارت پائی جاتی ہے اور جس طرح آپ نے خبر دی تھی ہو بہو ویسے ہی ہوا۔

اسی لیے دوسری حدیث میں جسے احمد‘ ترمذی‘ ابن ماجہ اور ابن حبان نے ربعی بن خراش کی حدیث سے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے بحوالہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا میرے بعد دو آدمیوں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرو اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے۔ اور قبل ازیں زہری کے طریق سے ایک آدمی سے بحوالہ ابوذر‘ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم‘ پھر حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں سنگریزوں کے تسبیح کرنے کی حدیث بیان ہو چکی ہے‘ اور آپ کا یہ قول بھی کہ یہ خلافت نبوت ہے۔ اور صحیح میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے اور میں نے کہا کہ میں آج ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا اور میں دروازے کے پیچھے بیٹھ گیا تو ایک آدمی نے آ کر کہا دروازہ کھولو! میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ‘ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دو‘ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی اسی طرح کہا‘ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا اسے اجازت دو اور اس مصیبت پر جو اسے پہنچے گی‘ جنت کی بشارت دو‘ پس وہ اللہ المستعان کہتے ہوئے اندر آ گئے۔

اور صحیح بخاری میں سعد بن ابی عروبہ کی حدیث سے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد پر چڑھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے‘ تو پہاڑ کو زلزلہ آ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا‘ ٹھہرا رہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔

اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں معمر نے ابی حازم سے بحوالہ سعد بن سہل ہمیں بتایا کہ کوہ حراء لرز گیا اور اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کھڑے تھے‘ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرا رہ‘ تجھ پر ایک نبیؐ ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔

معمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی قسم کی بات سنی ہے۔ اور مسلم نے عن قتیبہ عن الدراوردی عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم‘ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کوہ حرا پر کھڑے تھے کہ پہاڑ لرز گیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پرسکون ہو جا‘ تجھ پر ایک نبی یا صدیق یا شہید کھڑا ہے‘ اور یہ بات دلائل نبوت میں سے ہے‘ اور بلاشبہ ان سب لوگوں نے شہادت پائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت و نبوت کے اعلیٰ مراتب سے مخصوص ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقیت کے اعلیٰ مراتب سے مخصوص ہوئے۔

اور صحیح میں دس آدمیوں کے جنتی ہونے کی شہادت موجود ہے' بلکہ حدیبیہ کے سال بیعت الرضوان میں شامل ہونے والے تمام آدمیوں کے جنتی ہونے کی شہادت موجود ہے اور وہ چودہ سو آدمی تھے' اور بعض کہتے ہیں کہ تیرہ سو تھے اور بعض کا قول ہے کہ پندرہ سو تھے' اور وہ سب کے سب اپنی وفات تک راستی اور استقامت پر قائم رہے اور صحیح بخاری میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کی بشارت بھی موجود ہے اور وہ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور صحیحین میں یونس کی حدیث سے عن زہری عن سعید عن ابی ہریرۃؓ روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گے' پس حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ اپنی دھاری دار چادر گھسیٹتے ہوئے اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اسے ان میں شامل کر دے' پھر ایک انصاری نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے تو آپ نے فرمایا اس بارے میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ تجھ سے سبقت لے گئے ہیں' اور یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے جو یقین کا افادہ کرتے ہیں' اور ہم عنقریب اسے باب صفت الجنۃ میں بیان کریں گے' اور ابھی ہم اہل الردۃ کے قتال میں بیان کریں گے کہ طلحہ اسدی نے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا' پھر طلحہ اسدی نے اپنے دعویٰ نبوت سے توبہ کی اور اللہ کی طرف رجوع کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور زیارت کی اور بہت اچھا مسلمان ہوا۔

اور صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو کنگن رکھے گئے ہیں اور میں نے انہیں توڑ دیا ہے' پس اللہ تعالیٰ نے خواب میں مجھے وحی کیا کہ میں ان دونوں کو پھونک ماروں میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے اور میں نے ان کی یہ تعبیر کی کہ دو کذاب' صاحب صنعا اور صاحب یمامہ ظاہر ہوں گے۔

اور قبل ازیں وفود میں بیان ہو چکا ہے کہ جب مسیلمہ اپنی قوم کے ساتھ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مجھے حکومت دے دیں تو میں ان کی پیروی کروں گا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے مطلع ہو کر اسے فرمایا خدا کی قسم اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی شاخ بھی مانگے تو میں اسے تجھے نہیں دوں گا اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تعالیٰ ضرور تجھے قتل کر دے گا اور میں تجھے وہی دیکھ رہا ہوں جس کے بارے میں مجھے دکھایا گیا ہے' اور اسی طرح وقوع میں آیا' اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کیا اور اسے ذلیل کیا' اور اس کی قوت کو توڑ دیا اور جنگ یمامہ میں اس کو مغلوب کیا' جیسا کہ اسود عنسی صنعاء میں قتل کیا گیا' جیسا کہ ہم عنقریب اسے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اور بیہقی نے مبارک بن فضالہ کی حدیث سے' حسن سے بحوالہ حضرت انسؓ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ سے ملے تو مسیلمہ نے آپ سے کہا' کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ یہ شخص اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے

پیچھے رہ گیا ہے' اور دوسری حدیث میں لکھا ہے کہ اس کے بعد مسیلمہ کذاب نے حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسیلمہ رسول اللہ کی جانب سے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف!

''آپ پر سلام ہو مجھے آپ کے بعد حکومت میں شریک کیا گیا ہے آپ کے لیے شہر ہوں گے اور میرے لیے دیہات لیکن قریش کی قوم زیادتی کرتی ہے''۔

پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف خط لکھا:

''محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کی طرف! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہدایت کے پیروکار پر سلام ہو' امابعد! بلاشبہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور عاقبت تقویٰ شعار لوگوں کے لیے ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے عاقبت محمد ﷺ اور آپ کے اصحابؓ کے لیے بنائی ہے اس لیے وہی متقی' عادل اور مومن ہیں' نہ کہ وہ جوان سے دشمنی رکھتے ہیں''۔

اور حضرت نبی کریم ﷺ سے مروی احادیث میں اس ارتداد کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں' جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وقوع پذیر ہوا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے محمدی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ فوج در فوج دین الٰہی کی طرف لوٹ آئے اور ایمان کا پانی کڑوا ہو جانے کے بعد شیریں ہو گیا' اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ یَاۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِهٖ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰهُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّهُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ﴾

مفسرین نے بیان کیا ہے کہ ان سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحابؓ ہیں۔

اور صحیحین میں عامر شعبی کی حدیث سے مسروق سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سرگوشی کرنے کے واقعہ میں لکھا ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال مجھے قرآن کریم کا ایک دور کرایا کرتے تھے اور امسال انہوں نے مجھے دو دور کرائے ہیں اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا میری موت کے قریب ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے' تو حضرت فاطمہ رو پڑیں' پھر آپؐ نے ان سے سرگوشی کی اور انہیں بتایا کہ وہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور وہ آپ کے اہل میں سے سب سے پہلے مجھے ملنے والی ہیں' پس جیسے آپؐ نے بتایا تھا' ایسے ہی وقوع میں آیا۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے زندہ رہنے کے متعلق علماء نے اختلاف کیا ہے' بعض دو ماہ' بعض تین ماہ' بعض چھ ماہ' بعض آٹھ ماہ کہتے ہیں' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ سب سے صحیح روایت زہری کی ہے جو عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے' آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ چھ ماہ زندہ رہیں' اسے صحیحین نے روایت کیا ہے۔

باب:

کتاب دلائل النبوۃ میں سے آپؐ کے آئندہ کے متعلق اخبار غیبیہ دینے کے بیان میں

اور ان میں سے وہ خبر بھی ہے جو صحیحین میں ابراہیم بن سعد کی حدیث سے ان کے باپ سے عن ابی سلمہ عن عائشہ مروی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا' کہ ابو اسرائیل کوفی نے عن الولید بن العیز ار عن عمر بن میمون عن علی رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم بہت سے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا انکار نہیں کرتے تھے کہ سکینت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتی ہے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ذر بن حبیش اور شعبی نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی متابعت کی ہے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے قیس بن مسلم سے بحوالہ طارق بن شہاب ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرشتے کی زبان سے بولتے ہیں' اور ہم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت میں آپ کے مکاشفات میں سے بہت سی باتوں کو اور آپ کی اخبار غیبیہ کو جیسے کہ ساریہ بن زنیم کا واقعہ ہے' اور اس سے ملتے جلتے واقعات کا ذکر کیا ہے۔

اور ان میں سے وہ خبر بھی ہے جسے بخاری نے فراس کی حدیث سے شعبی عن مسروق عن عائشہؓ روایت کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ایک روز آپ کے پاس جمع ہوئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے سب سے جلد آپ کو کون ملے گی؟ فرمایا جو تم میں سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ہے' اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہم سے لمبے ہاتھوں والی تھیں اور وہی سب سے جلد آپ کو ملیں۔ اور اسی طرح بخاری کے نزدیک صحیح میں بیان ہوا ہے کہ وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں' اور یونس بن بکیر نے اسے زکریا بن ابی زائدہ سے بحوالہ شعبی روایت کیا ہے اور اسے مرسل بیان کیا ہے' اور فرمایا ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ نیکی اور صدقہ میں دراز دست تھیں' اور مسلم نے جسے عن محمود بن غیلان عن الفضل بن موسیٰ عن طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ عن عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے' اس میں آپ نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہم سے دراز دست تھیں اس لیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ دیتی تھیں۔

اور علمائے تاریخ میں یہ بات مشہور ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے سب سے پہلے وفات پانے والی بیوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت زینب ؓ نے ۲۰ھ میں وفات پائی اور حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے ان کا جنازہ پڑھا۔ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح حضرت سودہ ؓ کی وفات بھی حضرت عمر بن الخطاب ؓ کی امارت کے آخر میں ہوئی' یہ ابن ابی خثیمہ کا قول ہے۔

اور ان میں سے وہ خبر بھی ہے جسے مسلم نے حضرت اسید بن جابر کی حدیث سے بحوالہ حضرت عمر بن الخطاب حضرت اویس قرنی ؓ کے واقعہ میں روایت کیا ہے اور حضور علیہ السلام نے ان کے متعلق بتایا کہ وہ خیر التابعین ہیں' نیز یہ کہ انہیں پھلبہری کا مرض تھا اور آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اسے دور کر دیا' صرف ایک درہم کے برابر ان کے جسم میں اس کا نشان تھا' اور وہ اپنی والدہ سے حسن سلوک کرنے والے تھے اور آپ نے حضرت عمر بن الخطاب ؓ کو ان کے لیے بخشش طلب کرنے کا حکم دیا' اور یہ شخص حضرت عمر بن الخطاب ؓ کے زمانے میں اسی تعریف کے مطابق پایا گیا جس کا ذکر ہو بہو حدیث میں آیا ہے' اور میں نے اس حدیث کے طرق والفاظ اور اس پر اعتراضات کو تفصیل کے ساتھ اس مجموعے میں بیان کیا ہے جسے میں نے مسند حضرت عمر بن الخطاب ؓ سے جمع کیا ہے۔

اور ان میں سے ایک وہ خبر بھی ہے جسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن عبداللہ بن جمیع نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن عبداللہ اور عبدالرحمٰن بن خلاد انصاری نے بحوالہ ام ورقہ بن نوفل مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر لڑی تو وہ کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ مجھے جنگ میں جانے کی اجازت دیجیے میں آپ کے مریضوں کا علاج کروں گی' شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے' آپ نے اسے فرمایا اپنے گھر میں ٹھہری رہ' بلاشبہ اللہ تجھے شہادت سے سرفراز فرمائے گا اور وہ شہیدہ کہلاتی تھیں' اور انہوں نے قرآن بھی پڑھا تھا' اور انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ انہیں گھر میں مؤذن رکھنے کی اجازت دی جائے جو ان کے لیے اذان دیا کرے۔ اور ان کے ایک غلام اور لونڈی نے ان کے متعلق سازش کی اور رات کو ان کے پاس جا کر انہیں ان کی چادر میں دبوچ لیا یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئیں اور وہ دونوں چلتے بنے۔ صبح ہوئی تو حضرت عمر ؓ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جس کو ان دونوں کے متعلق کوئی علم ہو یا کسی نے ان دونوں کو دیکھا ہو وہ انہیں لے آئے' پس ان دونوں کو لایا گیا اور آپ کے حکم سے ان دونوں کو صلیب دیا گیا اور یہ دونوں مدینہ کے پہلے مصلوب تھے۔

اور بیہقی نے اسے ابونعیم کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ ولید جمیع نے ہم سے بیان کیا کہ میری دادی نے بحوالہ ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کی ملاقات کیا کرتے تھے اور انہیں شہیدہ کہتے تھے' پھر انہوں نے حدیث کو بیان کیا ہے' اور اس کے آخر میں ہے کہ حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے' اور آپ فرمایا کرتے تھے ہمارے ساتھ شہیدہ کی زیارت کو چلو۔

اور ان میں سے وہ خبر بھی ہے جسے بخاری نے ابی ادریس خولانی کی حدیث سے بحوالہ حضرت عوف بن مالک روایت کیا ہے اور ان کی حدیث میں آپ سے آپ کی موت کے بعد چھ باتوں کی خبر دی گئی ہے' اور اس میں لکھا ہے کہ پھر دو موتیں ہوں گی

اور تم میں سے ایک کی موت بکریوں کے بال کترنے کی طرح ہوگی۔ اور یہ واقعہ ایام عشر میں ہوا' جو ۱۸ھ کی طاعون عمواس ہے جس کے باعث سادات صحابہ رضی اللہ عنہم کی کئی جماعتیں لقمہ اجل بن گئیں' جن میں حضرت معاذ بن جبل' حضرت ابوعبیدہ' حضرت یزید بن ابوسفیان' حضرت شرحبیل بن حسنہ' حضرت ابوجندل' سہل بن عمرو اور ان کے والد اور حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ النہاس بن قہم نے ہم سے بیان کیا کہ شداد ابوعمار نے بحوالہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ باتیں قیامت کی علامات میں سے ہیں' میری موت' فتح بیت المقدس وہ موت جو لوگوں میں بکریوں کے کترنے کی طرح اثر انداز ہوگی' وہ فتنہ جس کا حریم ہر مسلمان کے گھر میں داخل ہو جائے گا' اور آدمی کو ایک ہزار دینار دیا جائے گا اور وہ انہیں ناپسند کرے گا۔ اور رومیوں سے جنگ ہوگی اور وہ اسی جھنڈوں کے ساتھ اس کی طرف مارچ کریں گے اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔

اور حافظ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابوزکریا بن ابی اسحاق نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ بحر بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے بحوالہ عبداللہ بن حبان مجھے بتایا کہ انہوں نے سلیمان بن موسیٰ کو بیان کرتے سنا کہ یوم جسر عموسہ میں لوگوں میں طاعون پڑی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! یہ تکلیف پلید ہے پس اس سے الگ ہو جاؤ اور شرحبیل بن حسنہ نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! میں نے تمہارے ساتھی کا قول سنا ہے اور قسم بخدا میں مسلمان ہوا اور میں نے نماز پڑھی' اور عمرو بن العاص' اپنے گھر کے اونٹ سے بھی زیادہ گم کردہ راہ تھا' یہ ایک مصیبت ہے جسے اللہ نے نازل کیا ہے' پس صبر کرو اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! میں نے تمہارے ان دونوں ساتھیوں کی بات سنی ہے' اور بلاشبہ یہ طاعون تمہارے لیے رحمت اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے' اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب تم شام آؤ گے اور ارض عموسہ میں اترو گے اور اس میں تمہیں خرجان نکال دے گی۔ جس کا تپ پھوڑے کے تپ کی طرح ہوگا اور اللہ اس کے ذریعے تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت دے گا اور تمہارے اموال کو پاک کرے گا' اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور آل معاذ کو اس سے کافی حصہ دے۔ اور انہیں اس سے نہ بچا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان کی انگشت شہادت میں طاعون ہوئی اور وہ اس کی طرف دیکھنے لگے اور فرمانے لگے' اے اللہ! اس میں برکت دے اور بلاشبہ جب تو چھوٹی بات میں برکت دیتا ہے تو وہ بڑی ہو جاتی ہے' پھر ان کے بیٹے کو طاعون ہوئی' اور وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا (یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے پس تو شک کرنے والوں میں نہ ہونا) اس نے جواب دیا (آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے)۔

اور صحیحین میں اعمش اور جامع بن ابی راشد کی حدیث سے شقیق بن سلمہ سے بحوالہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کس کو فتنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے' میں نے کہا مجھے یاد ہے' آپ نے فرمایا بیان کرو' آپ جری آدمی ہیں' میں نے کہا' آپ نے اپنے اہل' مال' اولاد

اور پڑوسی کے بارے میں فتنہ میں پڑنے کا ذکر کیا' جسے نماز' صدقہ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دور کر دیتے ہیں' آپ نے فرمایا میری مراد یہ نہیں' میری مراد وہ فتنہ ہے جو سمندروں کی موجوں کی طرح موجیں مارے گا' میں نے کہا یا امیرالمومنین! آپ کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے' آپ نے فرمایا تیرا برا ہو' وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا' میں نے کہا توڑا جائے گا' آپ نے فرمایا پھر وہ ابد تک بند نہیں ہوگا' میں نے کہا بے شک' ہم نے حذیفہ سے پوچھا' حضرت عمرؓ دروازے کے متعلق جانتے تھے؟ اس نے کہا ہاں' اور میں نے ان سے حدیث بیان کی جو مبہم نہیں ہے' راوی بیان کرتا ہے۔ کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے لیے اٹھے کہ دروازہ کون ہے؟ پس ہم نے مسروق سے کہا اور انہوں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ دروازے سے کون مراد ہے تو انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایسے ہی وقوع میں آیا' لوگوں میں فتنے پیدا ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا ظہور ثابت ہو گیا۔

اور یعلیٰ بن عبید نے عن اعمش عن سفیان عن عروہ بن قیس بیان کیا کہ حضرت خالد بن ولید نے ہم سے خطاب کیا اور کہا کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے شام کی طرف بھیجا' پس جب میں بوانیہ تبنیہ اور عسل سے ملا تو آپ نے چاہا کہ کسی اور آدمی کو شام بھیج دیں اور مجھے ہند کی طرف بھیج دیں' تو پیچھے سے ایک آدمی نے کہا اے امیر صبر کیجیے بلاشبہ فتنوں کا ظہور ہو چکا ہے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ایسا نہیں ہو سکتا' یہ کام آپ کے بعد ہوگا۔

اور امام احمد نے روایت کی ہے کہ عبدالرزاق نے عن معمر عن زہری عن سالم عن ابیہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ایک کپڑا دیکھا' اور فرمایا تمہارا کپڑا نیا ہے یا دھلا ہوا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا دھلا ہوا ہے' آپ نے فرمایا نیا کپڑا اور قابل تعریف حالت میں زندہ رہو اور شہید ہو کر مرو' اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں آپ کو سکھ دے گا۔

اور اسی طرح نسائی اور ابن ماجہ نے اسے عبدالرزاق کی حدیث سے روایت کیا ہے پھر نسائی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے' اور اسے یحییٰ القطان علی عبدالرزاق نے منکر قرار دیا ہے اور اسے ایک اور طریق سے بحوالہ زہری مرسل روایت کیا ہے' حمزہ بن محمد الکنانی الحافظ بیان کرتے ہیں کہ میں معمر کے سوا کسی آدمی کو نہیں جانتا جس نے اسے زہری سے روایت کیا ہو اور نہ میں اسے صحیح خیال کرتا ہوں۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں کہ اس کے اسناد کے رجال اور اس کا اتصال' صحیحین کی شرط کے مطابق ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیخین کی شرط کے مطابق ہے' اور معمر' زہری سے روایت کرنے میں اور کئی حدیثوں میں متفرد ہے' پھر البزار نے اس حدیث کو جابر الجعفی جو ضعیف ہے۔ کے طریق سے عبدالرحمٰن بن سابط سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہو بہو اسی طرح مرفوعاً روایت کیا ہے' اور آپ نے اس حدیث میں جو خبر دی ہے اسی طرح وقوع میں آیا' اور آپ مسجد نبوی کی محراب میں فجر کی نماز پڑھتے ہوئے شہید ہو گئے۔

اور قبل ازیں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے' جس میں حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں سنگریزوں کے تسبیح کرنے کا ذکر ہے اور آپ کا قول بھی بیان ہو چکا ہے کہ ''یہ خلافت نبوت ہے''' نعیم بن حماد بیان کرتے

ہیں کہ عبداللہ بن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہ خرج بن نباتہ نے سعید بن جمہان سے بحوالہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مدینہ بنائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر لا کر رکھا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر لا کر رکھا' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر لا کر رکھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے'' اور قبل ازیں عبداللہ بن حوالہ کی حدیث میں آپ کا یہ قول بیان ہو چکا ہے کہ جو تین باتوں سے بچ گیا' سو بچ گیا' میری موت' مظلوم خلیفہ کے قتل اور دجال سے' اور ابن حوالہ ہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فتنہ کے وقوع کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اتباع کا حکم دیا۔

اور صحیحین میں سلیمان بن بلال کی حدیث سے عن شریک ابن ابی نمیر عن سعید بن المسیب عن ابی موسیٰ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر میں وضو کیا' پھر باہر نکلا' تو میں نے کہا آج میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں گا' میں نے مسجد میں آ کر آپ کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ باہر نکل کر اس طرف گئے ہیں' میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا اریس کے کنوئیں پر آ گیا۔ وہاں کوئی کھجور کی ٹہنی نہ تھی۔ پس میں اس کے دروازے پر ٹھہر گیا' یہاں تک کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے ہیں' میں نے آپ کے پاس آ کر سلام کہا' کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اریس کے کنوئیں کی منڈیر کے درمیان بیٹھے ہیں' پھر آپ نے اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے' اور اپنی پنڈلیاں ننگی کر دیں اور میں دروازے پر واپس آ گیا تا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں' اور ابھی میں ٹھہرا بھی نہ تھا' کہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے جواب دیا ابوبکرؓ میں نے کہا ٹھہریئے' میں نے جا کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اجازت طلب کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی دو' راوی بیان کرتا ہے میں نے جلدی سے جا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اندر آ جایئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ اندر آ کر منڈیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں لٹکا دیئے اور حضرت نبی کریم کی طرح اپنی پنڈلیاں ننگی کر دیں' راوی بیان کرتا ہے پھر میں واپس گیا' اور میں نے اپنے بھائی کو وضو کرتے چھوڑا تھا اور اس نے مجھے کہا تھا میں تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں اور میں نے کہا کہ اگر اللہ نے فلاں کی بھلائی چاہی تو وہ اسے لے آئے گا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے دروازے کی حرکت کو سنا تو میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا عمرؓ میں نے کہا ٹھہریئے' راوی بیان کرتا ہے میں نے آ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا اور بتایا تو آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی دو' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آ کر انہیں اجازت دی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ اندر آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیاں ننگی کر دیں اور اپنے پاؤں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح کنوئیں میں لٹکا دیئے' راوی بیان کرتا ہے' پھر میں واپس آیا تو میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کی بھلائی چاہی تو اسے لے آئے گا' اس کی مراد اپنے بھائی سے تھی' اچانک دروازے کو حرکت ہوئی تو میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا عثمانؓ بن عفان' میں نے کہا ٹھہریئے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اجازت طلب کرتے ہیں' آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور انہیں پہنچنے والی مصیبت پر جنت کی بشارت بھی دو' میں نے آ کر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اجازت دیتے ہیں اور

آپ کو پہنچنے والی مصیبت پر جنت کی بشارت بھی دیتے ہیں' وہ اللہ المستعان کہتے ہوئے اندر آئے اور انہوں نے منڈیر پر کوئی بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہ ان کے سامنے کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طرح اپنی پنڈلیاں ننگی کر لیں اور انہیں کنویں میں لٹکا دیا' حضرت سعید بن المسیبؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کی تفسیر ان کی قبور سے کی' وہ اکٹھی ہو گئیں اور حضرت عثمانؓ الگ ہو گئے۔

اور بیہقی نے عبدالاعلیٰ بن ابی المسادر سے عن ابراہیم بن محمد بن حاطب عبدالرحمن بن بجیر عن زید بن ارقم روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا اور فرمایا ابوبکرؓ کے پاس جاؤ' تم انہیں گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے پاؤ گے انہیں کہنا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جنت سے خوش ہو جاؤ' پھر عمرؓ کے پاس گھاٹی میں جانا' تم حضرت عمرؓ کو اس حالت میں ملو گے کہ وہ ایک ایسے گدھے پر سوار ہوں گے جس کے سر کا اگلا حصہ گنجے پن کی وجہ سے چمکتا ہوگا' انہیں کہنا رسول اللہ ﷺ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جنت سے خوش ہو جاؤ' پھر واپسی پر حضرت عثمانؓ کے پاس جانا' تم انہیں بازار میں خرید و فروخت کرتا پاؤ گے انہیں کہنا رسول اللہ ﷺ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سخت مصیبت کے بعد جنت سے خوش ہو جاؤ' پھر انہوں نے ان کے پاس جانے کا سارا واقعہ بیان کیا ہے اور ان سب کو اسی حالت میں پایا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا تھا اور ان میں سے ہر ایک نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں اور وہ کہتے کہ فلاں جگہ پر ہیں تو وہ آپ کے پاس چلے گئے' اور حضرت عثمانؓ جب واپس آئے تو پوچھنے لگے یا رسولؐ اللہ! کون سی مصیبت مجھے پہنچے گی؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' جب سے میں نے آپ کی بیعت کی ہے نہ میں نے پوشیدگی اختیار کی ہے اور نہ میں نے تمنا کی ہے اور نہ میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھوا ہے مجھے کون سی مصیبت پہنچے گی؟ آپؐ نے فرمایا وہ وہی مصیبت ہے۔

پھر امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ ضعیف ہے اور اگر اس نے اس حدیث کو حفظ کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ارقمؓ کو ان کے پاس بھیجا ہو' وہ آئے تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جو مصیبت آپ کو پہنچی اس کا وقوع شہروں کے ان بے علم اور رذیل لوگوں کے ہاتھوں سے ہوا' جنہوں نے آپ کی عیب گیری کی اور ہم اس کا تذکرہ آپ کی حکومت میں کریں گے۔ ان شاء اللہ' انہوں نے آپ کے گھر میں آپ کا محاصرہ کر لیا اور نوبت بایں جارسید کہ انہوں نے آپ کو مظلومانہ طور پر قتل کر دیا اور کئی روز تک آپ کو راستے میں پھینک دیا اور آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی' اور نہ کوئی آپ کی طرف ملتفت ہوا' حتیٰ کہ اس کے بعد آپ کو غسل دیا گیا اور آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور حش کوکب میں آپ کو دفن کیا گیا ہے' حش کوکب بقیع کے راستے میں ایک باغ ہے۔

رضی اللہ عنہ و ارضاہ و جعل جنات الفردوس متقبلة و مثواہ.

اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ نے عن اسماعیل بن قیس عن ابی سہلہ مولیٰ عثمان عن عائشہؓ ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ایک صحابی کو میرے پاس بلا لاؤ' میں نے کہا حضرت ابوبکرؓ کو؟ فرمایا نہیں' میں نے کہا حضرت عمرؓ کو فرمایا نہیں' میں نے کہا آپ کے عمزاد حضرت علیؓ کو؟ فرمایا نہیں' میں نے کہا حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کو فرمایا ہاں، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا چلی جاؤ' اور آپ حضرت عثمانؓ سے سرگوشی کرنے لگے' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ بدلنے لگا' ابوسہلہ بیان کرتے ہیں کہ جب یوم الدار آیا اور اس میں آپ کا محاصرہ ہو گیا تو ہم نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ جنگ نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے اور میں اس پر مستقل مزاجی سے قائم ہوں احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' پھر احمد نے اسے عن وکیع عن اسماعیل عن قیس عن عائشہؓ روایت کیا ہے اور اسی کی مانند بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے وکیع کی حدیث سے اسے روایت کیا ہے۔

اور نعیم بن حماد اپنی کتاب الفتن والملاحم میں بیان کرتے ہیں کہ عتاب بن بشیر نے عن خصیف عن مجاہد عن عائشہ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے پاس بیٹھے آپ سے سرگوشی کر رہے تھے مجھے ان کی اور کوئی بات تو سمجھ نہ آسکی صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ بات سمجھ آئی' کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ظلم و زیادتی کے ساتھ ہوگا؟ اور میں سمجھ نہ سکی کہ یہ کیا بات ہے' حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہونا تھا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں چاہتی کہ حضرت عثمانؓ کے پاس کوئی چیز پہنچے تو کسی دوسرے آدمی کی طرف سے مجھے اس کی مانند چیز پہنچ جاتی' اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے ان کے قتل کو پسند نہیں کیا۔ اور اگر میں ان کے قتل کو پسند کرتی تو میں قتل کر دیتی اور یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب آپ کے ہودج کو تیر لگے اور وہ سیہہ کی طرح ہو گیا۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن جعفر نے عمرو بن ابی عمرو مولیٰ المطلب سے بحوالہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہیں ہوگی' حتیٰ کہ تم اپنے امام کو قتل کر دو گے اور اپنی تلواروں سے باہم لڑو گے' اور تمہارے شریر تمہاری دنیا کے وارث ہوں گے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے ہمیں بتایا کہ علی بن محمد مصری نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن اسماعیل سلمی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے مجھ سے بیان کیا کہ خالد بن یزید نے سعید بن بلال سے بحوالہ ربیعہ بن سیف مجھ سے بیان کیا کہ اس نے اسے بتایا کہ ایک روز وہ شفی اصبحی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ عنقریب تم میں بارہ خلیفے ہوں گے' حضرت ابوبکرؓ میرے بعد تھوڑا ہی عرصہ ٹھہریں گے' اور عربوں کی چکی کا مالک' قابل تعریف حالت میں جیئے گا اور شہید ہو کر مرے گا ایک آدمی نے اٹھ کر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہے' آپ نے فرمایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا لوگ تجھ سے اس قمیص کے اتارنے کا مطالبہ کریں گے جسے اللہ نے تجھے پہنایا ہے اور اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ اگر تو نے اسے اتار دیا تو تو جنت میں داخل نہیں ہوگا' حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔

پھر بیہقی نے موسیٰ بن عقبہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ میرے نانا ابوحبیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ الدار میں داخل ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس میں محصور تھے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے کلام کرنے کے بارے میں

اجازت طلب کرتے سنا تو آپ نے انہیں اجازت دی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ تم عنقریب میرے بعد فتنہ واختلاف سے دوچار ہوگے' تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہمارا کون مددگار ہوگا؟ یا آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم امین اور اس کے اصحاب کی مدد کرنا اور اس سے آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ اور امام احمد نے اسے عن عفان عن وہیب عن موسیٰ بن عقبہ روایت کیا ہے اور قبل ازیں عبداللہ بن حوالہ کی حدیث سے اس کی صحت کے دو شاہد بیان ہو چکے ہیں۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن نے عن سفیان عن منصور عن ربعی عن البراء بن ناجیہ عن عبداللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی چکی ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال گھومے گی' پس اگر وہ ہلاک ہوئے تو ان لوگوں کے راستے پر ہوں گے جو ہلاک ہو چکے ہیں اور اگر ان کا دین قائم ہوگیا تو وہ ستر سال تک قائم رہے گا' راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا جو گذر گئے ہیں یا جو باقی رہ گئے ہیں۔ ابوداؤد نے اسے محمد بن سلیمان انباری سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن مہدی روایت کیا ہے' پھر احمد نے اسے اسحاق اور حجاج سے عن سفیان عن منصور عن ربعی عن البراء بن ناجیۃ الکاھلی' عن عبداللہ بن مسعود روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسیائے اسلام ۳۵ یا ۳۷ سال میں زوال پذیر ہوگی' اگر وہ تباہ ہوگئی تو ہلاک ہونے والوں کے راستے پر ہوگی اور اگر ان کا دین قائم ہوگیا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا گزشتہ کے ساتھ یا باقی ماندہ کے ساتھ؟ اور اسی طرح یعقوب بن سفیان نے اسے عن عبیداللہ بن موسیٰ عن اسرائیل عن منصور روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا' اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسرائیل الاعمش اور سفیان ثوری نے بحوالہ منصور متابعت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس میں اس فتنہ کی طرف اشارہ ہے جس میں ۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ ہوا' پھر ان فتنوں کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئے' اور ستر سال سے مراد بنی امیہ کی حکومت ہے' بلاشبہ جب تک ان کی حکومت مضبوط رہی دین قائم رہا' یہاں تک کہ خراسان کے داعی غالب آ گئے اور بنی امیہ کی حکومت کمزور ہوگئی' اور ۱۷۰ھ کے قریب اس میں کمزوری آ ئی۔

میں کہتا ہوں پھر یہ جنگیں ایام صفین میں سمٹ گئیں اور اس دوران میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے' خوارج سے جنگ کی جیسا کہ پیشگوئیوں میں قبل ازیں اس کے بارے میں اور ان کے حالات' اور ایک ٹنڈے آدمی کے متعلق متفقہ صحیح حدیث بیان ہو چکی ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سلیم نے عن عبداللہ بن عثمان' عن مجاہد عن ابراہیم الاشتر عن ابیہ عن ام ذر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا' تو میں رو پڑی تو انہوں

نے پوچھا تو کیوں روتی ہے؟ میں نے کہا میں کیوں نہ رووں آپ ایک جنگل کے علاقے میں فوت ہو رہے ہیں اور آپ کے دفن کا کوئی وسیلہ بھی نہیں اور میرے پاس کوئی کپڑا بھی نہیں جو آپ کے لیے کافی ہو اور میں اس میں آپ کو کفن دے سکوں' آپ نے فرمایا مت رو' اور خوش ہو جا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم میں سے ضرور ایک آدمی جنگل کے علاقے میں فوت ہو گا' جس کے پاس مومنین کی ایک جماعت حاضر ہو گی اور اس جماعت کا ہر آدمی کسی بستی یا جماعت میں فوت ہوا ہے اور میں ہی جنگل میں فوت ہو رہا ہوں' اور قسم بخدا نہ آپ نے جھوٹ بولا ہے اور نہ میں نے جھوٹ بولا ہے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور بیہقی نے اسے علی بن المدینی کی حدیث سے بحوالہ یحییٰ بن سلیم الطائفی پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۳۲ھ میں ربذہ میں آپ کی وفات کے بارے میں مشہور حدیث موجود ہے' اور جو جماعت آپ کے پاس آئی تھی ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے' اور آپ ہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی' پھر مدینہ آ گئے اور دس راتیں وہاں قیام کیا اور فوت ہو گئے۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن اسحاق صنعانی نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن سعید دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن سعید دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالعزیز نے عن اسماعیل بن عبیداللہ عن ابی عبداللہ اشعری رضی اللہ عنہ عن ابی الدرداء ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ اپنے ایمان لانے کے بعد ضرور مرتد ہو جائیں گے' آپ نے فرمایا بے شک' اور تم ان میں سے نہیں ہو' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوالدرداء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے سے قبل وفات پا گئے' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ صفوان نے ہم سے بیان کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ یا عبدالغفار بن اسماعیل بن عبداللہ نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ اس نے اسے ایک گزشتہ شیخ کے حوالے سے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوالدرداء کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حوض پر تمہارا فرط ہوں' جو تم میں سے میرے پاس آئے گا میں اس کا انتظار کروں گا' پس میں تمہارے کسی آدمی کو اس سے رکا ہوا نہ پاؤں اور میں کہوں کہ یہ میرا امتی ہے اور جواب دیا جائے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ حضرت ابوالدرداء بیان کرتے ہیں' مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں ان میں سے نہ ہوں' پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا تم ان میں سے نہیں ہو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوالدرداء' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل اور فتنوں کے وقوع سے قبل وفات پا گئے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ابی مریم نے ابی عبیداللہ مسلم بن یشکر سے بحوالہ ابوالدرداءؓ، آپ کے قول کہ تم ان میں سے نہیں ہو' تک اس کی متابعت کی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان کی خلافت کی دو سال باقی تھے کہ حضرت ابوالدرداء نے وفات پائی۔ اور واقدی اور ابوعبید اور کئی دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔

حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی خلافت کے آخری ایام میں وقوع پذیر ہونے والے فتنوں کے متعلق آپ کی پیشگوئیاں

صحیحین میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے عن زہری عن عروہ عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما لکھا ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک قلعے پر چڑھے اور فرمایا کیا تم وہ کچھ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ میں تمہارے گھروں کے درمیان فتنوں کو بارش کی طرح گرتے دیکھتا ہوں۔

اور امام احمد اور مسلم نے زہری کی حدیث سے بحوالہ ابوادریس خولانی روایت کی ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ بن الیمان کو بیان کرتے سنا کہ خدا کی قسم میں ہر فتنہ کو' جو میرے اور قیامت کے درمیان ہونے والا ہے' سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور ایسا کیوں نہ ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کے متعلق رازدارانہ طور پر بتایا ہے اور اسے میرے سوا کسی کو نہیں بتایا' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں' جس میں میں بھی موجود تھا' فرمایا آپ سے فتنوں کے متعلق دریافت کیا گیا اور آپ فتنوں کو شمار کر رہے تھے' جن میں سے تین فتنوں کا تو بالکل مزہ نہ چکھے وہ موسم گرما کی آندھیوں کی طرح ہیں' ان میں سے چھوٹے اور کچھ بڑے فتنے ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے سوا وہ تمام لوگ فوت ہو چکے ہیں' یہ احمد کے الفاظ ہیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پہلے فتنے کے بعد' جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا تھا فوت ہو گئے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے کے آخری دو فتنوں میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ العجلی اور کئی علمائے تاریخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے قتل کے چالیس روز بعد وفات پائی' اور انہی نے فرمایا ہے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل' قربانی کا جانور ہوتا تو امت اس سے دودھ دوہتی' لیکن وہ ایک ضلالت تھی جس سے امت نے خون دوہا ہے' نیز فرمایا کہ جو کچھ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا ہے اگر اس سے کوئی بھاگ جاتا تو بھاگ جاتا اسے مناسب تھا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے عن زہری عن عروہ عن زینب بنت ابی سلمہ عن حبیبہ بنت ابی سفیان عن ام امہا ام حبیبہ عن زینب بنت جحش زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا' سفیان بیان کرتے ہیں کہ چار عورتیں ہیں' حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرہ سرخ تھا۔ اور آپ فرما رہے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' عربوں کے لیے اس شر کے باعث جو نزدیک آ گیا ہے ہلاکت ہے' آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے۔ اور آپ نے اپنے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کا حلقہ بنایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم صالحین کی موجودگی میں بھی ہلاک ہو جائیں گے؟ فرمایا ہاں' جب بدکاری زیادہ ہو جائے گی' اسی طرح مسلم نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ اور سعد بن عمرو اشعثی اور زہیر بن حرب اور ابن ابی عمر سے روایت کیا ہے اور ان سب نے سفیان بن عیینہ سے ہو بہو روایت کی ہے اور ترمذی نے

اسے سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی اور دوسرے کئی لوگوں سے روایت کی ہے اور ان سب نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ حمیدی نے بحوالہ سفیان بیان کیا ہے کہ میں نے اس اسناد میں زہری سے چار عورتوں کو یاد کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بخاری نے اسے مالک بن اسماعیل سے اور مسلم نے عن عمرو الناقد عن زہری عن عروہ عن زینب عن ام حبیبہ عن زینب بنت جحش روایت کیا ہے اور انہوں نے اسناد میں حبیبہ کا ذکر نہیں کیا' اور اسی طرح بخاری نے اسے زہری' شعیب صالح بن کیسان' عقیل' محمد بن اسحاق' محمد بن ابی عتیق اور یونس بن یزید سے روایت کیا ہے' اور انہوں نے اسناد میں اس سے حبیبہ کا ذکر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

جس طریق سے احمد اور اس کے تابعین نے بحوالہ سفیان بن عیینہ روایت کی ہے اس میں اس اسناد سے دو تابعی زہری اور عروہ بن زبیر اور چار صحابیات اور دو بیٹیاں اور دو بیویاں جمع ہو جاتی ہیں اور یہ بہت نادر بات ہے۔

پھر امام بخاری متقدم حدیث کے بعد روایت کے بعد عن ابی الیمان عن شعیب عن زہری بیان کرتے ہیں' اور اس حدیث کو آخر تک بیان کرتے ہیں۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ زہری سے ہند بنت حارث نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ کیا خزانے اترے ہیں؟ اور کیا فتنے اترے ہیں' اور بخاری نے اسے دوسرے مقامات پر کئی طرق سے بحوالہ زہری قوت دی ہے اور ترمذی نے اسے معمر کی حدیث سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ الصلت بن دینار نے ہم سے بیان کیا کہ عقبہ بن صہبان اور ابورجاء العطاردی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾ تلاوت کرتے سنا' وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک زمانے سے اس کی تلاوت کر رہا ہوں' اور میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں پاتا' پس ہم اس کے اہل ہو گئے ہیں' یہ اسناد ضعیف ہے' لیکن اسے ایک دوسرے طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾ اس وقت اتری جب ہم بکثرت تھے اور ہم کہنے لگے یہ فتنہ کیا ہے؟ اور ہمیں معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ کہاں وقوع پذیر ہوگا جہاں وہ ہوا۔ اور نسائی نے اسے عن اسحاق بن ابراہیم عن مہدی عن جریر بن حازم روایت کیا ہے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' جنگ جمل سے واپسی پر وادی السباع میں قتل ہو گئے جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اسے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور ابوداؤد سجستانی اپنے سنن میں بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص سلام بن سلیم نے عن منصور عن ہلال بن یساف عن سعید بن زید ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ آپ نے فتنہ کا ذکر کیا اور اس کی بڑی اہمیت بیان کی' تو ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس فتنہ نے ہمیں آ لیا تو یہ ہمیں ہلاک کر دے گا' آپ

نے فرمایا ہرگز نہیں، تمہاری مقدار کے مطابق قتلام ہوگا' حضرت سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائیوں کو مقتول دیکھا' ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور ابوداؤد بجستانی بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے بحوالہ محمد ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں محمد بن مسلمہ کے سوا ہر آدمی کے متعلق فتنہ میں پڑنے سے ڈرتا ہوں' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ فتنہ مجھے نقصان نہیں دے گا' یہ حدیث منقطع ہے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے بحوالہ اشعث بن ابی اشعث ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو بردہ کو بحوالہ ثعلبہ بن ابی ضبیعہ بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں اس آدمی کو پہچانتا ہوں جسے فتنہ ضرر نہیں پہنچائے گا' پس ہم مدینہ آئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خیمہ لگا ہوا ہے اور اس میں محمد بن مسلمہ انصاری موجود ہیں' میں نے ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں ان کے شہروں میں سے کسی شہر میں نہیں ٹھہروں گا۔ یہاں تک کہ یہ فتنہ مسلمانوں کی جماعت سے دور ہو جائے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوداؤد بجستانی نے اسے عمرو بن مرزوق سے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن اشعث بن سلیم عن ابی بردہ عن ضبیعہ عن حصین ثعلبی عن حذیفہ ہم سے اس کا مفہوم بیان کیا اور امام بخاری تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بہتر ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے بحوالہ ابی بردہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ربذہ سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک خیمہ لگا ہے' میں نے پوچھا یہ کس کا خیمہ ہے؟ بتایا گیا کہ محمد بن مسلمہ کا' میں اجازت لے کر ان کے پاس گیا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اس معاملے میں آپ کا ایک خاص مقام ہے' کاش آپ لوگوں کے پاس جاتے اور امر و نہی کرتے' تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنہ اور افتراق و اختلاف ہوگا' پس جب یہ بات ہو تو تلوار لے کر اُحد کے پاس جانا اور اس کی عزت کا خاتمہ کر دینا اور اپنے تیر توڑ دینا اور اپنی کمان کی تانت قطع کر دینا اور اپنے گھر میں بیٹھ جانا حتیٰ کہ تمہارے پاس خطاکار ہاتھ آ جائے' یا اللہ تعالیٰ آپ کو بچالے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ہو چکا ہے اور آپ نے جو حکم مجھے دیا ہے' میں نے وہ کیا ہے' پھر انہوں نے وہ تلوار اتاری جو خیمے کے ستون کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور اسے سونت لیا' تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لکڑی کی تلوار ہے' اور آپ نے فرمایا کہ جو کچھ آپ نے حکم دیا وہ میں نے کر دیا ہے اور میں نے یہ تلوار لوگوں کو ڈرانے کے لیے بنائی ہے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ علی بن عیسیٰ مدنی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن بحرۃ القرشی نے ہمیں بتایا کہ یحییٰ بن عبدالحمید نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا کہ سالم بن صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے باپ سے عن محمود بن محمود بن لبید عن محمد بن مسلمہ ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گمراہ کرنے والے آ جائیں' تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی تلوار لے کر سیاہ پتھروں کی طرف چلے جانا اور انہیں تلوار سے مارنا پھر اپنے گھر

میں آ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس موت یا خطا کار ہاتھ آ جائے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ زیاد بن مسلم ابو عمر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاشعث صنعانی نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ یزید بن معاویہ نے ہمیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا اور جب میں مدینے آیا تو میں فلاں آدمی کے گھر چلا گیا۔ زیاد اس کا نام بھول گئے ہیں۔ تو اس نے کہا لوگوں نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا تمہاری کیا رائے ہے اس نے کہا میرے خلیل ابوالقاسم نے مجھے وصیت کی ہے کہ اگر تو ان فتنوں میں سے کسی کو پائے تو کسی چیز کے پاس جانا اور اس سے اپنی تلوار کی دھار توڑ لینا' پھر اپنے گھر بیٹھ جانا' اور اگر کوئی تیرے گھر آ جائے' تو کوٹھڑی میں چلے جانا اور اگر وہ کوٹھڑی میں آ جائے تو اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جانا اور کہنا کہ میرے اور اپنے گناہ کے ساتھ واپس چلا جا اور تو دوزخیوں میں سے ہوگا اور یہ ظالموں کی جزا ہے' پس میں نے اپنی تلوار کو توڑ لیا ہے اور اپنے گھر میں بیٹھ گیا ہوں' امام احمد کے نزدیک' محمد بن مسلمہ کے مسند میں یہ حدیث اسی طرح بیان ہوئی ہے۔ لیکن ان کے نام میں ابہام ہوا ہے اور یہ محمد بن مسلمہ کی حدیث نہیں بلکہ کسی دوسرے صحابی کی ہے۔

بلاشبہ بلا اختلاف مؤرخین محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۴۰ھ اور ۵۰ھ کے درمیان ہوئی ہے' بعض ۴۲ھ میں اور بعض ۴۳ھ میں اور بعض ۴۷ھ میں آپ کی وفات بیان کرتے ہیں اور بلا اختلاف انہوں نے یزید بن معاویہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا زمانہ نہیں پایا' پس متعین ہوگیا کہ وہ کوئی اور صحابی ہیں جن کے حالات محمد بن مسلمہ کے حالات کی طرح ہیں۔

اور نعیم بن حماد الفتن والملاحم میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد بن عبدالوارث نے بحوالہ حماد بن سلمہ ہم سے بیان کیا کہ ابوعمرو سلمی نے بحوالہ دختر اھبان الغفاری ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اھبان کے پاس آئے' اور فرمایا تمہیں کون سی بات ہماری اتباع سے مانع ہے؟ انہوں نے جواب دیا میرے خلیل اور آپ کے عمزاد نے مجھے وصیت کی ہے کہ عنقریب اختلاف وافتراق اور فتنہ ہوگا پس جب یہ بات ہو تو اپنی تلوار توڑ لینا اور اپنے گھر بیٹھ جانا اور لکڑی کی تلوار بنا لینا۔

اور احمد نے اسے عفان' اسود بن عامر اور مؤمل سے روایت کیا ہے اور تینوں نے اسے حماد بن سلمہ سے روایت کیا ہے' اور مؤمل نے آپ کے قول کہ لکڑی کی تلوار بنا لینا اور اپنے گھر بیٹھ جانا' کے بعد یہ اضافہ کیا ہے کہ حتیٰ کہ تمہارے پاس خطا کار ہاتھ یا فیصلہ کن موت آ جائے۔

اور اسی طرح امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے عبداللہ بن عبید الدیلی کی حدیث سے' عدیسہ بنت اھبان بن صیفی سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف عبداللہ بن عبید کی حدیث سے ہی جانتے ہیں' اور قبل ازیں یہ اور طریق سے بھی بیان ہو چکی ہے' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبدالعزیز اویسی نے' ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے عن صالح بن کیسان عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب وابی سلمہ بن عبدالرحمٰن ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنے ہوں گے جن میں بیٹھنے والا' کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے' اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' اور جس نے فتنہ کو دیکھا' فتنہ اسے دیکھے گا اور جو کوئی پناہ کی جگہ پائے اسے اس کی پناہ لینی چاہیے۔

اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث نے' عبدالرحمٰن بن مطیع بن الاسود سے' بحوالہ نوفل بن معاویہ مجھ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی مانند حدیث بیان کی' اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو' ابراہیم بن سعد کے طریق سے روایت کیا ہے جیسے کہ بخاری نے اسے روایت کیا ہے' اور اسی طرح نوفل بن معاویہ کی حدیث کو بخاری کے اسناد اور الفاظ سے بیان کیا ہے پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن اعمش عن زید بن وہب عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ عنقریب خودغرضی اور ناپسندیدہ امور ہوں گے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تم پر جو حق ہے تم اسے ادا کرو گے اور جو تمہارا حق ہے اسے تم اللہ سے مانگو گے' مسلم نے اسے اعمش سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان الشحام نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن ابی بکرہ نے بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا' کہ عنقریب فتنہ ہوگا' پھر فتنہ ہوگا' آگاہ رہو اس میں چلنے والا اس کی طرف دوڑنے والے سے' اور بیٹھنے والا اس میں کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا' آگاہ رہو اس میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا' آگاہ رہو کہ جب وہ فتنہ آجائے تو جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے پاس چلا جائے' آگاہ رہو' جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین میں چلا جائے' آگاہ رہو کہ جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں کے پاس چلا جائے' تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا نبی اللہ میں آپ پر قربان جاؤں' جس کے پاس نہ بکریاں ہوں نہ اونٹ اور نہ زمین ہو وہ آپ کے خیال میں کیا کرے آپ نے فرمایا وہ اپنی تلوار پکڑ لے اور اسے لے کر چٹان کے پاس جائے' پھر اس کی دھار کو پتھر کے ساتھ توڑے' پھر اگر نجات پانے کی سکت رکھتا ہے تو نجات پالے' اے اللہ کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے' اس موقع پر ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص بادل نخواستہ میرا ہاتھ پکڑے اور مجھے ایک صف یا ایک پارٹی۔ عثمان کو شک ہوا ہے کی طرف لے جائے' تو آپ کا کیا خیال ہے؟ اور کوئی آدمی مجھے تلوار مار کر قتل کر دے تو میری کیا پوزیشن ہوگی؟ آپ نے فرمایا وہ اپنے اور تمہارے گناہ کے ساتھ لوٹے گا اور دوزخیوں میں سے ہوگا۔ اور اسی طرح مسلم نے اسے عثمان الشحام کی حدیث سے روایت کیا ہے اور یہ فتنوں کی آمد کے متعلق پیشین گوئی ہے اور اس مفہوم میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ قیس نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل کی طرف آئیں اور رات کو بنی عامر کے پانیوں پر پہنچیں تو کتے بھونکنے تو پوچھنے لگیں' یہ کون سا پانی ہے لوگوں نے جواب دیا الحواب کا پانی ہے' تو فرمانے لگیں میرا خیال ہے کہ میں واپس چلی جاؤں تو آپ کے ایک ساتھی نے کہا آپ آگے بڑھیے تاکہ مسلمان آپ کو دیکھیں اور اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کروا دے' فرمانے لگیں' ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی حالت کیا ہوگی جب اس پر الحواب کے کتے بھونکیں گے۔ اور ابونعیم بن حماد نے اسے الملاحم میں عن یزید بن ہارون عن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم روایت کیا ہے' پھر احمد نے اسے عن غندر عن شعبہ عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب الحواب آئیں اور آپ نے کتوں کے بھونکنے کو سنا تو

فرمانے لگیں میرا خیال ہے کہ میں واپس چلی جاؤں' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم میں سے وہ کون سی ہے جس پر الحواب کے کتے بھونکیں گے' تو حضرت زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا' آپ واپس جائیں گی؟ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے لوگوں کے درمیان صلح کروا دے' یہ اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عثمان بن کرامہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ بن موسیٰ نے عن عصام بن قدامہ البجلی عن عکرمہ عن ابن عباس ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم میں سے لمبی دم والے اونٹ والی کون ہے' وہ چلتی جائے گی حتیٰ کہ الحواب کے کتے اس پر بھونکیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت سے لوگ قتل ہو جائیں گے۔ پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہمیں صرف اس اسناد کے ساتھ ہی حضرت ابن عباس سے اس کا مروی ہونا معلوم ہے اور طبرانی بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن نائلہ اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عمر البجلی نے ہم سے بیان کیا کہ نوح بن دراج نے عن الاجلح بن عبداللہ عن زید بن علی عن ابیہ عن ابن الحسین' عن ابن عباس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو بصرہ کی طرف روانہ ہوتے وقت پتہ چلا کہ اہل بصرہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی خاطر اکٹھے ہو گئے ہیں تو انہیں یہ بات شاق گزری اور ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ضرور آپ کو اہل بصرہ پر غلبہ دے گا اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ضرور قتل ہوں گے اور کوفہ سے چھ ہزار پانچ سو پچپن آدمی یا پانچ ہزار پانچ سو پچپن آدمی اجلح کو شک ہوا ہے۔ ضرور تمہارے پاس آئیں گے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس بات کا میرے دل پر بوجھ ہوا' پس جب وہ کوفہ آئے تو میں باہر نکل گیا تا کہ دیکھوں کہ اگر تو وہ بات ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تو وہ بات انہوں نے سنی ہوگی' وگرنہ ایک جنگی چال ہوگی' پس میں نے فوج کے ایک آدمی سے مل کر پوچھا خدا کی قسم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر دیر نہیں ہوئی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اور وہ وہی بات تھی جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیا کرتے تھے۔

اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ الحافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر بن عبداللہ الحفید نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ ابونعیم الفضل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالجبار بن الورد نے عن عمار الذھبی عن سالم بن ابی الجعد عن ام سلمہ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض امہات المومنین کے خروج کرنے کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں تو آپ نے انہیں کہا اے حمیرا دیکھنا کہ کہیں تو ہی نہ ہو' پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ اگر تو اس کے معاملے کا متصرف ہو تو اس سے نرمی کرنا۔ اور یہ حدیث بہت ہی غریب ہے۔ اور اس سے بھی غریب تر وہ حدیث ہے جسے بیہقی نے اسی طرح عن الحاکم عن الاصم عن محمد بن اسحاق الصنعانی عن ابی نعیم عن عبدالجبار بن العباس الشامی عن عطاء بن السائب عن عمر بن الجیع عن ابی بکرہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کون سی چیز مانع تھی کہ آپ نے یوم الجمل کو مدد کے لیے جنگ نہیں کی؟ تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہلاک شدہ لوگ خروج کریں گے جو کامیاب نہیں ہوں گے۔ ان کی لیڈر ایک عورت ہوگی اور ان کی لیڈر جنت میں جائے گی' اور یہ حدیث بہت ہی منکر

ہے اور محفوظ وہ ہے جسے امام بخاری نے حسن بصری کی حدیث سے بحوالہ ابی بکرہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات سے بہت فائدہ دیا ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ کو اطلاع ملی کہ ایرانیوں نے کسریٰ کی بیوی کو اپنا بادشاہ بنالیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا وہ لوگ ہرگز کامیابی سے ہمکنار نہ ہوں گے جنہوں نے اپنی امارت عورت کو دے دی ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ الحکم ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابووائل سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمار اور حسن کو لوگوں سے مدد مانگنے کے لیے کوفہ کی طرف بھیجا تو عمار نے تقریر کی اور کہا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو آزمائش میں ڈالا ہے کہ تم آپ کی پیروی کرتے ہو یا اس کی اور بخاری نے اسے بندار سے بحوالہ غندر روایت کیا ہے اور یہ سب کچھ جمل کے ایام میں وقوع پذیر ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے خروج پر پشیمان ہوئیں ہیں جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اسے بیان کریں گے اور اسی طرح حضرت زبیر بن العوام بھی میدان کارزار میں کھڑے ہو کر ذکر کررہے تھے کہ ان کا اس مقام پر لڑنا درست نہیں پس وہ جنگ سے واپس آ گئے۔

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے بحوالہ قتادہ ہمیں بتایا کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جمل کے روز اعراض کیا تو حضرت علی کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگر ابن صفیہ کو معلوم ہوتا کہ وہ حق پر ہے تو وہ اعراض نہ کرتا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ ان دونوں حضرات کو سقیفہ بنی ساعدہ میں ملے اور فرمایا اے زبیرؓ! کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا مجھے کون سی چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم اس سے جنگ کرو گے اور تم اس پر ظلم کرنے والے ہوگی راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ انہوں نے اس وجہ سے اعراض کیا تھا اور یہ حدیث اس طریق سے مرسل ہے۔

اور حافظ بیہقی نے اسے ایک اور طریق سے اسے قوت دی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر احمد بن الحسن القاضی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعمرو بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن سوار ہاشمی کوفی نے ہمیں بتایا کہ منجاب بن الحرث نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن الاجلح نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے یزید الفقیر سے اس کے باپ کے حوالے سے بتا رہے تھے کہ ایک کی بات اس کے ساتھی کی بات میں مل جل گئی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے قریب ہوئے اور صفیں بھی ایک دوسرے کے قریب ہوگئیں تو حضرت علی حضرت نبی کریم ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر باہر نکلے اور آواز دی کہ زبیر بن العوام کو میرے پاس بلا لاؤ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو آپ کے لیے بلایا گیا تو وہ بھی آ گئے یہاں تک کہ ان دونوں کی سواریوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے زبیرؓ! میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ کو وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ فلاں جگہ پر آپ کے پاس سے گزرے تھے اور فرمایا تھا کہ اے زبیرؓ! تم علی سے محبت رکھتے ہو؟ تو آپ نے کہا تھا کہ میں اپنے ماموں زاد اور عم زاد سے کیوں محبت نہ کروں اور وہ میرے دین پر بھی ہے نیز آپؐ نے فرمایا اے علیؓ! کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ تو میں نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے پھوپھی زاد سے محبت نہ کروں جو میرے دین پر بھی ہے؟ تو آپ نے فرمایا اے زبیرؓ! قسم بخدا تو اس سے ضرور جنگ

یسار بن ازیہر الجہنی تھا' اور بعض مزنی کہتے ہیں' اور بعض کا قول ہے کہ یہ دونوں تھے' اس نے شام میں سکونت اختیار کی' پھر واسط چلا گیا' احمد نے اس کے لیے ایک حدیث روایت کی ہے اور ۰۰ مردوں کے پاس بھی اس کی ایک اور حدیث ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ وہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے' اور وہ بے باکانہ طور پر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کی کیفیت کو بیان کرتا تھا' اور ہم اس کے حالات حضرت معاویہ کے زمانے میں جنگ صفین میں اس کے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کے موقع پر بیان کریں گے۔ اور جس نے یہ بات کہی ہے کہ وہ بدری تھا اس نے غلطی کی ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ العوام نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بحوالہ حضرت حنظلہؓ بن خویلد الغزی مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ دو آدمی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے ان کے پاس آئے ان دونوں میں سے ہر ایک کہتا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے اپنا دل خوش کر لے کیونکہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اسے باغی گروہ قتل کرے گا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے عمرو اپنی دیوانگی کی باتیں ہم سے دور رکھو' تمہارا ہمارے ساتھ کیا کام ہے' وہ کہنے لگے کہ میرے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کی' تو آپ نے فرمایا جب تک تیرا باپ زندہ ہے اس کی اطاعت کر اور اس کی نافرمانی نہ کر' میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں جنگ نہیں کرتا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے عبدالرحمٰن بن زیاد سے بحوالہ عبداللہ بن الحرث بن نوفل ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی صفین سے واپسی پر' ان کے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان چل رہا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا اے ابو! کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو' حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہتے نہیں سنا کہ اے ابن سمیہ تیرا برا ہو تجھے باغی گروہ قتل کرے گا؟ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمرو نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے کہا' جو کچھ یہ کہہ رہا ہے' کیا آپ سن نہیں رہے؟ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' ہمیشہ اس کی نہی ہمارے پاس آتی رہی ہے' کیا ہم نے انہیں قتل کیا ہے؟ ان کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو انہیں لائے تھے۔ پھر احمد نے اسے عن ابی نعیم عن ثوری عن اعمش عن عبدالرحمٰن بن ابی زیاد روایت کیا ہے اور اس کی مانند بیان کیا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ انہیں اس نے قتل کیا ہے جس نے انہیں ہماری تلواروں کے آگے کیا ہے' یہ بہت دور کی تاویل ہے اگر ایسا ہوتا تو سالار فوج ان لوگوں کا قاتل قرار پاتا' جو فی سبیل اللہ جنگ کرتے ہیں کیونکہ وہ انہیں دشمنوں کی تلواروں کے آگے کرتا ہے' اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا کہ عمرو بن دینار نے' ابن ابی ملیکہ سے بحوالہ مسور بن مخرمہ مجھے بتایا کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو علم نہیں کہ ہم پڑھا کرتے تھے کہ (وجاھدوا فی اللّٰہ حق جھادہ) تم آخری زمانے میں راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کرو' جیسا کہ تم نے ابتداء میں جہاد کیا ہے' تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے پوچھا' یہ کب ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب بنوامیہ' امراء اور بنومغیرہ وزراء ہوں گے۔ بیہقی نے اسے اس جگہ بیان کیا ہے گویا وہ اس باب پر استشہاد پیش کر رہے ہیں جو انہوں نے اس کے بعد حکمین کے ذکر اور ان دونوں کے معاملے کے بارے میں باندھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھیجے جانے والے حکمین کے بارے میں آپ کی پیشگوئی:

علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ اسماعیل بن الفضل نے ہم سے بیان کیا کہ قتیبہ بن سعید نے عن جریر عن زکریا بن یحییٰ عن عبداللہ بن یزید وحبیب بن یسار عن سوید بن غفلہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں فرات کے کنارے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا' تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ بنی اسرائیل نے اختلاف کیا اور اختلاف ان میں مسلسل قائم رہا' یہاں تک کہ انہوں نے دو پنچ بھیجے' تو وہ دونوں خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کیا' بیہقی نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور اس کے متعلق کوئی بات بیان نہیں کی' اور یہ حدیث بہت ہی منکر ہے اور اس کی آفت اس زکریا بن یحییٰ کی وجہ سے ہے' جو کندی حمیری اندھا ہے۔ یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں کہ یہ کچھ چیز نہیں اور دونوں پنچ بہترین صحابہ میں سے تھے' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سہمی' شامیوں کی جانب سے تھے' اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' عراقیوں کی جانب سے تھے' اور ان کو لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے اور کسی ایسی بات پر اتفاق کرنے کے لیے جس میں مسلمانوں سے نرمی ہو اور ان کے خون محفوظ ہوں' مقرر کیا گیا تھا' اور ایسے ہی وقوع میں آیا' اور ان کی وجہ سے فرقہ خوارج کے سوا کوئی گمراہ نہیں ہوا' کیونکہ انہوں نے دونوں امیروں کی تحکیم کا انکار کر دیا اور ان کے خلاف بغاوت کر دی اور ان کی تکفیر کی' یہاں تک کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جنگ کی' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے ساتھ مناظرہ کیا اور ان میں سے ایک گروہ نے حق کی طرف رجوع کر لیا اور بقیہ اپنی روش پر قائم رہے' حتیٰ کہ ان کی اکثریت نہروان وغیرہ کے رذیل معرکوں میں قتل ہو گئی۔

خوارج اور ان سے جنگ کے بارے میں آپ کی پیشگوئی:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا' شعیب نے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے' اور آپ مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے' کہ آپ کے پاس ذوالخویصرہ آیا۔ یہ بنی تمیم کا ایک شخص تھا۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل سے کام لیجیے' آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو' کون عدل کرے گا اگر میں نے عدل نہیں کیا؟ تو میں خائب و خاسر ہوں گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کے بارے میں اجازت دیجیے میں اسے قتل کر دوں' آپؐ نے فرمایا ایسے چھوڑ دو' بلاشبہ اس کے ساتھی ہیں کہ تم میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ نماز پڑھنا اور روزے رکھنا بھی ناپسند کرے گا' وہ قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلے سے تجاوز نہیں کرے گا' وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے' اس کے پھل کی طرف دیکھا جائے گا تو اس میں کوئی چیز موجود نہ ہوگی' پھر اس کے پہلو کی طرف دیکھا جائے گا تو اس میں کوئی چیز موجود نہ ہوگی' پھر اس کے تیر کو دیکھا جائے گا' تو اس میں کوئی چیز موجود نہ ہوگی' پھر اس کے پر کو دیکھا جائے گا تو اس میں کوئی چیز موجود نہ ہوگی' وہ گوبر اور خون سے سبقت کر جائے گا' ان کی نشانی ایک سیاہ فام آدمی ہے' جس کا ایک بازو عورت کے پستان یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح پوپلا ہے اور یہ لوگ' لوگوں کے افتراق کے وقت ظاہر ہوں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ

سے بیان کیا کہ زید بن خیثم محاربی نے' محمد بن کعب بن خیثم سے بحوالہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوۃ العشیرہ کا منتظم بنایا تو فرمایا اے ابوتراب کیونکہ آپ نے ان پر مٹی پڑی ہوئی دیکھی کیا میں تم کو دو بدبخت ترین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک بتائیے' آپ نے فرمایا ثمود کا احیمر' جس نے ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں' اور اے علی' جو تیری چوٹی پر تلوار مار کر تیری داڑھی کو خون سے تر کر دے گا۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن الحسن بن مکرم عن ابی النضر عن محمد بن راشد عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن فضالہ بن ابی فضالہ' انصاری جس کا باپ بدری تھا۔ روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب کی اس بیماری میں' جس سے آپ کی وفات ہوئی' عیادت کرنے گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ کون سی چیز آپ کو آپ کے اس مقام پر قائم رکھے گی؟ اور اگر آپ کو موت آ گئی تو صرف جہینہ کے بدو ہی آپ کو اٹھا کر مدینہ لے جائیں گے اور اگر آپ کو موت آ گئی تو آپ کے اصحاب آپ کو سنبھال لیں گے اور آپ کا جنازہ پڑھیں گے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا' جب تک یہ داڑھی' میری چوٹی کے خون سے رنگ دار نہ ہو جائے' پس یوم صفین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ابوفضالہ نے بھی جنگ کی۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شریک نے عثمان بن مغیرہ سے بحوالہ زید بن وہب ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ خوارج کا لیڈر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا اللہ سے ڈر تو مرنے والا ہے' آپ نے فرمایا نہیں' اس ذات کی قسم' جس نے دانے کو پھاڑا' اور روح کو پیدا کیا ہے' بلکہ میں تلوار کی ضرب سے قتل ہوں گا' جو چوٹی پر لگے گی اور داڑھی کو تر کر دے گی' یہ ایک معہود عہد اور طے شدہ فیصلہ ہے اور جھوٹ بولنے والا ناکام ہوتا ہے' اور بیہقی نے صحیح اسناد کے ساتھ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو عن زید بن اسلم عن ابی سنان الدرکی عن علی روایت کی ہے' اور ھیثم کی حدیث سے عن اسماعیل بن سالم عن ابی ادریس الاودی عن علی' روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی کہ میرے بعد عنقریب امت تجھ سے خیانت کرے گی' پھر انہوں نے اس حدیث کو قطر بن خلیفہ اور عبدالعزیز بن سیاہ کے طریق سے عن حبیب بن ابی ثابت عن ثعلبہ بن یزید الحمامی بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ عنقریب میرے بعد امت تجھ سے خیانت کرے گی۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اس ثعلبہ کے بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے' اور وہ اپنی اس حدیث کی متابعت نہیں کرتا' اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن محمد بن اسحاق الصنعانی عن ابی الاجوب الاحوص بن خباب' عن عمار بن زریق عن اعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ثعلبہ بن ابی یزید روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہے' کہ یہ داڑھی میرے سر کے خون سے ضرور رنگی جائے گی اور اس امت کے بدبخت ترین آدمی کو روکا نہیں جائے گا' عبداللہ بن سبیع نے کہا یا امیر المومنین اگر کسی شخص نے یہ کام کیا تو ہم اس کے خاندان کا پیچھا کریں گے' آپ نے فرمایا میں تجھ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ میری وجہ سے اس شخص کو قتل نہ کرنا جو میرا قاتل نہیں ہے' انہوں نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ خلیفہ نہیں بنائیں

گے؟ فرمایا میں تم کو اس طرح چھوڑ دوں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے تم کو اس طرح چھوڑا تھا‘ انہوں نے کہا جب آپ ہمیں حاکم کے بغیر چھوڑ جائیں گے تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ فرمایا میں کہوں گا‘ اے اللہ تو نے مجھے اپنی مرضی کے مطابق ان میں خلیفہ بنایا پھر تو نے مجھے وفات دے دی اور میں نے تجھے ان میں چھوڑا‘ چاہے تو ان کی اصلاح کر اور چاہے تو ان کو خراب کر۔

اور بیہقی نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ موقوف حدیث ہے اور اس میں الفاظ و معانی کے لحاظ سے غرابت پائی جاتی ہے‘ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے آپ کو ضرب لگائی‘ تو آپ منبر کے پاس صبح کی نماز کو جا رہے تھے اور آپ اس کی ضرب کے بعد دو دن زندہ رہے اور ابن ملجم کو محبوس کر دیا گیا اور حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسن کو وصیت کی جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی‘ اور آپ کو حکم دیا کہ وہ فوجوں میں سوار ہو نیز انہیں فرمایا‘ علی کو لونڈی کی طرح نہیں گھسیٹا جائے گا اور جب آپ فوت ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن ملجم کو قصاص میں قتل کر دیا گیا‘ اور بعض کا قول ہے کہ حد میں قتل کیا گیا۔ واللہ اعلم

پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما‘ فوجوں میں سوار ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف گئے‘ جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی سیادت اور اس کے بعد ان کے حکومت کے ترک کرنے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت دینے کے متعلق آپ کی پیشگوئی

امام بخاریؒ، دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ حسین الجعفی نے عن ابی موسیٰ عن الحسن عن ابی بکرہ ہم سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت نبی کریم ﷺ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو لائے اور انہیں لے کر منبر پر چڑھ گئے اور فرمایا بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح کروا دے‘ اور امام بخاری کتاب الصلح میں بیان کرتے ہیں‘ کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے بحوالہ ابوموسیٰ ہم سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ خدا کی قسم حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے‘ پہاڑوں کی مانند فوجوں کے ساتھ حضرت معاویہ بن ابوسفیان کا سامنا کیا‘ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا‘ میں فوجوں کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے مدمقابل لوگوں کو قتل کیے بغیر واپس نہ ہوں گی‘ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا خدا کی قسم وہ یعنی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دو آدمیوں سے بہتر تھے کہ اگر انہوں نے ان کو اور انہوں نے ان کو قتل کر دیا تو لوگوں کے معاملات کو سنبھالنے کے لیے میرا مددگار کون ہوگا؟ اور ان کی بیویوں کو سنبھالنے کے لیے میرا کون مددگار ہوگا؟ اور ان کی جاگیروں کو سنبھالنے کے لیے میرا کون مددگار ہوگا‘ پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنی عبدشمس میں سے قریش کے دو آدمیوں‘ عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم دونوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کے سامنے پیشکش کرو‘ اور ان سے بات چیت کرو اور ان کی طرف رغبت کرو‘ انہوں نے آ کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

انہوں نے اسے عقبہ بن علقمہ کے طریق سے عن سعید بن عبدالعزیز دمشقی عن عطیہ قیس بن عبداللہ بن عمر روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ کتاب کا عمود میرے تکیے کے نیچے سے اکھڑ گیا ہے' پس میں نے دیکھا تو ایک پھیلنے والا نور اسے شام لے گیا ہے' آگاہ رہو کہ جب فتنے وقوع پذیر ہوں گے تو ایمان شام میں ہوگا۔ پھر بیہقی نے اسے ولید بن مسلم کے طریق سے عن سعید بن عبدالعزیز عن یونس بن میسرہ عن عبداللہ بن عمر بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' پھر اسی طرح حدیث بیان کی' ہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنی نگاہوں سے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ اسے لے جایا گیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ جب فتنے وقوع پذیر ہوں گے' اس وقت ایمان شام میں ہوگا۔

ولید بیان کرتے ہیں کہ عنبر بن معدان نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے سلیمان بن عامر کو عن ابی امامہ عن رسول اللہ ﷺ اسی کی مانند بیان کیا ہے سنا' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ نصر بن محمد بن سلیمان حمصی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوحمزہ محمد بن سلیمان سلمی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی قیس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک نوری عمود میرے سر کے نیچے سے پھیل کر نکلا ہے اور شام میں ٹک گیا ہے۔ اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے زہری سے بحوالہ عبداللہ بن صفوان ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ صفین کے روز ایک آدمی نے کہا اے اللہ اہل شام پر لعنت کر' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا سب اہل شام کو دشنام نہ دے' بلاشبہ وہاں ابدال بھی ہیں' بلاشبہ وہاں ابدال بھی ہیں' بلاشبہ وہاں ابدال بھی ہیں' اور اسے ایک اور طریق سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ صفوان نے ہم سے بیان کیا کہ شریح ابن عبید الحضرمی نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں' کہ عراق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اہل شام کا ذکر ہوا' تو لوگ کہنے لگے یا امیر المومنین ان پر لعنت کیجیے' آپ نے فرمایا نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان فرماتے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس آدمی ہیں' جب کبھی کوئی ان میں سے مرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک آدمی کو بدل دے گا' ان کے طفیل بارش مانگی جائے گی اور ان کے طفیل دشمنوں پر فتح ہوگی اور ان کے طفیل اہل شام سے عذاب دور ہوگا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس میں انقطاع پایا جاتا ہے' اور ابوحاتم رازی نے بیان کیا ہے کہ شریح بن عبید نے اس حدیث کو ابوامامہ اور ابومالک اشعری سے نہیں سنا اور ان دونوں سے اس کی روایت مرسل ہے' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کے متعلق تیرا کیا خیال ہے' حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے پہلے وفات پائی ہے۔

قبرص کے ساتھ سمندری جنگ کرنے والوں کے بارے میں آپ کی پیشگوئی:

مالک' اسحاق بن عبداللہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام بنتِ ملحان کے ہاں آیا کرتے تھے' اور وہ آپ کو کھانا کھلایا کرتی تھیں' اور وہ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' ایک روز آپ ان کے ہاں گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا' پھر وہ بیٹھ کر آپ کے سر کو صاف کرنے لگیں' تو رسول اللہ ﷺ سو گئے پھر

مسکراتے ہوئے بیدار ہو گئے' وہ بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ راہ خدا میں جنگ کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کیے گئے ہیں' وہ اس سمندر کے بڑے حصے پر سوار ہوں گے اور وہ خاندان پر بادشاہ ہوں گے یا خاندان پر بادشاہوں کی مانند ہوں گے۔ اسحاق کو شک ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل کر دے' آپ نے ان کے لیے دعا کی' پھر سر رکھ کر لیٹ گئے پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے' وہ بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ راہ خدا میں جنگ کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کیے گئے ہیں' جیسا کہ آپ نے پہلی بار فرمایا تھا' وہ بیان کرتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے' آپؐ نے فرمایا تو پہلے لوگوں میں شامل ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ام حرام بنت ملحان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سمندر کا سفر کیا اور جب سمندر سے باہر نکلیں تو آپ کی سواری نے آپ کو گرا دیا اور آپ فوت ہو گئیں۔ امام بخاری نے اسے عبداللہ بن یوسف اور مسلم سے بحوالہ یحییٰ بن یحییٰ روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے مالک سے روایت کیا ہے۔ اور صحیحین میں اسے لیث اور حماد بن زید کی حدیث سے روایت کیا گیا ہے اور ان دونوں نے یحییٰ بن سعید سے اور محمد بن یحییٰ بن حبان سے' انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کی خالہ حضرت ام حرام بنت ملحان سے روایت کی ہے اور انہوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار ہونے والے پہلے سواروں کے ساتھ اپنے خاوند کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے نکلیں' یا حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار ہونے والے پہلے مسلمانوں کے ساتھ نکلیں' اور جب وہ اپنی جنگ سے واپس لوٹے تو شام میں اترے اور ان کی سواری کو ان کے قریب کیا گیا تا کہ وہ اس پر سوار ہو جائیں تو اس نے انہیں گرا دیا اور وہ فوت ہو گئیں' اور بخاری نے اسے ابواسحاق فزاری کی حدیث سے عن زائدہ عن ابی حوالہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن عن انس روایت کیا ہے' اور ابوداؤد نے اسے معمر کی حدیث سے عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن اخت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کیا ہے۔

کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہو گی جب تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہیں اور ان کے جوتے بالوں کے ہیں۔ اور نسائی کے سوا ایک جماعت نے اسے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے بیان کیا کہ قیس نے مجھے بتایا کہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تین سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے اور ان سالوں میں مجھ سے بڑھ کر حدیث کو یاد کرنے کا خواہشمند کوئی نہ تھا' میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے اور آپ نے اس طرح اپنے ہاتھ سے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور وہ یہ بارز ہیں' اور سفیان نے ایک دفعہ بیان کیا کہ وہ اہل بارز ہیں۔ اور مسلم نے اسے ابوکریب سے بحوالہ ابواسامہ اور وکیع روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم' عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم ہو گی جب تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے' گویا ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں' وہ سرخ چہرے اور چھوٹی آنکھوں والوں ہوں گے۔

میں کہتا ہوں کہ سفیان بن عیینہ کا قول کہ ''بلاشبہ وہ اہل بارز ہیں'' اس کے متعلق روایت میں مشہور ہے کہ ''ز'' پر ''ر'' مقدم ہے اور شاید یہ تصحیف ہے جو بارز کے قائل پر مشتبہ ہو گئی ہے اور ان کی زبان میں اسے بازار کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حسن سے سنا کہ عمرو بن تغلب نے ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ علامات میں سے یہ بھی ہے کہ تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے' جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے یا وہ بالوں کو پہنتے ہوں گے اور یہ بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ تم چوڑے چہرے والے لوگوں سے جنگ کرو گے' گویا ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں' اور امام بخاری نے اسے سلیمان بن حرب اور ابونعمان سے بحوالہ جریر بن حازم روایت کیا ہے' حاصل کلام یہ ہے کہ صحابہؓ کے زمانے کے آخر میں ترکوں سے جنگ ہوئی اور انہوں نے خانِ اعظم سے جنگ کی اور اسے عظیم شکست دی' جیسا کہ ہم جب اس مقام پر پہنچیں گے تو اسے بیان کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک اور پیشگوئی:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن یوسف الازرق نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک شخص آیا اس کے چہرے پر عاجزی کا نشان تھا' اس نے اختصار کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی' تو لوگوں نے کہا یہ شخص اہل جنت میں سے ہے اور جب وہ باہر نکلا تو میں اس کے پیچھے پیچھے گیا' حتیٰ کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا اور میں بھی اس کے ساتھ ہی داخل ہو گیا اور میں نے اس سے بات بیان کی اور جب وہ مانوس ہو گیا تو میں نے اسے کہا کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے اس اس طرح بات کی ہے اس نے کہا سبحان اللہ' خدا کی قسم کسی کے لیے روا نہیں کہ وہ اس بات کو بیان کرے جسے وہ نہیں جانتا' اور میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک خواب دیکھا اور اسے آپ کو سنایا' میں نے دیکھا کہ میں ایک سرسبز باغ میں ہوں۔ ابن عون بیان کرتے ہیں کہ اس نے اس کی سرسبزی اور وسعت کو بیان کیا۔ جس کے وسط میں ایک آہنی

ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں اور بالائی حصہ آسمان میں ہے اور اس کے اوپر ایک کڑا ہے مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ' میں نے کہا میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا' پس ایک خدمت گار آیا اور اس نے میرے پیچھے سے کپڑا اٹھا کر کہا کہ اس پر چڑھ جاؤ' پس میں نے چڑھ کر کڑے کو پکڑ لیا تو اس نے کہا کڑے کو مضبوطی سے پکڑے رکھو' میں بیدار ہوا تو وہ کڑا میرے ہاتھ میں تھا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خواب سنایا تو آپ نے فرمایا' باغ سے مراد اسلام کا باغ ہے اور ستون سے مراد اسلام کا ستون ہے اور کڑا وہی مضبوط کڑا ہے' تیری موت اسلام پر ہوگی۔ راوی بیان کرتا ہے وہ عبداللہ بن سلام تھے۔

امام بخاری نے اسے ابن عون کی حدیث سے روایت کیا ہے' پھر امام احمد نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے عن عاصم بن بہدلہ' عن المسیب بن رافع عن خرشۃ بن الحر عن عبداللہ بن سلام روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ حتیٰ کہ میں ایک پھسلنے والے پہاڑ تک پہنچ گیا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا کیا دیکھتا ہوں کہ میں اس کی چوٹی پر ہوں' پس میں نہ ٹھہرا اور نہ میں چمٹا' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آہنی ستون میرے ہاتھ میں ہے اور اس کی چوٹی ایک سنہری حلقہ ہے' جس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا' حتیٰ کہ میں نے کڑے کو پکڑ لیا' اور اس نے پوری حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں اعمش کی حدیث سے عن سلیمان بن مسہر عن حرشۃ ابن الحر عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' اور اسے بیان کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہاں تک کہ مجھے ایک پہاڑ کے پاس لایا گیا اور اس نے مجھے کہا کہ چڑھ اور جب میں چڑھنے کا ارادہ کرتا اپنے سر کے بل گر پڑتا' حتیٰ کہ میں نے یہ کام کئی بار کیا اور جب اس نے اپنا خواب بیان کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا پہاڑ سے مراد شہداء کا مقام ہے اور تو اسے ہرگز حاصل نہیں کر سکے گا۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ دوسرا معجزہ ہے کہ آپ نے خبر دی ہے کہ وہ شہادت سے سرفراز نہ ہوں گے اور ایسے ہی ہوا' اور ابوعبید القاسم بن سلام وغیرہ کے بیان کے مطابق حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ۴۳ھ میں وفات پا گئے۔

سرف میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث کے گھر کی پیشگوئی:

امام بخاری تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ عبدالواحد بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عبداللہ بن الاصم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن الاصم نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بیماری سخت ہوگئی اور ان کے بھانجوں میں سے کوئی شخص ان کے پاس موجود نہ تھا' تو وہ کہنے لگیں' مجھے مکہ سے باہر لے چلو' بلاشبہ میں یہاں نہیں مروں گی' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے کہ میں مکہ میں نہیں مروں گی تو وہ اسے اٹھا کر سرف میں اس درخت کے پاس لے آئے جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے کی جگہ پر ان سے نکاح کیا تھا' پس وہ فوت ہو گئیں' اور ان کی موت صحیح روایت کے مطابق ۵۱ھ میں ہوئی۔

حجر بن عدی اور ان کے اصحاب کے قتل کے بارے میں پیشگوئی:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا کہ حارث بن یزید سے

بحوالہ عبداللہ بن رزین غافقی مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ اے اہل عراق! عنقریب تم میں سے سات آدمی عذراء مقام پر قتل ہوں گے' ان کی مثال اصحاب اخدود (خندقوں والے) کی ہوگی' پس حجر بن عدی اور ان کے اصحاب قتل ہو گئے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ زیاد بن سمیہ نے' منبر پر حضرت علی بن ابی طالب کا ذکر کیا تو حجر نے سنگریزے پکڑ لیے' پھر انہیں چھوڑ دیا اور اس کے اردگرد جو لوگ تھے انہوں نے زیاد کو سنگریزے مارے' تو اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حجر نے منبر پر مجھے سنگریزے مارے ہیں تو حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا کہ وہ حجر پر حملہ کر دے۔ پس جب وہ دمشق کے نزدیک پہنچے تو اس نے ان کے ساتھ لڑنے کے لیے آدمی بھیجے تو عذراء مقام پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے انہیں قتل کر دیا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ حرملہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے بحوالہ ابوالاسود مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے تو آپ نے پوچھا کہ تجھے اہل عذراء یعنی حجر اور اس کے اصحاب کے قتل پر کس بات نے آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا اے ام المومنین! میں نے ان کے قتل میں امت کی اصلاح اور ان کی زندگی میں امت کی خرابی دیکھی ہے' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ عنقریب عذرا میں کچھ لوگ قتل ہوں گے جن کی خاطر اللہ اور آسمان والے غصے ہو جائیں گے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن علی بن زید عن سعید بن المسیب عن مروان بن الحکم ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا تو آپ نے فرمایا اے معاویہ تو نے حجر اور اس کے اصحاب کو قتل کیا ہے اور تو نے جو کیا ہے سو کیا ہے' کیا تو ڈرتا نہیں کہ میں نے تیرے قتل کے لیے ایک آدمی چھپا رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' میں دارالامان میں ہوں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے' ایمان' غفلت میں قتل کرنے کی بیڑی ہے' وہ غفلت میں قتل نہیں کرتا' اے ام المومنین! مومن غفلت میں حملہ نہیں کرتا' اس کے سوا' میں آپ کی ضروریات کے بارے میں کیسا ہوں؟ آپ نے فرمایا اچھے ہو' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھے اور حجر کو چھوڑ دو یہاں تک کہ ہم اپنے رب کے پاس ایک دوسرے سے ملیں۔

ایک اور حدیث:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن معاذ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن ابی سلمہ عن ابی النضرہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دس اصحاب سے فرمایا کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا' ان میں سمرہ بن جندب بھی شامل تھے' ابونضرہ بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے آخری مرنے والے سمرہ بن جندبؓ تھے۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس کے رواۃ ثقہ ہیں' لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابونضرہ العبدی کا سماع ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

پھر انہوں نے اسماعیل بن حکیم کے طریق سے‘ عن یونس بن العبید عن الحسن عن انس بن حکیم روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ سے گزر رہا تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوگئی‘ اور انہوں نے سب سے پہلے مجھ سے سمرہ کے متعلق پوچھا‘ اور اگر میں انہیں زندگی اور صحت کی اطلاع دیتا تو وہ خوش ہو جاتے‘ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نگرانی کی اور ہمارے چہروں پر غور کیا اور دروازے کی چوکھٹ کے دونوں بازو پکڑ لیے اور فرمایا کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا‘ پس ہم میں سے آٹھ آدمی فوت ہو چکے ہیں اور میرے اور سمرہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہا‘ اور مجھے سب سے محبوب امر یہی ہے کہ میں موت کا مزا چکھ چکا ہوتا‘ اور ایک دوسرے طریق سے اس کا شاہد بھی موجود ہے‘ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے بحوالہ اوس بن خالد ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب ابو محذورہ کے پاس آتا تو وہ مجھ سے سمرہ کے متعلق پوچھتے اور جب میں سمرہ کے پاس جاتا تو وہ مجھ سے ابو محذورہ کے متعلق پوچھتے‘ میں نے ابو محذورہ سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ جب بھی میں آپ کے پاس آتا ہوں آپ مجھ سے سمرہ کے متعلق پوچھتے ہیں اور جب میں سمرہ کے پاس جاتا ہوں تو وہ مجھ سے آپ کے متعلق پوچھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں‘ سمرہ اور ابو ہریرہؓ ایک گھر میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا‘ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے پھر ابو محذورہ فوت ہوئے اور پھر سمرہ فوت ہوئے۔

اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے ہمیں بتایا کہ میں نے ابن طاؤس وغیرہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ‘ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما اور ایک اور آدمی سے فرمایا کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا‘ پس وہ آدمی ان دونوں سے پہلے مر گیا‘ اور حضرت ابو ہریرہؓ اور سمرہؓ باقی رہ گئے اور جب کوئی آدمی‘ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غصہ دلانا چاہتا تو کہتا کہ سمرہؓ فوت ہو گیا ہے اور جب وہ اس بات کو سنتے تو انہیں غشی ہو جاتی اور وہ بے ہوش ہو جاتے‘ پھر حضرت ابو ہریرہ‘ سمرہ رضی اللہ عنہما سے پہلے فوت ہو گئے‘ اور سمرہ نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا‘ اور بیہقی نے ان روایات کی اکثریت کو بعض کے انقطاع سے اور اس کے مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے‘ پھر بیان کرتے ہیں کہ بعض اہل علم کا قول ہے کہ سمرہ‘ آگ میں جل کر مرے تھے‘ پھر بیان کرتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے آگ میں داخل ہوں پھر اپنے ایمان کے باعث نجات پا جائیں اور آگ سے شافعین کی شفاعت سے باہر نکل آئیں۔ واللہ اعلم

پھر انہوں نے ہلال بن العلاء الرقی کے طریق سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن معاویہ نے ایک آدمی کے حوالے سے جس کا انہوں نے نام بھی بتایا تھا‘ انہیں بتایا کہ سمرہؓ نے دھونی لی اور اپنے آپ سے غافل ہو گئے‘ اور ان کے اہل بھی ان سے غافل ہو گئے‘ حتیٰ کہ انہیں آگ نے پکڑ لیا۔

میں کہتا ہوں کہ بیہقی کے سوا‘ دوسروں نے بیان کیا ہے کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو شدید سردی لگ گئی اور ان کے لیے گرم پانی سے بھری ہوئی دیگ کے نیچے آگ جلائی جاتی تھی اور وہ اس کی بھاپ سے گرمی حاصل کرنے کے لیے اس پر بیٹھتے تھے اور ایک روز اس میں گر کر مر گئے‘ اور ان کی وفات ۵۹ ھ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک سال بعد ہوئی اور جب زیاد بن سمیہ کوفہ جاتا تو

یہ بصرہ میں اس کی نیابت کرتے ہیں اور جب وہ بصرہ جاتا تو کوفہ میں اس کی نیابت کرتے۔

اور وہ سال میں ان دونوں شہروں میں چھ چھ ماہ رہتے اور وہ خوارج پر بڑے سخت گیر تھے اور ان میں بہت قتل عام کرتے تھے' اور فرماتے تھے کہ آسمان کے نیچے سب سے بڑے مقتول ہیں اور حسن بصریؒ اور محمد بن سیرین اور دیگر علمائے بصرہ ان کی تعریف کرتے ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے متعلق پیشگوئی:

بیہقی نے مسلم بن ابراہیم کی حدیث سے بحوالہ عمرو بن مرزوق الواضحی روایت کی ہے کہ یحییٰ بن سعید الحمید بن رافع نے اپنی دادی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ رافع بن خدیج کے سینے میں تیر لگا' عمرو بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے یوم اُحد اور یوم حنین میں سے کس کا نام لیا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا تیر کھینچ دیجیے تو آپ نے اسے فرمایا اے رافع اگر تو پسند کرے تو میں تیر اور دستہ دونوں کھینچ دوں اور اگر تو چاہے تو تیر کھینچ لوں اور دستہ چھوڑ دوں اور میں قیامت کے روز تیرے لیے گواہی دوں کہ تو شہید ہے' اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیر کھینچ دیجیے' اور دستے کو چھوڑ دیجیے' اور قیامت کے روز میرے لیے گواہی دیجیے کہ میں شہید ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ زندہ رہے حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں زخم خراب ہو گیا اور وہ عصر کے بعد فوت ہو گئے' اسی طرح اس روایت میں بیان ہوا ہے کہ ان کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں ہوئی۔ اور واقدی اور دیگر کئی لوگوں نے جو بیان کیا ہے کہ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی' اور بعض کا قول ہے کہ ۷۴ھ میں ہوئی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات بلا اختلاف ۶۰ھ میں ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

آپ کی وفات کے بعد بنی ہاشم میں ہونے والے فتنوں کے متعلق آپ کی پیشگوئی:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن اعمش عن زید بن وہب عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ عنقریب خودغرضی اور ایسے امور پیدا ہوں گے جن کو تم ناپسند کرو گے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا جو حق تمہارے ذمے ہے اسے ادا کرتے رہنا اور جو تمہارا حق ہے اس کے متعلق اللہ سے دعا کرنا۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبدالرحیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معمر اسماعیل بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ ابواسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن ابی التیاح عن ابی زرعہ عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قریش کے اس قبیلے کو ہلاک کر دیں گے' انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کاش لوگ ان سے الگ رہیں' اور مسلم نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بحوالہ ابواسامہ روایت کیا ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمود نے بیان کیا کہ ابوداؤد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ ابوالتیاح ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے سنا اور احمد بن محمد المکی نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے اپنے دادے کے حوالہ سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مروان اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے صادق و مصدوق کو بیان کرتے سنا کہ میری امت کی ہلاکت' قریش کے نوجوان کے ہاتھوں ہوگی' تو

مروان کہنے لگا' نوجوان؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بھی بتا دوں کہ وہ فلاں بنی فلاں ہیں' بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ ابوامیہ عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے دادا سعید بن عمرو بن سعید نے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ میری امت کی ہلاکت' نوجوان کے ہاتھوں ہوگی' مروان نے پوچھا اور وہ دائرہ میں ہمارے ساتھ ہیں' یہ مروان کے حاکم بننے سے قبل کا واقعہ ہے' پس ان نوجوان پر اللہ کی لعنت ہو' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم بخدا اگر میں بنی فلاں اور بنی فلاں کہنا چاہتا تو میں ایسا کر دیتا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں اپنے باپ اور دادے کے ساتھ بنی مروان کے بادشاہ بننے کے بعد بنی مروان کے پاس جایا کرتا تھا' تو وہ بچوں کی بیعت کیا کرتے تھے اور ان میں سے ان کے ایک موافق نے' جو چیتھڑا پہنے تھا' ہمیں کہا' ہو سکتا ہے کہ یہ تمہارے وہی اصحاب ہوں جن کا ذکر تو نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کرتے سنا ہے کہ یہ ملوک ایک دوسرے کی مانند ہوں گے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن نے سفیان سے بحوالہ سماک ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ظالم نے مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ میری امت کی خرابی قریش کے بیوقوف نوجوان کے ہاتھوں ہوگی۔ پھر احمد نے اسے عن زید بن الحباب عن سفیان ثوری عن سماک عن مالک بن ظالم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ پھر غندر اور روح بن عبادہ نے عن سفیان عن سماک بن حرب عن مالک بن ظالم روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا اور روح نے یہ اضافہ کیا ہے کہ مروان بن الحکم سے بیان کرتے سنا کہ میں نے صادق و مصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے بے وقوف امراء کے نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ حیوۃ نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن ابی عمرو خولانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن قیس التجیبی نے اسے بتایا کہ اس نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ ساٹھ سال کے بعد خلف ہوں گے (جو نماز کو ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے اور عنقریب وہ گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں گے) پھر خلف ہوں گے جو قرآن کو پڑھیں گے' جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا' اور قرآن کو مومن' منافق اور فاجر تینوں پڑھیں گے' اور بشیر کہتے ہیں کہ میں نے ولید سے کہا' یہ تینوں کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ منافق قرآن کا منکر ہے اور فاجر اس کے ذریعے کھاتا ہے اور مومن اس پر ایمان لاتا ہے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور اس کا اسناد سنن کی شرط کے مطابق جید اور قوی ہے۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن الحسن بن علی بن عفان عن ابی اسامہ عن مجالد عن الشعبی روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے واپس آئے تو فرمایا اے لوگو! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو ناپسند نہ کرو' اگر تم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کھو دیا تو تم حنظل کی طرح سروں کو کندھوں سے اچھلتے دیکھو گے' پھر بیہقی نے عن الحاکم وغیر عن الاصم عن العباس ابن

الولید بن زید عن ابیہ عن جابر عن عمیر بن ہانی روایت کی ہے کہ اس نے اس سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار میں چل رہے تھے' اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ مجھے ساٹھ کا سال نہ ملے' تمہارا برا ہو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کنپٹیوں کو پکڑ لو' اے اللہ مجھے بچوں کی امارت نہ ملے۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس بات کو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عمر الحزامی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن سلیمان نے عن ابی تمیم بعلبکی عن ہشام بن الغار عن ابن مکحول عن ابی ثعلبۃ الخشنی' عن ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امر ہمیشہ انصاف واعتدال کے ساتھ قائم رہے گا' حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص اسے توڑ دے گا۔ اور بیہقی نے عوف الاعرابی کے طریق سے عن ابی خلدہ' عن ابی العالیہ' عن ابی ذر' روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ بلاشبہ میری سنت کو بدلنے والا پہلا شخص بنی امیہ سے ہوگا' یہ حدیث ابوالعالیہ اور ابوذر کے درمیان منقطع ہے۔ اور بیہقی نے ابوعبیدہ کی متقدم حدیث سے اسے ترجیح دی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ شک پڑتا ہے کہ یہ شخص' یزید بن معاویہ بن ابی سفیان ہو۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں یزید بن معاویہ کے متعلق لوگوں کی کئی قسمیں ہیں' ان میں سے کچھ تو اس سے محبت اور دوستی رکھتے ہیں' یہ شامی خوارج کا گروہ ہے اور روافض اس کو برا بھلا کہتے ہیں اور اس پر بہت سی باتوں کا افتراء کرتے ہیں جو اس میں موجود ہی نہیں' اور ان میں سے بہت سے لوگ اس پر زندقیت (بے دین ہونے) کی تہمت لگاتے ہیں' حالانکہ وہ ایسا نہ تھا' اور دوسرا گروہ نہ اس سے محبت رکھتا ہے اور نہ اسے دشنام کرتا ہے' کیونکہ اسے پتہ ہے کہ وہ زندیق نہ تھا' جیسے کہ رافضی بیان کرتے ہیں' اس لیے کہ اس کے زمانے میں برے واقعات اور ناپسندیدہ امور کا وقوع ہوا تھا' اور ان واقعات میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ واقعہ کربلا میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا قتل ہونا ہے مگر یہ اس کے علم سے نہیں ہوا' اور شاید وہ اس سے راضی بھی نہ ہوا اور نہ اس نے آپ کو تکلیف دی ہو' یہ واقعہ نہایت ناپسندیدہ امور میں سے ہے' اور مدینہ نبویہ میں حرۃ کا واقعہ' قبیح امور میں سے ہے جسے ہم اس وقت بیان کریں گے' جب ہم تاریخ میں اس مقام پر پہنچیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قتل کے متعلق پیشگوئی:

اور حدیث میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق بیان ہوا ہے' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد بن حسان نے ہم سے بیان کیا کہ عمارہ بن زاذان نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ہمارے دروازے کی نگہبانی کرنا کہ کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے' پس حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما آئے اور چھلانگ لگا کر اندر چلے گئے' اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر چڑھنے لگے تو فرشتے نے آپ سے کہا' کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں' فرشتے نے کہا بلاشبہ آپ کی امت اسے قتل کرے گی' اور اگر آپ اسے پسند کریں تو میں آپ کو وہ جگہ بھی بتا دوں جہاں یہ قتل ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اپنا ہاتھ مارا اور آپ کو سرخ مٹی دکھائی' اور حضرت

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے لی اور اسے اپنے کپڑے کے پلو میں باندھ لیا' راوی بیان کرتا ہے' ہم سنا کرتے تھے کہ وہ کربلا میں قتل ہوں گے۔ اور بیہقی نے اسے بشر بن موسیٰ کی حدیث سے عبدالصمد سے' بحوالہ عمارہ روایت کیا ہے اور اس حدیث کا ذکر کیا ہے' پھر بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح سفیان بن فروخ نے اسے بحوالہ عمارہ روایت کیا ہے' اور یہ عمارہ بن زاذان' وہ ابوسلمہ البصری دوافروش ہے جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے' اور ابوحاتم نے اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ اپنی حدیث کو لکھتا ہے اور اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی اور وہ متین بھی نہیں' اور احمد نے ایک دفعہ اسے ضعیف اور دوسری دفعہ ثقہ قرار دیا ہے' اور اس کی یہ حدیث کسی دوسرے سے کسی اور طریق سے بھی مروی ہے' پس حافظ بیہقی نے اسے عمارہ بن عرفہ کے طریق سے عن محمد بن ابراہیم عن ابی سلمہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح روایت کیا ہے' اور امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ الحاکم نے دوسروں میں ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ اصم نے ہمیں بتایا کہ عباس الدوری نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن یعقوب نے عن ہاشم بن ہاشم عن عقبہ بن ابی وقاص عن عبداللہ بن وہب بن زمعہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز' پہلو کے بل لیٹے تھے' آپ بیدار ہوئے' تو آپ حیران تھے' پھر لیٹے تو سو گئے' پھر بیدار ہوئے تو پہلی بار کے مقابلہ میں کم حیران تھے' پھر لیٹے اور بیدار ہوئے تو آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی' جسے آپ الٹ پلٹ رہے تھے' میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مٹی کیسی ہے؟ فرمایا جبریلؑ نے مجھے بتایا ہے کہ یہ سرزمین عراق میں حسینؓ کے قتل ہونے کی جگہ ہے' میں نے کہا اے جبریلؑ! مجھے اس زمین کی مٹی دکھایئے جہاں حسینؓ قتل ہوگا' پس یہ اس زمین کی مٹی ہے۔ پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ الجہنی نے صالح بن یزید نخعی سے بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا' اور شہر بن حوشب سے بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس کی متابعت کی ہے۔

اور حافظ ابوبکر البزار اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن یوسف صیرفی نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ الحکم بن ابان نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھے تھے' تو جبریلؑ نے پوچھا' کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا میں اس سے کیسے محبت نہ کروں یہ میرے دل کا ٹکڑا ہے' جبریلؑ نے کہا آپ کی امت عنقریب اسے قتل کرے گی' کیا میں آپ کو ان کی قبر کی جگہ نہ دکھاؤں؟ پس انہوں نے ایک مٹھی بھری تو وہ سرخ مٹی تھی۔ پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم اسے صرف اسی اسناد سے مروی جانتے ہیں' اور حسین بن عیسیٰ نے الحکم بن ابان سے ایسی احادیث بیان کی ہیں' جنہیں ہم دوسروں کے ہاں نہیں پاتے ہیں میں کہتا ہوں' یہ حسین بن عیسیٰ بن مسلم الحنفی ابوعبدالرحمٰن کوفی' سلیم قاری کا بھائی ہے۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ مجہول الحال ہے' وگرنہ اس سے سات آدمی روایت کرتے اور ابوزرعہ اسے منکرالحدیث کہتے ہیں' اور ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں اور الحکم بن ابان سے منکر احادیث روایت کی گئی ہیں' اور ابن حبان نے اسے ثقات میں بیان کیا ہے اور ابن عدی اسے قلیل الحدیث کہتے ہیں اور اس کی عام احادیث غریب ہوتی ہیں اور اس کی بعض احادیث منکرات بھی ہیں۔ اور بیہقی نے الحکم وغیرہ سے عن ابی الاحوص عن محمد بن الہیثم القاضی روایت کی ہے کہ محمد بن مصعب نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے عن ابی عمار شداد بن عبداللہ عن ام الفضل بنت الحارث ہم سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں

اور کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ میں نے آج شب ایک بھیانک خواب دیکھا ہے آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے اور میری گود میں رکھا گیا ہے' آپ نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا ہے' ان شاء اللہ یہ فاطمہؓ ایک بچہ جنے گی اور وہ تیری گود میں ہوگا' پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جنم دیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق میری گود میں آیا اور میں نے اسے آپ کی گود میں رکھ دیا' پھر میری توجہ کسی اور طرف ہوگئی کیا دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہیں' وہ بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا اے نبی اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت عنقریب میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی' میں نے کہا اس کو؟ فرمایا ہاں! اور وہ میرے پاس اس زمین کی سرخ مٹی بھی لایا ہے۔ اور امام احمد نے عن عفان عن وہیب عن ایوب عن صالح ابی الخلیل عبداللہ بن الحارث عن ام الفضل بھی روایت کیا ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے گھر یا میری گود میں آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو پڑا ہے' آپ نے فرمایا ان شاء اللہ فاطمہؓ کے ہاں بچہ پیدا ہوگا اور تو اس کی کفالت کرے گی' پس حضرت فاطمہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو جنم دیا اور اسے ام الفضل کو دے دیا اور انہوں نے اس کو اچھا دودھ پلایا' پس میں ایک روز حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر آپ کی زیارت کے لیے آئی' تو آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر اپنے سینے پر رکھا' تو انہوں نے پیشاب کر دیا اور پیشاب آپ کی چادر کو لگ گیا' تو میں نے غصے سے اپنے دونوں ہاتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کندھے پر مارے تو آپؐ نے فرمایا اللہ تیرا بھلا کرے' تو نے میرے بیٹے کو تکلیف پہنچائی ہے' فرمایا لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے بول پر پانی گرایا جاتا ہے۔ اور احمد نے اسے اسی طرح عن یحییٰ بن بکیر عن اسرائیل عن سماک' عن قابوس بن مخارق عن ام الفضل ہو بہو اس کی مانند روایت کیا ہے اور اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی پیشگوئی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ عمار بن ابی عمارہ بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نصف النہار میں قیلولہ کرنے والے کی طرح نیند میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پراگندہ مو اور غبار آلود ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے جس میں خون ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' یہ کیا ہے؟ فرمایا حسینؓ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے' پس میں مسلسل اس دن سے جستجو کرتا رہا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے اس دن کو شمار کیا اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ اسی دن قتل ہوئے ہیں۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۶۱ھ میں جمعہ کے روز عاشورہ کے دن قتل ہوئے اور آپ کی عمر ۵۴ سال ساڑھے چھ ماہ تھی۔ یہی بات لیث' ابوبکر بن عیاش الواقدی' خلیفہ بن خیاط ابومعشر اور کئی دوسرے لوگوں نے بیان کی ہے کہ آپ ۶۱ھ میں یوم عاشورہ کو قتل ہوئے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ ہفتہ کے روز قتل ہوئے' مگر پہلا قول اصح ہے۔

اور انہوں نے آپ کے قتل کے بارے میں بہت سی باتوں کے وقوع پذیر ہونے کا ذکر کیا ہے' مثلاً یہ کہ اس روز سورج کو گرہن لگا تھا' مگر یہ ضعیف قول ہے اور یہ کہ آسمان کے کناروں میں تبدیلی ہوگئی تھی' اور جو پتھر منقلب ہوتا اس کے نیچے خون پایا

جاتا' اور ان میں سے بعض نے اس بات کو بیت المقدس کے پتھروں سے مخصوص کیا ہے اور یہ کہ ورس[1] راکھ میں تبدیل ہو گئی اور گوشت حنظل کی طرح ہو گیا اور اس میں آگ بھی تھی وغیرہ وغیرہ ان میں سے بعض باتوں میں نکارت پائی جاتی ہے اور بعض میں احتمال پایا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے جو دنیا و آخرت میں سید ولد آدم تھے' مگر ان باتوں میں سے کسی بات کا وقوع نہ ہوا۔ اسی طرح آپ کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان میں سے کسی بات کا وقوع نہ ہوا۔ اور اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ محراب میں فجر کی نماز پڑھتے ہوئے شہید ہوئے' مگر ان میں سے کسی بات کا وقوع نہ ہوا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ان کے گھر میں محاصرہ ہوا اور اس کے بعد وہ شہید ہو گئے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نماز فجر کے بعد شہید ہوئے مگر ان میں سے کسی بات کا وقوع نہ ہوا۔ واللہ اعلم

اور حماد بن سلمہ نے عمار بن ابی عمارہ سے بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ انہوں نے جنات کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر نوحہ کرتے سنا' اور یہ صحیح بات ہے' اور شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہ آپ کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی اطلاع آئی تو آپ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔

اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا باعث یہ تھا کہ عراقیوں نے آپ کو خطوط لکھے اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے پاس آئیں تاکہ وہ ان کی بیعت خلافت کریں اور عوام کی طرف سے آپ کے پاس بکثرت متواتر خطوط آئے اور آپ کے عمزاد مسلم بن عقیل نے بھی آپ کو خط لکھا' اور جب عبید اللہ بن زیاد کو جو عراق میں یزید بن معاویہ کا نائب تھا' اس بات کا پتہ چلا تو اس نے مسلم بن عقیل کو قتل کرنے کے لیے آدمی بھیجا اور اس نے انہیں محل سے عوام کی طرف پھینک دیا' پس ان کے سرمایہ دار منتشر ہو گئے اور ان کا اتحاد جاتا رہا۔ دوسری طرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حجاز سے عراق کی طرف جانے کی تیاری کر لی اور جو کچھ ہو چکا تھا اس کا انہیں پتہ نہ چلا' پس وہ اپنے اہل اور اپنے اطاعت گزاروں کے ساتھ جو تقریباً تین سو آدمی تھے چل پڑے اور انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے' جن میں حضرت ابو سعید' حضرت جابر' حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم شامل تھے' اس بات سے روکا مگر انہوں نے ان کی نہ مانی' اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نہایت احسن رنگ میں انہیں اس بات سے روکا اور انہیں بتایا کہ جو کچھ وہ چاہتے ہیں وہ بات نہیں ہو گی' مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔

اور حافظ بیہقی نے یحییٰ بن سالم اسدی کی حدیث سے روایت کی ہے' اور ابوداؤد طیالسی نے اسے اپنے مسند میں ان سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شعبی کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ آئے' تو انہیں بتایا گیا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما' عراق کی طرف چلے گئے ہیں' تو وہ مدینہ سے دو یا تین راتوں کی مسافت پر انہیں جا ملے اور پوچھا' آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' عراق' اور ان کے پاس صحائف اور خطوط بھی تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے

---

[1] ورس ایک قسم کی گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتی ہے۔ (مترجم)

کہا ان کے پاس نہ جایئے' انہوں نے جواب دیا یہ ان کے خطوط اور بیعت ہے حضرت ابن عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تھا پس آپ نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا کو پسند نہ کیا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر ہیں' خدا کی قسم تم میں سے کبھی کوئی ایک آدمی بھی اس کے نزدیک نہ جاسکے گا' اور اس نے اسے تم سے اس شخص کی طرف نہیں پھیرا جو تم سے بہتر ہے' پس واپس چلے جاؤ' مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور کہا یہ ان کے خطوط اور بیعت ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور فرمایا کہ اے مقتول میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں' اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے جو بات سمجھی وہی وقوع پذیر ہوئی' کہ اہل بیت میں سے کوئی ایک شخص بھی آزادانہ طور پر خلافت پر متصرف نہیں ہوا اور نہ مکمل طور پر امارت حاصل کرسکا ہے۔ اور یہی بات حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بھی کہی کہ اہل بیت میں سے کبھی کوئی حکمران نہ ہوگا اور ان دونوں حضرات سے ابوصالح خلیل بن احمد بن عیسیٰ بن الشیخ نے اپنی کتاب الفتن والملاحم میں اسے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ مصر کے فاطمی خلفاء کے بارے میں اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ ادعیاء[1] تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے نہیں ہیں' نیز آپ کے لیے' آپ سے پہلے تین خلفاء کی طرح امارت بھی مکمل نہیں ہوئی اور نہ ہی تمام بلاد پر آپ کا ہاتھ وسیع ہوا' پھر آپ کے امور میں خرابی ہوگئی۔ اور آپ کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب اپنی فوجوں کے ساتھ آئے اور آپ اور اہل شام ایک دوسرے کے سامنے صف بند ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ ترکِ خلافت میں مفاد ہے تو آپ نے خدا کی رضامندی اور مسلمانوں کے خون کی صیانت کے لیے اسے چھوڑ دیا' اللہ آپ کو جزا دے اور آپ سے راضی ہو' مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ عراق جانے کا خیال چھوڑ دیں تو انہوں نے آپ کی مخالفت کی تو آپ نے انہیں الوداع کرتے ہوئے گلے لگایا اور کہا اے مقتول میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں' اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی فراست نے جو کچھ دیکھا تھا وہی وقوع میں آیا' پس جب انہوں نے جانے کی ٹھان لی تو عبیداللہ بن زیاد نے ان کی طرف ایک فوج بھیجی جس میں چار ہزار جوان تھے اور ان کا سالار عمرو بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھا' اور اس نے اس کام سے معافی مانگی' مگر اس نے اسے معافی نہ دی' پس طف میں کربلا کے مقام پر مڈبھیڑ ہوئی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب نے نرکل کے اگنے کی جگہ کی پناہ لی اور اسے اپنی پشت کی طرف رکھا اور ان کا سامنا کیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے تین باتوں میں سے ایک کے قبول کرنے کا مطالبہ کیا کہ یا تو وہ آپ کو چھوڑ دیں اور وہ جہاں سے آئے ہیں وہیں لوٹ جاتے ہیں' اور یا وہ کسی سرحد کی طرف چلے جاتے ہیں اور وہاں جنگ کرتے ہیں اور یا وہ آپ کو چھوڑ دیں تاکہ وہ یزید بن معاویہ کے پاس چلے جائیں اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں اور وہ آپ کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے' پس انہوں نے ان میں سے کسی ایک بات کے قبول کرنے سے بھی انکار کیا اور کہا کہ آپ کو عبیداللہ بن زیاد کے پاس ضرور جانا پڑے گا اور وہ آپ کے بارے میں رائے قائم کرے گا' پس آپ نے بھی اس کے پاس جانے سے انکار کیا اور اپنے

---

[1] ادعیاء' اس کا واحد الدعی ہے' الدعی ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف یا غیر قوم کی جانب منسوب کرے۔ (مترجم)

تحفظ میں ان سے جنگ کی اور انہوں نے آپ کو قتل کر دیا۔ رحمہ اللہ اور آپ کے سر کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ تو وہ اپنے ہاتھ کی چھڑی کو آپ کے دانتوں پر مارنے لگا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے اسے کہا ارے یہ کیا؟ اپنی چھڑی کو اٹھا لو میں نے بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کو ان دانتوں کو بوسہ دیتے دیکھا ہے' پھر عبید اللہ بن زیاد نے حکم دیا کہ آپ کے اہل کو اور آپ کے ساتھیوں کو یزید بن معاویہ کے پاس شام لے جایا جائے' کہتے ہیں کہ اس نے آپ کے سر کو ان کے ساتھ بھیجا تھا' اور جب اسے یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کسی کا یہ شعر پڑھا۔

''جو لوگ ہم پر گراں ہوتے ہیں ہم ان کی کھوپڑیاں توڑ دیتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے''۔

پھر اس نے انہیں مدینہ بھجوانے کا حکم دیا اور جب وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو بنو عبد المطلب کی ایک عورت بال کھولے ہوئے اور اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے روتی ہوئی انہیں ملی اور وہ یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

جب حضرت نبی ﷺ نے تم سے کہا کہ تم نے آخری امت ہوتے ہوئے' میرے فوت ہو جانے کے بعد میرے اہل اور میری اولاد سے کیا گیا کہ ان میں سے کچھ تو اسیر ہیں اور کچھ مقتول ہیں' جو خون میں لتھڑے ہوئے ہیں' جب میں نے تمہاری خیر خواہی کی تو یہ میری جزا نہیں کہ تم میرے رشتہ داروں کے بارے میں میرے برے جانشین ہو' اس بارے میں تم کیا کہتے ہو۔

جب ہم اس واقعہ تک پہنچیں گے تو ان شاء اللہ اسے مفصل طور پر بیان کریں گے۔ اور لوگوں نے آپ کے بہت سے مرثیے کہے ہیں' اور ان میں سے بہترین مرثیہ وہ ہے جسے ابو عبد اللہ الحاکم نیشاپوری نے بیان کیا ہے اور وہ شیعی خیالات رکھتا تھا۔

اے پسر دختر محمد ﷺ' وہ تیرے سر کو خون میں لپیٹ لائے ہیں' اے پسر دختر محمد ﷺ تیرے قتل کرنے سے انہوں نے قصداً رسول اللہ ﷺ کو قتل کیا ہے' انہوں نے تجھے پیاسا ہونے کی حالت میں قتل کیا ہے اور تیرے قتل کے بارے میں تنزیل و تاویل کا خیال نہیں کیا اور وہ تیرے قتل ہونے پر تکبیر کہتے ہیں' حالانکہ انہوں نے تیرے قتل کرنے سے تکبیر و تہلیل کو قتل کر دیا ہے۔

یزید کے زمانے میں ہونے والے معرکہ حرہ کے بارے میں پیشگوئی کا بیان:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن المنذر نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن فلیح نے اپنے باپ سے عن ایوب بن عبد الرحمن عن ایوب بن بشیر المعافری مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں نکلے اور جب حرہ زہرہ سے گزرے تو کھڑے ہو کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو آپ کے ساتھیوں کو یہ بات بری لگی اور انہوں نے خیال کیا کہ یہ ان کے سفر سے تعلق رکھنے والی کوئی بات ہے' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کیا بات دیکھی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' وہ بات تمہارے اس سفر سے تعلق نہیں رکھتی' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے صحابہؓ کے بعد میری امت کے بہترین آدمی اس حرہ میں قتل ہوں گے' یہ حدیث مرسل ہے۔

اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ وہب بن جریر کہتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ثور بن زید نے' عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت: ﴿وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا﴾ کی تفسیر ساٹھ سال کے سرے پر معلوم ہوگی' راوی بیان کرتا ہے کہ اہل شام کے بنی حارثہ کو اہل مدینہ پر

پڑھائی کے لیے لایا گیا' اور یہ اسناد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف صحیح ہے اور بہت سے علماء کے نزدیک صحابی کی تفسیر' مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور نعیم بن حماد کتاب الفتن والملاحم میں بیان کرتے ہیں کہ ابو عبدالصمد العمی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعمران الجونی نے عبداللہ بن الصامت سے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے ابوذر! تیرا کیا خیال ہے جب لوگ اس قدر قتل عام کریں کہ الزیت کے پتھر خون میں ڈوب جائیں تو تو کیا کرے گا؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا اپنے گھر میں داخل ہو جانا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا اگر وہ مجھ تک پہنچ جائے؟ فرمایا جس سے تو تعلق رکھتا ہے وہ اس تک آئے گا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا میں ہتھیار اٹھا لوں؟ فرمایا پھر تو تو ان کے ساتھ شامل ہو جائے گا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا کروں؟ فرمایا اگر تجھے خوف ہو کہ تلوار کی چمک تجھ پر غالب آ جائے گی تو اپنی چادر کا ایک ٹکڑا' اپنے منہ پر ڈال لینا' وہ تیرے اور اپنے گناہ کے ساتھ واپس لوٹے گا۔ اور امام احمد اسے اپنے مسند میں مرحوم ابن عبدالعزیز سے بحوالہ عمران الجونی روایت کیا ہے اور اسے طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ معرکہ حرہ کا سبب یہ ہے کہ اہل مدینہ کا ایک وفد یزید بن معاویہ کے پاس دمشق گیا تو اس نے ان کا اکرام کیا اور انہیں اچھی طرح عطیات دیئے' اور ان کے امیر عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کو تقریباً ایک لاکھ درہم دیئے' اور جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اپنے اپنے گھر والوں سے یزید کے برے کرتوتوں یعنی شراب نوشی کرنے اور اس کے بعد اس کے ان فواحش کا ذکر کیا جن میں سب سے بری بات نشہ کے باعث نماز کو وقت پر نہ پڑھنا تھا' پس انہوں نے اسے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے منبر نبوی کے پاس اسے معزول کر دیا اور جب یزید کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے مسلم بن عقبہ کی سرکردگی میں ان کے پاس ایک فوج بھیجی جسے سلف' مسرف بن عقبہ کا نام دیتے ہیں' پس جب وہ مدینہ آیا تو اس نے اسے تین دن تک مباح کر دیا اور اس نے ان ایام کے دوران بہت سے لوگوں کو قتل کیا' حتیٰ کہ مدینہ کے باشندوں میں سے کوئی ایک آدمی بھی بچ نہ سکا' اور بعض علمائے سلف کا خیال ہے کہ اس نے اس دوران میں ایک ہزار پلوٹھوں کو قتل کیا۔ واللہ اعلم

اور عبداللہ بن وہب بحوالہ حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ حرہ کے روز سات سو حافظ قرآن قتل ہوئے' میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ان میں تین سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ تھے' اور یہ واقعہ یزید کی خلافت میں ہوا۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن کثیر بن عفیر انصاری کو بیان کرتے سنا کہ حرہ کے روز عبداللہ بن یزید مازنی' معقل بن سلیمان الشجعی' معاذ بن الحارث القاری' اور عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر قتل ہو گئے۔

یعقوب بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے بحوالہ لیث ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حرہ کا معرکہ بدھ کے روز ہوا جبکہ ۶۳ھ کے حج میں تین دن باقی تھے۔

پھر مسرف بن عقبہ مکہ گیا تاکہ وہاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کرے کیونکہ انہوں نے یزید کی بیعت کرنے سے فرار اختیار کیا تھا' اس دوران میں یزید بن معاویہ کی وفات ہو گئی اور حجاز میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا معاملہ مضبوط ہو گیا' پھر انہوں نے عراق اور مصر کو بھی قابو کر لیا' اور یزید کے بعد اس کے بیٹے معاویہ بن یزید کی بیعت ہوئی اور وہ ایک

نیک آدمی تھا' مگر اس کی مدت طویل نہیں ہوئی' وہ چالیس روز زندہ رہا اور بعض کا قول ہے کہ بیس روز زندہ رہا پھر فوت ہو گیا' رحمہ اللہ اور مروان بن الحکم نے شام پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور وہ نو ماہ زندہ رہا پھر مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک خلیفہ بنا اور خلافت کے بارے میں عمرو بن سعید اشدق نے اس سے کشاکش کی' جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' یزید اور مروان کے زمانے میں مدینہ پر نائب مقرر تھا' پس جب مروان فوت ہو گیا تو اس نے خیال کیا کہ اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے عبدالملک کے لیے حکومت کی وصیت کی ہے' پس اس کا دل تنگ پڑ گیا اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی' اور جب دمشق میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی' تو اس نے اسے پکڑ لیا اور ۶۹ھ میں اسے قتل کر دیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۷۰ھ میں قتل کر دیا' اور عبدالملک کے حالات ٹھیک ہو گئے' حتیٰ کہ ۷۳ھ میں اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر بھی فتح حاصل کر لی اور انہیں حجاج بن یوسف نے مکہ کے طویل محاصرہ کے بعد عبدالملک کے حکم سے مکہ میں قتل کر دیا' چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حرم کی پناہ لی تھی اس لیے اس نے کعبہ پر منجنیق نصب کر دی اور مسلسل وہیں رہا یہاں تک کہ اس نے آپ کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے اپنے بعد اپنے چاروں بیٹوں' ولید' پھر سلیمان' پھر یزید اور پھر ہشام بن عبدالملک کے لیے وصیت کی۔ اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ اسود اور یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ کامل ابوالعلاء نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ضباعہ موذن جس کا نام مینا ہے' کے غلام ابو صالح سے سنا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستر کے سر سے اور بچوں کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگو' نیز فرمایا دنیا اس وقت تباہ ہو گی جب لئیم ابن لئیم ظاہر ہو گا۔

اور ترمذی نے ابی کامل کی حدیث سے ابو صالح سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عمر ساٹھ سال سے ستر سال تک ہے پھر امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے' اور امام احمد نے عفان اور عبدالصمد سے عن حماد بن سلمہ عن علی بن یزید روایت کی ہے کہ مجھے اس نے بتایا ہے' جس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ بنی امیہ کے سرکشوں میں سے ایک سرکش ضرور میرے اس منبر پر کائیں کائیں کرے گا (اور عبدالصمد نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ وہ ضرور چلائے گا) اور عبدالصمد نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حتیٰ کہ اس کی نکسیر پھوٹ پڑے گی۔

میں کہتا ہوں کہ علی بن یزید بن جدعان کی روایت میں غرابت و نکارت پائی جاتی ہے اور وہ شیعی خیالات رکھتا ہے اور اس عمرو بن سعید کو اشدق کہا جاتا ہے' جو مسلمانوں کے سادات و اشراف میں سے ہے (دنیا میں نہ کہ دین میں) اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت ہے' جن میں سے صحیح مسلم میں بحوالہ عثمان فصل طہور میں روایت کی گئی ہے۔ عثمان' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ان کے بیٹے یزید کے مدینہ میں نائب تھے۔ اس کی امارت مضبوط ہو گئی' حتیٰ کہ وہ عبدالملک بن مروان پر حملے کرنے لگا' پھر عبدالملک نے اس سے فریب کیا اور اس پر قابو پا کر ۶۹ھ یا ۷۰ھ میں اسے قتل کر دیا۔ واللہ اعلم

اور اس سے بہت اچھی روایتیں روایت کی گئی ہیں' جن میں سب سے اچھی بات یہ ہے کہ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے تینوں بیٹوں' عمرو' امیہ اور موسیٰ سے کہا کہ مجھ پر جو بوجھ ہے اس کو کون اٹھائے گا؟ تو جلدی سے اس کے بیٹے عمرو

نے کہا' اے ابا میں اٹھاؤں گا' اور آپ پر کیا بوجھ ہے؟ اس نے کہا تیس ہزار درہم' اس نے کہا بہت اچھا' پھر اس نے کہا اپنی بہنوں کا ہم پلہ لوگوں سے نکاح کرنا خواہ وہ جو کی روٹی کھائیں' اس نے کہا بہت اچھا' اس نے کہا کہ اگر میرے اصحاب میرے بعد میرے مرتبے کو ضائع کر دیں تو وہ میری نیکی کو ضائع نہیں کریں گے' اس نے کہا بہت اچھا' اس نے کہا اگر تو نے یہ بات کہی ہے تو میں اسے اس وقت سے تیرے چہرے کے شکنوں کو دیکھتا ہوں' جب تو اپنے گہوارے میں تھا۔

اور بیہقی نے عبداللہ بن صالح لیث کے کاتب کے طریق سے عن حرملہ بن عمران عن ابیہ عن یزید بن ابی حبیب بیان کیا ہے کہ اس نے اسے محمد بن یزید بن ابی زیاد ثقفی کے حوالے سے بیان کرتے سنا ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ جب قیس بن حرشہ اور کعب ہمراہی بن کر صفین پہنچے تو کعب الاحبار نے کھڑے ہو کر صفین میں ہونے والی مسلمانوں کی خونریزی کے متعلق اپنی بات شروع کی کہ اس کا ذکر وہ تورات میں پاتے ہیں' اور قیس بن حرشہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ اس نے اس شرط پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ وہ سچ بولے گا' آپ نے فرمایا اے قیس! ہوسکتا ہے کہ زمانہ تجھے تکلیف دے یہاں تک کہ میرے بعد تجھے وہ لوگ پچھاڑ دیں جن کے ساتھ تو سچ نہ بول سکے' تو اس نے کہا خدا کی قسم میں جس بات پر آپ کی بیعت کروں گا اسے پورا کروں گا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پھر تجھے کوئی انسان نقصان نہ پہنچا سکے گا' پس قیس' عبیداللہ بن زیاد بن ابی سفیان کے زمانے تک پہنچا اور کسی بات کے بارے میں عبیداللہ اس سے ناراض ہو گیا اور اسے بلا بھیجا اور کہنے لگا' تیرا خیال ہے کہ تجھے کوئی انسان نقصان نہیں پہنچا سکتا؟ اس نے کہا ہاں' اس نے کہا تجھے آج ہی پتہ چل جائے گا کہ تو نے جھوٹ بولا ہے' سزا دینے والے کو میرے پاس لاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ اس موقع پر قیس نیچے جھکا اور فوت ہو گیا۔

دوسرا معجزہ:

بیہقی نے الدراوردی کے طریق سے ثور بن یزید سے بحوالہ موسیٰ بن میسرہ روایت کی ہے کہ بنی عبداللہ کا ایک آدمی مکہ کے ایک راستے میں اس کے ساتھ چلا اور کہنے لگا کہ عباس بن عبدالمطلب نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کسی کام کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تو اس نے ایک شخص کو آپ کے پاس دیکھا تو واپس آ گیا' اور اس آدمی کے مرتبے کی وجہ سے آپ سے بات نہ کی' پس حضرت عباس رسول اللہ ﷺ سے ملے اور آپ کو اس کے متعلق اطلاع دی' تو آپ نے فرمایا' اور اس نے اسے دیکھا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ کون شخص تھا؟ وہ جبریل تھے اور عبداللہ اس وقت مریں گے جب ان کی نظر جاتی رہے گی اور انہیں علم دیا جائے گا' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ۶۸ھ میں نابینا ہونے کے بعد فوت ہوئے۔

اور بیہقی نے معتمر بن سلیمان کی حدیث سے روایت کی ہے کہ سبابہ بنت یزید سے عن خمارہ عن انیسہ بنت زید بن ارقم عن ابیہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت زید کی بیماری میں ان کی عیادت کو گئے' تو فرمایا کہ بیماری کی وجہ سے تمہیں کچھ خوف نہیں ہوگا' لیکن اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی' جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور نابینا ہو جاؤ گے؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا تب میں ثواب کی امید رکھوں گا' اور صبر کروں گا' فرمایا پھر تو بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ اندھے ہو گئے' پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بصارت دی' پھر وہ فوت ہو گئے۔

باب:

قیامت سے قبل تیس دجال

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے' اور مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت سے قبل تیس کذاب دجال ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو نبی خیال کرے گا۔ اور بیہقی نے عن المالینی عن ابی عدی عن ابی یعلیٰ موصلی بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن الحسن اسدی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے ابواسحاق سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب تیس دجال ظاہر ہوں گے' جن میں سے مسیلمہ' عنسی اور مختار ہیں اور عرب کے بڑے قبائل بنوامیہ' بنوحنیفہ' اور ثقیف ہیں' ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن الحسن کی افراد احادیث ہیں اور ثقات نے اس سے روایت کی ہے اور میں اس سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مختار کے بارے میں اس کی حدیث کے صحیح شواہد موجود ہیں' پھر انہوں نے ابوداؤد طیالسی کے طریق سے بیان کیا ہے کہ اسود بن شیبان نے عن ابی نوفل عن ابی عقرب عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حجاج بن یوسف سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ہوگا' پس کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور بربادی افگن میرے خیال میں تو ہی ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مسلم نے اسے اسود بن شیبان کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے اس کے طرق اور الفاظ اپنے مقام پر عنقریب بیان ہوں گے۔ اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ الحاکم اور ابوسعید نے عن الاصم عن الدراوردی عن عبیداللہ بن زہیر الحمیدی ہمیں بتایا کہ سفیان بن عیینہ نے ابوالخیل سے بحوالہ اس کی ماں کے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کیا تو حجاج حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری ماں امیر المومنین نے مجھے آپ کے بارے میں وصیت کی ہے' کیا آپ کو کوئی ضرورت ہے؟ حضرت اسماءؓ نے جواب دیا' میں تمہاری ماں نہیں ہوں بلکہ میں گھاٹی کے اوپر مصلوب ہونے والے کی ماں ہوں اور مجھے کوئی ضرورت بھی نہیں ہے' لیکن میں تجھے ایک حدیث سنانے کی منتظر ہوں جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ ثقیف سے ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ظاہر ہوگا' پس کذاب تو ہم نے دیکھ لیا اور بربادی افگن تو ہے' حجاج نے کہا میں منافقین کو برباد کرنے والا ہوں۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شریک نے ابوعلوان عبداللہ بن عصمۃ بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ بلاشبہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ہے اور مختار بن ابی عبید کذاب کے متعلق جو عراق پر نائب مقرر تھا۔ متواتر حدیث بیان ہوئی ہے' وہ اپنے آپ کو نبی خیال کرتا تھا' اور یہ کہ جبریل وحی لے کر اس کے پاس آتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جو مختار کی بہن کے خاوند اور اس کے مخلص دوست تھے' سے پوچھا گیا' کہ مختار کا خیال ہے کہ اس کے پاس وحی آتی ہے' آپ نے فرمایا وہ ٹھیک کہتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں)

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ قرۃ بن خالد نے عبدالملک بن عمیر نے بحوالہ رفاعہ بن شداد ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مختار کذاب کے ساتھ چپکا رہتا تھا' ایک روز میں اس کے پاس گیا تو وہ کہنے لگا' تو داخل ہوا تو تجھ سے پہلے جبریل اس کرسی سے اٹھا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں اسے مارنے کے لیے تلوار کے دستے کی طرف جھکا تو مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو مجھ سے عمرو بن الحق خزاعی نے بیان کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی شخص کو اس کے خون کی امان دے پھر اسے قتل کر دے تو قیامت کے روز اس کے لیے خیانت کا جھنڈا بلند کیا جائے گا' پس میں اس کے قتل سے رُک گیا' اور اسباط بن نصر' زائدہ اور ثوری نے اسماعیل السدی سے بحوالہ رفاعہ شداد القبانی اسے روایت کیا ہے اور اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے مجالد سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل بصرہ کی فخریہ باتیں بیان کیں اور انہیں اہل کوفہ پر فوقیت دی اور احنف خاموش رہا اور کوئی بات نہ کی' پس جب اس نے مجھے دیکھا کہ میں نے انہیں فوقیت دی ہے تو اس نے اپنے ایک غلام کو میرے پاس بھیجا اور وہ ایک خط لے کر آیا اور کہنے لگا اسے پڑھیے' میں نے اسے پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔ مختار کی طرف سے جو قسم کھا کر بیان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ احنف بیان کرتا ہے کہ ہم میں اس کی مثل کہاں ہو سکتا ہے' اور حجاج کے متعلق پہلے حدیث بیان ہو چکی ہے کہ وہی ثقیف کا برباد کن افگن جوان ہے۔ اور عنقریب جب ہم اس کے زمانے تک پہنچیں گے تو اس کے حالات بیان کریں گے' وہ عراق میں عبدالملک بن مروان اور پھر اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کا نائب تھا' اور وہ سرکش ملوک میں سے تھا' اس کے علاوہ اس میں سخاوت اور فصاحت کے اوصاف بھی پائے جاتے تھے' جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ الحاکم نے بحوالہ ابونصر ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن سعید الدارمی نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن صالح نے شریح بن عبید سے بحوالہ ابوعذبہ اسے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو آ کر بتایا کہ اہل عراق نے اپنے امیر کو سنگریزے مارے ہیں پس آپ غصے کی حالت میں نکلے اور ہمیں نماز پڑھائی تو اس میں بھول گئے' اور لوگ سبحان اللہ' سبحان اللہ کہنے لگے' جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' اہل شام میں سے یہاں کون ہے تو ایک شخص کھڑا ہوا' پھر دوسرا کھڑا ہوا پھر تیسرے یا چوتھے نمبر پر میں کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا اے اہل شام' اہل عراق کے لیے تیاری کرو بلاشبہ شیطان نے ان میں انڈے بچے دے دیئے ہیں۔ اے اللہ انہوں نے میرے لیے دشواری پیدا کر دی ہے' پس تو ان پر ثقفی جوان کے ذریعے دشواری پیدا کر دے جو ان میں اہل جاہلیت کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے اور ان کے محسن کی بات کو قبول نہ کرے اور نہ ان کے خطا کار سے درگزر کرے۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن لہیعہ نے بھی مجھے اسی قسم کی بات سنائی تھی' وہ بیان کرتے ہیں کہ اسی دن حجاج پیدا ہوا' اور اسی طرح الدارمی نے اسے عن ابی الیمان عن جریر بن عثمان عن عبدالرحمٰن بن میسرہ عن ابی عذبہ الحمصی عن عمر روایت کیا ہے اور اسی

کی مانند بات بیان کی ہے ابوالیمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہو گیا تھا کہ حجاج اب لامحالہ ظاہر ہونے ہی والا ہے' پس جب انہوں نے آپ کو ناراض کیا تو آپ نے ان کے لیے جلد عقوبت کی دعا مانگی۔

میں کہتا ہوں اگر یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے تو قبل ازیں ایک دوسرے آدمی سے اس کا شاہد بیان ہو چکا ہے اور اگر تحدیث سے بیان کی ہے تو ولی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہے' عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان نے مالک بن دینار سے بحوالہ حسن ہمیں بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ سے کہا۔ اے اللہ جس طرح تو نے انہیں امین بنایا ہے اور انہوں نے مجھ سے خیانت کی ہے اور میں نے ان کی خیر خواہی کی ہے اور انہوں نے مجھ سے دھوکہ بازی کی ہے' پس تو ان پر ثقیف کا دراز دامن اور جھکنے والا جوان مسلط کر دے جو ان کی سبزی کو کھا جائے اور ان کی کھال کو پہن لے اور ان میں جاہلیت کے حکم کے مطابق فیصلے کرے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حسن فوت ہو گئے اور ابھی اللہ نے حجاج کو پیدا نہیں کیا تھا' یہ حدیث منقطع ہے' اور اسی طرح بیہقی نے اسے معتمر بن سلیمان کی حدیث سے عن ابیہ عن ایوب عن مالک بن اوس بن الحدثان عن علی بن ابی طالب روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ دراز دامن نوجوان' کوفہ اور بصرہ کا امیر ہے جو ان کی سبزی کھا جاتا ہے اور ان کی کھال پہنتا ہے اور وہاں کے باشندوں کے اشراف کو قتل کرتا ہے' جس سے وہ ہڈی' جس کا گوشت اتار لیا گیا ہو' مضبوط ہو جاتی ہے اور اس سے بے خوابی بڑھ جاتی ہے۔ اور اللہ اسے آپ کے پیروکاروں پر مسلط کرے گا۔ اور آپ کے بارے میں یزید بن ہارون کی ایک حدیث ہے کہ العوام بن حوشب نے ہمیں بتایا کہ حبیب بن ابی ثابت نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تو ثقیف کے جوان کو پائے بغیر نہیں مرے گا' آپ سے دریافت کیا گیا یا امیر المومنین ثقیف کا نوجوان کیا ہے؟ فرمایا اسے قیامت کے روز کہا جائے گا' کہ جہنم کے گوشوں میں سے ایک گوشے میں ہمیں ایک شخص کفایت کرے گا' جس نے بیس یا بیس سے چند سال زیادہ حکومت کی اور اس نے خدا کی خاطر کسی گناہ کو نہ چھوڑا' اور اس کا ارتکاب کیا حتیٰ کہ اگر ایک گناہ باقی رہ جاتا اور اس شخص کے اور اس گناہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہوتا تو وہ اسے توڑ کر بھی اس کا ارتکاب کرتا' وہ اپنی اطاعت کرنے والے کو نافرمانی کرنے والے سے فتنہ میں ڈالتا' یہ حدیث معضل ہے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی مروی ہونے کی صحت کے بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

امام بیہقی عن الحاکم عن الحسین بن الحسن بن ایوب عن ابی حاتم رازی عن عبداللہ بن یوسف التنیسی بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن یحییٰ غسانی نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا ہے کہ اگر ہر امت اپنے اپنے خبیث لائے اور ہم حجاج کو لائیں تو ہم ان پر غالب آ جائیں گے' ابوبکر بن عیاش' عن عاصم عن ابی النجود بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی کوئی ایسی حرمت باقی نہیں جس کی حجاج نے بے حرمتی نہ کی ہو' اور عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ ابن طاؤس بیان کیا ہے کہ جب ان کے باپ کو حجاج کی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ کی تلاوت کی۔

میں کہتا ہوں کہ حجاج کی وفات ۹۵ھ میں ہوئی۔

تارجِ بنی امیہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی حکومت کی طرف اشارۂ نبویؐ:

قبل ازیں ابوادریس خولانی کی حدیث بحوالہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان ہو چکی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے؟ فرمایا ہاں' میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہے' فرمایا ہاں اور اس میں دخن ہوگا' میں نے پوچھا اس کا دخن کیا ہے؟ فرمایا وہ میری سنت کے بغیر عمل کریں گے اور میری ہدایت کے بغیر ہدایت دیں گے اور ان میں سے جاننے والے اور نہ جاننے والے ہوں گے۔ (الحدیث)

امام بیہقی اور دوسرے لوگوں نے اس دوسری حدیث کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے پر محمول کیا ہے اور الحاکم نے عن الاصم عن العباس بن الولید بن مرثد عن ابیہ روایت کی گئی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اوزاعی سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تفسیر پوچھی گئی' جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس شر کے متعلق پوچھا ہے جو اس خیر کے بعد ہوگا تو اوزاعی نے کہا کہ یہ وہ ارتداد ہے' جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا تھا' اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سوال میں یہ بات بھی ہے کہ کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا ہاں اور اس میں دخن ہوگا' اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ خیر سے مراد جماعت ہے اور ان کے حکمرانوں میں سے بعض آپ کی سیرت کو جانتے ہوں گے اور بعض آپ کی سیرت کے منکر ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے کہ جب تک وہ نماز پڑھیں' رسول اللہ ﷺ نے ان سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں دی۔

اور ابوداؤد طیالسی نے عن داؤد واسطی جو ثقہ ہے عن حبیب بن سالم عن حذیفہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک اللہ چاہے گا تم نبوت کے اندر رہو گے' پھر جب وہ اسے اٹھانا چاہے گا اسے اٹھا لے گا' پھر منہاج نبوت پر خلافت ہوگی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ یزید بن نعمان کے ساتھ آئے اور میں نے انہیں حدیث کو یاد دلاتے ہوئے خط لکھا اور انہیں یہ بھی لکھا کہ مجھے امید ہے کہ خیر کے بعد آپ امیر المومنین ہوں گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یزید نے خط لے کر' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور متعجب ہوئے۔

اور نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ روح بن عبادہ نے سعید بن ابی عروبہ سے بحوالہ قتادہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی آپ کے پاس تھے تو آپ نے مجھے فرمایا نزدیک ہو جاؤ' میں نزدیک ہوا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا تو آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا تم عنقریب اس امت کی حکومت سنبھالو گے اور ان میں عدل کرو گے اور ابھی ان شاء اللہ آخری حدیث میں بیان ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے فائدہ کے لیے ہر سو سال کے سر پر اس کے دین کی تجدید کرنے والا بھیجے گا' اور بہت سے ائمہ نے کہا ہے کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں کیونکہ آپ ۱۰۱ھ میں حکمران بنے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ الحاکم نے ہمیں بتایا کہ ابوحامد احمد بن علی المقری نے ہمیں خبر دی کہ ابوعیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عفان بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عبدالحمید لاحق نے عن جویریہ بن اسماء عن نافع عن ابن عمر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری اولاد میں

سے ایک شخص ہوگا جس کے چہرے پر شین ہوگا' وہ حکمران بن کر زمین کو عدل سے بھر دے گا' نافع اپنی طرف سے بیان کرتے ہیں کہ میرے خیال میں وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں۔ اور ابونعیم نے اسے بحوالہ عثمان بن عبدالحمید روایت کیا ہے اور یہ حضرت ابن عمر سے کئی طرق سے مروی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے وہ کون ہے جس کے چہرے پر علامت ہوگی اور وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا' اور اسے عبدالرحمٰن بن حرملہ سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے' اور یہ بات آپ کی ولایت وولادت سے پہلے ہی پوری طرح مشہور تھی کہ بنی امیہ میں سے ایک شخص حکمران ہوگا' جسے بنی مروان کا زخمی سر والا کہا جائے گا' اور آپ کی والدہ اروی بنت عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں اور آپ کا باپ عبدالعزیز بن مروان تھا' جو مصر میں اپنے بھائی عبدالملک کا نائب تھا اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اکرام کیا کرتا تھا' ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنے باپ کے اصطبل میں گئے اور آپ چھوٹی عمر کے ہی تھے کہ گھوڑے نے آپ کو لات ماری اور آپ کی پیشانی میں زخم ہو گیا اور آپ کے والد پیشانی سے خون پونچھتے جاتے اور کہتے جاتے کہ اگر تو بنی مروان کا زخمی سر والا ہوا تو تو نیک بخت ہوگا' اور لوگ کہا کرتے تھے کہ زخمی سر والا اور ناقص' بنی مروان میں سے سب سے زیادہ عادل ہوں گے۔ پس زخمی سر والے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں اور ناقص یزید بن الولید بن عبدالملک ہے' جس کے متعلق شاعر کہتا ہے کہ۔

''میں نے یزید بن ولید کو بابرکت پایا ہے اور خلافت کے بوجھ سے وہ بڑا صاحب جاہ وجلال ہے''۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، سلیمان بن عبدالملک کے اڑھائی سال بعد حکمران بنے اور انہوں نے زمین کو عدل سے بھر دیا اور مال کو پانی کی طرح بہایا' حتیٰ کہ آدمی کو یہ بات پریشان کرتی تھی' کہ وہ اپنا صدقہ کس کو دے اور بیہقی نے عدی بن حاتم کی متقدم الذکر حدیث کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے پر محمول کیا ہے' مگر میرے نزدیک اس میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور بیہقی نے اسماعیل بن ابی اویس کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ابومعن انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ اسید نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مکہ جاتے ہوئے ایک جنگل سے گزرے تو آپ نے ایک مردہ سانپ دیکھا اور فرمایا مجھے کدال دو' لوگوں نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے ہم آپ کو کفایت کریں گے آپ نے فرمایا نہیں' پھر آپ نے سانپ کو پکڑا' پھر اسے ایک دھجی میں لپیٹا اور اسے دفن کیا تو اچانک ہاتف نے آواز دی کہ اے سرق تجھ پر اللہ کی رحمت ہو' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے' تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک جن ہوں اور یہ سرق ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے والوں میں سے میرے اور اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اے سرق تو جنگل میں فوت ہوگا اور میری امت کا بہترین آدمی تجھے دفن کرے گا' اور یہ روایت ایک اور طریق سے بھی مروی ہے' جس میں ہے کہ وہ نو شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی اور اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسے حلف دیا اور جب اس نے حلف اٹھایا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ رو پڑے۔ اور بیہقی نے اسے ترجیح دی ہے اور اسے حسن قرار دیا

ہے ۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

بیہقی نے عمار ہشام بن عمار وغیرہ کی حدیث سے عن الولید بن اسلم عن مروان بن سالم البرقانی عن الاحوص بن حکیم عن خالد بن معدان عن عبادة بن الصامت روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا' جسے وہب کہا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے حکمت عطا کرے گا' اور ایک اور شخص ہوگا جسے غیلان کہا جائے گا' وہ میری امت کے لیے ابلیس سے بھی زیادہ ضرررساں ہوگا' اور یہ حدیث صحیح نہیں' کیونکہ یہ مروان بن سالم متروک ہے اور اسی کے ذریعے ولید کو حدیث پہنچی ہے۔

ابن لہیعہ نے موسیٰ بن وردان سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان' شام میں کوے کی طرح کائیں کائیں کرے گا اور ان کے دو تہائی' قدر کی تکذیب کریں گے' اس میں اور اس قسم کی احادیث میں غیلان کی طرف اور شام میں اس کے باعث جو قدر کی تکذیب ہوئی' حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا' اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

محمد بن کعب القرظی اور اس کے تفسیر قرآن جاننے اور حفظ کرنے کی طرف اشارہ:

حرملہ بحوالہ ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ ابوصخر نے عن عبداللہ بن مغیث عن ابی بردة الظفری عن ابیہ عن جدہ مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا کہ دو کاہنوں میں ایک آدمی ظاہر ہوگا جس نے قرآن کو اس طرح یاد کیا ہے کہ اس کے بعد کوئی شخص اسے اس طرح یاد نہ کرے گا' اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن اسماعیل القاضی روایت کی ہے کہ ابو ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالجبار بن عمر نے بحوالہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کاہنوں میں ایک آدمی ظاہر ہوگا جو قرآن کو اس طرح یاد کرے گا کہ اس کے سوا کوئی دوسرا اسے اس طرح یاد نہیں کرے گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں کے خیال میں وہ محمد بن کعب القرظی ہیں اور ابو ثابت کہتے ہیں کہ دو کاہنوں سے مراد قریظہ اور نضیر ہیں' اور اسے ایک اور طریق سے مرسل روایت کیا گیا ہے کہ دو کاہنوں میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا' جو سب لوگوں سے بڑھ کر کتاب اللہ کا علم رکھتا ہوگا۔ اور عون بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن کعب سے بڑھ کر تفسیر قرآن جاننے والا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

سو سال کے بعد آپ کی صدی ختم ہونے کی پیشگوئی:

صحیحین میں زہری کی حدیث سے عن سالم و ابی بکر بن سلیمان ابی خیثمہ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی عمر کے آخر میں ایک شب ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی اور جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا' میں تمہیں اس شب کے متعلق بتاؤں کہ اس سے ایک سو سال تک جو لوگ آج زمین پر موجود ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بات سے لوگوں کا خیال ان احادیث کی طرف گیا جو لوگ سو سال کے متعلق بیان کرتے ہیں' اور آپ کی مراد یہ ہے کہ یہ صدی ختم ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے رسول

اللہ ﷺ نے اپنی صدی کا ختم ہونا مراد لیا ہے۔

اور صحیح مسلم میں ابن جریج کی حدیث میں ہے کہ ابوزبیر نے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت جابر بن عبداللہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی موت سے ایک ماہ قبل بیان کرتے سنا کہ وہ قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں اور اس کا علم صرف اللہ کو ہے اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ آج روئے زمین پر جو بھی نوزائیدہ نفس موجود ہے وہ سو سال تک ہلاک ہو جائے گا' اس حدیث اور اس کی امثال سے ائمہ نے یہ حجت پکڑی ہے کہ حضرت خضراب موجود نہیں ہیں' جیسا کہ قصص الانبیاء میں قبل ازیں ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور یہ حدیث اس امر پر نص ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق زمین کے تمام زندہ لوگ سو سال پورا ہونے تک مر جائیں گے' اور ہو بہو ایسے ہی وقوع میں آیا' ہمیں آپ کے کسی ایک صحابی کے متعلق معلوم نہیں کہ اس نے اس مدت سے تجاوز کیا ہو' اور اسی طرح سب لوگوں کا حال ہے پھر بعض علماء نے ہر سو سال کے لیے اس حکم کو ایک عام حکم قرار دیا ہے اور حدیث میں اس سے کوئی تعرض نہیں پایا جاتا۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

محمد بن عمر الواقدی کا بیان ہے کہ شریح بن یزید نے عن ابراہیم بن محمد بن زیاد الالہانی عن ابیہ عن عبداللہ بن بسر مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا' یہ جوان ایک صدی تک زندہ رہے گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ایک سو سال تک زندہ رہا' اور بخاری نے اسے تاریخ میں بحوالہ ابوحیوۃ شریح بن یزید روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے' واقدی کا بیان ہے کہ دوسروں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس کے چہرے پر ایک مسہ تھا' آپ نے فرمایا یہ اس وقت مرے گا جب یہ مسہ اس کے چہرے سے ختم ہو جائے گا' پس وہ اپنے چہرے سے مسہ ختم ہونے تک نہیں مرا' یہ اسناد سنن کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن محمد بن المؤمل بن الحسن بن عیسیٰ عن الفضل بن محرز الشعرانی روایت کیا ہے کہ حیوۃ بن شریح نے عن ابراہیم بن محمد بن زیاد الالہانی عن ابیہ عن عبداللہ بن بسر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ یہ جوان' ایک صدی تک زندہ رہے گا' پس وہ ایک سو سال تک زندہ رہا' واقدی اور کئی دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن بسر نے ۹۴ سال کی عمر میں ۸۸ھ میں حمص میں وفات پائی ہے اور وہ شام میں رہنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم سے آخری شخص تھے۔

ولید بن یزید کے متعلق شدید وعید کی پیشگوئی نہ کہ ولید بن عبدالملک کے متعلق:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ محمد بن خالد بن العباس السکسکی نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعمرو اوزاعی نے ابن شہاب سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ام سلمہ[1] رضی اللہ عنہا سے میرے ایک بھائی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا' جس کا نام انہوں نے ولید رکھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے فراعنہ کے ناموں پر

---

[1] التیموریہ میں ام سلیم ہے۔

نام رکھنے لگ پڑے ہو' بلاشبہ عنقریب اس امت میں ایک شخص ہوگا' جس کو ولید کہا جائے گا وہ میری امت کے لیے فرعون سے بھی زیادہ ضرر رساں ہوگا' ابوعمر اوزاعی بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ ولید بن عبدالملک ہے' پھر ہمیں معلوم ہوا کہ وہ ولید بن یزید ہے اس لیے کہ لوگ اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑے حتیٰ کہ انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر کے اسے قتل کر دیا اور امت کے لیے فتنہ وفساد کی راہ کھل گئی اور بیہقی نے اسے الحاکم وغیرہ سے عن الاصم عن سعید بن عثمان تنوخی عن بشر بن بکر عن الاوزاعی عن زہری عن سعید روایت کیا ہے' انہوں نے اس کا ذکر کیا ہے مگر اوزاعی کے قول کا ذکر نہیں کیا' پھر بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل حسن ہے' اور نعیم بن حماد نے اسے ولید بن مسلم سے روایت کیا ہے' اور ان کے نزدیک زہری نے کہا کہ اگر ولید بن یزید خلیفہ بنا تو وہ وہی ہے' وگرنہ وہ ولید بن عبدالملک ہے' اور نعیم بن حماد بیان کرتے کہ ہشیم نے ابوحمزہ سے بحوالہ حسن ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ عنقریب ایک ولید نامی شخص ہوگا جس سے جہنم کا ایک جز اور اس کا ایک گوشہ پر کیا جائے گا' یہ حدیث بھی اسی طرح مرسل ہے۔

ایک اور حدیث:

سلیمان بن بلال عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنوابی العاص چالیس آدمی ہو جائیں گے تو وہ اپنے دین کو خرابی اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو مشہوری کا ذریعہ بنا لیں گے' بیہقی نے اسے اپنی حدیث سے روایت کیا ہے' اور نعیم بن حماد کہتے ہیں کہ بقیہ بن الولید اور عبدالقدوس نے عن ابی بکر بن ابی مریم عن راشد بن سعد عن ابی ذر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا کہ جب بنو امیہ چالیس تک پہنچ جائیں گے تو اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو عطیہ اور اللہ کی کتاب کو خرابی کا ذریعہ بنالیں گے' یہ حدیث راشد بن سعد اور ابوذر کے درمیان منقطع ہے۔ اور اسحاق بن راہویہ بیان کرتے ہیں کہ جریر نے عن اعمش عن عطیہ عن ابی ذر ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنوابی العاص جب تیس آدمی ہو جائیں گے تو اللہ کے دین کو خرابی اور اللہ کے مال کو مشہوری کا ذریعہ اور اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے' اور احمد نے اسے عثمان بن ابی شیبہ سے بحوالہ جریر روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ بسام محمد بن غالب نے ہم سے بیان کیا کہ کامل بن طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے بحوالہ ابن قبیل ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے اسے بتایا کہ وہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' کہ مروان نے ان کے پاس جا کر اپنی ضرورت کے متعلق گفتگو کی اور کہا یا امیرالمومنین میری ضرورت پوری کیجیے' خدا کی قسم میرا خرچ بڑا ہے اور میں دس کا باپ دس کا چچا اور دس کا بھائی ہوں' پس جب مروان چلا گیا' اور حضرت ابن عباس' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تخت پر بیٹھے تھے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' اے ابن عباس رضی اللہ عنہما میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب بنوالحکم تیس آدمی ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے مال کو آپس میں مشہوری کا ذریعہ اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کی کتاب کو خرابی کا ذریعہ بنالیں گے' اور جس ۴۹۷ ہو جائیں گے تو ان کی ہلاکت پھل کے چبانے سے بھی زیادہ سریع ہوگی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' خدا کی

قسم بے شک۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مروان نے اپنی ضرورت کا ذکر کیا تو مروان نے عبدالملک کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور اس نے ان سے اس کی ضرورت کے متعلق گفتگو کی اور جب عبدالملک چلا گیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کا ذکر کیا اور فرمایا' چار سرکشوں کا باپ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا خدا کی قسم بے شک۔

ابواحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی بیان کرتے ہیں' کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید کے بھائی سعد بن زید نے عن علی بن الحکم البنانی عن ابی الحسن عن عمرو بن مرہ ہم سے بیان کیا اور اسے اس کی صحبت حاصل تھی' وہ بیان کرتا ہے کہ الحکم بن ابی العاص' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لینے آیا تو آپ نے اس کی گفتگو کو پہچان لیا اور فرمایا اسے اجازت دو' یہ سانپ ہے یا سانپ کا بچہ ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

اور جو اس کی صلب میں نکلے گا اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے سوائے مومنین کے مگر وہ تھوڑے ہی ہیں' یہ دنیا میں خوشحال اور آخرت میں ذلیل ہوں گے' فریب کار اور دھوکے باز ہوں گے انہیں دنیا میں دیا جائے گا اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ الدارمی بیان کرتے ہیں کہ یہ ابوالحسن حمصی ہے۔ اور نعیم بن حماد نے الفتن والملاحم میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن مروان المروانی نے ابوبکر بن ابومریم سے بحوالہ راشد بن سعد ہم سے بیان کیا کہ جب مروان بن الحکم پیدا ہوا تو اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا تاکہ آپ اس کے لیے دعا کریں تو آپ نے دعا کرنے سے انکار کر دیا' پھر فرمایا ابن الزرقا' میری امت کی ہلاکت اس کے ہاتھوں اور اس کی اولاد کے ہاتھوں ہوگی اور یہ حدیث مرسل ہے۔

بنوامیہ کے خلفاء کے متعلق مجموعی پیشگوئی:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ احمد بن محمد ابومحمد الزرقی نے ہم سے بیان کیا کہ زنگی یعنی مسلم بن خالد نے عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں بنی الحکم یا بنی ابی العاص کو دیکھا کہ وہ میرے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک پوری طرح ہنستے نہیں دیکھا' اور ثوری' علی بن زید بن جدعان سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ بیان کرتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کو اپنے منابر پر دیکھا تو اس بات نے آپ کو تکلیف دی تو اللہ نے آپ کی طرف وحی کی کہ یہ تو صرف انہیں دنیا دی گئی ہے' تو اس سے آپ کو راحت حاصل ہوئی اور وہ بات یہ ہے کہ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ یعنی لوگوں کے لیے آزمائش ہے' علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے' اور اسی طرح حدیث بھی مرسل ہے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ قاسم بن فضل الحدائی نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف بن مازن الراسبی نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسنؓ کے حضرت معاویہؓ کے بیعت کرنے کے بعد ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا اے مومنین کو روسیاہ کرنے والے' تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے مجھے ملامت نہ کر' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کو ایک ایک کر کے اپنے منبر پر خطبہ دیتے دیکھا ہے' پس اس بات نے آپ کو تکلیف دی تو یہ آیت (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ)

نازل ہوئی' کوثر جنت میں ایک نہر ہے اور یہ آیت: (اِنَّا اَنزَلنَاهُ فِیْ لَیلَةِ القَدرِ، وَ مَا اَدرٰکَ مَا لَیلَةُ القَدرِ، لَیلَةُ القَدرِ خَیرٌ مِّنْ اَلفِ شَهرٍ) بنی امیہ کی حکومت کے متعلق نازل ہوئی۔ قاسم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس کا حساب کیا تو وہ ایک دن کی کمی بیشی کے بغیر ایک ہزار ماہ تھا۔ اور ترمذی' ابن جریر طبری اور حاکم نے اپنے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل النبوت میں اسے روایت کیا ہے' ان سب نے قاسم بن الفضل الحذا کی حدیث سے روایت کی ہے اور یحییٰ بن سعید القطان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے' اور ابن مہدی نے یوسف بن سعد سے روایت کی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یوسف بن مازن الراسبی سے کی ہے' اور ایک روایت میں ابن جریر عیسیٰ بن مازن ہے' ترمذی نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک مجہول آدمی ہے اور ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں' اور ترمذی کا یہ قول کہ یہ یوسف مجہول ہے' ایک مشکل قول ہے' بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مراد مجہول الحال ہے' بلاشبہ اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے' جس میں حماد بن سلمۃ' خالد الحذاء اور یونس بن عبید شامل ہیں' اور یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ وہ مشہور ہے' اور ان سے ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اسے ثقہ کہا ہے' پس مجہول ہونا اس سے مطلقاً مرتفع ہوگیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے واقعہ میں موجود ہونے کے بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے اور اس نے اس واقعہ کو اس شخص سے مرسل کیا ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ اعلم

اور میں اپنے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ حدیث منکر ہے' اور قاسم بن فضل کا یہ قول کہ انہوں نے بنی امیہ کی حکومت کا حساب کیا تو اسے ایک دن کی کمی بیشی کے بغیر ایک ہزار ماہ پایا۔ یہ بہت غریب قول ہے اور اس میں اعتراض پایا جاتا ہے' اس لیے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بارہ سالہ خلافت کو صوری اور معنوی لحاظ سے اس مدت میں شامل کرنا ممکن نہیں' کیونکہ وہ ممدوحہ حکومت ہے اس لیے کہ حضرت عثمانؓ' ان خلفائے راشدین اور ائمہ مہدیین میں سے ایک ہیں جنہوں نے حق کے مطابق فیصلے کیے اور حق کے ساتھ ہی وہ عدل کرتے تھے۔

اور یہ حدیث ان کی حکومت کی مذمت کے لیے لائی گئی ہے اور حدیث کا ذم پر دلالت کرنا بھی محل نظر ہے اس لیے کہ اس نے بتایا ہے کہ لیلۃ القدر ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے اور یہی مدت ان کی حکومت کی ہے اور لیلۃ القدر بڑی خیر و برکت کی رات ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے' پس لیلۃ القدر کو ان کی حکومت پر فضیلت دینے سے ان کی حکومت کی مذمت لازم نہیں آتی' پس اس بات پر غور کیجیے بلاشبہ یہ ایک دقیق نکتہ ہے' جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث کی صحت' محل نظر ہے' کیونکہ اسے ان کے زمانے کی مذمت کے لیے لایا گیا ہے۔ واللہ اعلم

اور جب ان کی حکومت کی ابتداء اس وقت سے سمجھی جائے' جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے حکومت سپرد کرنے کے بعد حضرت معاویہ حکمران بنے تو یہ واقعہ ۴۰ھ یا ۴۱ھ کا ہے اور اس سال کو عام الجماعۃ کہا جاتا ہے' کیونکہ سب لوگوں نے ایک امام پر اتفاق کر لیا تھا۔

اور قبل ازیں صحیح بخاری کی حدیث بحوالہ ابوبکرہ بیان ہو چکی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرماتے سنا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرا دے' اور یہ واقعہ

اس سال میں ہوا اور اس سال سے لے کر ۱۳۲ھ تک حکومت مسلسل بنی امیہ کے ہاتھوں میں رہی' حتیٰ کہ بنی عباس میں منتقل ہوگئی' جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے' اور اس کا ٹوٹل ۹۲ سال بنتا ہے اور یہ ایک ہزار ماہ سے مطابقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ایک ہزار ماہ ۸۳ سال چار ماہ کے برابر ہوتے ہیں' پس اگر کوئی کہے کہ میں اس سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت کے نو سال نکال دیتا ہوں تو پھر ۸۳ باقی رہ جائیں گے' اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت کو نکال بھی دیا جائے تو بھی جو کچھ باقی بچتا ہے وہ ایک دن کی کمی بیشی کے بغیر تحدیداً ایک ہزار ماہ سے مطابقت نہیں رکھتا' بلکہ اس کے قریب قریب ہوگا' یہ اس کی ایک وجہ ہوئی' دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت' حجاز اہواز میں تھی اور کچھ دن عراق میں رہی اور ایک قول کے مطابق مصر میں رہی' اور شام سے بنو امیہ کا قبضہ اصلاً نہیں ہٹا اور نہ ہی کلیتہً ان کی حکومت اس وقت زائل ہوئی' تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ امر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی حکومت کو بنی امیہ کے حساب میں داخل کرنے کا مقتضی ہے اور جو کچھ اس نے بیان کیا ہے اس کا مقتضا یہ ہے کہ آپ کی حکومت مذموم ہو' اور یہ بات ائمہ اسلام میں سے ایک شخص بھی نہیں کہتا بلکہ وہ اس بات پر مصر ہیں کہ وہ خلفائے راشدین میں سے ایک تھے' حتیٰ کہ انہوں نے ان کے ایام کو چاروں خلفاء کے ایام کے موافق بنایا ہے' اور یہاں تک باہم اختلاف کیا ہے کہ ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟ یعنی وہ یا حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جو ایک صحابی ہیں' اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے قول کے سوا کسی تابعی کے قول کو حجت نہیں سمجھتا' پس جب یہ معلوم ہوگیا کہ اگر ان کے ایام کو اس کے حساب سے خارج کیا جائے تو اس کا حساب ختم ہو جاتا ہے' اور اگر ان ایام کو اس میں شامل کیا جائے تو وہ ایام مذموم بن جاتے ہیں اور اس سے گریز کا کوئی چارہ نہیں' اور یہ سب باتیں اس حدیث کی نکارت پر دلالت کرتی ہیں۔ واللہ اعلم

اور نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے بحوالہ العلاء بن ابی العباس ہم سے بیان کیا کہ اس نے ابوالطفیل سے سنا اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ یہ حکومت ہمیشہ بنی امیہ کے پاس رہے گی جب تک وہ آپس میں اختلاف نہ کریں' ابن وہب نے عن حرملہ بن عمران عن سعد بن سالم عن ابی سالم الجیشانی ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حکومت ان کے لیے ہوگی' حتیٰ کہ وہ اپنے مقتول کو قتل کریں' اور آپس میں حسد کریں' پس جب یہ واقعہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ مشرق کی کچھ اقوام کو ان کے خلاف اکسائے گا' جو ان کو متفرق کر کے قتل کریں گی اور ان کو گن کر محصور کرلیں گے' خدا کی قسم وہ ایک سال حکومت کریں گے' تو ہم دو سال حکومت کریں گے اور وہ دو سال حکومت کریں گے تو ہم چار سال حکومت کریں گے' اور نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے حصین بن الولید سے بحوالہ زہری بن الولید ہم سے بیان کیا کہ میں نے ام الدرداء سے سنا کہ میں نے ابوالدرداء کو بیان کرتے سنا کہ جب بنی امیہ کا نوجوان خلیفہ مظلومانہ طور پر شام اور عراق کے درمیان قتل کیا جائے گا' اس وقت تک فرمانبرداری اور خون ناحق کو حقیر نہیں سمجھا جائے گا یعنی ولید بن یزید اس قسم کی باتیں صرف سماع سے ہم بیان کی جاتی ہیں۔

بنو عباس کی حکومت کے متعلق پیشگوئی' جن کا ظہور ۱۳۲ھ میں خراسان سے ہوا:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ محمد بن خالد بن العباس نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعبداللہ نے عن الولید بن ہشام

المصیطی عن ابان بن الولید بن عتبہ بن ابی معیط ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں' کہ حضرت عبداللہ بن عباس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' تو میں بھی وہاں موجود تھا' انہوں نے آپ کو بہت اچھے عطیات دیئے پھر کہا اے ابوالعباس کیا تمہارے لیے حکومت ہے؟ آپ نے جواب دیا' یا امیر المومنین مجھے معاف فرمائیے' انہوں نے کہا آپ مجھے ضرور بتائیں' آپ نے فرمایا اچھا اور انہیں بتایا تو انہوں نے پوچھا تمہارے مددگار کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا اہل خراسان اور بنی امیہ' بنی ہاشم سے فاصلہ پر ہیں' اسے بیہقی نے روایت کیا ہے' اور ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن حماد سے سنا کہ محمد بن عبدہ بن حرب نے ہمیں بتایا کہ سوید بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج بن تمیم نے میمون بن مہران سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں خبر دی' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جبریل ہیں اور میں انہیں دحیہ کلبی خیال کرتا تھا' جبریل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ میلے کپڑوں والا ہے اور عنقریب اس کے بعد اس کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی اور انہوں نے ان کی نظر جاتے رہنے اور پھر موت سے قبل واپس آ جانے کے بارے میں مکمل حدیث کا ذکر کیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن تمیم اس کی روایت میں متفرد ہے اور قوی نہیں' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ الحاکم نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر بن بابونہ نے دوسرے لوگوں میں ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن معین نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن ابی قرہ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث بن سعید نے ابوفضیل سے حضرت عباس کے غلام ابومیسرہ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شب' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا' تو آپ نے فرمایا' دیکھو تم آسمان میں کوئی چیز دیکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا ہاں' آپ نے فرمایا تم کیا دیکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا ثریا' آپ نے فرمایا کہ تمہاری صلب میں سے اس کی تعداد کے مطابق اس امت پر عنقریب حکومت کریں گے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبید بن ابی قرہ بغدادی نے لیث سے سنا' وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں اس کی حدیث کی موافقت نہیں کرتے۔ اور بیہقی نے محمد بن عبدالرحمٰن عامری جو ضعیف ہے۔ کی حدیث سے عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میں نبوت اور حکومت ہے' اور ابوبکر بن خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عمرو بن دینار سے بحوالہ ابی معبد ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس طرح اللہ نے ہمارے پہلے سے آغاز کیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ وہ اسے ہم پر ختم کر دے گا' یہ اسناد جید ہے اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام پر موقوف ہے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن ایوب نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن حمید نے عن ابی عتبہ عن المنہال بن عمرو عن سعید بن جبیر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ہم کہتے تھے کہ بارہ امیر اور بارہ پھر وہی قیامت ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' تمہیں کس بے وقوف نے بتایا ہے' بلاشبہ اس کے بعد ہم اہل بیت میں سے منصور سفاح اور مہدی ہوں گے' اور وہ اسے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تک لے جاتے ہیں' یہ حدیث بھی اسی طرح موقوف ہے اور بیہقی نے اسے اعمش کے طریق سے ضحاک سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع

روایت کیا ہے کہ ہم میں سے سفاح' منصور اور مہدی ہوں گے اور یہ اسناد ضعیف ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کچھ بھی نہیں سنا۔ اور یہ حدیث منقطع ہے۔ واللہ اعلم

اور عبدالرزاق نے عن ثوری عن خالد الحذاء عن ابی قلابہ بن ابی السماء عن ثوبان' بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا ہے کہ تمہاری اس بستی کے پاس تین آدمی قتل ہوں گے۔ جو سب کے سب خلیفہ کے بیٹے ہوں گے' ان میں سے کسی ایک تک نہیں پہنچا جائے گا' پھر خراسان سے سیاہ جھنڈے آئیں گے اور وہ انہیں اس طرح قتل کریں گے کہ انہوں نے اس کی مانند قتل دیکھا نہ ہوگا' پھر اللہ کا خلیفہ مہدی آئے گا' پس جب تم سنو تو اس کے پاس آؤ اور اس کی بیعت کرو' خواہ تمہیں گھٹنوں کے بل برف پر چل کر آنا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے ابن ماجہ نے اسے احمد بن یوسف سلمی اور محمد بن یحییٰ الذہلی سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے اسے کئی طرق سے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے' پھر بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق اس کی روایت میں متفرد ہے' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عبدالوہاب بن عطاء نے اسے عن خالد الحذاء عن ابی قلابہ عن اسماء موقوف روایت کیا ہے۔ پھر امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن غالب نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن علی بن زید عن ابی قلابہ عن ابی اسماء عن ثوبان ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خراسان کے عقب سے سیاہ جھنڈے آئیں تو ان کے پاس آؤ' خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے' بلاشبہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ فضل بن سہل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن داہر الرازی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ عن ابن ابی یعلیٰ عن الحکم عن ابراہیم عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ہاشم کے کچھ جوانوں کا ذکر کیا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور جھنڈوں کا ذکر کیا اور فرمایا جو ان جھنڈوں کو پائے وہ ضرور ان کے پاس آئے' خواہ اسے برف پر گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے' پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ اس حدیث کو الحکم سے صرف ابن ابی لیلیٰ ہی نے روایت کیا ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اسے داہر بن یحییٰ کی حدیث سے ہی روایت کیا جاتا ہے' اور وہ اہل الرائے اور صالح الحدیث لوگوں میں سے ہے اور اسے یزید بن ابی زیاد کی حدیث سے بحوالہ ابراہیم پہچانا جاتا ہے۔

اور حافظ ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابوہشام بن یزید بن رفاعہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی زیاد نے عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے آئیں گے اور سوار' خون میں گھس جائیں گے' یہاں تک کہ وہ عدل کو ظاہر کریں گے اور عدل کو طلب کریں گے اور انہیں عدل نہیں ملے گا' پس وہ غالب آ جائیں گے' اور ان سے عدل طلب کیا جائے گا تو ان سے بھی عدل نہیں ملے گا' یہ اسناد حسن ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن غیلان اور قتیبہ بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ رشدین بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن غیلان نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ یونس بن یزید نے عن ابن شہاب عن قبیصہ ابن ذؤیب خزاعی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

عن رسول اللہ ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں کے انہیں کوئی چیز واپس نہیں لوٹائے گی' حتیٰ کہ انہیں ایلیا میں نصب کر دیا جائے گا۔ اور ترمذی نے اسے بحوالہ قتیبہ روایت کیا ہے اور اسے غریب کہا ہے اور بیہقی اور الحاکم نے اسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بحوالہ رشد بن سعد روایت کیا ہے۔ اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ رشد بن سعد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کے قریب قریب کعب الاحبار سے بھی روایت کی گئی ہے اور شاید وہ اس کی مانند ہے۔ واللہ اعلم

پھر اسے یعقوب بن سفیان کے طریق سے روایت کیا گیا ہے کہ محمد نے عن ابوالمغیرہ عبدالقدوس عن اسماعیل بن عیاش' اس شخص سے جس نے اس سے کعب الاحبار سے بیان کیا' ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بنی عباس کے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے' حتیٰ کہ وہ شام میں اتریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں تمام سرکشوں اور ان کے تمام دشمنوں کو قتل کرے گا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے عن اعمش عن عطیۃ العوفی عن ابی سعید خدری ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ زمانہ گزرنے اور کچھ فتنوں کے ظاہر ہونے پر ایک شخص ظاہر ہوگا جسے سفاح کہا جائے گا' وہ مٹھیاں بھر بھر کر مال دے گا' اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالصمد عن ابی عوانہ عن اعمش روایت کیا اور اس میں بیان کیا ہے کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جسے سفاح کہا جائے گا' پھر انہوں نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور یہ اسناد اہل سنن کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' یہ پیشگوئیاں خراسان سے سیاہ جھنڈوں کے نکلنے اور سفاح یعنی ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کی حکومت کے بارے میں ہیں' اور اس کی حکومت ۱۳۰ھ کی حدود میں قائم ہوئی تھیں' پھر وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ غالب آ گیا اور ان کے پاس سیاہ جھنڈے تھے اور ان کی علامت سیاہی تھی' جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز' مکہ آئے تو آپ کے سر پر خود تھا اور اس کے اوپر سیاہ عمامہ تھا' پھر اس نے اپنے چچا عبداللہ کو بنی امیہ سے جنگ کرنے کو بھیجا تو اس نے انہیں ۱۳۲ھ میں شکست دی اور ان کا آخری خلیفہ مروان بن محمد جس کا لقب مروان الحمار تھا' میدان کارزار سے بھاگ گیا۔ اور اسے مروان الجعدی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کے بیان کے مطابق الجعد بن درہم کے ساتھ مشغول رہتا تھا اور اس کا چچا دمشق میں داخل ہوا اور اس نے بنی امیہ کو حکومت' املاک اور اموال پر قبضہ کر لیا اور بہت سی مصیبتیں آئیں' جنہیں ہم مفصل طور پر عنقریب ان کی جگہوں پر بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور سلف کی ایک جماعت کی جانب سے خراسان سے نکلنے والے سیاہ جھنڈوں کے ذکر کے بارے میں بیان ہوا ہے' جس کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا' اور نعیم بن حماد نے اپنی کتاب میں اس کا استقصاء کیا ہے' اور بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ابھی سیاہ جھنڈوں والی بات وقوع پذیر نہیں ہوئی اور یہ بات آخری زمانے میں ہوگی' جیسا کہ ہم اس کے موقع پر اسے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ زہری روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب دنیا لئیم بن لئیم کے لیے ہوگی۔ ابو معمر کہتے ہیں کہ وہ ابو مسلم خراسانی ہے' جس نے بنو عباس کی حکومت کو قائم کیا تھا۔

حاصل کلام یہ کہ اس سال حکومت بنوامیہ سے بنوعباس کی طرف منتقل ہو جائے گی اور ان کا پہلا خلیفہ سفاح ہوگا' پھر اس کا بھائی ابوجعفر عبداللہ المنصور' بانی بغداد' پھر اس کے بعد اس کا بیٹا مہدی محمد بن عبداللہ' پھر اس کے بعد اس کا بیٹا ہادی' پھر اس کا دوسرا بیٹا ہارون الرشید خلیفہ ہوگا' پھر خلافت اس کی اولاد میں پھیل جائے گی' اسے ہم مفصل طور پر اس وقت بیان کریں گے جب ہم اس زمانے تک پہنچیں گے اور ابھی جو احادیث ہم نے بیان کی ہیں انہوں نے سفاح' منصور اور مہدی کے متعلق بیان کیا ہے اور بلاشبہ مہدی' منصور کا بیٹا ہے جو بنوعباس کا تیسرا خلیفہ ہے' وہ مہدی نہیں جس کے ذکر سے احادیث بھری ہوئی ہیں اور وہ آخری زمانے میں ہوگا اور زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا' جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی' اور ہم نے اس کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث کی ایک الگ جلد تیار کی ہے' جیسا کہ ابوداؤد نے اپنے سنن میں اس کے لیے ایک الگ باب قائم کیا ہے' اور ابھی پہلے بیان ہونے والی بعض احادیث میں آیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے تو وہ خلافت انہیں سپرد کر دے گا۔ واللہ اعلم

اور سفاح کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ آخری زمانے میں ہوگا' پس یہ امر مستبعد ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہو جس کی خلفائے بنوعباس میں سے سب سے پہلے بیعت کی گئی ہے پس وہ کوئی اور خلیفہ ہوگا' اور بظاہر یہی بات معلوم ہوتی ہے' کیونکہ نعیم بن حماد نے عن ابن وہب عن ابن لہیعہ عن یزید بن عمرو المعافری قدوم الحمیری سے روایت کی ہے کہ اس نے تفیع بن عامر کو بیان کرتے سنا کہ سفاح چالیس سال زندہ رہے گا' تورات میں اس کا نام آسمانی پرندہ ہے' میں کہتا ہوں یہ صفت آخری زمانے میں ظاہر ہونے والے مہدی کی بھی ہو سکتی ہے' کیونکہ وہ عدل کے قائم کرنے اور انصاف کے پھیلانے کے لیے خونریزی کرے گا' اور احادیث میں جن سیاہ جھنڈوں کا ذکر آتا ہے وہ مہدی کے ساتھ ہوں گے' اور اس کی سب سے پہلی بیعت مکہ میں ہوگی' پھر اس کے مددگار خراسان سے ہوں گے' جیسا کہ سفاح کے لیے پہلے ہوا ہے۔ واللہ اعلم

اور یہ سب کچھ ان احادیث کی صحت پر متفرع ہے' وگرنہ ان کی کوئی سند' اعتراض سے خالی نہیں' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

قریش کے بارہ ائمہ کے متعلق پیشگوئی:

یہ وہ بارہ ائمہ نہیں جن کی امامت کا روافض دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ ان میں سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سوا' کوئی بھی لوگوں کے امور کا منتظم نہیں ہوا' اور ان کے خیال میں ان کا آخری خلیفہ مہدی منتظر ہے جو سرداب سامرا میں ہے اور اس کا کوئی وجود اور نام ونشان نہیں ہے۔ بلکہ وہ بارہ ائمہ ہیں' جن کے متعلق حدیث میں خبر دی گئی ہے حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم چاروں امام ہیں اور بلااختلاف ائمہ' بارہ ائمہ کی تفسیر میں اہل سنت کے دونوں اقوال کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بھی ان میں شامل ہیں جیسا کہ ہم حدیث کے بیان کرنے کے بعد اس کا ذکر کریں گے۔

صحیح بخاری میں شعبہ کی حدیث سے اور مسلم میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے لکھا ہے کہ ان دونوں نے عبدالملک بن عمیر

سے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ بارہ خلیفے ہوں گے' پھر آپ نے ایک بات کی جسے میں سن نہیں سکا' تو میں نے اپنے باپ سے کہا' آپ نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا آپ نے فرمایا ہے کہ وہ سب قریش میں سے ہوں گے' اور ابونعیم بن حماد' کتاب الفتن والملاحم میں بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ مجالد نے عن الشعبی عن مسروق عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد اصحابِ موسیٰ کی تعداد کے مطابق خلیفے ہوں گے اور اس قسم کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت حذیفہ' حضرت ابن عباس اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہم سے بھی کی گئی ہے۔

ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن معاویہ نے عن اسماعیل بن ابی خالد عن ابیہ عن جابر بن سمرہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ امر بارہ خلیفوں یا امیروں تک مسلسل قائم رہے گا اور ان سب پر امت متفق ہوگی' اور میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنی جسے میں سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے باپ سے کہا آپ کیا فرما رہے ہیں تو اس نے کہا آپ نے فرمایا ہے کہ وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔ اسی طرح ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابن نفیل نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ زیاد بن خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسود بن سعید الہمدانی نے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بارہ خلیفوں کے گزرنے تک' جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے' اس امت کا معاملہ مستقیم رہے گا اور وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب آپ اپنے گھر واپس آئے تو قریش نے آپ کے پاس آ کر کہا' پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر فتنہ و فساد ہوگا۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ پہلی روایت میں عدد کا بیان ہے اور دوسری روایت میں عدد کی مراد کا بیان ہے اور تیسری روایت میں فتنہ و فساد کے وقوع کا بیان ہے' یعنی ان کے بعد قتل عام ہوگا' اور یہ عدد اس مذکورہ صفت کے ساتھ ولید بن یزید بن عبدالملک کے زمانے میں پایا گیا ہے' پھر عظیم فتنہ و فساد ہوا' جیسا کہ اس روایت میں خبر دی گئی ہے' پھر عباسیوں کی حکومت آ گئی' جیسا کہ اس سے پہلے باب میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے' اور جب حدیث کی مذکورہ صفت کو چھوڑ دیا جائے یا مذکورہ فتنہ کے بعد ہونے والوں کو ان میں شمار کیا جائے تو اس سے وہ حدیث کے مذکورہ عدد میں اضافہ کر دیتے ہیں۔

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک لوگوں میں سے دو شخص بھی باقی ہیں یہ امر حکومت ہمیشہ قریش میں رہے گا' پھر انہوں نے اسے عاصم بن محمد کی حدیث سے اس کے باپ سے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے۔

اور صحیح بخاری میں زہری کے طریق سے محمد بن جبیر بن مطعم بحوالہ معاویہ بن ابی سفیان روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ حکومت قریش میں رہے گی' اور جب تک وہ دین کو قائم کریں گے' جو کوئی ان سے دشمنی کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل گرا دے گا۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں' یعنی وہ دین کے نشانات کو قائم کریں گے خواہ اپنے ذاتی اعمال میں

کوتاہی کریں' پھر انہوں نے بقیہ احادیث کو بیان کیا ہے' جو انہوں نے اس بارے میں ذکر کی ہیں۔ واللہ اعلم

پس یہ وہ مسلک ہے جسے بیہقی نے اختیار کیا ہے اور ایک جماعت نے اس بارے میں ان سے موافقت کی ہے کہ اس حدیث میں جن بارہ خلفاء کا ذکر ہے اس سے مراد فاسق ولید بن یزید بن عبدالملک کے زمانے تک پے در پے ہونے والے خلیفے ہیں' ولید کے متعلق قبل ازیں ہم ایک مذمت اور وعید کی حدیث پیش کر چکے ہیں' یہ مسلک بھی محل نظر ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس ولید بن یزید کے زمانے تک ہونے والے خلفاء ہر اندازے کے مطابق بارہ سے زیادہ ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خلفائے اربعہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی خلافت حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی نص سے محقق ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی' پھر ان کے بعد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما ہوئے' کیونکہ حضرت علیؓ نے ان کے متعلق وصیت کی تھی اور اہل عراق نے ان کی بیعت کر لی تھی' اور حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح ہوگئی' جیسا کہ صحیح بخاری میں ابوبکرہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے' پھر حضرت معاویہؓ خلیفہ بنے' پھر ان کا بیٹا یزید بن معاویہ خلیفہ بنا' پھر اس کا بیٹا معاویہ بن یزید' پھر مروان بن الحکم' پھر اس کا بیٹا عبدالملک بن مروان' پھر اس کا بیٹا ولید بن عبدالملک' پھر سلیمان بن عبدالملک' پھر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ' پھر یزید بن عبدالملک پھر ہشام بن عبدالملک خلیفہ بنا' یہ پندرہ خلیفے بنتے ہیں' پھر ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفہ بنا۔ پھر اگر عبدالملک سے قبل ہم حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کو بھی شمار کر لیں تو یہ سولہ بن جاتے ہیں اور ہر اندازے کے مطابق وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے قبل بارہ ہو جاتے ہیں' پس یہ ہے وہ مسلک جو انہوں نے اختیار کیا ہے' اس اندازے کے مطابق یزید بن معاویہ بارہ خلفاء میں شامل ہو جاتا ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ان سے خارج ہو جاتے ہیں' جن کی مدح و تعریف پر اور انہیں خلفائے راشدین میں شمار کرنے پر ائمہ کا اتفاق ہے اور تمام لوگوں نے آپ کے عدل پر اتفاق کیا ہے' اور ان کا دور حکومت سب سے زیادہ عادلانہ تھا' حتیٰ کہ رافضی بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں' پس اگر کوئی کہے کہ ہم ان کو خلفاء شمار کرتے ہیں' جن پر امت نے اتفاق کیا ہے' تو اس سے لازم آئے گا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو ان میں شمار نہ کیا جائے' کیونکہ لوگوں نے ان دونوں حضرات پر اتفاق نہیں کیا اور سب اہل شام نے ان دونوں کی بیعت نہیں کی' اور حبیب نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے یزید اور ان کے پوتے معاویہ بن یزید کو شمار کیا ہے' اور مروان اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ایام کو تحریر نہیں کیا' گویا امت نے ان میں سے ایک پر بھی اتفاق نہیں کیا' اس لحاظ سے اس کے مسلک کے مطابق ہم خلفاء کو یوں شمار کریں گے:

حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم' پھر یزید بن معاویہ' پھر عبدالملک' پھر ولید بن سلیمان' پھر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ' پھر یزید بن ہشام' یہ دس خلفاء ہوئے' پھر ان کے بعد فاسق ولید بن یزید بن عبدالملک' مگر یہ مسلک اختیار کرنا ممکن نہیں' کیونکہ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بارہ خلفاء سے خارج کرنا لازم آتا ہے' اور یہ بات ائمہ اہل سنت کے بیان کے خلاف ہے بلکہ ائمہ شیعہ کے بیان کے بھی خلاف ہے۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو واضح حدیث روایت کی ہے اس کے بھی خلاف ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی' پھر کاٹنے والی حکومت ہوگی۔

اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے ان تیس سالوں کی تفصیل بھی بیان کی ہے اور انہیں چاروں خلفاء کی خلافت سے جمع کیا ہے اور ہم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ان تیس سالوں میں شامل ہونا واضح کیا ہے جو تقریباً چھ ماہ تھی' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت مل گئی' کیونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حکومت آپ کے سپرد کر دی تھی' اور اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کا نام دینا منع ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ خلافت تیس سال بعد مطلقاً ختم نہ ہوگی بلکہ اس کا تسلسل ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد خلفائے راشدین کا وجود منفی نہ ہوگا' جیسا کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ راشدین سعد نے عن ابن لہیعہ عن خالد بن ابی عمران عن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بنی امیہ کے بارہ بادشاہ ہوں گے' آپ سے پوچھا گیا' خلفاء؟ فرمایا نہیں بلکہ بادشاہ۔ اور بیہقی نے حاتم بن صفرہ کی حدیث سے بحوالہ ابو بحر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالجلد میرا ہمسایہ تھا اور میں نے اسے حلفیہ بیان کرتے سنا کہ یہ امت بارہ خلفاء تک ہرگز ہلاک نہ ہوگی جو سب کے سب ہدایت اور دین حق کے مطابق عمل کریں گے ان میں سے دو شخص اہل بیت میں سے ہوں گے' ان میں سے ایک چالیس سال اور ایک تیس سال زندہ رہے گا۔

پھر امام بیہقی ابوالجلد کے قول کے جواب میں لگ گئے ہیں' جو جواب نہیں ہے' اور یہ ان کی جانب سے ایک عجیب بات ہے' اور علماء کے ایک گروہ نے ابوالجلد سے موافقت کی ہے اور شاید اس کا قول ارجح ہے جسے ہم نے بیان کیا ہے' اور وہ کتب متقدمہ میں غور کرتا رہتا تھا اور اہل کتاب کے ہاتھوں میں جو تورات ہے اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا مفہوم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بشارت دی اور یہ کہ وہ اسے برومند کرے گا اور بڑھائے گا اور اس کی ذریت میں بارہ عظیم آدمی پیدا کرے گا۔

ہمارے شیخ علامہ ابوالعباس بن تیمیہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بشارت حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دی گئی ہے' اور انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ امت میں الگ الگ ہوں گے' اور جب تک وہ موجود نہ ہوں' قیامت قائم نہ ہوگی' اور یہودیوں میں سے جو لوگ اسلام سے مشرف ہوئے' انہوں نے بہت غلطیاں کی ہیں' اور انہوں نے خیال کیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں' جن کی طرف رافضی فرقہ دعوت دیتا ہے اور انہوں نے ان کی پیروی اختیار کر لی۔ اور نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ ضمرہ نے عن ابن شوذب عن ابی المنہال عن ابی زیاد عن کعب ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی صلب سے بارہ قیم عطا کیے ہیں' ان میں سب سے افضل حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں' اور نعیم بیان کرتے ہیں کہ ضمرہ نے ابن شوذب سے بحوالہ یحییٰ بن عمرو الشیبانی ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جو دو مسجدوں یعنی مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ پر قبضہ کرے وہ خلفاء میں سے نہیں ہے۔

بنو عباس کی حکومت میں ہونے والے واقعات کی پیشگوئی:

ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ابو جعفر عبداللہ اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ہم سے بیان کیا جو اپنے بھائی سفاح کے بعد خلیفہ ہوا' یعنی منصور' جس نے ۱۴۵ھ میں بغداد شہر کی بنیاد رکھی' نعیم بن حماد اپنی کتاب میں' عن ابی المغیرہ عن ارطاۃ بن

المنذر اس شخص سے جس نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بات بتائی' بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور ان کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے وہ کہنے لگے اے ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا قول ہے حمعسق' آپ نے کچھ دیر سر جھکایا اور اس نے اعراض کیا' آپ نے پھر بات دہرائی تو آپ نے اسے کچھ جواب نہ دیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا میں آپ کو بتاؤں گا اور مجھے معلوم ہے کہ اس نے اسے کیوں دہرایا ہے' یہ آیت آپ کے اہل بیت میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسے عبدالالہ یا عبداللہ کہا جاتا ہے جو مشرق کے کسی دریا پر آئے گا اور اس پر دو شہر بنائے گا اور ان دونوں کے درمیان دریا کو چیر دے گا' اور ان دونوں شہروں میں تمام سرکش اور حق کے مخالف جمع ہو جائیں گے۔ اور ابوالقاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ احمد بن عبدالوہاب بن نجدالحوطی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن السمط نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن علی ہاشمی نے اپنے باپ اور دادا سے بحوالہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا ۱۵۴ھ کے بعد تم میں سے کسی کا کتے کے پلے کو پالنا اپنی صلب کے بیٹے کو پالنے سے بہتر ہوگا۔ ہمارے شیخ الذہبی کا قول ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور انہوں نے اس عبداللہ بن السمط پر تہمت لگائی ہے اور نعیم بن حماد خزاعی شیخ البخاری اپنی کتاب الفتن والملاحم میں بیان کرتے ہیں کہ ابوعمر بصری نے عن ابی بیان المعافری عن بدیع عن کعب ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ۱۶۰ھ کا سال ہوگا تو اس میں دانشمندوں کی دانش اور اصحاب الرائے کی رائے کم ہو جائے گی۔

ایک اور حدیث جس میں امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے:

ترمذی نے ابن عیینہ کی حدیث سے عن ابن جریج عن ابی زبیر عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ قریب ہے کہ لوگ حصول علم کے لیے سفر کریں اور وہ عالم مدینہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہ پائیں گے' پھر فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور وہ ابن عیینہ کی حدیث سے اور انہی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی بات عبدالرزاق نے کہی ہے' میں کہتا ہوں کہ حضرت امام مالکؒ نے ۱۷۹ھ میں وفات پائی ہے۔

ایک اور حدیث جس میں امام محمد بن ادریس شافعی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے:

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان نے عن النضر بن معبد الکندی اور العبدلی عن الجارود عن ابی الاحوص عن عبداللہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کو گالیاں نہ دو بلاشبہ ان کا عالم' زمین کو علم سے بھر دے گا' اے اللہ! تو نے ان کے پہلے کو وبال کا مزہ چکھایا ہے' ان کے آخری کو بخشش کا مزا چکھا' اور الحاکم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حافظ ابونعیم اصبہانی بیان کرتے ہیں کہ اس سے امام شافعیؒ مراد ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت امام شافعیؒ نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی ہے۔ اور ہم نے ان کے حالات ایک الگ جلد میں لکھے ہیں اور ان کے ساتھ ہم نے ان کے بعد آنے والے اصحاب کے حالات بھی بیان کیے ہیں۔

ایک اور حدیث:

رواد بن الجراح نے عن سفیان ثوری عن منصور عن ربعی' عن حذیفہ مرفوعاً روایت کی ہے کہ دو سو سال کے بعد تم میں سے

خفیف الحاذ بہتر ہوگا' لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ خفیف الحاذ کیا ہے؟ فرمایا جس کی نہ بیوی نہ مال ہو اور نہ بچے ہوں۔

ایک اور حدیث:

ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی الخلال نے ہم سے بیان کیا کہ عون بن عمارہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ثمامہ بن عبداللہ بن انس بن مالکؓ نے عن ابیہ عن جدہ انس بن مالک عن ابی قتادہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوسو سال کے بعد نشانات ظاہر ہوں گے' اور نصر بن علی الجہضمی نے ہم سے بیان کیا کہ نوح بن قیس نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن معقل نے عن یزید الرقاشی' عن انسؓ بن مالک عن رسول اللہ ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے پانچ طبقات ہیں چالیس تک نیکوکار اور تقویٰ شعار ہوں گے' پھر ان کے قریبی ایک سو بیس سال تک' آپس میں رحمدل اور تعلق رکھنے والے ہوں گے' پھر ان کے قریبی ایک سو ساٹھ سال تک آپس میں دشمنی رکھنے اور ایک دوسرے سے تعلقات توڑنے والے ہوں گے' پھر فتنہ وفساد ہوگا' خدا اس سے نجات دے۔

اور نصر بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ حازم ابومحمد العنزی نے ہم سے بیان کیا کہ المسور بن الحسن نے ابی معن سے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے پانچ طبقات ہیں' ہر طبقہ چالیس سال کا ہوگا' پس میرا اور میرے اصحاب کا طبقہ اہل علم اور اہل ایمان کا طبقہ ہے اور دوسرا طبقہ چالیس سے اسی سال کے درمیان درمیان ہے جو نیکوکاروں اور تقویٰ شعاروں کا طبقہ ہے' پھر اسی کی مانند بیان کیا ہے' یہ اس کے الفاظ ہیں' اور یہ حدیث ان دونوں طریق سے غریب ہے اور نکارت سے خالی نہیں۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع بن اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن بیان نے بحوالہ عمران بن حصین ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ میری صدی بہتر لوگوں کی ہے' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے' پھر وہ جو ان کے قریب ہوں گے پھر کچھ فربہ لوگ آئیں گے جو فربہی کو پسند کریں گے' اور پوچھنے سے پہلے ہی شہادت دیں گے' اور ترمذی نے اسے اعمش کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے ابوحمزہ سے بحوالہ زہدم بن مضرب روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عمران بن حصین کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری صدی میری امت کی بہترین صدی ہے' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے' عمران بیان کرتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے اپنی صدی کے بعد دو صدیوں کا ذکر کیا ہے یا تین کا۔ پھر تمہارے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو بغیر شہادت طلب کیے شہادت دیں گے اور خیانت کریں گے اور انہیں امین نہیں بنایا جائے گا اور نذر مانیں گے اور پوری نہیں کریں گے اور ان میں فربہی ظاہر ہو جائے گی' یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن منصور' عن ابراہیم عن عبیدہ عن عبداللہ ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین صدی میری صدی ہے' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے' پھر وہ لوگ آئیں گے جن میں سے ایک کی شہادت اس کی قسم سے

سبقت کرے گی اور اس کی قسم اس کی شہادت سے سبقت کرے گی۔ ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ ہم چھوٹے تھے تو وہ ہمیں شہادت اور عہد پر مارا کرتے تھے اور ابوداؤد کے سوا بقیہ جماعت نے اسے متعدد طرق سے بحوالہ منصور روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ ابوعمرو بصری نے عن ابن لہیعہ عن عبدالوہاب بن حسین عن محمد بن ثابت البنانی عن ابیہ عن الحرث الہمدانی' عن ابن مسعود عن النبی ﷺ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عباس کی اولاد میں سے ساتواں خلیفہ لوگوں کو کفر کی طرف دعوت دے گا اور وہ اسے جواب نہیں دیں گے' اور اس کے اہل بیت اسے پوچھیں گے' کہ تو ہمیں ہماری معاش سے بے دخل کرنا چاہتا ہے' تو وہ کہے گا کہ میں تم میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت پر چل رہا ہوں اور وہ اس کی بات نہیں مانیں گے' اور بنی ہاشم میں سے اس کے اہل بیت میں سے ایک عادل آدمی اسے قتل کر دے گا' پس جب وہ اس پر حملہ کرے گا تو وہ باہم اختلاف کریں گے' اور آپ نے سفیانی کے خروج تک ان کے طویل اختلاف کا ذکر کیا ہے۔

یہ حدیث عبداللہ المامون پر منطبق ہوتی ہے' جس نے لوگوں کو خلق قرآن کے قول کی طرف دعوت دی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی شر سے بچالیا' جیسے کہ ہم اسے اس کے مقام پر بیان کریں گے اور سفیانی آخری زمانے میں ہونے والا ایک شخص ہے جو ابوسفیان کی طرف منسوب ہے اور وہ اس کی اولاد میں سے ہوگا' اور عنقریب کتاب الملاحم کے آخر میں اس کا بیان آئے گا۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عن معاویہ بن صالح' عن عبدالرحمن بن جبیر عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابوثعلبہ الخشنی سے سنا کہ اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فسطاط میں آپ کو بیان کرتے سنا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قسطنطنیہ سے جنگ کرنے بھیجا اور فرمایا خدا کی قسم یہ امت نصف یوم سے عاجز نہیں ہوگی' جب تو شام کو ایک شخص اور اس کے اہل بیت کا دسترخوان دیکھے گا' اس وقت وہ قسطنطنیہ کو فتح کرے گا۔ اسی طرح احمد نے اسے ابوثعلبہ پر موقوف روایت کیا ہے' اور ابوداؤد نے اسے اپنے سنن میں ابن وہب کی حدیث سے عن معاویہ بن صالح' عن عبدالرحمن بن جبیر عن ابیہ عن ابی ثعلبہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو نصف یوم سے ہرگز عاجز نہیں کرے گا' ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں' پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ صفوان نے عن سریح عن عبید بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے ہاں عاجز نہیں ہوگی کہ وہ انہیں نصف یوم مؤخر کر دے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نصف یوم کتنا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا' پانچ سو سال' ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد جید ہے اور یہ بات دلائل النبوۃ میں سے ہے۔ بلاشبہ یہ بات امت کے نصف یوم مؤخر ہونے کی مقتضی ہے جو صحابی کی تفسیر کے مطابق پانچ سو سال ہیں' اور یہ مفہوم اللہ کے اس قول ﴿وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾ سے ماخوذ ہے۔

پھر اس پیشگوئی کا اس مدت میں واقع ہونا اس سے زائد مدت میں واقع ہونے کی نفی نہیں کرتا' اور یہ جو بہت سے لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنی قبر میں ہزار سال نہیں گزاریں گے' اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے روز وفات سے آپ پر ہزار سال نہیں گزریں گے' کہ قیامت قائم کر دی جائے گی' اس حدیث کی کتب اسلام میں کوئی بھی اصل موجود نہیں۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

اس میں ارض حجاز میں آگ کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی ہے' جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی' یہ پیشگوئی ۶۵۴ھ میں وقوع پذیر ہو چکی ہے۔

امام بخاریؒ اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیبؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی' حتیٰ کہ ارض حجاز سے آگ نکلے گی جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی' امام بخاریؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور مؤرخین اور دیگر لوگوں نے بیان کیا ہے اور ۶۵۴ھ میں اس کا وقوع تواتر سے ثابت ہے' اپنے زمانے کے شیخ الحدیث اور امام المؤرخین شہاب الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل جو ابوشامہ کے لقب سے ملقب ہیں' اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آگ ۵/ جمادی الآخرہ کو جمعہ کے روز ۶۵۴ھ میں ظاہر ہوئی اور مسلسل ایک ماہ اور اس سے زیادہ عرصہ رہی۔ اور انہوں نے اہل مدینہ کے متواتر خطوط کا ذکر کیا ہے' جن میں مدینہ کے مشرق کی طرف احد کے سامنے وادی شنطا کی جانب اس کے ظہور کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے اور اس نے ان وادیوں کو بھر دیا ہے اس سے چنگاریاں نکلتی تھیں جو حجاز کو کھاتی تھیں۔ اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ مدینہ اس کے باعث لرز گیا' اور انہوں نے اس کے ظہور سے پانچ روز قبل خوفناک آوازیں سنیں' جن کا آغاز سوموار کے روز' مہینے کے شروع میں ہوا' اور مسلسل رات دن وہ آوازیں آتی رہیں' حتیٰ کہ جمعہ کے روز وہ آگ ظاہر ہوئی اور یہ زمین وادی شنطا کے قریب اس عظیم آگ سے پھٹ گئی' جس کا طول چار فرسخ' عرض چار میل اور گہرائی ڈیڑھ قد آدمی کے برابر تھی' چٹان پگھل کر سیسہ کی مانند باقی رہ جاتی تھی' پھر سیاہ کوئلے کی طرح ہو جاتی تھی' اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس آگ کی روشنی تیماء تک پھیلی ہوئی تھی' کہ لوگ رات کو اس کی روشنی میں لکھ سکتے تھے اور وہ ان کے ہر گھر میں چراغ کی مانند تھی اور لوگوں نے اس کی روشنی کو مکہ مکرمہ سے دیکھا۔

میں کہتا ہوں کہ قاضی القضاۃ صدر الدین علی بن ابی قاسم التیمی الحنفی نے بصریٰ کے متعلق مجھے بتایا کہ میرے والد شیخ صفی الدین نے جو بصریٰ کے ایک مدرس تھے' مجھے بتایا کہ انہوں نے حجاز میں ظاہر ہونے والی آگ کی روشنی میں اپنے اونٹوں کی گردنوں کے پہلو دیکھے۔ اور شیخ شہاب الدین نے بیان کیا ہے کہ ان دنوں میں اہل مدینہ نے مسجد نبوی کی پناہ لے لی اور اپنے گناہوں سے اللہ کے حضور توبہ کی' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس استغفار کیا اور غلاموں کو آزاد کیا اور اپنے فقراء اور مصیبت زدوں کو صدقات دیئے' اس بارے میں ان کا ایک شاعر کہتا ہے۔

ہمارے جرائم سے درگزر کر کے تکالیف کو دور کرنے والے' اے ہمارے رب ہمیں تکالیف نے گھیر لیا ہے' ہم تیرے حضور

ان مصائب کی شکایت کرتے ہیں جنہیں ہم برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے' لیکن حقیقت میں ہم ان کے مستحق ہیں' ایسے زلازل آرہے ہیں جو ٹھوس پہاڑوں کو گرادیتے ہیں اور ٹھوس پہاڑ زلزلوں کے مقابل کیسے ٹھہر سکتے ہیں' وہ سات روز زمین کو ہلاتا رہا تو وہ پھٹ گئی' اور اس کا منظر ایسا ہے کہ سورج کی آنکھ اس سے اندھی ہوگئی ہے' وہ آگ کا ایک سمندر ہے جس پر گھاٹیوں کشتیاں چلتی تھیں اور زمین میں لنگر انداز ہو جاتی ہیں' اس کی چنگاریاں محلات کی مانند اڑتی ہوتی نظر آتی تھیں گویا وہ بارش ہے جو موسلا دھار برس رہی ہے' اور اگر وہ بھڑک اٹھے تو خوف سے چٹانوں کے دل لپٹ جاتے ہیں' اور روشنیاں ٹوٹنے والے ستاروں کی طرح لرزتی ہیں' اس کی وجہ سے فضا میں اس قدر دھواں اکٹھا ہوگیا ہے کہ اس سے سورج سیاہ ہوگیا ہے اور اس کی لپٹ نے ماہ چہاردم میں شگاف ڈال دیا ہے اور ماہ تمام کی رات روشنی کے بعد تاریک ہوگئی ہے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے اس معجزے کے کیا کہنے جسے دانشمند لوگ ہی سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سال اس آگ سے بغداد غرق ہوگیا تھا ایک شاعر کہتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس کی مشیت' مخلوق میں ایک اندازے کے مطابق چلتی ہے اس نے بغداد کو پانیوں سے اس طرح غرق کردیا ہے جس طرح اس نے ارض حجاز کو آگ سے جلا دیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا کہ افلح بن سعید انصاری جو اہل قبا کے انصار کے شیخ تھے' نے ہم سے بیان کیا' کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ بن رافع نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو قریب ہے کہ تم ان لوگوں کو دیکھو' جو اللہ کی ناراضگی میں صبح کرتے ہیں اور اللہ کی لعنت میں شام کرتے ہیں' ان کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی مثل چیز ہوگی۔

اور مسلم نے اسے عن محمد بن عبداللہ بن نمیر عن زید بن الحباب عن افلح بن سعید روایت کیا ہے اور ایسے ہی مسلم نے عن زہیر بن حرب عن جریر عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں کی دو قسمیں ہیں جنہیں ابھی تک میں نے نہیں دیکھا' ایک وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے' اور دوسری وہ عورتیں جو لباس پہنے ہوئے ننگی ہوں گی اور ناز و ادا سے چلنے والی اور رغبت دلانے والی ہوں گی' ان کے سربختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح اونچے ہوں گے' وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی' حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے فاصلے سے محسوس ہو جاتی ہے' اور یہ دو قسمیں وہ جلاد ہیں جنہیں رجالہ اور جہاندار یہ کہا جاتا ہے اور وہ ہمارے زمانے میں بہت ہیں اور اس سے پہلے اور اس سے قبل زمانے میں بھی موجود تھے' اور بالباس برہنہ عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کا لباس تو ہوگا مگر وہ ان کی شرمگاہوں کی ستر پوشی نہیں کرے گا' بلکہ ان کی برہنگی میں اضافہ کرے گا' اور ان کی زینت کو زیادہ نمایاں کرے گا' وہ ناز و ادا سے چلنے والی اور غیروں کو اپنی طرف رغبت دلانے والی ہوں گی' اور ہمارے زمانے میں ان کی وجہ سے عام مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ اور اس سے پہلے بھی ایسا ہی تھا اور یہ نبوت کی سب سے بڑی دلیل ہے' کیونکہ خارج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق بات واقع ہوگئی ہے۔ اور پہلے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ عنقریب

تمہارے لیے قائین ہوں گے اور انہوں نے اس کے وقوع اور ان کی بیوی نے اس سے جوان کے خلاف احتجاج کیا کے متعلق پوری حدیث کو بیان کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد نے عبدالصمد بن عبدالوارث سے بحوالہ داؤد بن ابی ہند روایت کی ہے اور بیہقی نے اسے اپنی حدیث سے عن ابی حرب بن الاسود الدؤلی عن طلحہ بن عمرو البصری بیان کیا ہے کہ وہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اسی دوران میں کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ کھجوروں نے ہمارے پیٹوں کو جلا دیا ہے اور ہمارے کنارے جل گئے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھی کو دیکھا ہے کہ ہمارے لیے پیلو کے سوا کوئی کھانا نہ تھا' حتیٰ کہ ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس آئے تو انہوں نے اپنے کھانے سے ہماری ہمدردی کی اور ان کا کھانا کھجور تھا' اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر میں تمہارے لیے روٹی اور کھجور کی طاقت پاتا تو میں اسے تمہیں کھلاتا۔ اور عنقریب تم پر وہ زمانہ آنے والا ہے یا جس نے تم میں سے اسے پایا' وہ کعبہ کے پردوں کی مانند لباس پہنیں گے اور صبح وشام ڈونگوں میں تمہارے سامنے اس کھانے لائے جائیں گے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اس وقت اچھے ہوں گے یا آج اچھے ہیں؟ فرمایا تم آج اچھے ہو' آج تم بھائی بھائی ہو' اس وقت تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے' اور سفیان ثوری نے یحییٰ بن سعید سے بحوالہ ابوموسیٰ' حلس میں روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت مغرورانہ چال چلے گی اور ایرانی اور رومی ان کی خدمت کریں گے' تو اللہ تعالیٰ ان کے بعض کو بعض پر مسلط کر دے گا۔

اور بیہقی نے اسے موسیٰ بن عبیدہ کے طریق سے عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر عن النبی ﷺ قوت دی ہے۔

ایک اور حدیث:

ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن داؤد المہری نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کہ سعید بن ابی ایوب نے عن شراحیل بن زید المعافری عن ابی علقمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور میرے علم کے مطابق عن رسول اللہ ﷺ بیان کیا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس امت کے فائدہ کے لیے ہر سو سال کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کیا کرے گا' جو اس کے لیے اس کے دین کے امر کی تجدید کرے گا' ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن شریح اسکندرانی سے شراحیل نے اسے بیان نہیں کیا' ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور علماء کی تمام پارٹیوں نے بیان کیا ہے کہ ہر سو سال کے سر پر اپنے علماء میں سے ایک عالم پر وہ اس حدیث کو منطبق کرتے ہیں' اور علماء کی ایک پارٹی کہتی ہے کہ کیا یہ بات درست ہے کہ یہ حدیث' ان زمانوں کے ایک ایک عالم پر حاوی ہے' جو سلف سے علم حاصل کر کے خلف تک ادائیگی علم کے فرض کفایہ کو ادا کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں' جیسا کہ حدیث میں مرسل اور غیر مرسل طرق سے بیان ہوا ہے ہر خلف میں سے اس کا علم کا حامل عادل آدمی ہوگا' جس سے وہ غالیوں کی تحریف اور جھوٹوں کے جھوٹ کو دور کریں گے' اور خدا کے فضل سے یہ بات ہمارے آج کے زمانے تک موجود ہے اور ہم اس وقت آٹھویں صدی میں ہیں اور اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارا خاتمہ بالخیر کرے اور ہمیں اپنے نیک بندوں اور جنت النعیم کے وارثوں

میں سے بنائے' آمین یارب العالمین

اور ابھی صحیح کی حدیث بیان ہوگی کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کا مددگار رہے گا' ان کی مدد چھوڑ دینے والا اور ان کی مخالفت کرنے والا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ امرالٰہی آ جائے گا اور وہ اسی حالت میں ہوں گے۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ وہ شام میں ہوں گے اور بہت سے علمائے سلف نے بیان کیا ہے کہ وہ اہل حدیث ہیں اور یہ بھی نبوت کی ایک دلیل ہے کیونکہ دیگر اقالیم اسلام کی نسبت' شام میں اہل حدیث کی اکثریت ہے' خصوصاً دمشق شہر میں اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے' جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے جسے ہم ابھی بیان کریں گے کہ فتنوں کے وقوع کے وقت شام مسلمانوں کا قلعہ ہو گا اور صحیح مسلم میں نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق بتایا کہ وہ آسمان سے دمشق کے مشرق میں سفید منارہ پر نازل ہوں گے اور شاید حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ کہ دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر' اور مجھے پتہ چلا ہے کہ بعض جلدوں میں اسی طرح ہے' مگر اب تک میں اس پر مطلع نہیں ہوا اور اللہ سہولت پیدا کرنے والا ہے' اور جامع دمشق کے اس سفید مشرقی منارہ کو از سر نو تعمیر کر دیا گیا ہے کیونکہ نصاریٰ نے اسے ہمارے زمانے میں ۷۴۰ھ میں جلا دیا تھا' اور انہوں نے زیادتی کرتے ہوئے' نصاریٰ کے اموال سے اسے علامت کے طور پر قائم کر دیا اور اس میں ایک عظیم حکمت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نبی اللہ نصاریٰ کے اموال سے تعمیر کردہ عمارت پر اتریں گے اور جو کچھ انہوں نے آپ پر اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹے افتراء کیے ہیں ان کی تکذیب کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ساقط کر دیں گے اور ان سے اور دیگر لوگوں سے اسلام کے سوا' اور کوئی چیز قبول نہیں کریں گے' اس کا مطلب یہ ہے کہ یا اسے قتل کر دیں گے' اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں یہ خبر دی ہوئی ہے اور اس کا فیصلہ کیا ہوا ہے اور ان کے لیے جائز قرار دیا ہوا ہے:

صلوت اللہ و سلامہ علیہ دائما الی یوم الدین و علی آلہ و صحبہ اجمعین و التابعین لھم باحسان.

باب:

پہلے انبیاء سے مماثل معجزات اور ان سے اعلیٰ معجزات اور آپؐ کے وہ خاص عظیم معجزات جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے اور ان معجزاتِ رسولؐ کے بیان پر دلیل

ان معجزات میں سے ایک معجزہ قرآن عظیم ہے جس کے آگے پیچھے سے باطل اس کے پاس نہیں پھٹک سکتا' اور وہ حکیم وحمید خدا کا نازل کردہ ہے۔ یہ معجزہ ہمیشہ ہمیش کے لیے ہے' جس کی دلیل پوشیدہ نہیں ہوسکتی اور نہ اس کی مثل تلاش کی جاسکتی ہے اور اس نے جن وانس کو چیلنج کیا ہے کہ وہ اس کی مثل لے آئیں' یا دس سورتوں یا اس کی ایک سورت کی ہی مثل لے آئیں اور وہ اس سے عاجز آ گئے' جیسا کہ قبل ازیں کتاب المعجزات کے آغاز میں اسے بیان کیا جاچکا ہے' اور وہ حدیث بھی پہلے بیان ہو چکی ہے جس کی روایت پر صحیحین کا اتفاق ہے اور وہ حدیث لیث بن سعد بن سعید بن ابی سعید المقبری نے اپنے باپ سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کو معجزات دیئے گئے اور بشر ان جیسے معجزات پر ایمان نہیں لائے اور مجھے صرف وحی دی گئی ہے جسے اللہ نے میری طرف وحی کیا ہے' میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے روز میں ان سے زیادہ تابعین والا ہو جاؤں' اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی کو خارق عادت معجزات دیئے گئے' جو دانشمند دیکھنے والوں سے ایمان کا تقاضا کرتے ہیں نہ کہ مخالفوں اور بدبختوں سے' اور مجھے جو سب سے بڑا اور غالب معجزہ دیا گیا ہے وہ قرآن کریم ہے' جسے اللہ نے میری طرف وحی کیا ہے' پس یہ نہ فنا ہوگا اور نہ ختم ہوگا' جیسا کہ انبیاء کے معجزات ختم ہو گئے اور ان کے زمانے کے خاتمے کے ساتھ ہی ان کا بھی خاتمہ ہو گیا' ان معجزات کا مشاہدہ نہیں کیا جاسکتا' بلکہ ان کے متعلق تواتر اور احاد کے ذریعے خبر دی جاتی ہے' مگر قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کیا ہے' اور یہ آپ کا متواتر معجزہ ہے اور آپ کے بعد بھی ہمیشہ قائم رہنے والا ہے' اور سننے والے کو سنائی دینے والا ہے۔

اور قبل ازیں خصائص میں ان خصوصیات کا ذکر ہو چکا ہے جن سے آپ بقیہ انبیاء کے مقابلہ میں مختص ہیں جیسا کہ صحیحین میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں ایک ماہ کی مسافت تک میں رعب سے مدد دیا گیا ہوں' اور زمین میرے لیے مسجد اور پاکیزہ بنائی گئی ہے' پس جہاں بھی میری امت کے نمازی کو نماز کا وقت آ جائے وہ نماز پڑھ لے' اور غنائم کو میرے لیے حلال کیا گیا اور وہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کی گئیں اور مجھے شفاعت سے بھی نوازا گیا ہے اور پہلے نبی کو ایک قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا' اور مجھے عام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے' اور ہم اس پر اور اس جیسی احادیث پر پہلے گفتگو کر چکے ہیں' جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اور کئی علماء نے بیان کیا ہے کہ ہر نبی کا ہر معجزہ ان کے خاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے آپ کی

بعثت کی بشارت دی ہے اور آپ کی متابعت کا حکم دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴾

اور امام بخاری اور دیگر لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا ہے اس سے عہد و میثاق لیا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے اور وہ زندہ ہوا تو وہ ضرور آپ پر ایمان لائے گا اور آپ کی اتباع کرے گا اور آپ کی مدد کرے گا۔

اور کئی علماء نے بیان کیا ہے کہ اولیاء کی کرامات انبیاء کے معجزات ہیں' کیونکہ ولی نے اس بات کو اپنے نبی کی متابعت کی برکت اور ایمان کے ثواب سے حاصل کیا ہوتا ہے' حاصل کلام یہ کہ میں نے یہ باب اس لیے باندھا ہے کہ مجھے مولد کے متعلق پتہ چلا ہے' جیسے ہمارے شیخ امام العلامہ شیخ الاسلام کمال الدین ابوالمعالی محمد بن علی انصاری سماکی نے سیرت امام محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہ سے مختصر کیا ہے' اور اسے ابو دجانہ انصاری سماک بن حرب بن حرشہ اوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے' جو بلاتردید اپنے زمانے میں شیخ الشافعیہؒ تھے' اور ابن الزملکانی کے نام سے معروف تھے' اور انہوں نے اس کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ فضائل کا ذکر کیا ہے' اور اس باب میں ایک فصل قائم کی ہے اور اس میں بہت اچھی باتوں کو بیان کیا ہے اور بہت سے اہم فوائد سے آگاہ کیا ہے اور دیگر اچھی باتوں سے ترک کر دیا ہے جنہیں دوسرے متقدمین ائمہ نے بیان کیا ہے اور میں نے انہیں آخر تک بالاستیعاب بات کرتے نہیں دیکھا' نیز انہوں نے اپنی تحریر پوری نہیں کی یا انہوں نے اپنی تصنیف کو مکمل نہیں کیا پس مجھ سے ان کے گھر کے ایک آدمی نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہے پوچھا' جس کا جواب ضروری ہے' پھر اس نے بار بار اس کی تکمیل و تبویب اور ترتیب و تہذیب اور اس پر اضافہ کرنے اور ان کی طرف منسوب کرنے کے بارے میں پوچھا' تو میں نے ایک وقت تک اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا' پھر میں اجر و ثواب کی خاطر اس کے لیے تیار ہو گیا' اور میں نے اپنے شیخ امام العلامہ حافظ ابوالحجاج المزی تغمدہ اللہ برحمتہ سے سنا تھا' کہ سب سے پہلے اس مقام کے بارے میں امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ نے گفتگو کی ہے۔

اور حافظ ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اپنے شیخ الحاکم ابوعبداللہ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ ابو احمد بن ابی الحسن نے مجھے بتایا کہ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی نے اپنے باپ کے حوالے سے ہمیں بتایا کہ عمر بن سوار نے بیان کیا کہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو معجزہ کسی نبی کو دیا ہے' اس کی مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا ہے' میں نے کہا کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیائے موتیٰ کا معجزہ دیا ہے' تو امام شافعی نے فرمایا کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے اس تنے کا معجزہ عطا فرمایا ہے جس کے پہلو میں آپ خطبہ دیتے تھے پس جب آپ کا منبر بن گیا تو تنے نے غم سے آواز نکالی یہاں تک کہ اس کی آواز کو سنا گیا' پس یہ اس سے بھی بڑا معجزہ ہے' یہ ان کے الفاظ ہیں۔

اس باب میں جو کچھ ہم بیان کریں گے اس کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو آیات بینات' خوارق قاطعات اور

حجج واضحات دیتے تھے اس پر دلیل پیش کریں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء کے لیے جمیع محاسن و آیات کو اکٹھا کر دیا ہے' اور اس کے ساتھ آپ کو بعض ایسے امور سے بھی مختص کیا ہے جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں دیئے گئے' جیسا کہ ہم نے آپ کے خصائص و شمائل میں بیان کیا ہے۔ اور مجھے اس مفہوم کی ایک شاندار فصل کا پتہ چلا ہے' جو حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی کی کتاب دلائل النبوۃ میں ہے یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے' آپ نے اس میں اس مفہوم کی ایک فصل قائم کی ہے۔ اور اسی طرح ابو محمد عبداللہ بن حامد فقیہ نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اس کا ذکر کیا ہے اور یہ ایک عظیم کتاب ہے جو نفیس جواہرات پر مشتمل ہے۔ اور اسی طرح صرصری شاعر اپنے بعض قصائد میں کچھ باتوں کا ذکر کرتا ہے' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اور اب میں عون الٰہی سے ان متفرق مقامات سے مختصر عبارت و اشارت کے ساتھ متفقہ باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام کے معجزے کا بیان:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَدَعَا رَبَّهُ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ فَفَتَحْنَا اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ وَ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ وَ حَمَلْنَاهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ تَجْرِىْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ وَ لَقَدْ تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾

کتاب کے آغاز میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح آپ نے اپنی قوم کے خلاف بددعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے پیروکار مومنین کو نجات دی اور ان میں سے کوئی ایک شخص بھی غرق نہ ہوا' اور آپ کے مخالف کفار غرق ہو گئے' اور ان میں سے ایک شخص بھی نہ بچا' حتیٰ کہ آپ کا بیٹا بھی نہ بچا۔

ہمارے شیخ علامہ ابوالمعالی محمد بن علی انصاری نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کی تحریر سے نقل کیا ہے کہ۔ کہ ہر معجزہ جو کسی نبی کو ملا ہے اس کی مثل ہمارے نبی کو بھی ملا ہے' یہ بات طویل کلام اور تفصیل کی متقاضی ہے' جو کئی جلدوں میں بھی نہیں سما سکتی' لیکن ہم ایک بات کے ذریعے دوسری بات سے آگاہ کریں گے' پس ہم انبیاء کے بڑے بڑے معجزات کا ذکر کرتے ہیں جن میں ایک معجزہ حضرت نوح علیہ السلام کا مومنین کے ساتھ نجات پانا ہے' اس میں کچھ شبہ نہیں کہ کشتی کے بغیر' پانی کا لوگوں کو اٹھا لینا' اس پر کشتی کے ذریعے چلنے سے بڑی بات ہے' اور بہت سے اولیاء پانی کی سطح پر چلے ہیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت العلاء بن زیاد رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں اس پر دلالت پائی جاتی ہے۔

منجاب نے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دارین سے جنگ کی' تو آپ نے تین دعائیں کیں جو قبول ہوئیں' پس ہم ایک مقام پر اترے تو آپ نے پانی کو تلاش کیا جو نہ ملا تو آپ نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور عرض کیا اے اللہ! ہم تیرے غلام ہیں اور تیرے راستے میں ہیں' ہم تیرے دشمن سے جنگ کر رہے ہیں اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب کر تاکہ ہم اس سے وضو کریں اور پئیں اور اس میں ہمارے سوا کسی دوسرے کا حصہ نہ ہو' پس ہم تھوڑا چلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بارش تھمنے پر' ہم پانی پر ہیں' پس ہم نے وضو کیا اور توشہ لیا اور میں نے اپنا مشکیزہ بھر لیا اور اسے اس کی جگہ پر چھوڑ

دیا کہ دیکھوں کہ ان کی دعا قبول ہوئی ہے یا نہیں' پس ہم تھوڑا چلے' پھر میں نے اپنے اصحاب سے کہا میں اپنا مشکیزہ بھول گیا ہوں پس میں اس جگہ پر واپس آیا گویا وہاں کبھی پانی پہنچا ہی نہیں پھر ہم چلے اور دارین پہنچ گئے اور ہمارے اور ان کے درمیان سمندر تھا تو حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' اے علی' اے حکیم' ہم تیرے غلام ہیں اور تیرے راستے میں ہیں' ہم تیرے دشمن سے جنگ کر رہے ہیں' اے اللہ! ہمارے لیے ان کے پاس جانے کے لیے راستہ بنا دے' پس ہم سمندر میں داخل ہو گئے اور پانی ہماری ایال تک بھی نہ پہنچا اور ہم پانی کی سطح پر چلے اور ہماری کوئی چیز بھی گیلی نہ ہوئی اور پھر انہوں نے بقیہ واقعہ کو بیان کیا ہے۔

پس یہ کشتی پر سوار ہونے سے بھی بڑا معجزہ ہے کیونکہ پانی کا کشتی کو اٹھانا ایک عام بات ہے اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دریا کو پھاڑنے سے بھی بڑا معجزہ ہے کیونکہ وہاں پانی ہٹ گیا تھا یہاں تک کہ وہ زمین پر چل پڑے' پس پانی کا ہٹ جانا معجزہ ہے اور اس جگہ پر پانی متجسد ہو گیا اور وہ اس پر زمین کی طرح چلتے تھے اور یہ معجزہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی برکت کی طرف منسوب ہے' حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ان کا بیان ختم ہوا۔

اور یہ واقعہ جسے ہمارے شیخ نے بیان کیا ہے اس کا ذکر ابوبکر بیہقی نے اپنی کتاب الدلائل میں ابوبکر بن ابی الدنیا کے طریق سے عن ابی کریب عن محمد بن فضیل عن الصلت بن مطر العجلی عن عبدالملک ابن اخت سہم عن سہم بن منجاب کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی پھر اس واقعہ کا ذکر کیا ہے اور بخاری نے التاریخ الکبیر میں ایک اور طریق سے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور بیہقی نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت العلاء رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور انہوں نے اس واقعہ کو دیکھا تھا' اور بیہقی نے اسے عیسیٰ بن یونس کے طریق سے عن عبداللہ عن عون عن انس بن مالک بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس امت میں تین باتوں کو دیکھا ہے اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو وہ قوموں میں نہ بٹتے' ہم نے پوچھا اے ابوحمزہ وہ کیا باتیں؟ انہوں نے کہا ہم صفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے' کہ آپ کے پاس ایک مہاجر عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا بالغ بیٹا بھی تھا آپ نے عورت کو عورتوں کی طرف بھیج دیا اور اس کے بیٹے کو ہماری طرف بھیج دیا اور ابھی وہ ٹھہرا بھی نہ تھا کہ اسے مدینہ کی وبا نے آ لیا اور وہ کچھ دن بیمار رہا پھر مر گیا' پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھپا دیا اور اس کے کفن دفن کا سامان مہیا کرنے کا حکم دیا اور جب ہم نے اسے غسل دینا چاہا تو آپ نے فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ اس کی ماں کو لے آؤ' اور اسے بتا دو تو میں نے اسے بتا دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ آ کر اس کے قدموں میں بیٹھ گئی اور ان کو پکڑ کر کہنے لگی' اے اللہ میں نے خوشی سے تیری فرمانبرداری اختیار کی ہے اور بتوں کو چھوڑ دیا ہے تو مجھ پر اس مصیبت کا بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی مجھے سکت نہیں' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم ابھی اس کی بات ختم نہیں ہوئی تھی' کہ اس نے اپنے دونوں پاؤں کو حرکت دی اور اپنے منہ سے کپڑا اتار پھینکا اور زندہ رہا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وفات دے دی اور اس کی ماں بھی فوت ہو گئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک فوج کو تیار کیا اور حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بھی اس کے غازیوں میں شامل تھا' پس ہم اپنے میدان کارزار میں آئے' تو ہمیں معلوم ہوا کہ دشمن نے ہم سے پہلے آ کر پانی کے نشانات مٹا دیئے ہیں اور گرمی بہت سخت تھی' پس پیاس نے ہمیں اور ہمارے

چوپاؤں کو مشقت میں ڈال دیا اور یہ جمعہ کا دن تھا' پس جب سورج غروب ہونے کے لیے جھکا تو حضرت العلاء رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی' پھر آسمان کی طرف اپنا ہاتھ پھیلایا اور ہم آسمان میں کوئی چیز نہ دیکھتے تھے' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم ابھی آپ نے اپنا ہاتھ نیچے نہیں کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھیجا اور بادل کو اٹھایا اور برسایا یہاں تک کہ تالاب اور گھاٹیاں لبریز ہوگئیں اور ہم نے پانی پیا' اور اپنی سواریوں کو پلایا اور جمع بھی کرلیا' راوی بیان کرتا ہے پھر ہم اپنے دشمن کے پاس آئے اور وہ سمندر کی کھاڑی کو پار کر کے جزیرہ میں پہنچ گیا' پس حضرت العلاء رضی اللہ عنہ نے کھاڑی پر کھڑے ہوکر فرمایا یا علی یا عظیم یا حلیم یا کریم' پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر پار ہو جاؤ پس ہم پار ہو گئے اور پانی نے ہمارے چوپاؤں کے کھر بھی گیلے نہ کیے' تھوڑی دیر کے بعد ہم نے دشمن کو اس پر تلاش کرلیا اور ہم نے قتل عام کیا اور مردوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا' پھر ہم کھاڑی پر آئے تو حضرت العلاء رضی اللہ عنہ نے پہلے کی طرح دعا کی اور ہم پار ہو گئے اور پانی نے ہمارے چوپاؤں کے کھروں کو بھی تر نہ کیا' پھر انہوں نے حضرت العلاء رضی اللہ عنہ کی موت اور انہیں ایسی زمین میں دفن کرنے کا ذکر کیا ہے جو مردوں کو قبول نہ کرتی تھی' پھر انہوں نے آپ کی قبر کھودی تاکہ آپ کو کسی اور زمین میں منتقل کر دیں تو انہوں نے آپ کو وہاں نہ پایا اور لحد' نور سے جگمگ جگمگ کر رہی تھی' تو انہوں نے دوبارہ اس پر مٹی ڈال دی پھر کوچ کر گئے۔

یہ عبارت مکمل ہے اور اس میں اس عورت کا واقعہ بھی ہے جس کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اس کا بیٹا زندہ کر دیا۔ اور ہم عنقریب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے معجزات اور ان سے ملتے جلتے واقعات سے تعلق رکھنے والی باتوں کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ' جیسے کہ ہم حضرت العلاء رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کے ساتھ اس جگہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے تعلق رکھنے والے امور کو بنی اسرائیل کے لیے سمندر پھٹنے کے واقعہ میں بیان کریں گے اور اس کی طرف ہمارے شیخ نے اپنے کلام میں راہنمائی کی ہے۔

حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ:

بیہقی نے الدلائل میں یہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ سلیمان بن مروان الاعمش کے طریق سے ان کے ایک ساتھی سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دجلہ پر پہنچے تو وہ چڑھا ہوا تھا اور اعاجم اس کے پیچھے تھے' تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا بسم اللہ' پھر وہ اپنے گھوڑے کے ساتھ دجلہ میں گھس گیا اور پانی کے اوپر اوپر رہا' پس لوگوں نے بھی بسم اللہ کہا اور پھر پانی میں گھس گئے' اور پانی سے اوپر اوپر رہے تو اعاجم نے ان کو دیکھ کر کہا دیوانے' دیوانے' پھر وہ سیدھے چلے گئے' اور لوگوں کا صرف ایک پیالہ گم ہوا جو زین کے ایک طرف لٹکا ہوا تھا' اور جب وہ باہر نکلے تو انہوں نے غنائم حاصل کیں اور آپس میں تقسیم کیں اور وہ شخص کہنے لگا' کون چاندی کے بدلے سونا لے گا۔ اور ہم نے ''السیرۃ العمریہ وایامہا'' میں اور اسی طرح تفسیر میں بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں سب سے پہلے جو شخص اس روز دجلہ میں داخل ہوا' وہ سالار فوج حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ الثقفی تھے' انہوں نے دجلہ کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی (وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا) پھر انہوں نے اللہ کا نام لیا اور اپنے گھوڑے سمیت پانی میں داخل ہو گئے اور ان کے پیچھے فوج بھی پانی میں داخل ہو گئی' اور جب اعاجم نے انہیں ایسا کرتے دیکھا تو وہ کہنے لگے دیوانے دیوانے' پھر پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے' پس مسلمانوں نے انہیں قتل کیا اور ان سے بہت سی غنائم

حاصل کیں۔

اسی کی مانند ایک اور واقعہ:

بیہقی نے ابی النضر کے طریق سے بحوالہ سلیمان بن مغیرہ روایت کی ہے کہ ابو مسلم خولانی دجلہ کے پاس آئے' تو وہ اپنے سیلاب سے لکڑیاں پھینک رہا تھا' پس وہ پانی پر چل پڑے اور اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' کیا تم اپنے سامان سے کسی چیز کو گم پاتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں؟ پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ اسناد صحیح ہے' میں کہتا ہوں کہ حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر نے ابو عبداللہ بن ایوب خولانی کے حالات میں یہ واقعہ' بقیہ بن ولید کے طریق سے اس سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ محمد بن زیاد نے بحوالہ ابو مسلم خولانی مجھ سے بیان کیا کہ جب انہوں نے ارض روم میں جنگ کی' تو وہ ایک دریا کے پاس سے گزرے اور فرمایا اللہ کا نام لے کر گزر جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ان کے آگے آگے جا رہے تھے' اور وہ بھی پانی پر جا رہے تھے اور پانی ان کے گھٹنوں تک یا اس کے قریب قریب پہنچا تھا' راوی بیان کرتا ہے جب وہ گزر گئے' تو انہوں نے لوگوں سے فرمایا کیا تمہاری کوئی چیز گم ہوئی ہے؟ اور جس کی کوئی چیز گم ہوئی ہو میں اس کا ضامن ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آدمی نے عمداً توبرہ پھینک دیا اور جب وہ پار ہو گئے تو اس آدمی نے کہا کہ میرا توبرہ دریا میں گر گیا ہے آپ نے اسے کہا میرے پیچھے پیچھے آؤ' کیا دیکھتے ہیں کہ توبرہ دریا کی ایک لکڑی سے چمٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے لے لو۔ اور ابوداؤد نے اسے اعرابی کے طریق سے اس سے عن عمرو بن عثمان' عن بقیہ روایت کی ہے۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے بحوالہ حمید ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو مسلم خولانی دریائے دجلہ پر آئے اور وہ سیلاب سے لکڑیاں پھینک رہا تھا' آپ دجلہ پر کھڑے ہو گئے' پھر اللہ کی حمد و ثنا کی اور بنی اسرائیل کے سمندر میں چلنے کا ذکر کیا' پھر اپنی سواری کے جانور کو ضرب لگائی اور وہ پانی میں گھس گیا اور لوگوں نے آپ کی پیروی کی یہاں تک کہ وہ دریا سے پار ہو گئے پھر فرمایا کیا تم نے اپنے سامان میں سے کسی چیز کو گم کیا ہے؟ کہ میں اللہ سے دعا کروں کہ وہ اس کو مجھے واپس لوٹا دے۔ اور ابن عساکر نے اسے ایک اور طریق سے عبدالکریم بن رشید سے بحوالہ حمید بن ہلال عدوی روایت کیا ہے کہ میرے عمزاد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک فوج میں حضرت ابو مسلم کے ساتھ گیا اور ہم ایک نہایت پرشور دریا پر آئے اور ہم نے بستی والوں سے پوچھا کہ پانی میں گھسنے کی جگہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا' یہاں سے پانی میں گھسنے کی کوئی جگہ نہیں ہے لیکن دو راتوں کے فاصلہ پر ترائی میں' پانی میں گھسنے کی جگہ ہے' تو حضرت ابو مسلم نے کہا اے اللہ تو نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرا دیا اور ہم تیرے غلام ہیں اور تیرے راستے میں ہیں آج تو ہمیں یہ دریا پار کرا دے۔ پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر عبور کر جاؤ' میرا عمزاد بیان کرتا ہے کہ میں گھوڑے پر سوار تھا' میں نے کہا میں سب سے پہلے آپ کے پیچھے گھوڑا ڈالوں گا' وہ بیان کرتا ہے خدا کی قسم پانی گھوڑوں کے پیٹوں تک بھی نہ پہنچا تھا کہ سب لوگوں نے دریا عبور کر لیا۔ پھر حضرت ابو مسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا اے گروہ مسلمین کیا تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہوئی ہے کہ میں اس کی واپسی کے لیے اللہ سے دعا کروں؟

پس یہ ان اولیاء کی کرامات ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے معجزات ہیں' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' کیونکہ انہوں نے ان

کرامات کو آپ کی پیروی اور آپ کی سفارت کی برکت سے حاصل کیا ہے' کیونکہ اس میں دین کے بارے میں حجت اور مسلمانوں کے لیے تاکید پائی جاتی ہے اور یہ کرامت حضرت نوح علیہ السلام کے اس کشتی کے ساتھ' جس کے بنانے کا اللہ نے حکم دیا تھا' پانی پر چلنے کے واقعہ کے مشابہ ہے' نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سمندر پھاڑنے کے واقعہ کے مشابہ ہے۔

اور اس کرامت کی نسبت بہت ہی عجیب باتیں پائی جاتی ہیں' مثلاً پانی کی سطح پر بغیر رکاوٹ کے چلنے کی جہت سے اور اس جہت سے کہ کھڑے پانی کی نسبت' بہتے پانی پر چلنا بہت ہی عجیب ہوتا ہے اگرچہ طوفان کا پانی بکثرت اور زیادہ ہوتا ہے' پس یہ ایک خارق عادت کرامت ہے اور خارق عادت امر کے تھوڑا یا بہت ہونے میں کوئی فرق نہیں ہوتا' بلاشبہ جو لوگ پرشور بہتے سمندر کے پانی کی سطح پر چلے اور اس سے ان کے گھوڑوں کے نعل بھی تر نہ ہوئے' یا وہ جن کے پیٹوں تک بھی پانی نہ پہنچا' تو خارق عادت امر میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا' خواہ وہ ایک گروہ کے لیے یا ہزار گروہ کے لیے ہو یا دریا اور سمندر کے درمیان ہو' بلکہ اس کا پرشور دریا ہونا برق خاطف کی طرح ہے اور بہتا سیلاب اس سے بھی بڑا اور عجیب ہے' اور اسی طرح سمندر پھٹنے کا حال ہے اور وہ بحر قلزم کی جانب تھا' حتیٰ کہ ہر ٹکڑا' بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا اور پانی دائیں بائیں سمٹ گیا۔ اور سمندر کی زمین نمایاں ہو گئی' اور اللہ تعالیٰ نے اس پر ہوا بھیج کر اسے خشک کر دیا اور گھوڑے بغیر کسی گھبراہٹ کے اس پر چل کر پار ہو گئے' اور فرعون اپنی فوجوں کے ساتھ آیا (تو سمندر نے انہیں ڈھانک لیا اور فرعون نے خود کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ دی)

اور یہ اس طرح ہوا کہ جب وہ سمندر کے وسط میں گئے' اور اس سے نکلنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا' تو اس نے ان کو مشکل میں پھنسا دیا اور وہ سب کے سب غرق ہو گئے اور ان میں سے ایک بھی بچ نہ سکا' جیسا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی بھی ضائع نہ ہوا' پس اس میں ایک عظیم نشان ہے' بلکہ چند کئی نشانات ہیں جیسا کہ ہم نے اسے تفسیر میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ ہم نے حضرت العلاء الحضرمی رضی اللہ عنہ اور ابو عبداللہ ثقفی اور ابو مسلم خولانی کے بہتے پانی پر چلنے کے جو واقعات بیان کیے ہیں کہ ان میں سے ایک آدمی بھی ضائع نہ ہوا اور نہ ان کے سامان میں سے کوئی چیز گم ہوئی' یہ اور وہ اولیاء ہیں' جن میں سے ایک صحابی اور دو تابعی ہیں' پس اگر یہ احتیاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء کی موجودگی میں ہوتی تو کیا خیال ہے؟ جن کا شب اسریٰ میں ان سب سے اعلیٰ مقام تھا' اور شب بیت المقدس میں ان کے امام تھے' جو ان کی ولایت کا محل اور ان کے آغاز کی جگہ ہے' اور قیامت کے روز ان کے خطیب ہوں گے' اور جنت میں ان سب سے اعلیٰ مقام پر ہوں گے' اور حشر میں اور دوزخ سے نکلنے میں اور جنت میں داخل ہونے میں وہاں پر درجات کی بلندی میں پہلے شفیع ہوں گے' جیسا کہ ہم نے کتاب کے آخر میں قیامت کے دن کے احوال میں شفاعت کی انواع واقسام کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اور عنقریب ہم موسوی معجزات میں' محمدی معجزات کو بیان کریں گے جو ان سے زیادہ عجیب اور بڑھ کر ہیں۔ اب ہم حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات سے متعلق گفتگو کر رہے ہیں اور ہمارے شیخ نے متقدم الذکر واقعہ کے سوا کوئی بات بیان نہیں کی۔

اور حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ کے آخر میں جو تین جلدوں میں ہے' ایک فصل قائم کی

ہے جو تینتیسویں فصل کے نام سے موسوم ہے' جس میں انبیاء کے فضائل کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے موازنہ کیا گیا ہے' اور آپؐ کے معجزات سے ان کے معجزات کا مقابلہ کیا گیا ہے پس پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے' اور آپ کا معجزہ وہ ہے جس نے آپ کے غصے کو ٹھنڈا کیا اور آپ کے مکذبین کو جلد ندائی عذاب دینے میں آپ کی دعا قبول ہوئی' حتیٰ کہ سطح زمین کے تمام انسان و حیوان آپ پر ایمان لے آنے والوں اور آپ کے ساتھ کشتی میں سوار ہو جانے والوں کے سوا' ہلاک ہو گئے۔ اور میری زندگی کی قسم یہ ایک جلیل القدر معجزہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے پہلے فیصلے اور جو وہ ان کی ہلاکت کا علم رکھتا تھا' کے موافق ہے اور اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے کہ جب آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو حد درجہ اذیت دی اور اللہ کے ہاں جو آپ کا جو مقام ہے اس کا استخفاف کیا' یہاں تک کہ بیوقوف عقبہ بن ابی معیط نے سجدہ کی حالت میں آپ کی پشت پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی' تو آپ نے فرمایا اے اللہ! تو قریش کے سرداروں سے نپٹ' پھر انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی متقدم الذکر حدیث کو بیان کیا ہے' جیسا کہ ہم نے صحیح بخاری وغیرہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر سجدہ کی حالت میں کعبہ کے پاس سرداروں کے اوجھڑی ڈالنے اور مذاق اڑانے کا ذکر کیا ہے' یہاں تک کہ وہ شدید ہنسی کے باعث ایک دوسرے پر گرتے تھے' اور وہ اوجھڑی آپ کی پشت پر پڑی رہی حتیٰ کہ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آ کر اسے آپ کی پشت سے ہٹایا اور وہ ان کے پاس آ کر انہیں کوسنے لگیں' پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے سلام پھیرا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ قریش کے سرداروں سے نپٹ' پھر آپ نے نام لے لے کر کہا اے اللہ! ابوجہل' عتبہ' شیبہ' ولید بن عتبہ' امیہ بن خلف' عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن الولید سے نپٹ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں نے ان کو بدر کے روز مقتول دیکھا' پھر انہیں کھینچ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا' اور اسی طرح جب بدر کے روز قریش اپنی تعداد اور تیاری کے ساتھ آئے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ! یہ قریش اپنے فخر و تکبر کے ساتھ تیرے رسول سے جھگڑتے اور تکذیب کرتے' تیرے پاس آئے ہیں اے اللہ صبح کو انہیں جڑ سے اکھیڑ دے' پس ان کے ستر سردار قتل ہو گئے اور ستر اشراف اسیر ہو گئے' اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کی بیخ کنی کر دیتا' لیکن اپنے نبیؐ کے حلم و شرف کے باعث اس نے ان میں سے ان لوگوں کو باقی رکھا جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا تھا' کہ وہ عنقریب اس پر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں گے اور آپ نے عتبہ بن ابی لہب کے لیے بھی بددعا کی کہ تو اپنے کتے کو شام میں اس پر مسلط کر دے تو بصریٰ شہر سے پہلے وادی الزرقاء میں شیر نے اسے مار دیا' اور آپ کے پاس ان کی کتنی ہی مثالیں اور نظیریں ہیں' اور ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح قحط آیا' حتیٰ کہ انہوں نے خون اور ہڈیاں اور ہر چیز کھائی' پھر وہ آپ کی رحمت و شفقت اور رافت تک پہنچے اور آپ نے ان کے حق میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کشائش پیدا کی' اور آپ کی دعا کی برکت سے وہ بارش سے سیراب ہوئے۔

امام فقیہ ابو محمد عبداللہ بن حامد نے کتاب' دلائل النبوۃ میں حضرت نوح علیہ السلام کے فضائل اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا ذکر کیا ہے' ان کا بھی جو آپ کے فضائل سے مماثلت رکھتے ہیں اور ان کا بھی جو ان سے بڑھ کر ہیں' بلاشبہ جب حضرت

نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کو اذیت دی اور آپ کا استخفاف کیا اور جو تعلیم آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے پاس لائے تھے' اس پر ایمان نہ لائے' تو آپ نے ان کے خلاف بددعا کی (اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کسی کو آباد نہ رکھ) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کیا اور ان کی قوم کو غرقاب کر دیا' حتیٰ کہ کشتی میں سوار ہونے والے حیوانات اور چوپاؤں کے سوا کوئی چیز نہ بچی اور یہ ایک فضیلت ہے جو آپ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں آپ کو ملی اور اللہ نے آپ کی قوم کو ہلاک کر کے آپ کے دل کو ٹھنڈا کیا' ہم کہتے ہیں کہ جب قریش کی تکذیب واستخفاف سے آپ کو تکلیف پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتوں کو آپ کی طرف نازل کیا اور اسے حکم دیا کہ جو وہ اپنی قوم کو ہلاکت کے متعلق اسے حکم دیں وہ اسے مانے' تو آپ نے اس کی اذیت پر صبر کرنے اور ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور انکساری کے ساتھ دعا کرنے کو پسند کیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کے متعلق پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے طائف جانے کے واقعہ میں حدیث بیان ہو چکی ہے' پس آپ نے ان کو دعوت دی اور انہوں نے آپ کو اذیت دی' اور آپ غمزدہ ہو کر واپس آ گئے' اور جب آپ قرن الثعالب کے پاس آئے تو پہاڑوں کے فرشتے نے آپ کو آواز دی اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بلاشبہ تیرے رب نے تیری قوم کی بات کو اور جو انہوں نے آپ کو جواب دیا ہے اسے سن لیا ہے اور اس نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں آپ کے حکم کے مطابق کام کروں' پس اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین یعنی مکہ کے دو پہاڑ ابوقبیس اور زر' جو اسے جنوباً شمالاً گھیرے ہوئے ہیں کو ان پر دے ماروں' آپ نے فرمایا بلکہ میں ان کو مہلت دیتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ ان کی اصلاب سے ایسے لوگ پیدا کرے جو کسی چیز کو اللہ کا شریک قرار نہ دیتے ہوں۔

اور حافظ ابونعیم نے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿ فَدَعَا رَبَّهُ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ فَفَتَحْنَا اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴾

کے مقابلہ میں' حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی استسقاء کی احادیث کو بیان کیا ہے' جیسا کہ ہم ابھی دلائل النبوۃ میں پہلے اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ ایک بدو نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا کہ آپ اللہ سے ان کے لیے دعا کریں کیونکہ وہ قحط اور بھوک کا شکار تھے' پس آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر' اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر' اور ابھی آپ منبر سے نہیں اترے تھے کہ بارش آپ کی ریش مبارک پر گرتی دیکھی گئی اور صحابہ میں سے ایک کو آپ کے چچا ابوطالب کا قول' جو انہوں نے آپ کے متعلق کہا تھا' یاد آ گیا۔

''آپ روشن رو ہیں جن کے چہرے سے بارش طلب کی جاتی ہے اور یتیموں کے فریادرس اور بیوگان کی پناہ گاہ ہیں اور آل ہاشم کے فقراء آپ کی پناہ لیتے ہیں اور وہ آپ کے ہاں آسائش اور منافع میں ہیں''۔

اور اسی طرح آپ نے قحط اور پیاس کے کئی مواقع پر بارش طلب کی اور آپ کو بلا کمی بیشی پانی کی ضرورت کے مطابق جواب دیا گیا۔ اور یہ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا معجزہ ہے' کیونکہ یہ فضل ورحمت کا پانی ہے' اور طوفان کا پانی غضب وناراضگی کا پانی ہے

اوراسی طرح حضرت عمر بن الخطاب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے بارش طلب کرتے تھے اور وہ بارش سے سیراب ہو جاتے تھے' نیز اکثر زمانوں اور ملکوں میں مسلمان' ہمیشہ ہی بارش طلب کرتے رہتے ہیں اور ان کی دعا کی قبولیت کے نتیجے میں سیراب ہو جاتے ہیں' اور دوسرے لوگوں کی دعا اکثر قبول نہیں ہوتی' اور نہ وہ سیراب ہوتے ہیں۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال قیام کیا اور جو مرد اور عورتیں آپ پر ایمان لا کر آپ کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے' وہ ایک سو سے کم تھے' اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیس سال کی مدت میں مشرق و مغرب سے لوگ ایمان لائے اور زمین کے سرکش اور بادشاہ آپ کے مطیع ہو گئے' اور کسریٰ و قیصر کی طرح اپنی حکومت کے زوال سے ڈر گئے' اور نجاشی اور سردار اللہ کے دین میں دلچسپی لیتے ہوئے مسلمان ہو گئے' اور زمین کے جو عظماء آپ پر ایمان نہ لائے' انہوں نے نجران' ہجر اور ایلہ کے باشندوں کی طرح ذلت کے ساتھ جزیہ دینے کی پابندی کی۔ اور آپ نے دومہ کو انتباہ کیا تو وہ آپ کے مطیع و منقاد ہو گئے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے رعب سے مدد دی تھی جو ایک ماہ آپ کے آگے چلتا تھا' اور آپ نے فتوحات حاصل کیں اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو گئے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی تو آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتا دیکھیں گے)

میں کہتا ہوں کہ مدینہ' خیبر' مکہ اور یمن اور حضر موت کا اکثر علاقہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح کر دیا تو آپ کی وفات ہوئی' اور آپ ایک لاکھ یا اس سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر فوت ہوئے۔

نیز آپ نے اپنی مبارک زندگی کے آخر میں' دعوت الی اللہ دیتے ہوئے' زمین کے بقیہ ملوک کو بھی خط لکھے' جن میں سے بعض نے آپ کو جواب دیا۔ بعض نے نرمی اختیار کی اور اپنی جان چھڑائی اور بعض نے تکبر اختیار کیا اور ناکام و نامراد رہے' جیسا کہ کسریٰ بن ہرمز نے جب تکبر و سرکشی اختیار کی تو اس کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی' اور اس کی فوج مختلف سمتوں میں پراگندہ ہو گئی' پھر آپ کے بعد آپ کے خلفاء حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے زمین کے مشارق و مغارب کو' غربی سمندر سے لے کر شرقی سمندر تک فتح کیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمین میرے لیے سکیڑ دی گئی اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا' اور عنقریب میری امت کی حکومت اس زمین تک پہنچے گی جو میرے لیے سکیڑ دی گئی ہے۔

اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا' اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم ضرور ان دونوں کے خزانوں کو راہ خدا میں خرچ کرو گے' اور ہو بہو ایسے ہی وقوع میں آیا' اور اسلامی حکومتیں' قسطنطنیہ کے سوا' قیصر کی حکومت اور اس کے مقبوضات اور کسریٰ کے تمام ممالک اور بلاد مشرق پر اور مغرب کے انتہائی دور افتادہ ممالک پر چھا گئیں حتیٰ کہ ۳۶ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

اور جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت سے تمام اہل زمین ناراض ہو گئے' کیونکہ آپ نے کفر و ضلال اور فجور میں ان کے اصرار کو دیکھ کر اللہ اور اس کے دین اور اس کی رسالت کے لیے ناراض ہو کر ان پر بددعا کی تو اللہ نے ان کی دعا کو قبول کیا اور ان کے ناراض ہونے کی وجہ سے وہ بھی ناراض ہو گیا اور ان کی وجہ سے انہیں سزا دی۔ اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

رسالت اور دعوت کی برکت پھیل گئی' پس جن لوگوں نے ایمان لانا تھا وہ ایمان لے آئے اور جن لوگوں نے ان میں سے کفر کیا ان پر حجت قائم ہوئی' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ﴾ اور جیسے آپ نے خود فرمایا کہ میں ایک بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔

اور ہشام بن عمار کتاب البعث میں بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ بن عبداللہ نعمانی نے مجھ سے بیان کیا کہ مسعودی نے عن سعید بن ابی سعید عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ﴾ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہے اس کے لیے دنیا اور آخرت میں رحمت کمال کو پہنچ جاتی ہے' اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتا تو جو عذاب وفتن اور قذف وخسف پہلی قوموں کو پہنچے ہوتے ہیں' وہ جلد ان کا مستحق ہو جاتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے نعمت الٰہی کو کفر سے بدلا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتار دیا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نعمت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' اور جن لوگوں نے نعمت الٰہی کو کفر سے بدلا وہ کفار قریش ہیں اور اسی طرح وہ سب لوگ بھی جنہوں نے آپ کی تکذیب کی ہے' جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ (احزاب میں سے جو آپ کا انکار کرے گا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا)

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک نام سے پکارا ہے اور فرمایا ہے: ﴿اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا﴾ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسماء میں سے دو ناموں سے پکارا ہے اور فرمایا ہے ﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ﴾

نیز فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو ان کے ناموں سے خطاب کیا ہے' یا نوح' یا ابراھیم' یا موسیٰ' یا دائود' یا یحییٰ' یا عیسیٰ بن امریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے: یاایھا الرسول' یاایھا النبی' یا ایھا المزمل' یا ایھا المدثر اور یہ شرف کے لحاظ سے کنیت کے قائم مقام ہے۔

نیز جب مشرکین نے اپنے انبیاء کو حماقت اور جنون کی طرف منسوب کیا' تو ہر نبی نے اپنی طرف سے جواب دیا' حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ﴿یَاقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ اسی طرح ہود علیہ السلام نے بھی جواب دیا' اور جب فرعون نے کہا ﴿وَاِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یَا مُوْسٰی مَسْحُوْرًا﴾ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا﴾ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے خود اللہ تعالیٰ نے جواب کی ذمہ داری لی جیسے کہ فرماتا ہے کہ ﴿وَقَالُوْا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ لَوْمَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلَآئِکَةِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مَا نُنَزِّلُ الْمَلَآئِکَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا کَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ﴾ اور فرماتا ہے ﴿اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُکْرَةً وَّ اَصِیْلًا. قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ نیز فرمایا ﴿اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَکُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ﴾ نیز فرماتا ہے ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ وَلَا بِقَوْلِ کَاهِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ، تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ

الْعَالَمِیْنَ﴾ ﴿وَ اِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ﴾ پھر فرماتا ہے۔ ﴿وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ﴾ پھر فرماتا ہے ﴿نٓ، وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ وَ اِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ پھر فرماتا ہے ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُہٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْہِ اَعْجَمِیٌّ وَّھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ﴾

حضرت ہود علیہ السلام کے معجزے کا بیان:

ابونعیم کے بیان کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو تند ہوا سے ہلاک کر دیا اور وہ ناراضگی کی ہوا تھی' اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احزاب کے روز' باد صبا سے مدد کی' فرماتا ہے (اے مومنو اللہ کے اس فضل کو یاد کرو' جو تم پر ہوا' جب تمہارے پاس فوجیں آئیں اور ہم نے ان پر ہوا اور فوجیں بھیجیں جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور جو تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھتا ہے)

پھر بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے ہم سے بیان کیا اور عثمان بن محمد عثمانی نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن یحییٰ الساجی نے ہم سے بیان کیا' وہ دونوں کہتے ہیں کہ ابوسعید الشیخ نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن عتاب نے عن داؤد بن ابی ہند عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ احزاب کے روز جنوبی ہوا' شمالی ہوا کی طرف گئی' اور کہنے لگی تو بھی ہمارے ساتھ چل تا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں' تو شمالی ہوا نے جنوبی ہوا سے کہا کہ سنگ سیاہ والی زمین رات کو نظر نہیں آتی' پس اللہ تعالیٰ نے ان پر صبا کو بھیجا' اسی لیے فرماتا ہے (فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کردہ متفق حدیث اس کی گواہی دیتی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے صباء سے مدد دی گئی ہے۔ اور عاد کو پچھوائی ہوا نے تباہ کیا۔

حضرت صالح علیہ السلام کے معجزے کا بیان:

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ بات کہی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کے لیے چٹان سے ناقہ پیدا کر دی' جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے نشان اور آپ کی قوم پر حجت بنایا اور اس کے لیے ایک روز پینے کو مقرر کیا اور ان کے لیے بھی پینے کا دن مقرر تھا' تو ہمارا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی مانند' بلکہ اس سے بڑھ کر معجزہ دیا ہے اس لیے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ نے آپ سے گفتگو نہیں کی اور نہ آپ کی نبوت و رسالت کی شہادت دی ہے' اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت ایک اونٹ نے دی' اور اپنے مالکوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کی بھی آپ کے پاس شکایت کی کہ وہ اسے بھوکا رکھتے ہیں اور اسے ذبح کرنا چاہتے' پھر انہوں نے اس حدیث کو اس کے طرق و الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے جسے ہم قبل ازیں دلائل النبوۃ میں پیش کر چکے ہیں اور اس جگہ پر اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور وہ صحاح' حسان اور مسانید میں ہے۔

اور ہم نے اس کے ساتھ ہرنی کی حدیث اور گوہ کی حدیث کو بھی بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے آپ کی رسالت کی شہادت دی جیسا کہ اس سے قبل اس پر گفتگو ہو چکی ہے اور صحیح کی حدیث میں لکھا ہے کہ آپ کے بعثت سے قبل ایک پتھر آپ کو سلام کہتا تھا' اسی طرح احجار و اشجار اور مٹی کے ڈھیلے بھی آپ کو سلام کہتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزے کا بیان:

ہمارے شیخ علامہ ابوالمعالی بن زملکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کا بجھ جانا معجزہ ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر ایران کی آگ بھی معجزۃً بجھی ہے حالانکہ آپ کے اور آپ کے بعثت کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ اس وقت بجھی جب آپ اس میں پڑے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایران کی آگ اس وقت بجھی جب آپ کے اور اس آگ کے درمیان کئی ماہ کی مسافت کا فاصلہ تھا' اور ایران کی آگ بجھنے میں آپ کی پیدائش کی شب کی طرف اشارہ ہے اور ہم نے سیرت کے آغاز میں آپ کی پیدائش کے بیان میں اس کا ذکر اسانید کے ساتھ کیا ہے جو کافی ہے۔

پھر ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ اس امت کے بعض لوگوں کو آگ میں ڈالا گیا تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آگ ان پر اثر انداز نہ ہوئی' ان میں سے حضرت ابومسلم خولانی بھی ہیں۔ ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ جس دوران میں اسود عنسی یمن میں تھا اس نے حضرت ابومسلم خولانی کی طرف پیغام بھیج کر پوچھا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسولؐ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' انہوں نے جواب دیا مجھے سنائی نہیں دیتا' پس اس کے حکم سے عظیم آگ بھڑکائی گئی اور اس میں حضرت ابومسلم کو پھینک دیا گیا اور اس نے آپ کو گزند نہ پہنچایا' اسود عنسی کو کہا گیا کہ اگر تو نے اس شخص کو اپنے علاقے میں چھوڑ دیا تو یہ تجھ سے تیرا دشمن اور مخالف بنا دے گا' تو اس نے آپ کو کوچ کر جانے کا حکم دیا' وہ مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے' حضرت ابومسلم خولانی مسجد کے ایک ستون کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر پوچھا' یہ آدمی کہاں سے آیا ہے آپ نے کہا یمن سے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ہمارے اس آدمی کے ساتھ اللہ نے کیا سلوک کیا ہے' جسے آگ سے جلایا گیا تو اس نے اسے کوئی گزند نہ پہنچایا؟ آپ نے جواب دیا وہ عبداللہ بن ایوب ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں آپ سے اللہ کے نام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' آپ ہی وہ شخص ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی دونوں آنکھوں کو بوسہ دیا' پھر انہیں لا کر اپنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھا دیا اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس وقت تک موت نہیں دی جب تک کہ مجھے وہ شخص نہیں دکھایا جس کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا' جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کیا گیا تھا' یہ عبارت ہمارے شیخ نے اس طرح بیان کی ہے۔

اور حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں کئی طریق سے اسے حضرت ابومسلم عبداللہ بن ایوب کے سوانح میں عبدالوہاب بن محمد سے بحوالہ اسماعیل بن عیاش حطیمی روایت کیا ہے کہ شراحیل ابن مسلم خولانی نے مجھ سے بیان کیا کہ اسود بن قیس بن ذی الحمار العنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا اور حضرت ابومسلم خولانی کو پیغام بھیجا تو آپ اس کے پاس آئے اور جب آپ کو ان کے سامنے لایا گیا تو اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے فرمایا مجھے سنائی نہیں دیتا' اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' آپ نے جواب دیا' ہاں اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں

کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے فرمایا مجھے سنائی نہیں دیتا' اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں' اس نے یہ بات آپ کے سامنے کئی بار دہرائی' پھر اس کے حکم سے ایک عظیم آگ بھڑکائی گئی اور اس میں آپ کو ڈال دیا گیا اور اس نے آپ کو گزند نہ پہنچایا اسود عنسی سے کہا گیا اسے اپنے آپ سے دور کر دو ورنہ یہ تمہارے پیروکاروں کو تمہارا مخالف اور دشمن بنا دے گا' اس نے آپ کو حکم دیا تو آپ کوچ کر گئے' اور مدینہ آئے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے' حضرت ابومسلم نے اپنی اونٹنی مسجد کے دروازے پر بٹھائی' پھر مسجد میں داخل ہو کر مسجد کے ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے' تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ لیا اور آپ کے پاس آ کر پوچھا آپ کون شخص ہیں انہوں نے جواب دیا میں یمنی ہوں' آپ نے پوچھا اس آدمی کا کیا بنا جسے کذاب نے آگ سے جلایا تھا؟ انہوں نے کہا وہ عبداللہ بن ایوب ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ وہی شخص ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں راوی بیان کرتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں گلے لگا لیا' پھر انہیں لے جا کر اپنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھا دیا اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس وقت تک موت نہیں دی جب تک مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا وہ شخص نہیں دکھایا' جس کے ساتھ وہی سلوک ہوا جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ ہوا تھا۔

اسماعیل بن عیاش بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے ملا ہوں جو یمن کے خولان قبیلے سے ہمیں کمک پہنچاتے تھے' وہ بعض اوقات باہم مذاق کرتے اور خولانی عنسیوں سے کہتے کہ تمہارے کذاب ساتھی نے ہمارے ساتھی کو آگ سے جلایا اور اس نے اسے گزند نہ پہنچایا۔

اور اسی طرح حافظ ابن عساکر نے کئی طریق سے ابراہیم بن دحیم سے روایت کی ہے کہ ہشام بن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ ولید نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن بشیر نے بحوالہ ابی بشیر جعفر بن ابی وحشیہ مجھے بتایا کہ ایک شخص مسلمان ہو گیا تو اس کی قوم نے اسے کفر پر قائم رکھنا چاہا' اور اسے آگ میں ڈال دیا تو اس کی صرف ایک انگلی کی سرا جلا' جسے وضو کا پانی نہیں پہنچتا تھا' پس اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا میرے لیے بخشش طلب کیجیے' آپ نے فرمایا آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں آگ میں ڈالا گیا اور تم نہ جلے' پھر اس نے آپ کے لیے بخشش مانگی اور شام کی طرف چلا گیا اور لوگوں نے اس کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام رکھ دیا' یہ شخص حضرت ابومسلم خولانی تھے' اور یہ روایت اس اضافے کے ساتھ متحقق ہے اور اسے یہ کمال صرف شریعتِ محمدیہ مطہرہ مقدسہ کی برکت سے حاصل ہوا جیسا کہ حدیث شفاعت میں بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ پر سجود کے مقامات کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔

اور حضرت ابومسلم' دمشق کے مغرب میں داریا مقام پر فروکش ہو گئے' اور صبح کو جامع دمشق میں آپ سے پہلے کوئی نہ جاتا تھا' اور بلاد روم کے ساتھ جنگ کیا کرتے تھے' اور آپ کے احوال و کرامات بہت زیادہ ہیں اور آپ کی قبر داریا میں مشہور ہے' ظاہر ہے کہ آپ کا قیام داریا میں تھا۔

بلاشبہ حافظ ابن عساکر نے اس امر کو ترجیح دی ہے کہ آپ کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بلاد روم میں ہوئی

ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے بیٹے یزید کے زمانے میں ۶۰ھ کے بعد ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

اور احمد بن ابی الحواری کے لیے کئی طریق سے بیان ہوا ہے کہ وہ اپنے استاد کو بتانے آئے کہ انہوں نے تنور لوایندھن سے صاف کر دیا ہے اور اس کے اہل انتظار کر رہے ہیں کہ وہ اس کے بارے میں انہیں کیا حکم دیتا ہے؛ پس اس نے استاد کو لوگوں کے ساتھ باتیں کرتے دیکھا' اور وہ اس کے اردگرد کھڑے تھے؛ اس نے استاد کو اس کے متعلق بتایا تو وہ اس کی طرف دھیان دیئے بغیر لوگوں سے مصروف گفتگو رہا' اس نے پھر اسے بتایا تو اس نے اس کی طرف توجہ نہ دی' پھر اس نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے اردگرد کھڑے تھے' بتایا تو اس نے کہا' جا کر اس میں بیٹھ جاؤ' پس احمد بن ابی الحواری تنور کے پاس گیا اور اس میں بیٹھ گیا اور وہ آگ سے شعلہ زن تھا' اور وہ اس کے لیے ٹھنڈک اور سلامتی کا باعث بن گیا' اور وہ مسلسل اس میں بیٹھا رہا' حتیٰ کہ ابوسلیمان اپنی گفتگو سے فارغ ہوا اور اس نے اپنے اردگرد کے لوگوں سے کہا آؤ ہم احمد بن ابی الحواری کے پاس چلیں' میرا خیال ہے وہ تنور کی طرف چلا گیا ہے اور میرے حکم کی تعمیل میں اس میں بیٹھ گیا ہے' وہ گئے تو انہوں نے اسے اس میں بیٹھے دیکھا' پس شیخ ابوسلیمان نے اس کے ہاتھ کو پکڑا اور اسے اس سے باہر نکالا رحمۃ اللہ علیہما و رضی اللہ عنہما۔

اور ہمارے شیخ ابوالمعالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق سے آگ میں پھینکا گیا تھا' اور مسیلمہ کذاب کے معرکہ میں البراء کی حدیث میں ہے کہ مسیلمہ کے اصحاب ایک نشیبی باغ میں آ کر قلعہ بند ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ حضرت البراء بن مالکؓ نے کہا کہ مجھے گھاس پر ڈال دو اور نیزوں کے ذریعے انہوں پر اٹھا کر اوپر سے مجھے دروازے کے اندر پھینک دو' پس انہوں نے اسی طرح کیا اور انہیں ان کے اوپر پھینک دیا' انہوں نے کھڑے ہو کر مشرکین سے جنگ کی اور مسیلمہ کو قتل کر دیا۔

میں کہتا ہوں' اس کا ذکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں استقصاء کے ساتھ کیا گیا ہے' جب آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو' مسیلمہ اور بنی حنیفہ کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا تھا اور وہ تقریباً ایک لاکھ یا اس سے زیادہ تھے' اور مسلمان دس بارہ ہزار تھے' پس جب مڈبھیڑ ہوئی تو اکثر بدو بھاگنے لگے اور مہاجرین اور انصار نے کہا اے خالد! ہمیں الگ کر دیجیے' تو آپ نے انہیں ان سے الگ کر دیا' اور مہاجرین اور انصار اڑھائی ہزار کے قریب تھے' پس انہوں نے ڈٹ کر حملہ کیا اور وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے اور کہنے لگے اے اصحاب سورۃ البقرہ آج جادو نا کام ہو گیا ہے پس انہوں نے اللہ کے حکم سے انہیں شکست دی اور وہاں ایک باغ میں جسے گلستانِ موت کہتے تھے پناہ لے کر قلعہ بند ہو گئے' اور اس میں ان کا محاصرہ کر لیا' اور حضرت البراء بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک ان کے بڑے بھائی تھے۔ وہ کام کیا جس کا ذکر کیا گیا ہے کہ انہیں نیزوں پر اٹھایا گیا' حتیٰ کہ وہ اس کی بلند دیوار پر اچھی طرح مضبوطی سے ٹک گئے' پھر انہوں نے اپنے آپ کو ان پر گرا دیا اور تیزی کے ساتھ ان کی طرف گئے اور ان کے ساتھ اکیلے ہی جنگ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ نے باغ کا دروازہ کھول دیا اور مسلمان تکبیر کہتے ہوئے اندر آ گئے' اور مسیلمہ کے محل تک پہنچ گئے' اور وہ محل کے باہر ایک دیوار کے پاس کھڑا تھا' گویا وہ اپنی گندم گونی کی وجہ سے خاکستری اونٹ ہے' پس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل' وحشی بن حرب الاسود اپنے برچھے کے ساتھ اور حضرت ابودجانہ سماک بن حرشہ انصاری اس کی طرف بڑھے۔

ہمارے شیخ ابوالمعالی بن الزملکانی انہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ پس وحشی نے ان سے سبقت کی اور زور سے اسے برچھا مارا اور اس کے آر پار کر دیا' اور حضرت ابودجانہ تیزی سے اس کے پاس آ کر اپنی تلوار کے ساتھ اس کے اوپر چڑھ گئے اور اسے قتل کر دیا اور محل کے اوپر سے ایک لونڈی چلائی' ہائے امیر کو ایک سیاہ غلام نے قتل کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جس روز مسیلمہ قتل ہوا اس کی عمر ایک سو چالیس سال تھی اللہ اس پر لعنت کرے اور جس کی عمر لمبی اور عمل برا ہو خدا اس کا بھلا نہ کرے۔ یہ وہ بات ہے جسے ہمارے شیخ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعلق میں بیان کیا ہے۔ اور حافظ ابونعیم کہتے ہیں کہ اگر یہ بات کہی جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبوت کے دوستی سے بھی مختص ہیں' تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیل اور حبیب بنایا ہے اور حبیب خلیل سے زیادہ لطیف ہوتا ہے' پھر انہوں نے شعبہ کی حدیث سے عن ابی اسحاق عن ابی الاحوص عن عبداللہ بن مسعودؓ بیان کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناتا لیکن تمہارا آقا خلیل اللہ ہے۔

اور مسلم نے اسے شعبہ اور ثوری کے طریق سے بحوالہ ابی اسحاق اور عبداللہ بن مرہ اور عبداللہ بن ابی الہدیل کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ان سب نے ابوالاحوص سے روایت کی ہے۔ اور عوف بن مالک الجشمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے آقا کو خلیل بنایا ہے' یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ اور اسی طرح مسلم نے اسے جندب بن عبداللہ البجلی سے منفرد بھی روایت کیا ہے' جیسا کہ میں ابھی بیان کروں گا' اور اصل حدیث' صحیحین میں ابوسعید سے مروی ہے۔ اور بخاری کے افراد میں ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جیسا کہ میں نے اسے حضرت صدیق کے فضائل میں بیان کیا ہے اور وہاں ہم نے اسے حضرت انس حضرت البراء' حضرت کعب بن مالک' حضرت ابوالحسین بن العلی' حضرت ابوہریرہ' حضرت ابوواقد لیثی اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے بیان کیا ہے' پھر ابونعیم نے اسے عبداللہ بن زحر کی حدیث سے' عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامہ عن کعب بن مالک روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تمہارے نبی کو دیکھا ہے اور میں نے آپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ ہر نبی کا اپنی امت میں ایک خلیل ہوتا ہے اور بلاشبہ میرا خلیل ابوبکرؓ ہے' اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے آقا کو خلیل بنایا ہے اور یہ اسناد ضعیف ہے۔ اور محمد بن عجلان کی حدیث سے ان کے باپ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کا ایک خلیل ہوتا ہے اور میرا خلیل ابوبکر بن ابی قحافہ ہے اور تمہارے آقا کا خلیل رحمان ہے اور یہ اس طریق سے غریب ہے۔ اور عبدالوہاب بن الضحاک کی حدیث سے عن اسماعیل بن عیاش عن صفوان بن عمرو عن عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر عن کثیر بن مرہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح خلیل بنایا ہے اور میرا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام جنت میں ایک دوسرے کے سامنے ہے' اور عباس ہمارے دو خلیلوں کے درمیان' مومن ہے۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کے اسناد میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ ابونعیم رحمہ اللہ کا بیان ختم ہوا۔

مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ اور اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن عدی نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن ابی انیسہ نے عمرو بن مرہ سے بحوالہ عبداللہ بن حارث ہم سے بیان کیا کہ جندب بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پانچ روز قبل آپ کو بیان کرتے سنا کہ میں اللہ کے حضور اس بات سے برأت چاہتا ہوں کہ میرا تم میں کوئی خلیل ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابراہیم کی طرح خلیل بنایا ہے اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا' آگاہ رہو کہ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا کرتے تھے' آگاہ رہو' قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا' میں تمہیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔

اب رہی یہ بات' آپ کے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خلیل بنانے کی' تو ابونعیم اس کے اسناد سے معترض نہیں ہوئے' اور ہشام بن عمار نے اپنی کتاب المبعث میں بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن حمزہ حضرمی اور عثمان بن علان قرشی نے ہم سے بیان کیا کہ عروہ بن ردیم لخمی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری مرقوم اجل بتادی ہے اور اس کے قریب مجھے پکڑ لیا ہے اور میں قریب المرگ ہو گیا ہوں' پس ہم آخرین ہیں اور قیامت کے روز ہم سابقین ہوں گے' اور فخر کیے بغیر کہتا ہوں کہ ابراہیم خلیل اللہ' موسیٰ صفی اللہ اور میں حبیب اللہ ہوں اور قیامت تک سید ولد آدم ہوں اور میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں تین باتوں کے متعلق مجھے پناہ دی ہے' وہ تمہیں قحط سے ہلاک نہیں کرے گا اور تمہارا دشمن تمہاری بیخ کنی نہیں کرے گا اور تم ضلالت پر اتفاق نہ کرو گے۔

اور فقیہ ابو محمد عبداللہ بن حامد نے دوستی کے مقام پر مدلل گفتگو کی ہے' حتیٰ کہ اس نے کہا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ خلیل وہ ہوتا ہے جو رغبت اور خوف سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ﴾ اور اس نے بکثرت اسے اواہ کہا ہے اور حبیب وہ ہوتا ہے' جو رؤیت اور محبت سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خلیل وہ ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ عطا کا انتظار ہوتا ہے اور حبیب وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ لقاء کا انتظار ہوتا ہے' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خلیل وہ ہوتا ہے جو واسطے کے ساتھ پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ﴾ اور حبیب وہ ہوتا ہے جو بلا واسطہ پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾ اور خلیل نے کہا کہ ﴿الَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ﴾ اور حبیب محمد ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ﴾ اور خلیل نے کہا ﴿وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ﴾ اور حضرت نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ﴾ اور جب خلیل کو آگ میں ڈالا گیا تو اس نے کہا ﴿حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ﴾ اور محمد ﷺ سے اللہ نے فرمایا ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ اور خلیل نے کہا ﴿اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے فرمایا ﴿وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ اور خلیل نے کہا ﴿وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے فرمایا ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اور خلیل نے کہا ﴿وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے حبیب سے فرمایا ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ

تَطْهِیْرًا ﴾ اور خلیل نے کہا ﴿وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ سے فرمایا ﴿اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ﴾ اور انہوں نے اور باتوں کا بھی ذکر کیا ہے' اور ابھی صحیح مسلم کی حدیث میں بحوالہ حضرت ابی بن کعب بیان ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے روز ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا کہ سب مخلوق اس کی التجا کرے گی' حتیٰ کہ ان کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اس کی التجا کریں گے اس سے پتہ چلا کہ آپ سب سے افضل ہیں' کیونکہ آپ کے اس مقام کی طلب کی جائے گی اور یہ بھی پتہ چلا کہ آپ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام مخلوق میں سب سے افضل ہیں' اور اگر کوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد افضل ہوتا تو آپ اس کا بھی ذکر کرتے۔

پھر ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام' نمرود سے تین پردوں میں محجوب تھے' تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ یہ بات ایسے ہی تھی' اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ان لوگوں سے جو آپ کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے' پانچ پردوں میں محجوب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے امر میں فرمایا ہے کہ ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴾ یہ تین پردے ہوئے' پھر فرمایا ﴿وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴾ پھر فرمایا ﴿فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴾ یہ پانچ پردے ہوئے۔

اور فقیہ ابومحمد بن حامد نے بھی ہو بہو ایسے ہی بیان کیا ہے' مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کس نے دوسرے سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم' اور اس کو اس نے غریب بیان کیا ہے' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جن پردوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے مجھے معلوم نہیں وہ کیا تھے' اور اس نے آپ کو اس آگ میں پھینک دیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچالیا' اور جن پردوں کے متعلق انہوں نے ان آیات سے استدلال کیا ہے' ان کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ سب کے سب معنوی پردے ہیں' حسی نہیں' جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ حق سے پھیرنے والے ہیں' نہ حق ان تک پہنچتا ہے اور نہ ان کے دلوں تک راہ پاتا ہے' جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ﴿وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَا اِلَیْهِ وَ فِیْ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَیْنِنَا وَ بَیْنِکَ حِجَابٌ ﴾ اور ہم نے اسے تفسیر میں بیان کیا ہے۔ نیز ہم نے السیرۃ اور تفسیر میں بیان کیا ہے کہ جب ابولہب اور اس کی بیوی کی مذمت اور ان کے دوزخ میں جانے اور نقصان اٹھانے کے بارے میں سورت نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی ام جمیل ایک بہت بڑا پتھر رسول کریم ﷺ کو مارنے کے لیے لائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی جو حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' پس نبی کریم ﷺ اسے نظر نہ آئے' تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی آپ کا آقا کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا انہوں نے کیا کیا ہے؟ وہ کہنے لگی انہوں نے میری ہجو کی ہے' آپ نے فرمایا انہوں نے ہماری ہجو نہیں کی' وہ کہنے لگی خدا کی قسم اگر میں انہیں دیکھ پاؤں تو اس بڑے پتھر سے انہیں ماردوں' پھر یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ گئی' کہ مذمم ہمارے پاس آیا اور اس کے دین نے ہم سے دشمنی کی ہے۔ اور یہی حال پردوں کا ہے۔ اور اس نے ابوجہل کو اس وقت روکا جب اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کے سر کو سجدہ کی حالت میں اپنے پاؤں سے روندنے کا ارادہ کیا اور اس نے آگ کی قبر اور عظیم خوف اور فرشتوں کے پیروں کو آپ کے درے دیکھا پس وہ الٹے پاؤں واپس لوٹا اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کر رہا تھا' قریش نے اسے پوچھا تیرا برا ہو تجھے کیا ہوگیا ہے تو اس نے جو کچھ دیکھا تھا انہیں اس کے

متعلق بتایا اور حضرت نبی کریم ﷺ کہ اگر وہ آگے بڑھتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو نکال دیتے۔ اور ایسے ہی جب رسول اللہ ﷺ شب ہجرت کا باہر نکلے اور کفار آپ کے راستے میں گھات لگائے ہوئے تھے اور انہوں نے آپ کے گھر کی طرف آپ کی نگرانی کے لیے آدمی بھیجے تاکہ آپ نکل نہ جائیں اور جب وہ آپ کو دیکھیں تو قتل کر دیں' پس آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا' پھر آپ ان کے پاس گئے اور وہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ان میں سے ہر آدمی کے سر پر مٹی ڈالنے لگے' اور فرمانے لگے کہ ''چہرے بدرو ہو گئے'' اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکے' حتیٰ کہ آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار ثور تک چلے گئے۔ جیسے کہ ہم نے ''السیرۃ'' میں مفصل طور پر بیان کیا ہے۔ نیز ہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مکڑی نے غار کے دروازے پر جالا تن دیا' تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے مقام کو ان پر مشتبہ کر دے' اور صحیحین میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے دونوں قدموں کی طرف دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا' آپ نے فرمایا اے ابوبکر! تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے' اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے کہ۔

داؤد کی بنائی ہوئی زرہ نے غار والے کو نہیں بچایا' اور یہ فخر مکڑی کو حاصل ہوا۔ اور یہی حال ہے پردوں کا۔ اور اس نے سراقہ بن مالک بن جعشم کو اس کے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنسا کر اس وقت روکا جب اس نے ان کا تعاقب کیا' یہاں تک کہ اس نے آپ سے امان حاصل کی جیسا کہ پہلے تفصیل کے ساتھ ہجرت میں بیان ہو چکا ہے۔

اور ابن حامد نے اپنی کتاب میں' امر الٰہی کی تابعداری میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے لٹانے کے مقابلہ میں' احد وغیرہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے اپنی جان قربان کرنے کو بیان کیا ہے' حتیٰ کہ دشمن نے آپ کو جو تکلیف پہنچانی تھی وہ پہنچائی یعنی آپ کے سر کو پھوڑا اور آپ کی دائیں جانب کے نچلے دو دانت توڑ دیئے جیسا کہ پہلے السیرۃ میں مفصل بیان ہو چکا ہے' پھر بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم نے آگ میں ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے ٹھنڈا اور سلامتی کا باعث بنا دیا۔ ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اس قسم کا معجزہ دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب آپ خیبر گئے تو ایک خیبری عورت نے آپ کو زہر دے دیا پس اس نے اس زہر کو آپ کی اجل کی انتہاء تک آپ کے پیٹ میں ٹھنڈک اور سلامتی کا باعث بنا دیا' اور زہر پیٹ میں قرار نہیں پکڑتا اور آگ کی طرح جلاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ فتح خیبر میں اس کے متعلق پہلے حدیث بیان ہو چکی ہے۔ اور ان کے قول کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ بشر بن البراء بن معرور اس مسموم بکری کے کھانے سے فوراً ہی مر گئے' اور بکری کے دست نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ اس میں زہر رکھا گیا ہے اور آپ نے اس سے دانتوں سے گوشت نوچا تھا' اور اسی میں زیادہ زہر تھا' کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ آپ دست کو پسند کرتے ہیں' پس اس زہر نے آپ کے پیٹ میں چلا گیا تھا' اذن الٰہی سے آپ کو گزند نہ پہنچایا' یہاں تک کہ آپ کی اجل کا خاتمہ ہو گیا اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس لقمے میں جو زہر تھا اس کی تکلیف کو آپ نے اس وقت محسوس کیا' اور ہم نے حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ فاتح بلاد شام کے حالات میں بیان کیا ہے کہ ان کے پاس زہر لایا گیا تو آپ نے دشمنوں کو ڈرانے کے لیے اسے ان کے سامنے پھانک لیا اور آپ کو کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔

پھر ابونعیم بیان کرتے ہیں اگر یہ کہا جائے' کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نبوت کی برہان سے نمرود سے جھگڑا کیا اور اس کو مبہوت کر دیا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فبهت الذی کفر) اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعث بعد الموت کی تکذیب کرنے والا ابی بن خلف ایک بوسیدہ ہڈی لایا اور اسے رگڑ کر کہنے لگا (بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟) تو اللہ تعالیٰ نے برہان ساطع نازل فرمائی (کہہ دو انہیں وہی زندہ کرے گا' جس نے انہیں پہلی مرتبہ زندہ کیا تھا اور وہ خلق کو جانتا ہے) پس وہ آپ کی نبوت کی برہان سے مبہوت ہو کر واپس چلا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بڑی قاطع حجت ہے یعنی آپ کا معاد کے لیے ابتداء سے استدلال کرنا' پس وہ ذات جس نے مخلوق کو نا قابل ذکر چیز ہونے کے بعد پیدا کیا' وہ انہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ فرماتا ہے کیا وہ ذات جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر نہیں کہ ان جیسے لوگ پیدا کرے بے شک وہ بہت پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے) یعنی جیسے اس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا' انہیں دوبارہ بھی پیدا کرے گا' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ (وہ مردوں کے زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے) اور فرماتا ہے (اور وہی ہے جو خلق کی ابتداء کرتا ہے' پھر اسے دوبارہ خلق کرے گا اور یہ بات اس پر بہت آسان ہے) اور اکثریت کے قول کے مطابق امر معاد نظری ہے' فطری ضروری نہیں)

اور جس شخص نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا تھا وہ معاند اور مکابر تھا' بلاشبہ صانع کا وجود فطرت میں مذکور ہے اور ہر ایک کی پیدائش اسی پر ہوئی ہے سوائے اس کے کہ جس کی فطرت بدل گئی ہو' پس یہ بات اس کے نزدیک نظری ہو جائے گی اور بعض متکلمین صانع کے وجود کو نظری بتاتے ہیں نہ کہ ضروریات کو' بہرحال ہر لحاظ سے اس کا یہ دعویٰ کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اسے عقل و سمع قبول نہیں کرتے اور ہر ایک اپنی عقل سے اس بارے میں اس کی تکذیب کرتا ہے' اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے اس کے دعویٰ کے مطابق' سورج کو مغرب سے لانے پر ملتزم کیا (تو کافر مبہوت رہ گیا اور اللہ ظالم لوگوں کی راہنمائی نہیں کرتا) اور انہیں اس کے ساتھ یہ بھی بیان کرنا چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاند پر جب اس نے احد کے روز آپ کو دعوتِ مبارزت دی' غالب کیا اور آپ نے اسے اپنے دستِ مبارک سے قتل کیا' آپ نے اسے برچھا مارا جو اس کی ہنسلی پر لگا اور وہ کئی بار اپنے گھوڑے سے نیچے گرا تو لوگوں نے اسے کہا' تیرا برا ہو تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو اس نے کہا خدا کی قسم جو تکلیف مجھے ہو رہی ہے اگر وہ اہل ذوالمجاز کو ہوتی تو وہ سب کے سب مر جاتے' کیا آپ نے نہیں کہا کہ میں اسے قتل کروں گا؟ خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوکتے تو مجھے قتل کر دیتے۔ اور اس لعنتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے گھوڑا اور برچھا تیار کیا تھا آپ نے فرمایا بلکہ میں اسے قتل کروں گا ان شاء اللہ' اور احد کے روز ایسا ہی ہوا۔

پھر ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی خاطر ناراض ہو کر اپنی قوم کے بت توڑ دیئے' تو اس کے جواب میں کہا جائے گا' کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو ساٹھ بتوں کو توڑ دیا اور شیطان نے انہیں سیسہ اور تانبا لگایا ہوا تھا اور جب کبھی آپؐ ان بتوں میں سے کسی کے پاس اپنی چھڑی کے ساتھ نزدیک جاتے تو وہ آپ کے چھوٹے بغیر ہی نیچے گر پڑتا اور آپ فرماتے کہ حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے اور بلاشبہ باطل بھاگنے والا ہی ہے) پس وہ اپنے چہروں کے بل گر پڑے' پھر

آپ کے حکم سے انہیں سیل کے پتھر تک نکالا گیا اور یہ پہلی بات سے بھی زیادہ واضح اور روشن امر ہے۔ اور ہم نے فتح مکہ کے سال مکہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے دخول کی ابتداء میں صحاح وغیرہ سے اسے اس کی اسانید وطرق کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور کئی علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ اسی طرح آپ کی پیدائش مبارک پر بھی بت گرے تھے اور یہ امر اعجاز میں ان کے توڑنے سے بھی زیادہ قوی اور بلیغ ہے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس شب ایرانیوں کی وہ آگ بھی بجھ گئی تھی جس کی وہ پوجا کرتے تھے' حالانکہ اس سے قبل وہ ایک ہزار سال تک نہ بجھی تھی' نیز یہ کہ کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے تھے' جو اس بات کا اعلان تھا' کہ کم از کم مدت میں ان کے چودہ بادشاہوں کے مرنے کے بعد ان کی حکومت کو زوال آ جائے گا' حالانکہ وہ تین ہزار سال سے حکومت کر رہے تھے' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے جو چار پرندے زندہ کیے گئے تھے' اس کا ذکر ابونعیم اور ابن حامد نے نہیں کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں زندہ ہونے والے مردوں کے بیان میں عنقریب اس قبیل کے معجزات محمدی کا ذکر ہو گا اور جب ہم اس تک پہنچیں گے تو آپ کی امت کی دعاؤں سے مردوں کے زندہ ہونے' تنے کے غمزدہ آواز نکالنے شجر و حجر اور مٹی کے ڈھیلوں کے آپ کو سلام کہنے اور دست کے آپ سے باتیں کرنے کے متعلق آگاہ کریں گے۔

اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴾ تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ اور ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن حامد نے اس کا بھی ذکر کیا ہے اور ہم نے اپنی اس کتاب میں اسراء کی احادیث میں اور تفسیر کی کتاب میں' شب اسریٰ کو رسول اللہ ﷺ نے مکہ اور بیت المقدس کے درمیان اور بیت المقدس سے آسمانِ دنیا تک جو نشانات دیکھے ان کا ذکر کیا ہے' پھر آپ نے ساتوں آسمانوں اور ان کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ اور جنت الماویٰ' اور دوزخ جو ایک برا ٹھکانہ ہے' میں بھی نشانات دیکھے اور آپ نے حدیث المنام میں جسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور دیگر کتب احادیث نے بھی اسے روایت کیا ہے' فرمایا ہے کہ ہر چیز میرے سامنے ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

اور ابن حامد نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آزمائش' جو آپ کے بیٹے یوسف علیہ السلام کے گم ہونے سے ہوئی اور آپ نے صبر کیا اور اپنے رب سے استعانت کی' کے مقابلہ میں حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی موت اور آپ کے صبر کو بیان کیا ہے اور آپ کا یہ قول بھی بیان کیا ہے کہ آنکھ روتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم وہی بات بیان کریں گے جو ہمارا رب پسند کرتا ہے' اور اے ابراہیم ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں' میں کہتا ہوں کہ آپ کی تینوں بیٹیاں حضرت رقیہ' حضرت ام کلثوم' اور حضرت زینب رضی اللہ عنہن بھی فوت ہوئیں اور آپ کے چچا' جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے شیر تھے' احد کے روز قتل ہو گئے' تو آپ نے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی۔

اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے جمال' جلال' ہیبت' حلاوت' شکل' نفع' ہدایت' اچھے خصائل اور برکت کا ذکر کیا ہے' جیسا کہ پہلے آپ کے شمائل میں ان احادیث سے جو ان باتوں پر دلالت کرنے والی

ہیں' بیان کیا گیا ہے جیسے کہ ربیع بنت معوذ نے بیان کیا ہے کہ اگر میں آپ کو دیکھتی تو سورج کو طلوع ہوتے دیکھتی

اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی فرقت اور غربت کی آزمائش کے مقابلہ میں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو بیان کیا ہے' جو مکہ سے مدینہ کی طرف ہوئی اور آپ کے اپنے وطن' اہل اور اصحاب کو چھوڑنے کا ذکر کیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا بیان:

ان میں سب سے بڑے نو معجزات ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (تحقیق ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح معجزات دیئے) اور ہم نے ان کی شرح تفسیر میں بیان کی ہے اور ان کے بارے میں سلف کے قول کو بھی بیان کیا ہے اور ان کے بارے میں ان کے اختلاف کا بھی ذکر کیا ہے اور جمہور کے خیال میں وہ معجزات یہ ہیں۔ عصا' جو پلٹ کر دوڑتا ہوا سانپ بن گیا' اور ہاتھ' کہ جب آپ اپنے ہاتھ کو قمیص میں داخل کرتے تو اسے چاند کے ٹکڑے کی طرح جگمگاتے ہوئے باہر نکالتے' اور جب آپ نے قوم فرعون کے تکذیب کرنے پر ان کے خلاف بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے طوفان' ٹڈیوں' جوؤں' مینڈکوں اور خون کے واضح معجزات ان پر مسلط کر دیئے' جیسا کہ تفسیر میں ہم نے اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط سے گرفت کی یعنی غلہ کم ہوا' اور خشک سالی سے بھی گرفت کی یعنی پھل کم ہوئے' اور جلد موت سے بھی گرفت کی' یعنی جانیں کم ہو گئیں' اور ایک قول کے مطابق وہ طوفان تھا' جس نے جانوں کو کم کر دیا۔

اور ان معجزات میں ایک معجزہ بنی اسرائیل کو بچانے اور آل فرعون کو غرق کرنے کے لیے سمندر کا پھٹنا بھی ہے' اور ایک معجزہ التیہ میں بنی اسرائیل کو راستہ سے بھٹکا دینا اور ان پر من وسلویٰ اتارنا اور آپ کا ان کے لیے پانی طلب کرنا بھی ہے' پس اللہ تعالیٰ نے ان کے پانی کا انتظام اس پتھر سے کر دیا' جس سے پانی نکلتا تھا اور وہ اسے اپنے ساتھ سواری کے جانور پر اٹھائے پھرتے تھے' اس کے چار منہ تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس پر اپنا عصا مارتے تو ہر منہ سے تین چشمے پھوٹ پڑتے' یعنی ہر قبیلے کے لیے ایک چشمہ' پھر آپ اسے مارتے تو وہ بند ہو جاتا۔ اور اس قسم کے دیگر معجزات وغیرہ' جیسا کہ ہم نے تفسیر میں تفصیل کے ساتھ اور اپنی اس کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اور انبیاء کے واقعات میں اس سے کچھ بیان کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے بچھڑے کی پرستش کی اللہ تعالیٰ نے ان کو مار دیا اور پھر انہیں زندہ کر دیا' اور گائے کے واقعہ میں بھی۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی زندگی کے بارے میں ہمارے شیخ علامہ ابن الزملکانی بیان کرتے ہیں کہ سنگریزوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تسبیح کی' حالانکہ وہ جمادات تھے اور اس بارے میں جو حدیث ہے وہ صحیح ہے اور یہ حدیث عن زہری عن رجل عن ابی ذر مشہور ہے' اور ہم پہلے دلائل النبوۃ میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں' اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان سنگریزوں نے حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں اسی طرح تسبیح کی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کی تھی اور آپ نے فرمایا یہ خلافت نبوت ہے۔

اور حافظ نے اپنی سند سے بکر بن حبیش کی طرف منسوب کر کے ایک شخص سے جس کا اس نے نام بھی لیا تھا' روایت کی ہے'

وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابو مسلم خولانی کے ہاتھ میں ایک تسبیح تھی، جس سے وہ تسبیح کرتے، راوی بیان کرتا ہے وہ سو گئے تو تسبیح آپ کے ہاتھ میں تھی، راوی بیان کرتا ہے کہ وہ تسبیح گھوم گئی اور آپ اپنے بازو کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ کہہ رہی تھی . سبحانک یا منبت النبات و یادائم الثبات . آپ نے فرمایا اے ام مسلم آؤ اور ایک عجیب عجوبہ دیکھو' راوی بیان کرتا ہے کہ ام مسلم آئیں اور تسبیح گھوم رہی تھی اور تسبیح کر رہی تھی' اور جب وہ بیٹھ گئیں تو وہ خاموش ہو گئی ۔ اور ان سب سے زیادہ صحیح اور صریح بخاری کی وہ حدیث ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے' اور وہ کھایا جاتا تھا ۔

اور ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح پتھروں نے آپ کو سلام کہا' میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں' جو مکہ میں میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کہتا تھا اور میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں' بعض کا قول ہے کہ وہ حجر اسود ہے ۔ اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عباد بن یعقوب کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن ابی ثور نے عن السدی عن عباد بن یزید عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ کی ایک جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا' پس جو پہاڑ اور درخت آپ کے سامنے آتا وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ . پھر کہتے ہیں' یہ حدیث غریب ہے' اور ابو نعیم اسے الدلائل میں السدی کی حدیث سے عن ابی عمارۃ الحیوانی سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا' پس آپ جس شجر و حجر اور مٹی کے ڈھیلے اور جس چیز کے پاس سے بھی گزرتے وہ آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتے' انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بلانے سے ایک درخت آپ کے پاس آ گیا' اور انہوں نے دو درختوں کے اکٹھا ہونے کا بھی ذکر کیا ہے' اور یہ دونوں حدیثیں صحیح میں ہیں' لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں زندگی حلول کر گئی تھی' جبکہ ان دونوں کو چلانے والا چلا لایا ہو' لیکن آپ کے قول میں ہے کہ اللہ کے حکم سے دونوں مطیع ہو کر میرے پاس آ جاؤ' اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں آپ سے مخاطبت کا شعور حاصل تھا' خصوصاً اس لیے کہ آپ نے انہیں جو حکم دیا' انہوں نے اس پر عمل کیا ۔

انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے کھجور کے ایک خوشے کو حکم دیا کہ وہ اتر آئے تو وہ اتر کر زمین کو پھاڑنے لگا' حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے' کہ میں اللہ کا رسول ہوں' تو اس نے تین بار گواہی دی' پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' اور یہ پہلی حدیث سے مطابقت میں زیادہ واضح اور روشن ہے' لیکن اس عبارت میں غرابت پائی جاتی ہے' اور وہ حدیث جسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے' اور بیہقی اور بخاری نے اسے تاریخ میں ابوظبیان حصین بن المنذر کی روایت سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا' میں کس چیز سے معلوم کروں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر میں کھجور کے اس خوشے کو بلاؤں' تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے کھجور کے خوشے کو بلایا اور وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا' یہاں تک کہ زمین پر گر پڑا اور زمین کو کھودنے لگا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا' پھر آپ نے

اسے فرمایا واپس چلا جا تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ پر ایمان لے آیا۔ یہ الفاظ بیہقی کے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس شخص نے رسالت کی گواہی دی وہ بنی عامر کا ایک اعرابی تھا' لیکن بیہقی کی روایت میں اعمش کے طریق سے سالم بن ابی الجعد سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا آپؐ کے اصحاب جو بات کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں اور کھجوروں کے خوشوں کو دوسری جگہ منتقل کر دیا' آپ نے فرمایا کیا میں تجھے کوئی نشان دکھاؤں؟ اس نے کہا ہاں' تو آپ نے ایک شاخ کو بلایا تو وہ زمین کھودتی آئی' حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑی ہو گئی' اور سجدہ کرنے لگی اور اپنا سر اٹھانے لگی' پھر آپ نے اسے حکم دیا تو وہ واپس چلی گئی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ عامری یہ کہتا ہوا واپس آ گیا کہ خدا کی قسم! جو بات بھی آپ بیان کریں گے میں کبھی اس کی تکذیب نہیں کروں گا' یہ قول عامر بن صعصعہ کا ہے۔

اور قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ الحاکم نے اپنے مستدرک میں متفرد طور پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعوت اسلام دی' اس نے کہا آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں کیا اس کا کوئی گواہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا یہ درخت' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور وہ وادی کے کنارے پر تھا' اور وہ زمین کو کھودتے ہوئے آیا اور آپؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپ نے تین بار اس سے شہادت طلب کی' تو اس نے آپؐ کے کہنے کے مطابق شہادت دی' پھر وہ اپنے اگنے کی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اور اعرابی اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا اور کہنے لگا کہ اگر انہوں نے میری اتباع کی تو میں انہیں آپ کے پاس لے آؤں گا' وگرنہ میں آپ کے پاس آ جاؤں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا۔

پھر جس تنے کے پاس آپ خطبہ دیا کرتے تھے اس کی غمزدہ آواز کا واقعہ آپ کے لیے منبر بنایا گیا اور جب آپ اس پر چڑھے اور خطبہ دیا تو تنے نے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی طرح غمگین آواز نکالی اور لوگ جمعہ کے روز مخلوق کی موجودگی میں سن رہے تھے' اور وہ مسلسل روتا رہا اور غمزدہ آواز نکالتا رہا' یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اسے گلے لگایا اور تسکین دی اور اسے اختیار دیا کہ وہ دوبارہ سرسبز شاخ بن جائے یا اسے جنت میں کاشت کر دیا جائے' جس سے اولیاء اللہ کھائیں گے تو اس نے جنت میں کاشت ہونا پسند کیا۔ اور اس موقع پر وہ پرسکون ہو گیا اور یہ حدیث مشہور و معروف ہے اور اسے بہت سے صحابہؓ نے متواتر روایت کیا ہے اور یہ واقعہ مخلوق کی موجودگی میں ہوا' تنے کی غمگین آواز کو تواتر سے بیان کیا گیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے اور ان سے کئی تابعین نے روایت کیا ہے' پھر ان کے بعد دوسروں نے ان سے روایت کی ہے' جن کا جھوٹ پر اتفاق کرنا ممکن نہیں اور فی الجملہ یہ یقینی بات ہے' اور ہمارے شیخ نے تنے کے اختیار دینے کے بارے میں جو بات بیان کی ہے یہ متواتر نہیں ہے بلکہ اس کا اسناد بھی صحیح نہیں ہے' اور میں نے اسے الدلائل میں' ابی بن کعب کے حوالے سے بیان کیا ہے' اور مسند احمد اور سنن ابن ماجہ میں بھی اس کا ذکر ہے' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پانچ طرق سے مروی ہے' جن میں سے ترمذی نے ایک کو صحیح قرار دیا ہے' اور دوسرے کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور تیسرے کو احمد نے اور چوتھے کو البزار نے اور پانچویں کو ابو نعیم نے روایت کیا ہے اور صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دو طریقوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے' اور البزار نے تیسرے اور چوتھے سے اور احمد نے پانچویں

اور چھٹے طریق سے روایت کی ہے اور یہ مسلم کی شرط کے مطابق ہے' اور مصنف ابن ابی شیبہ میں سہل بن سعد سے صحیحین کی شرط کے مطابق ہے' اور صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے' اور احمد نے اسے ایک اور طریق سے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے' اور مسند عبد بن حمید میں ابوسعید سے ایسے اسناد کے ساتھ روایت ہے جو مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور یعلیٰ موصلی نے اسے ایک اور طریق سے ابوسعید اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور حافظ ابونعیم نے اسے علی بن احمد خوارزمی کے طریق سے عن قبیصہ بن حبان بن علی عن صالح بن حبان عن عبداللہ بن بریدہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ آپ نے اسے دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تو تنے نے آخرت کو اختیار کر لیا اور نیچے چلا گیا اور اس کا نام ونشان مٹ گیا' یہ حدیث اسناد اور متن کے لحاظ سے غریب ہے اور ابونعیم نے اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے' اور قبل ازیں میں نے احادیث کو ان کی اسناد اور الفاظ کے ساتھ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے' جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں ہے اور جو شخص ان پر غور وفکر کرے گا اسے اس کے متعلق یقین ہو جائے گا۔

قاضی عیاض بن موسیٰ سبتی مالکی نے اپنی کتاب ''الشفا'' میں بیان کیا ہے کہ یہ حدیث مشہور اور متواتر ہے اور اہل صحیح نے اس کی تخریج کی ہے' اور دس بارہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی روایت کی ہے' جن میں حضرت ابی' حضرت انس' حضرت بریدہ' حضرت سہل بن سعد' حضرت ابن عباس' حضرت ابن عمر' حضرت المطلب بن ابی وداعہ' حضرت ابوسعد اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ یہ وہ جمادات اور نباتات ہیں جنہوں نے آواز غم نکالی اور گفتگو کی اور اس میں عصا کے سانپ بن جانے کے مقابلہ کی بات پائی جاتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ہم عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باذن اللہ احیائے موتی کے معجزوں میں اس کی طرف اشارہ کریں گے' جیسا کہ بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی احمد بن ابی الحسن عن عبدالرحمٰن بن ابی حاتم عن ابیہ عن عمرو بن سوار روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ نے مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو معجزہ کسی نبی کو دیا ہے' وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیا ہے' میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیائے موتیٰ کا معجزہ دیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تنے کا معجزہ دیا ہے' جس کے پہلو میں آپ خطبہ دیا کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ کے لیے منبر بنا دیا گیا' اور جب آپ کے لیے منبر بن گیا' تو تنے نے آواز غم نکالی حتیٰ کہ اس کی آواز کو سنا گیا اور یہ اس سے بھی بڑا معجزہ ہے اور حضرت امام شافعیؒ کی طرف اس کا اسناد صحیح ہے' اور یہ بات میں اپنے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی سے بھی سنا کرتا تھا' آپ اسے حضرت امام شافعیؒ سے بیان کیا کرتے تھے' اور آپ نے فرمایا ہے کہ یہ اس سے بڑا معجزہ ہے' کیونکہ تنہ زندگی کا محل نہیں' اس کے باوجود اسے آپ کے منبر کے پاس چلے جانے کی وجہ سے شعور ووجد حاصل ہو گیا اور اس نے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی طرح آواز غم نکالی' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس جا کر اسے گود میں لے لیا اور تسلی دی تو وہ پرسکون ہو گیا حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہ تنا آپ کا مشتاق ہوا' اور لوگ آپ کے اشتیاق کے زیادہ سزاوار ہیں اور اس کے جسم میں اذنِ الٰہی سے زندگی کا واپس آ جانا ایک عظیم معجزہ ہے' اور یہ اس محل میں

شعور وحیات کے ایجاد کرنے سے‘ جو اس کا مالوف نہ ہو‘ زیادہ عظیم اور عجیب بات ہے‘ اور قبل ازیں کلیتہً وہ زندگی اس میں موجود نہ تھی۔ فسبحان اللہ رب العالمین۔

تنبیہ:

اور رسول اللہ ﷺ کا ایک جھنڈا تھا‘ جو جنگ میں آپ کے ساتھ لے جایا جاتا تھا‘ جو آپ کے دشمنوں کے دلوں میں آپ کے آگے آگے ایک ماہ کی مسافت تک خوف پیدا کرتا تھا‘ اور آپ کا ایک نیزہ بھی تھا جو آپ کے آگے آگے لے جایا جاتا تھا اور جب آپ دیوار اور رکاوٹ کے بغیر نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اسے آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا‘ اور آپ کی ایک چھڑی بھی تھی‘ آپ جب چلتے تو اس کا سہارا لیتے تھے‘ اور یہ وہی چھڑی ہے جس کے متعلق سطیح نے اپنے بھتیجے عبدالمسیح بن نفیلہ سے کہا تھا‘ کہ جب تلاوت زیادہ ہو جائے اور چھڑی والا ظاہر ہو جائے‘ اور بحیرہ ساوہ خشک ہو جائے تو شام سطیح کے لیے شام نہیں ہوگا‘ اور اس لیے اس نے ان اشیاء کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے زندہ کرنے کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس کا سانپ بنا دینا زیادہ مناسب ہے‘ جبکہ وہ اس کے مساوی ہے‘ اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے برخلاف‘ متفرق مقامات میں متعدد چیزیں ہیں‘ کیونکہ اگر وہ معجزہ متعدد بار ہوا ہے تو وہ سانپ ہی بنا ہے جو ایک ہی چیز ہے‘ واللہ اعلم پھر ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر احیائے موتی کے بیان پر اس سے آگاہ کریں گے‘ کیونکہ یہ زیادہ عجیب‘ زیادہ بڑا‘ زیادہ واضح‘ اور زیادہ علم والا معجزہ ہے۔

ہمارے شیخ نے بیان کیا ہے کہ یہ جو بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا‘ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شب اسراء میں رؤیت کے ساتھ کلام کا بھی شرف حاصل ہوا ہے اور یہ ایک انتہائی بات ہے۔ یہ بات انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق معجزات میں شب اسریٰ کو بیان کی ہے اور وہ اس کے گواہ ہیں‘ پس آواز دی گئی اے محمد ﷺ مجھے دو فریضوں کا مکلّف کیا گیا اور میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کر دی‘ اور یہ واقعہ کا اسلوب اس کی طرف راہنمائی کرتا ہے‘ اور بعض علماء نے اس پر اجماع بیان کیا ہے‘ لیکن میں نے قاضی عیاض کے کلام میں اس کے خلاف تحریر دیکھی ہے۔ واللہ اعلم

اور رؤیت کے بارے میں خلف و سلف کے درمیان مشہور اختلاف پایا جاتا ہے اور ائمہ میں سے ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے جو امام الائمہ کے نام سے مشہور ہیں‘ رویت کی تاکید کی ہے‘ اور قاضی عیاض اور شیخ محی الدین النووی نے اسے اختیار کیا ہے‘ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت کی تصدیق اور تفنید بیان ہوئی ہے اور یہ دونوں باتیں صحیح مسلم میں موجود ہیں‘ اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا انکار پایا جاتا ہے۔ اور ہم نے اسریٰ میں حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابی ہریرہؓ حضرت ابی ذر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے کہ سورۂ نجم کے آغاز میں مذکورہ دو دفعہ میں جو چیز دیکھی گئی ہے‘ وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے‘ اور صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں ایک نور کو دیکھتا تھا‘ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے ایک نور دیکھا۔ اور قبل ازیں اس کی تفسیر السیرۃ میں اسراء میں اور تفسیر میں سورت بنی اسرائیل کے آغاز میں بیان ہو چکی ہے‘ اور اس بات کا ذکر ہمارے شیخ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے تعلق رکھنے والی باتوں میں کیا ہے۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے طور سینا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور انہوں نے رویت کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے رویت سے روک دیا' اور شب اسریٰ کو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا اور اس وقت وہ ملاء اعلیٰ میں تھے' جب انہیں اس سطح تک اٹھایا گیا کہ آپ نے اس میں قلموں کی آواز سنی' اور علمائے سلف و خلف کے ایک بڑے گروہ کے قول کے مطابق آپ کو رویت حاصل ہوئی۔ واللہ اعلم

پھر میں نے دیکھا ہے کہ ابن حامد نے اپنی کتاب میں اسی کو اختیار کیا ہے اور اسے نہایت عمدہ اور مفید صورت میں بیان کیا ہے۔

ابن حامد بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ (وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ (قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اور وہ ہاتھ جسے اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے برہان اور حجت بنایا تھا' جیسا کہ وہ عصا کے سانپ بنانے کے بعد فرماتا ہے (اُدْخِلْ يَدَكَ فِیْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَئِهٖ) اور سورۂ طٰہٰ میں فرماتا ہے (آيَةً اُخْرٰی لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرٰی) اور اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شق القمر کا معجزہ عطا کیا اور وہ آپ کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا' ایک ٹکڑا جبل حرا کے پیچھے تھا' دوسرا اس کے سامنے تھا' جیسا کہ قبل ازیں اس کی تفسیر متواتر احادیث سے اللہ تعالیٰ کے قول (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ) کے ساتھ بیان ہو چکی ہے' اور بلاشبہ یہ معجزہ معجزات میں سب سے جلیل و عظیم اور روشن ہے اور اس کے مقابلہ میں زیادہ ہمہ گیر' واضح اور ابلغ ہے۔

اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے توبہ کے واقعہ میں اپنی طویل حدیث میں بیان کیا ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ چاند کے ٹکڑے کی طرح روشن ہو جاتا اور یہ صحیح بخاری میں ہے۔ اور ابن حامد بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء کا معجزہ دیا گیا تھا' ہم انہیں کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑھ کر نور دیا گیا کہ آپ جہاں بیٹھتے اور کھڑے ہوتے وہ آپ کی دائیں اور بائیں جانب چمکتا اور اسے سب لوگ دیکھتے' اور یہ نور' قیامت قائم ہونے تک باقی رہے گا' کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت سے آپ کی قبر سے بلند ہو کر پھیلنے والے نور کو دیکھا جاتا ہے؟ یہ اس کے الفاظ ہیں' اور یہ جو انہوں نے اس نور کی بات بیان کی ہے' یہ بہت غریب ہے' اور ہم نے الطفیل بن عمرو لدوسی کے قبول اسلام کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نشان طلب کیا جو ان کی قوم کے اسلام لانے میں ان کا معاون ہو' تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ کی طرح نور پھیل گیا تو انہوں نے کہا اے اللہ اس جگہ کو بدل دے کیونکہ وہ اسے عقوبت خیال کرتے ہیں تو یہ نور ان کے کوڑے کے سرے پر منتقل ہو گیا اور وہ اس کی طرف دیکھنے لگے وہ چراغ کی طرح تھا' پس اللہ تعالیٰ نے ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ان کے ہاتھوں پر ہدایت دی' کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں لے آ' اور اسی وجہ سے حضرت الطفیل کو ذوالنور کہا جاتا تھا۔

اور اسی طرح انہوں نے اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کی حدیث کا بیان کیا ہے کہ وہ دونوں ایک تاریک رات میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاں سے نکلے تو ان میں سے ایک کے عصا کے سرے نے دونوں کے لیے روشنی کر دی اور جب وہ دونوں الگ الگ ہو گئے تو ہر ایک کے عصاء کے سرے نے اس کے لیے روشنی کر دی' یہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ میں ہے۔ اور ابوزرعہ رازی کتاب دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے بحوالہ ثابت بن انس بن مالک ؓ ہم سے بیان کیا کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر ایک تاریک رات میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاں سے نکلے تو ان میں سے ایک کا عصا چراغ کی طرح روشن ہو گیا اور وہ دونوں اس کی روشنی میں چلنے لگے اور جب وہ دونوں اپنے اپنے گھر جانے کے لیے الگ ہوئے تو اس کا عصا بھی روشن ہو گیا' اور اس کا عصا بھی روشن ہو گیا' پھر انہوں نے ابراہیم بن حمزہ بن محمد بن حمزہ بن مصعب بن زبیر بن العوام اور یعقوب بن حمید المدنی سے روایت کی ہے' اور ان دونوں نے عن سفیان بن حمزہ بن یزید اسلمی عن کثیر بن زید عن محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی عن ابیہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک شب تیرہ و تار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں گئے تو میری انگلیاں روشن ہو گئیں' حتیٰ کہ انہوں نے ان کی روشنی میں اپنی سواریاں اور جو چیزیں ان سے گم گئی تھیں اکٹھی کر لیں اور میری انگلیاں جگمگ جگمگ کر رہی تھیں۔

اور ہشام بن عمار نے باب البعث میں روایت کی ہے کہ عبدالاعلیٰ بن محمد البکری نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان بصری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالتیاح ضبعی نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مطرف بن عبداللہ سبقت کرتے تھے اور ہر جمعہ کو آتے تھے اور بسا اوقات ان کے کوڑے میں ان کے لیے روشنی ہوتی تھی' ایک شب انہوں رات کو اپنے گھوڑے پر سفر کیا اور جب وہ قبرستان کے پاس آئے' تو اس سے اتر پڑے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہر صاحب قبر کو اپنی اپنی قبر پر بیٹھے دیکھا اور کہنے لگے یہ مطرف ہے جو جمعہ کو آتا ہے' میں نے انہیں کہا' تم جمعہ کے روز کو جانتے ہو' انہوں نے جواب دیا ہاں' اور پرندے اس میں جو کچھ کہتے ہیں ہم اسے بھی جانتے ہیں' میں نے پوچھا پرندے اس میں کیا کہتے ہیں؟ وہ کہنے لگے وہ کہتے ہیں اے میرے رب صالح کی قوم کو بچا' اور آپ نے طوفان کے متعلق جو دعا کی وہ ایک قول کے مطابق سریع موت ہے اور اس کے بعد قحط اور خشک سالی کے جو نشانات دکھائے گئے وہ صرف اس لیے تھے تاکہ وہ آپ کی متابعت کی طرف رجوع کریں اور آپ کی مخالفت سے باز آ جائیں' مگر اس بات نے ان کی سرکشی میں بہت اضافہ کر دیا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور ہم انہیں ایک سے بڑھ کر دوسرا نشان دکھاتے ہیں اور ہم نے ان کو عذاب سے پکڑ لیا تاکہ وہ رجوع کریں اور انہوں نے کہا اے ساحر ہمارے لیے اس عہد کے مطابق اللہ سے دعا کر جو اس نے تجھ سے کیا ہے' بلاشبہ ہم ہدایت پانے والے ہیں اور انہوں نے کہا تو ہمیں مسحور کرنے کے لیے جو بھی نشان ہمارے پاس لائے گا' ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے' پس ہم نے ان پر طوفان' ٹڈیوں' جوؤں' مینڈکوں اور خون کے واضح نشانات مسلط کر دیئے' اور وہ مجرم لوگ تھے اور جب ان پر عذاب آیا تو انہوں نے کہا اے موسیٰ تیرے رب نے جو عہد تجھ سے کیا ہے اس کے مطابق تو اس سے ہمارے لیے دعا کر اور اگر اس نے ہم سے عذاب کو دور کر دیا تو ہم ضرور تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور ضرور بنی

اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے اور جب ہم نے ان سے ایک مدت تک عذاب کو دور کر دیا تو' جس کو وہ پہنچنے والے تھے تو وہ عہد شکنی کرنے لگے پس ہم نے ان کو سزا دی اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا اس لیے کہ انہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے''۔

اور جب قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر اصرار کیا تو آپ نے ان کے خلاف حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح سات سالہ قحط کی بددعا کی تو ان پر قحط پڑا حتیٰ کہ انہوں نے ہر چیز کو کھایا اور ان میں سے ہر آدمی بھوک کی وجہ سے اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی مانند چیز دیکھتا تھا' اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول (فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین) کی یہی تفسیر کی ہے' جیسا کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں کئی مقامات پر اسے روایت کیا ہے' پھر انہوں نے اپنی قرابت کے ذریعے آپ سے توسل کیا' چونکہ آپ رحمت و رافت کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے' پس آپ نے ان کے لیے دعا کی اور وہ قحط ان سے دور ہو گیا' اور وہ عذاب ان سے اٹھا دیا گیا اور وہ قریب المرگ ہونے کے بعد زندہ ہو گئے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر پھٹنے کا معجزہ اس وقت ہوا جب انہوں نے دونوں فوجوں کو دیکھا اور اللہ نے انہیں اپنا عصا سمندر کو مارنے کا حکم دیا تو وہ پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا عظیم پہاڑ بن گیا' بلاشبہ یہ ایک عظیم اور فائق معجزہ اور حجت قاطعہ و قاہرہ ہے اور ہم نے اسے مفصل طور پر تفسیر میں اپنی اس کتاب میں قصص انبیاء میں بیان کیا ہے۔

اور آپ نے اپنے بابرکت ہاتھ سے آسمان کے چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ قریش کے مطالبہ کے مطابق دو ٹکڑے ہو گیا' اور وہ شب چہاردہم میں آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' یہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے اور آپ کی نبوت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے مرتبہ پر بڑی واضح اور روشن دلیل ہے' اور انبیاء کے معجزات میں سے کسی نبی کا اس سے بڑا حسی معجزہ بیان نہیں کیا گیا' جیسا کہ ہم نے بعثت کے آغاز میں تفسیر میں کتاب و سنت کے دلائل کے ساتھ اسے بیان کیا ہے۔ اور یہ تھوڑی دیر تک حضرت یوشع بن نون کے لیے سورج روکنے سے بڑا معجزہ ہے یہاں تک کہ آپ نے سبت کی شب کو فتح حاصل کر لی' جیسا کہ ابھی مناسب موقع پر اس کا بیان آئے گا۔

اور قبل ازیں حضرت العلا بن الحضرمیؓ' ابو عبید ثقفی اور حضرت ابو مسلم خولانی کی سیرت میں بیان ہو چکا ہے کہ ان کے ساتھ جو فوجیں تھیں وہ پانی کی لہروں پر چلیں' اور ان میں سے دریائے دجلہ بھی ہے' جو پرشور انداز میں بہہ رہا تھا' اور روانی کی شدت سے لکڑیوں کو پھینک رہا تھا' اور پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ کئی وجوہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر پھٹنے سے زیادہ عجیب ہے۔ واللہ اعلم

اور ابن حامد بیان کرتے ہیں کہ اگر وہ کہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو سمندر پر مارا تو وہ پھٹ گیا' پس یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے' ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی مانند معجزہ دیا گیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم خیبر کی طرف گئے' تو ہم ایک پرشور وادی میں پہنچے اور ہم نے اس کا اندازہ لگایا تو وہ چودہ آدمیوں کے قد کے برابر تھی' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن ہمارے پیچھے ہے اور وادی ہمارے آگے ہے' جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

اصحاب نے کہا تھا' کہ "ہم پکڑے گئے" پس رسول اللہ ﷺ اترے اور گھوڑوں نے وادی کو عبور کیا اور ان کے سم اور اونٹوں کے پاؤں نظر نہ آتے تھے اور یہ مدد تھی۔

اور ابن حامد نے اسے بلا اسناد بیان کیا ہے' اور معتبر کتب میں میں نے اسے صحیح اسناد اور نہ ہی حسن اسناد کے ساتھ دیکھا ہے' بلکہ ضعیف اسناد کے ساتھ بھی نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم

اب رہی یہ بات کہ التیہ میں بادل آپ پر سایہ کرتے تھے' تو قبل ازیں اس بدلی کا ذکر ہو چکا ہے' جسے بحیرا نے دیکھا کہ وہ آپ کے اصحاب کے درمیان آپ پر سایہ کیے ہوئے ہے اس وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی' اور آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تھے اور وہ شام میں تجارت کے لیے آ رہے تھے' اور یہ اس لحاظ سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے کہ یہ آپ کی طرف وحی ہونے سے پہلے کا معجزہ ہے' اور آپ کے اصحاب میں سے صرف بادل آپ پر ہی سایہ کیے ہوئے تھا' پس یہ زیادہ غور و فکر کا مستحق ہے اور بنی اسرائیل کے بادل وغیرہ سے زیادہ واضح ہے اور بادلوں کے سایہ کرنے سے مقصد یہ ہے کہ انہیں گرمی کی شدت سے بچنے کے لیے اس کی ضرورت تھی' اور ہم نے دلائل نبوت میں بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے ان کے لیے دعا کا مطالبہ کیا گیا تا کہ وہ بھوک' مشقت اور قحط کے عذاب سے نجات پائیں' تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ ہمیں سیراب کر' اے اللہ ہمیں سیراب کر' اے اللہ ہمیں سیراب کر۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں' خدا کی قسم ہم آسمان میں بادل اور بادل کا ٹکڑا نہ دیکھتے تھے اور نہ ہی ہمارے اور سلع کے درمیان کسی گھر میں بادل کا کوئی ٹکڑا تھا' پس سلع کے پیچھے سے ڈھال کی مانند بادل اٹھا اور جب وہ آسمان کے وسط میں آیا تو پھیل گیا' پھر برسنے لگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں خدا کی قسم ہم نے ہفتے بھر سورج نہیں دیکھا اور جب انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ ان کے لیے بادل نہ ہو' تو آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا اے اللہ ہمارے اردگرد بارش ہو ہم پر بارش نہ ہو اور آپ جس طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے بادل اس طرف سمٹ جاتا' یہاں تک کہ مدینہ تاج کی مانند ہو گیا' اس کے اردگرد بارش ہوتی تھی اور اس پر بارش نہیں ہوتی تھی اور یہ عام سایہ کرنا تھا' جس کی ضرورت ہوتی ہے' اور یہ اس سے زیادہ فائدہ بخش اور اعجاز میں بڑھ کر اور غور و فکر کے لحاظ سے زیادہ واضح ہے۔ واللہ اعلم

اب رہی بات من و سلویٰ اترنے کی' تو رسول اللہ ﷺ نے کئی مقامات پر کھانے پینے کو زیادہ کر دیا' جس کی تفصیل قبل ازیں دلائل النبوت میں بیان ہو چکی ہے' کہ آپ نے تھوڑی سی چیز' ایک جم غفیر کو کھلا دی' جس طرح آپ نے خندق کے روز' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی چھوٹی سی بکری اور کھانے کا ایک صاع' ایک ہزار سے زیادہ بھوکے نفوس کو کھلا دیا' صلوٰت اللہ وسلامہ' علیہ دائماً الیٰ یوم المدین۔

اور آپ نے ایک مٹھی بھر کھانا' ایک قوم کو کھلا دیا اور اس قبیل کے کئی آسمانی معجزے ہیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا۔

اور ابونعیم اور ابن حامد نے اس جگہ بیان کیا ہے کہ من و سلویٰ سے مراد وہ رزق ہے جو انہیں کد و کاوش کے بغیر ملا' پھر انہوں

نے اس کے مقابلہ میں غنیمت کے حلال قرار دینے کی حدیث کو بیان کیا ہے' اور وہ ہم سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھی۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی بیان کیا ہے کہ وہ عبیدہ کے پاس گئے' اور وہ بھوکے تھے' حتیٰ کہ انہوں نے درختوں کے جھاڑے ہوئے پتے کھائے' پس سمندر نے ایک چوپایہ خشکی پر ان کے لیے پھینک دیا' جسے عنبر کہتے ہیں' اور وہ تیس دن رات اسے کھاتے رہے' حتیٰ کہ فربہ ہو گئے' اور ان کے پیٹوں کی سلوٹیں ٹوٹ گئیں اور یہ حدیث صحیح میں ہے' جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور عنقریب حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کے معجزات میں دسترخوان کے معجزہ میں بیان ہوگی۔

حضرت ابوموسیٰ خولانی کا واقعہ:

حضرت ابوموسیٰ خولانی اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت حج کو گئی' تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ توشے اور توشے دان نہ اٹھائیں' اور جب وہ کسی مقام پر اترتے' تو حضرت ابوموسیٰ خولانی دو رکعت نماز پڑھتے اور انہیں کھانا' پینا اور چارا مل جاتا' جو ان کے لیے اور ان کے چوپاؤں کے لیے کافی ہوتا' اور جتنا عرصہ انہیں جانے اور واپس آنے میں لگا اتنا عرصہ تک انہیں کھانا پینا ملتا رہا' اور اللہ تعالیٰ کے اس قول:

﴿ وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا، قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ﴾ الآية

کی تفصیل ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اور تفسیر میں بیان کی ہے اور ہم نے ان احادیث کا بھی ذکر کیا ہے جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ایک چھوٹے سے برتن میں رکھا' جس میں آپ اسے پھیلا بھی نہیں سکتے تھے' تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی پھوٹنے لگا۔ اور اسی طرح کئی مقامات پر آپ نے پانی بڑھا دیا' جیسے کہ اس عورت کے مشکیزوں اور یوم الحدیبیہ وغیرہ میں ہوا' اور آپ نے مدینہ وغیرہ میں اپنے اصحاب کے لیے اللہ سے بارش مانگی اور سوال کے مطابق اور بلا کمی وبیشی ضرورت کے مطابق آپ کو جواب دیا گیا اور یہ انتہائی اعجاز ہے۔ اور علماء کی ایک جماعت کے قول کے مطابق' آپ کے ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا پھوٹنا' پتھر سے پانی پھوٹنے سے بڑا معجزہ ہے' کیونکہ پتھر پانی کا محل ہے۔

حافظ ابونعیم بیان کرتے ہیں' اگر یہ کہا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کو پتھر پر مارتے تھے اور التیہ میں اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑتے تھے' اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا تھا' تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کی مثل یا اس سے بھی عجیب تر معجزہ ہوا' بلاشبہ پتھر سے پانی کا پھوٹنا' علوم ومعارف میں ایک مشہور بات ہے۔ اور گوشت' خون اور ہڈیوں کے درمیان سے پانی کا پھوٹنا اس سے عجیب تر ہے' آپ مخصب میں اپنی انگلیوں کے درمیان کشادگی کرتے تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹتا اور وہ رواں شیریں پانی کو پیتے اور پلاتے' اور بہت سے لوگوں' گھوڑوں اور اونٹوں کو سیراب کر دیتے۔

پھر انہوں نے المطلب بن عبداللہ بن ابی حطب کے طریق سے روایت کی ہے کہ عبدالرحمن بن ابی عمرہ انصاری نے مجھ

سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو لوگوں نے بھوکے ہونے کی حالت میں رات گزاری' تو آپ نے ایک چھاگل منگوائی' جسے آپ کے سامنے رکھ دیا گیا' پھر آپ نے پانی منگوا کر اس میں ڈالا' پھر اس میں کلی کی اور مشیت الٰہی کے مطابق جو کہنا تھا کہا' پھر اپنی انگلی کو چھاگل میں داخل کیا' اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹتے دیکھے' پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے پانی پلایا اور پیا۔ اور اپنی چھاگلوں اور مشکیزوں کو بھر لیا۔

اب رہا ان لوگوں کے زندہ ہونے کا واقعہ جو بچھڑے کی پرستش کے باعث ہلاک کر دیئے گئے تھے' اور گائے کا واقعہ تو عنقریب ان دونوں سے ملتے جلتے واقعات' جو انسانوں اور حیوانوں کے زندہ کرنے سے تعلق رکھتے ہیں' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مردوں کے ذکر میں بیان ہوں گے۔ واللہ اعلم

اس جگہ ابونعیم نے اور چیزوں کا بھی ذکر کیا ہے جنہیں ہم نے اختصار و اقتصاء کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔

باب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے ماقبل کو جو جو کچھ عطا کیا گیا

ہشام بن عمارہ اپنی کتاب المبعث میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن شعیب نے ہم سے بیان کیا کہ روح بن مدرک نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن حسان التمیمی نے مجھے بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عرش کے خزانوں سے ایک آیت عطا کی گئی' اے میرے رب شیطان کو میرے دل میں داخل نہ کرنا اور مجھے اس سے اور ہر برائی سے بچانا' بلاشبہ تجھے ہمیشہ ہمیش اور ابدا لآباد تک طاقت غلبہ حکومت اور بادشاہت حاصل ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے خزانوں سے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں عطا کی گئیں۔ امن الرسول بما انزل الیه من ربه سے لے کر آخر تک۔

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پر سورج رکنے کا واقعہ:

حضرت یوشع بن نون بن افرائم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہم' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے نبی تھے آپ ہی نے بنی اسرائیل کو التیہ سے نکالا اور محاصرہ و مقاتلہ کے بعد انہیں بیت المقدس میں داخل کیا اور جمعہ کے روز عصر کے بعد فتح کی تکمیل ہوئی تھی' اور قریب تھا کہ سورج غروب ہو جائے اور ان پر سبت کا آغاز ہو جائے اور وہ جم کر آپ سے جنگ نہ کریں' پس آپ نے سورج کی طرف دیکھ کر کہا' تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہے' پھر فرمایا اے اللہ اسے مجھ پر روک دے' پس اللہ نے سورج کو آپ پر روک دیا' حتیٰ کہ آپ نے اس کو فتح کر لیا' پھر وہ غروب ہو گیا۔

اور قبل ازیں انبیاء کے واقعات میں سے ایک واقعہ میں ہم نے صحیح مسلم کی حدیث کو بیان کیا ہے' جو عبدالرزاق کے طریق سے عن معمر ابن ہمام' عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہوئی ہے' آپ فرماتے ہیں کہ نبیوں میں سے ایک نبی نے جنگ کی اور وہ عصر کی نماز پڑھنے کے وقت یا اس کے قریب بستی کے قریب آئے' اور انہوں نے سورج سے کہا تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں اے اللہ اسے مجھ پر کچھ دیر روک دے' پس اسے اس پر روک دیا گیا' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دے دی' الحدیث بطولہ یہ نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام تھے' اس کی دلیل حضرت امام احمد کی روایت ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن ہشام نے محمد بن سیرین سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے سوا' جن راتوں کو وہ بیت المقدس کی طرف گئے' کسی بشر کے لیے سورج نہیں روکا گیا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد بخاری کی شرط کے مطابق ہے۔

جب یہ بات معلوم ہو گئی تو چاند کا پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانا اور ایک ٹکڑے کا جبل حرا کے پیچھے ہونا اور دوسرا اس کے آگے ہونا' تھوڑی دیر سورج رکنے سے بہت بڑا معجزہ ہے' اور قبل ازیں الدلائل میں' ہم سورج کے غروب ہونے کے بعد واپس آنے کی حدیث بیان کر چکے ہیں' اور جو باتیں اس کے متعلق بیان کی گئیں ہیں' انہیں بھی بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

ہمارے شیخ علامہ ابوالمعالی بن الزملکانی نے بیان کیا ہے کہ اب رہا سرکشوں سے جنگ میں سورج کا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے رکنا' تو ہمارے نبی ﷺ کے لیے چاند پھٹ گیا اور چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا سورج کے چلنے سے رک جانے کے مقابلے میں ابلغ ہے اور چاند پھٹنے کے متعلق متواتر صحیح احادیث بیان ہوئی ہیں' نیز یہ کہ اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے تھا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے آگے تھا' اور قریش نے کہا کہ اس شخص نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے اور مسافروں نے بھی آ کر بتایا کہ انہوں نے چاند کو الگ الگ ٹکڑوں میں دیکھا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴾

علامہ موصوف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دو دفعہ سورج رد کا گیا' ایک دفعہ تو وہ ہے جسے طحاوی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے رواۃ ثقہ ہیں اور ان کے نام بیان کیے ہیں اور ایک ایک کر کے انہیں شمار کیا ہے' اور وہ یہ کہ حضرت نبی کریم ﷺ پر وحی ہو رہی تھی اور آپ کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا' اور آپ نے اپنا سر نہ اٹھایا' حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اگر یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں لگا ہوا تھا' تو سورج کو اس پر لوٹا دے' پس اللہ نے سورج کو آپ پر لوٹا دیا' حتیٰ کہ اسے دیکھا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر عصر کی نماز پڑھی' پھر سورج غروب ہو گیا۔

اور دوسری دفعہ اسراء کی صبح کو آپ نے قریش کو بتایا کہ میں رات کو مکہ سے بیت المقدس گیا ہوں' تو انہوں نے آپ سے بیت المقدس کی چیزوں کے متعلق پوچھا' پس اللہ نے اس کو آپ کے سامنے کر دیا' حتیٰ کہ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور ان کو اس کے اوصاف بتائے اور انہوں نے آپ سے اپنے اس قافلے کے متعلق بھی پوچھا جو راستے میں تھا' تو آپ نے فرمایا کہ وہ سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی تمہارے پاس جائے گا' پس وہ پیچھے رہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے سورج کو طلوع ہونے سے روک دیا' حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔

اسے ابن بکیر نے السنن کے اضافوں میں روایت کیا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے باعث سورج کی واپسی کی حدیث کا ذکر ہم قبل ازیں اسماء بنت عمیس کے طریق سے کر چکے ہیں جو سب سے مشہور طریق ہے' اور ابن سعید' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسے بیان کر چکے ہیں' یہ تمام طریقوں سے مستنکر ہے' اور احمد بن صالح حافظ مصری' ابو حفص طحاوی اور قاضی عیاض اس کی تقویت کی طرف میلان رکھتے ہیں' اور اسی طرح علمائے روافض کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے' جیسے ابن المطہر اور اس کے ساتھی' اور دوسروں نے اسے رد کیا ہے اور کبار حفاظ حدیث اور ان کے ناقدین نے اس کے کمزور ہونے کا حکم دیا ہے' جیسے علی بن المدینی اور ابراہیم بن یعقوب جوز جانی' اور اس نے اسے اپنے شیخ محمد اور یعلیٰ بن عبید الطنافسیین سے بیان کیا ہے۔ اور ابوبکر محمد بن حاتم بخاری جیسے حافظ جو ابن زنجویہ کے نام سے مشہور ہیں اور حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر سے بھی بیان کیا ہے' اور شیخ جمال الدین ابوالفرج بن الجوزی نے اسے کتاب الموضوعات میں بیان کیا ہے' اور اسی طرح میرے دو شیوخ اور عظیم حفاظ ابوالحجاج المزی اور ابو عبداللہ الذھبی نے اس کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے' اور یونس ابن بکیر نے السیرۃ کے اضافوں

میں جو بیان کیا ہے کہ سورج طلوع ہونے کے وقت سے متاخر ہو گیا' تو دوسرے علماء کی یہ رائے نہیں کیونکہ یہ مشاہداتی امور میں سے نہیں ہے' زیادہ سے زیادہ اس بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ راوی نے طلوع کی تاخیر کو روایت کیا ہے اور ہم نے طلوع کے وقت سے اس کا رکنا مشاہدہ نہیں کیا' اور اس سے بھی عجیب تر بات وہ ہے جسے ابن المطہر نے اپنی کتاب المنہاج میں بیان کیا ہے کہ سورج کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دو بار لوٹایا گیا' پھر اس نے متقدم حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے جیسے کہ اسے بیان کیا گیا ہے۔ پھر کہتا ہے اور دوسری بار جب آپ نے بابل میں فرات کو عبور کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کے بہت سے ساتھی اپنے چوپاؤں کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئے' اور آپ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ عصر کی نماز خود ہی پڑھی' اور ان میں سے بہت سے لوگوں کی نماز فوت ہو گئی اور انہوں نے اس بارے میں گفتگو کی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے ردشمس کی دعا کی تو اسے لوٹا دیا گیا۔

اور ابونعیم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر کیا ہے' جو کثیر مفسرین کے نزدیک بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں اور محمد بن اسحاق بن یسار اور دیگر علمائے نسب کے نزدیک وہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف خط مستقیم میں حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں جیسا اس کے متعلق تنبیہ بیان ہو چکی ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی عطا کا بیان:

اللہ تعالیٰ ان کی رفعت کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ (**ورفعناہ مکانا علیا**) اس کے متعلق گذارش ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کو اس سے افضل واکمل عطا سے نوازا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے فرماتا ہے (**ورفعنا لک ذکرک**) پس ہر خطیب' شفیع اور نمازی اس کی پکار کرتا ہے کہ (**اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ**) اور اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشارق ومغارب میں آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے' اور یہ فرض نماز کی کنجی ہے۔ پھر انہوں نے ابن لہیعہ کی حدیث کو جو عن دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید عن رسول اللہ ﷺ مروی ہے: (**ورفعنا لک ذکرک**) کے سلسلے میں بیان کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب میرا ذکر ہو گا تو آپ کا بھی ذکر ہو گا۔ اور ابن جریر اور ابن ابی عاصم نے اسے دراج کے طریق سے روایت کیا ہے پھر بیان کرتے ہیں کہ ابواحمد محمد بن احمد غطریفی نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن سہل الجونی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن القاسم بن بہرام الہیثمی نے ہم سے بیان کیا کہ نصر بن حماد نے عن عثمان بن عطا عن زہری عن انس بن مالک ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں اس امر سے فارغ ہوا جو ارض وسماوات کے متعلق مجھے اللہ نے دیا تھا تو میں نے کہا اے میرے رب جو نبی بھی مجھ سے پہلے ہوا تو نے اسے عزت دی ہے' تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جن اور شیاطین کو مسخر کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مردوں کو زندہ کیا ہے اور میرے لیے تو نے کیا بنایا ہے؟ اس نے بتایا' کیا میں نے تجھے ان سب سے افضل چیز عطا نہیں کی کہ میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر ہو گا اور میں نے تیری امت کے سینوں کو اناجیل بنایا ہے' وہ قرآن کو واضح صورت میں پڑھیں گے اور میں نے یہ بات کسی کو عطا نہیں کی اور میں نے اپنے عرش کے خزانوں میں سے آپ پر کلمہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ اتارا ہے۔ اس اسناد میں غرابت پائی جاتی ہے'

لیکن انہوں نے ابوالقاسم ابن بنت منیع البغوی کے طریق سے عن سلیمان بن داؤد المہرانی عن حماد بن زید عن عطا بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس مرفوعاً اس کا شاہد بیان کیا ہے اور ابوزرعہ الرازی نے اسے ایک دوسرے اسلوب کے ساتھ کتاب دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور اس میں انقطاع پایا جاتا ہے وہ بیان کرتے ہیں ہشام بن عمار دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب بن زریق نے ہم سے بیان کیا کہ اس نے عطا خراسانی کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ شب اسریٰ کی حدیث سے بیان کرتے سنا آپ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نشانات دکھائے تو میں نے پاکیزہ خوشبو کو محسوس کیا' میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' یہ جنت ہے میں نے کہا اے میرے رب میرے اہل کو میرے پاس لاؤ' اللہ تعالیٰ نے فرمایا' میں نے تجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ تجھے ملے گا۔ اور ہر مومن اور مومنہ جس نے میرا کوئی شریک نہیں بنایا اسے بھی وعدہ کے مطابق ملے گا۔ اور جس نے مجھے قرض دیا میں اسے مقرب بناؤں گا' اور جس نے مجھ پر توکل کیا میں اسے کفایت کروں گا اور جس نے مجھ سے سوال کیا میں اسے دوں گا اور اس کے اخراجات میں کمی نہیں ہوگی' اور نہ اس کی خواہش میں کمی کی جائے گی' اور میں نے تجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ تجھے ملے گا اور تو متقین کا کیا ہی اچھا گھر ہے' میں نے کہا' میں راضی ہوں' پس جب ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو میں سجدہ میں گر گیا' اور میں نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اے میرے رب تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور دی ہے اور حضرت سلیمان کو عظیم بادشاہت دی ہے' اس نے فرمایا' میں نے آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے' اور آپ کی امت کا خطبہ ہی جائز نہیں' جب وہ گواہی نہ دیں کہ آپ میرے رسول ہیں اور میں نے آپ کی امت کے دلوں کو اناجیل بنایا ہے اور میں نے اپنے عرش کے نیچے سے آپ کو سورہ بقرہ کی آخری آیات دی ہیں۔

پھر انہوں نے ربیع بن انس کے طریق سے ابوالعالیہ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ حدیث اسرا کو طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اسے تفسیر میں ابن جریر کے طریق سے بیان کیا ہے' اور ابوزرعہ اس کے سلسلہ عبارت میں بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات کی اور انہوں نے اپنے رب عزوجل کی تعریف کی' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھے عظیم بادشاہت دی' اور مجھے زندگی اور موت میں اللہ کی فرمانبردار امت بنایا اور مجھے آگ سے بچایا اور اسے مجھ پر ٹھنڈا کر دیا اور سلامتی کا باعث بنایا' پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی تعریف کی اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھ سے کلام کیا' اور مجھے اپنی رسالت اور کلام کے لیے چن لیا اور مجھے سرگوشی کے لیے اپنا مقرب بنایا اور مجھ پر توراۃ نازل کی اور فرعون کو میرے ہاتھوں ہلاک کیا' پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی تعریف کی اور فرمایا۔ اس خدا کا شکر ہے' جس نے مجھے بادشاہ بنایا اور مجھ پر زبور نازل کی اور میرے لیے لوہے کو نرم کیا' اور میرے لیے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کیا جو اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے' اور مجھے حکمت اور فصل الخطاب دیا' پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی تعریف کی اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے لیے جن وانس کو اور ہواؤں کو مسخر کیا نیز شیاطین کو میرے لیے مسخر کیا' اور جو میں قلعے' اسٹیچو اور ایک جگہ پر پڑی رہنے والی دیگوں کی طرح کے لگن بنانا چاہتا تھا' وہ مجھے بنا دیتے تھے اور اس نے مجھے پرندوں کی بولی سکھائی اور

میرے لیے تانبے کا چشمہ بہایا اور مجھے ایسی حکومت عطا کی جو میرے بعد کسی کے لیے نہ ہوئی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی ثنا کی اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے تورات و انجیل سکھائی اور مجھے اندھوں اور برصوں کو ٹھیک کرنے والا بنایا۔ اور مجھے اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے والا بنایا' اور مجھے پاک ٹھہرایا اور کفار سے میرا رفع کیا اور شیطان مردود سے مجھے بچایا' پس شیطان کے لیے ہم پر غالب آنے کی کوئی سبیل نہیں' پھر محمد ﷺ نے اپنے رب کی تعریف کی اور فرمایا۔ تم سب نے اپنے رب کی تعریف کی ہے اور میں بھی اپنے رب کی تعریف کرتا ہوں' اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور سب لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا ہے اور مجھ پر فرقان نازل کیا ہے' جس میں ہر چیز کا بیان ہے' اور میری امت کو بہترین امت بنایا ہے جو لوگوں کے فائدہ کے لیے بنائی گئی ہے اور میری امت کو معتدل بنایا ہے' اور میری امت کو اوّلین اور آخرین بنایا ہے اور میرا شرح صدر کیا ہے' اور میرا بوجھ مجھ سے اتار دیا ہے اور میرے ذکر کو بلند کیا ہے اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا ہے' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا' محمد ﷺ یہ تمہاری فضیلت ہے۔

پھر ابراہیم نے متقدم حدیث کو جسے الحاکم اور بیہقی نے عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلم کے طریق سے اس کے باپ سے بحوالہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' حضرت آدم علیہ السلام کے قول کے بارے میں مرفوعاً روایت کیا ہے' بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب جو بات میں تجھ سے بحق محمد ﷺ مانگوں تو مجھے وہ بخش دینا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے کیسے معلوم ہوا؟ ابھی تو میں نے اسے پیدا نہیں کیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا میں نے عرش کے پائے پر آپ کے نام کے ساتھ لکھا دیکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' پس مجھے معلوم ہو گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسے ملایا ہے جو مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے ٹھیک کہا ہے' اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ اور بعض ائمہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے اور اوّلین اور آخرین میں اپنے نام کے ساتھ آپ کو ملایا ہے' اور اسی طرح وہ آپ کی شان کو بلند کرے گا اور قیامت کے روز آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا' اور اوّلین و آخرین اس پر رشک کریں گے اور تمام مخلوق' حتیٰ کہ ابراہیم خلیل اللہ بھی آپ کی طرف رغبت کریں گے' جیسا کہ صحیح مسلم کے حوالے سے پہلے بیان ہو چکا ہے اور آئندہ بھی بیان ہوگا۔ بلاشبہ گذشتہ اقوام تعریف کو بیان کرتی رہی ہیں صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا ہے' اس سے میثاق لیا ہے کہ اگر اس کی زندگی میں محمد ﷺ مبعوث ہو جائیں تو وہ ضرور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کرے اور آپ کی مدد کرے' نیز اسے یہ حکم بھی دیا کہ وہ اپنی امت سے بھی ان کے متعلق عہد و میثاق لے کہ اگر ان کی زندگی میں محمد ﷺ مبعوث ہو جائیں تو وہ ضرور آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کریں اور انبیاء نے آپ کے وجود کی بشارت دی ہے' حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے خاتم انبیاء حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے آخر میں آپ کی بشارت دی ہے' اور اسی طرح علماء' رہبان اور کہان نے آپ کی بشارت دی ہے جیسا کہ پہلے ہم تفصیل سے بیان کر آئے ہیں۔ اور شب اسریٰ کو آپ کو ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اٹھایا گیا' حتیٰ کہ آپ نے ادریس علیہ السلام کو سلام کہا اور وہ چوتھے آسمان پر تھے' پھر آپ ان سے آگے پانچویں اور پھر چھٹے آسمان پر گئے' اور وہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سلام کہا' پھر ان سے آگے ساتویں آسمان پر گئے اور بیت معمور کے پاس

حضرت ابراہیم خلیل کو سلام کہا' پھر اس مقام سے بھی آگے چلے گئے اور اس مقام تک اٹھائے گئے کہ آپ نے قلموں کی آواز کو سنا اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آئے' اور جنت اور دوزخ اور دیگر بڑے بڑے نشان دیکھے اور انبیاء کو نماز پڑھائی اور ان سب کے مقربین نے آپ کی پیروی کی' اور خازن جنت رضوان اور دوزخ کے خازن مالک نے آپ کو سلام کہا پس یہ ہے رفعت وشرف اور یہ ہے تکریم وتقدیم اور بلندی وعظمت' صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ سائر انبیاء اللہ اجمعین۔

اور آخرین میں آپ کا ذکر اس طرح بلند ہوا کہ آپ کا دین قائم رہنے والا اور ہر دین کا ناسخ ہے اور خود وہ ابدالآباد یوم الدین تک منسوخ نہ ہوگا اور ہمیشہ ہی آپ کی امت کا ایک گروہ حق کا مددگار رہے گا' اور ان کو بے یار ومددگار چھوڑنے والا اور ان کا مخالف انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا' حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور ہر روز زمین کی ہر بلند جگہ سے پانچ بار یہ آواز آئے گی کہ اشہد ان لآ الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ اور اسی طرح ہر خطیب کے لیے اپنے خطبہ میں آپ کا ذکر کرنا ضروری ہوگا' اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کیا اچھا کہا ہے۔

اس پر خاتم نبوت چمک رہی ہے جس پر اللہ نے گواہی دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی کے نام کو جب پانچوں نمازوں میں مؤذن اشہد کا لفظ کہتا ہے' اپنے نام کے ساتھ ضم کیا ہے' اور اللہ نے اپنے نام سے اس کے نام کو نکالا ہے' تا کہ اسے عظمت دے' پس صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمدؐ ہے۔

اور صرصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ۔

''کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر ہم اپنی اذان اور اپنے فرائض میں بار بار آپ کا نام نہ لیں تو وہ درست نہیں ہوتے''۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی عطا کا بیان:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ' إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ' وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ﴾

نیز فرماتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ' يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَ أَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَّ قَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾

اور ہم نے آپ کے واقعہ کو اور آپ کی خوش آوازی کو تفسیر میں بیان کیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے پرندوں کو مسخر کر دیا تھا' جو آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے' اور اسی طرح پہاڑ آپ کے جواب دیتے اور آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے' اور آپ تیز پڑھنے والے تھے' آپ اپنے چوپاؤں کو حکم دیتے تو وہ چرنے کو چلے جاتے' اور جب تک وہ اپنے کام سے فارغ ہوتے آپ زبور پڑھتے رہتے' پھر سوار ہو جاتے اور آپ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ

اور ہمارے نبی ﷺ بھی خوش آوازی کے ساتھ تلاوتِ قرآن کرتے تھے' اور آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر خوش آوازی کے ساتھ

پڑھتے تھے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پرندوں کا تسبیح کرنا اور ٹھوس پہاڑوں کا تسبیح کرنا اس سے بھی عجیب تر ہے' اور پہلے حدیث بیان ہو چکی ہے کہ سنگریزوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح کی۔ ابن حامد نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث معروف و مشہور ہے' اور شجر و حجر اور مٹی کے ڈھیلے آپ کو سلام کہتے تھے' اور صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کھانے کی تسبیح کو سنا کرتے تھے اور اسے کھایا جاتا تھا۔ یعنی حضرت نبی کریم ﷺ کے سامنے۔ اور مسموم بکری کے دست نے آپ سے بیعت کی اور آپ کو بتایا کہ اس میں زہر ہے اور انسی اور وحشی حیوانات اور جمادات نے بھی آپ کی نبوت کی گواہی دی' جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے' اور بلاشبہ چھوٹے ٹھوس سنگریزوں سے جو کھوکھلے نہ ہوں' تسبیح کا صادر ہونا' ان پہاڑوں سے تسبیح کے صادر ہونے سے زیادہ عجیب ہے' کیونکہ ان میں کھوکھلا پن اور غاریں پائی جاتی ہیں' اور اس قسم کی چیزیں اکثر بلند آوازوں کی گونج کو دہراتی ہیں' جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ جب وہ خطبہ دیتے اور وہ حرم شریف میں مدینہ کے امیر تھے۔ تو پہاڑ آپ کو جواب دیتے' یعنی ابوقبیس اور زرود لیکن وہ بغیر تسبیح کے جواب دیتے' بلاشبہ یہ امر حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے' لیکن رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیح کرنا اس سے بھی عجیب تر امر ہے۔

اور یہ بات کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے' تو رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے' جیسے کہ آپ اہل مکہ کی بکریاں چند دراہم پر چرایا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا ہے کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں' اور آپ مضاربت پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت کے کام کے سلسلہ میں شام گئے' اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَقَالُوا مَالِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ' لَوْلَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا' اَوْيُلْقٰى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا' وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا' اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ﴾

یعنی وہ تجارت و کمائی کرنے کے لیے تاکہ حلال نفع حاصل کریں بازاروں میں پھرا کرتے تھے' پھر جب اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں جہاد کا حکم دیا تو آپ مباح مغانم میں سے کھاتے تھے' جو آپ سے پہلے حلال نہ تھیں' اور کفار کے ان اموال فئے سے کھاتے جو صرف آپ کے لیے مباح تھے' جیسا کہ مسند اور ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت سے پہلے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ خدائے واحد لاشریک کی پرستش ہو اور میرا رزق میرے نیزے کے نیچے ہے' اور میرے حکم کی خلاف ورزی کرنے والے کے لیے ذلت و رسوائی ہے اور جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ ان میں سے ہے۔

اب رہا لوہے کو آگ کے بغیر آٹے کی طرح آپ کے ہاتھ میں نرم کرنا' جس سے آپ داؤدی زرہیں بناتے تھے اور وہ پوری زرہیں ہوتی تھیں' اور خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے بنانے کا حکم دیا تھا اور آپ جوڑ کا اندازہ کر لیتے تھے' یعنی میخ نہیں

ٹھونکتے تھے' کہ وہ اٹک جائے اور نہ اسے دوسرے پر چڑھاتے تھے کہ ٹوٹ جائے' جیسا کہ بخاری میں بیان ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُوْنَ ﴾

اور ایک شاعر نے معجزات نبوت کے بارے میں کہا ہے کہ:

''حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہ نے غار والے کو نہیں بچایا اور یہ فخر مکڑی کو حاصل ہوا ہے''۔

اور لوہے کے نرم کرنے میں مقصود اعجاز یہ ہے' اور قبل ازیں السیرۃ میں احزاب کے سال خندق کی کھدائی کے موقع پر ۴ھ اور بعض کے قول کے مطابق ۵ھ میں بیان ہو چکا ہے کہ زمین میں ایک چٹان آ گئی' اور صحابہؓ نے اس کو توڑنے کی سکت نہ پائی' بلکہ اس کا کچھ حصہ بھی نہ توڑ سکے' تو رسول اللہ ﷺ اس چٹان کے پاس گئے' اور بھوک کی شدت سے آپ نے اپنے پیٹ پر ایک پتھر باندھا ہوا تھا' آپ نے اس پر تین ضربیں لگائیں' پہلی ضرب کی چمک سے آپ کو شام کے محلات نظر آئے اور دوسری ضرب سے ایران کے محلات نظر اور تیسری ضرب سے چٹان ریتلے ٹیلے کی طرح بہہ گئی' اور بلاشبہ جو چٹان نہ متاثر ہوتی ہے اور نہ آگ اس پر اثر انداز ہوتی ہے اس کا بہہ پڑنا اس لوہے کے نرم ہونے سے زیادہ عجیب ہے کہ جسے گرم کیا جائے تو وہ نرم ہو جاتا ہے' جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے:

''جو کچھ میں نے اس کے دل کو نرم کرنے کے لیے اپنی جان پر مشقت برداشت کی ہے اس سے چٹان نرم ہو جاتی ہے''۔

پس اگر کوئی چیز چٹان سے زیادہ سخت ہوتی تو یہ مبالغہ کرنے والا شاعر اس کا ذکر کرتا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے' پس وہ پتھروں کی طرح ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ سخت) اور یہ جو اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ (کہہ دو کہ پتھر یا لوہا بن جاؤ یا ایسی چیز بن جاؤ جو تمہارے دلوں میں بڑی ہو) تفسیر میں اس کے دوسرے معنی ہیں اور اس کا مقصد یہ ہے کہ جب تک لوہے کو درست نہ کیا جائے وہ ہمیشہ پتھر سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور جب اسے درست کیا جائے تو لوہا متاثر ہو جاتا ہے اور پتھر متاثر نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

اور ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے' کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم کر دیا' حتیٰ کہ آپ نے اس سے مکمل زرہیں بنائیں تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ حضرت محمد ﷺ کے لیے پتھر اور ٹھوس چٹانیں نرم کر دی گئیں اور وہ آپ کے لیے غار بن گئیں' جس میں آپ نے احد کے روز مشرکین سے پوشیدگی اختیار کی' آپ پہاڑ کی طرف گئے تاکہ اپنے وجود کو ان سے مخفی کر لیں' پس پہاڑ آپ کے لیے نرم ہو گیا' حتیٰ کہ آپ نے اپنے سر کو اس میں داخل کر دیا' اور یہ عجیب تر معجزہ ہے' کیونکہ لوہے کو آگ نرم کر دیتی ہے اور ہم نے آگ کو پتھر کو نرم کرتے نہیں دیکھا۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جگہ اب بھی باقی ہے اور لوگ اسے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح مکہ کی ایک گھاٹی میں پہاڑ کا ایک تپیدہ پتھر ہے پس وہ پتھر نرم ہو گیا' حتیٰ کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں اور کہنیوں سے اس میں جگہ بنا دی' اور یہ ایک مشہور پتھر ہے' حجاج جا کر اسے دیکھتے ہیں اور شب اسریٰ کو چٹان دوبارہ آٹے کی طرح ہو گئی' اور آپ نے اپنی سواری براق کو اس کے ساتھ باندھ دیا'

اس جگہ کو لوگ آج تک چھوتے ہیں' اور اس کی طرف اُحد کے روز آپ نے اشارہ کیا تھا' اور مکہ کی گھاٹی کی بات بہت غریب ہے اور شاید اس نے گذشتہ بات سے اسے تقویت دی ہے' اور سیرت مشہورہ میں یہ بات معروف نہیں ہے' اور پتھر کے ساتھ چوپایہ باندھنے کی بات صحیح ہے اور اس کو باندھنے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔

اور آپ کا یہ قول کہ مجھے حکمت اور فصل الخطاب عطا ہوا ہے' پس محمد ﷺ کو جو حکمت و شریعت دی گئی ہے وہ پہلے انبیاء کی ہر حکمت و شریعت سے اکمل ہے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے پہلے انبیاء کے محاسن اور فضائل کو جمع کر دیا ہے اور آپ کو اکمل بنایا ہے' اور آپ کو وہ کچھ دیا ہے' جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا' نیز آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں اور حکمت کو میرے لیے مختصر کر دیا گیا ہے اور بلاشبہ عرب' تمام قوموں سے زیادہ فصیح ہیں' اور آنحضرت ﷺ ان سے نطق میں زیادہ فصیح تھے' اور مطلق طور پر ہر اچھے خلق کے زیادہ جامع تھے۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی عطا کا بیان:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ' هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ' وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴾

نیز فرماتا ہے:

﴿ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ، وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَنْ يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ﴾

نیز فرماتا ہے:

﴿ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ' يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴾

اور ہم نے اسے ان کے واقعہ میں اور تفسیر میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس حدیث میں جسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور ترمذی اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور الحاکم نے اپنے مستدرک میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ بیان کیا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کی دعا کی۔ آپ نے اللہ سے ایسے فیصلے کی دعا کی جو اس کے فیصلے کے موافق ہو' اور ایسی حکومت کی دعا کی کہ آپ کے بعد کسی کے لیے نہ ہو' اور یہ کہ جو کوئی اس مسجد میں آئے' وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے جیسے کہ وہ اس روز تھا' جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

اب رہی بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کے مسخر ہونے کی تو اللہ تعالیٰ نے احزاب کی شان میں فرمایا ہے (اے مومنو! اپنے پر ہونے والے اللہ کے احسان کو یاد کرو جب تمہارے پاس فوجیں آ گئیں تو ہم نے ان پر ہوا کو اور فوجوں کو مسلط کر دیا جن کو تم نے نہیں دیکھا اور جو تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھتا ہے)

اور قبل ازیں اس حدیث میں جسے مسلم نے شعبہ کے طریق سے عن الحاکم عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں صبا سے مدد دیا گیا ہوں' اور عاد کو پچھوائی ہوا سے ہلاک کیا گیا۔ اور مسلم نے اسے اعمش کے طریق سے' عن مسعود بن مالک عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی ﷺ اس کی مانند روایت کیا ہے' اور صحیحین میں لکھا ہے کہ میں ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے مدد دیا گیا ہوں' اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ جب کفار کی کسی قوم سے جنگ کا ارادہ کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ان کے پاس پہنچنے سے ایک ماہ قبل ان کے دلوں پر رعب ڈال دیتا' خواہ آپ کا سفر مہینے کا ہوتا' پس یہ بات (غدوها شهر و رواحها شهر) کے مقابلہ میں ہے' بلکہ یہ تمکن' مدد تائید اور کامیابی میں ابلغ ہے' اور ہوائیں بھی مسخر تھیں جو بادلوں کو اس بارش کے اتارنے کے لیے چلا کر لاتی تھیں' جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر رسول اللہ ﷺ کے بارش طلب کرنے پر' احسان فرمایا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں اگر کہا جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر ہوئی اور وہ انہیں اللہ کے فلکوں میں لیے پھرتی تھی' جس کی صبح ایک ماہ کی اور شام بھی ایک ماہ کی تھی' تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ حضرت محمد ﷺ کو اس سے بڑا اور عظیم معجزہ دیا گیا' اس لیے کہ آپ ایک شب میں مکہ سے بیت المقدس تک گئے' جو ایک ماہ کا سفر ہے' اور آپ کو آسمانوں کی بادشاہت میں ایک تہائی رات سے بھی کم عرصہ میں لے جایا گیا' جو پچاس ہزار سال کا سفر ہے' پس آپ ایک ایک آسمان پر گئے اور ان کے عجائبات کو دیکھا اور جنت اور دوزخ کو دیکھا اور آپ پر امت کے اعمال کو پیش کیا گیا' اور آپ نے آسمانوں میں انبیاء اور فرشتوں کو نماز پڑھائی اور پردے پھٹ گئے' اور یہ سب کچھ ایک رات میں کھڑے کھڑے ہو گیا' جو بہت بڑی اور عجیب تر بات ہے۔

اب رہا آپ کے آگے شیاطین کا مسخر ہونا' جو آپ کی مرضی کے مطابق قلعے' اسٹیچو اور تالابوں کی مانند لگن اور ایک جگہ پر پڑی رہنے والی دیگیں بناتے تھے' تو اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات یوم احد' یوم بدر' یوم احزاب اور یوم حنین میں اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ کی مدد کے لیے مقرب فرشتوں کو اتارا' جیسا کہ ہم پہلے اپنی جگہ پر اسے مفصل بیان کر چکے ہیں' اور یہ بات شیاطین کے مسخر ہونے کے مقابلہ میں بہت بڑی فضیلت والی اور جلیل و عظیم ہے اور ابن حامد نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے اور صحیحین میں شعبہ کی حدیث سے عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ روایت ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ جنات میں سے ایک عفریت نے شام کو مجھ پر تھوک دیا کہ میری نماز کو توڑ دے' پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا اور میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں تاکہ صبح کو لوگ اسے دیکھیں' پس میں نے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کو یاد کیا کہ (رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ) روح بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل کر کے واپس کر

دیا' یہ الفاظ بخاری کے ہیں' اور مسلم میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ پھر میں نے اسے پکڑنا چاہا' خدا کی قسم اگر ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔

اور امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو وہ آپ کے پیچھے تھے' آپؐ نے قرأت کی تو قرأت آپ پر مشتبہ ہوگئی اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے' تو فرمایا کاش تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے' میں نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا اور میں مسلسل اس کا گلا گھونٹتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی ان دوانگلیوں (یعنی انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی) میں محسوس کی' اور اگر میرے بھائی سلیمان کی دعا نہ ہوتی تو وہ مسجد کے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوتا اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے' اور صحاح' حسان اور مسانید میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ شیاطین اور سرکش جنات کو جکڑ دیا جاتا ہے' اور یہ ماہ رمضان کے روزوں اور اس کے قیام کی برکت ہے' جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔ اور عنقریب حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اندھوں اور مبروصوں کے ٹھیک کرنے کے معجزات میں' رسول اللہ ﷺ کی دعا کا ذکر آئے گا جو آپ نے ایک مسلمان ہونے والے جن کے لیے کی اور وہ شفایاب ہوگیا' اور وہ آپ کے خوف و ہیبت اور آپ کے حکم کی اطاعت میں انہیں چھوڑ گیا۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم

اور اللہ تعالیٰ نے جنات کی ایک جماعت کو بھیجا وہ قرآن سنتے تھے' پس وہ آپ پر ایمان لائے' اور آپ کی تصدیق کی اور اپنی قوم کی طرف واپس گئے اور انہیں محمد ﷺ کے دین کی دعوت دی اور انہیں آپ کی مخالفت کرنے سے انتباہ کیا' کیونکہ آپ جن وانس کی طرف مبعوث تھے' پس جنات کی بہت سی جماعتیں ایمان لے آئیں' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور آپ کے پاس ان کے بہت سے وفود آئے' اور آپ نے انہیں سورۃ الرحمٰن سنائی اور انہیں بتایا کہ جو ان میں سے ایمان لایا ہے اس کے لیے باغات ہیں اور جس نے انکار کیا ہے اس کے لیے دوزخ ہے اور آپ نے ان کے لیے قانون بنایا کہ وہ کیا کھائیں اور اپنے چوپاؤں کو کیا کھلائیں پس پتہ چلا کہ آپ نے ان کے لیے بڑی بڑی اہم باتوں کو واضح کیا ہے۔

اور اس جگہ پر ابونعیم نے اس غول [1] کا ذکر کیا ہے جو آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کی کھجوریں چرا کر لے جاتا تھا' اور وہ آپ کے پاس اس کی حاضری کے خواہاں تھے' پس وہ آپ کے سامنے ظاہر ہونے کے خوف سے پوری طرح رُک گیا' پھر اس نے ان سے آیت الکرسی کے سیکھ لینے سے جس کے پڑھنے والے کے نزدیک شیطان نہیں آ سکتا' ان سے چھٹکارا حاصل کر لیا' اور ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں آیۃ الکرسی کی تفسیر میں اسے اس کے طرق و الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور اس جگہ پر ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ کئی دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ابوجہل کے مقابلہ میں آپ کی حفاظت کی' جیسا

---

[1] غول اس جن کو کہتے ہیں جو رات کو خوفناک صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ (مترجم)

کہ ہم نے سیرت میں بیان کیا ہے اور احد کے روز آپ کے دائیں جانب جبریل اور میکائیل علیہما السلام کے جنگ کرنے کا بھی ذکر کیا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے نبوت و بادشاہت اکٹھا کر دیا جیسا کہ ان سے پہلے ان کے باپ کا حال تھا' تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد ﷺ کو بادشاہ نبی اور بندہ رسول ہونے کے درمیان اختیار دیا ہے' پس آپ نے جبریل سے مشورہ لیا' تو انہوں نے آپ کو تواضع کرنے کا مشورہ دیا' تو آپ نے بندہ رسول ہونا پسند کیا اور اس بات کو حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیث سے بیان کیا ہے' بلاشبہ منصب رسالت ایک بلند تر مقام ہے' اور ہمارے نبی ﷺ کے سامنے زمین کے خزانے پیش کیے گئے' تو آپ نے ان سے انکار کر دیا اور فرمایا اور اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا دیتا' لیکن میں ایک روز بھوکا رہوں گا اور ایک روز سیر ہوں گا' اور ہم نے دلائل واسانید کے ساتھ تفسیر وسیرت میں بیان کیا ہے۔

اور اس جگہ پر حافظ ابونعیم نے اس کا کچھ عمدہ حصہ عبدالرزاق کی حدیث سے عن معمر عن زہری عن سعید وابی سلمہ عن ابوہریرہؓ بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھ میں دے دی گئیں' اور حسین بن واقد کی حدیث سے زبیر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان ہوا ہے کہ مجھے ایک چتکبرے گھوڑے پر دنیا کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں' اور حضرت جبریل علیہ السلام اس گھوڑے کو میرے پاس لائے اور آپ پر ایک نفیس اور باریک ریشمی چادر تھی۔ اور القاسم کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان ہوا ہے کہ میرے رب نے مجھے پیشکش کی کہ وہ مکہ کے نالے کو میرے لیے سونا بنا دیتا ہے۔ میں نے کہا اے میرے رب مجھے یہ بات منظور نہیں' بلکہ میں ایک روز سیر ہوا کروں گا' اور ایک روز بھوکا رہا کروں گا' پس جب میں بھوکا ہوں گا تو تیرے حضور عاجزی سے دعا کروں گا' اور جب سیر ہوں گا تو تیرا شکر کروں گا۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں اور چیونٹیوں کی بات کو سمجھتے تھے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے) اور فرمایا ہے (پس جب وہ چیونٹیوں کی وادی میں آئے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ' کہ بے شعوری میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی فوجیں تمہیں تباہ نہ کر دیں' پس آپ ان کی بات سے مسکرائے) اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ محمد ﷺ کو اس کی مانند اور اس سے زیادہ عطا کیا گیا ہے اور ہم پہلے بہائم اور درندوں کے کلام کرنے' تنے کے رونے اونٹ کے بلبلانے درختوں کے کلام کرنے' سنگریزوں اور پتھروں کے تسبیح کرنے' اور آپ کے اسے بلانے اور اس کے آپ کے حکم کو قبول کرنے اور بھیڑیئے کے آپ کی نبوت کے اقرار کرنے اور آپ کی اطاعت میں پرندوں کے تسبیح کرنے اور ہرنی کے کلام کرنے اور آپ کے پاس شکایت کرنے اور گوہ کے کلام کرنے اور آپ کی نبوت کے اقرار کرنے کا ذکر کر چکے ہیں' جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ انتہیٰ کلامہ

میں کہتا ہوں اسی طرح بکری کے دست نے آپ کو بتایا کہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے' اور یہودیوں میں سے جس نے اسے

اس میں رکھا تھا' اس نے اس کا اقرار کیا ہے' اور آپ نے فرمایا اے عمرو سالم خزاعی! بلاشبہ یہ بادل تیری مدد کے لیے دعا کو ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب عمرو بن سالم نے آپ کو اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں صلح حدیبیہ کے توڑنے والے بنی بکر کے خلاف آپ سے مدد مانگی تھی' اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' یہی بات فتح مکہ کا سبب بن گئی۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں' پس اگر یہ اس کے مناسب حال کلام ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس سے سمجھ لیا' پس یہ اس لحاظ سے انتہاء کو پہنچا ہوا معجزہ ہے کیونکہ وہ پرندوں اور چیونٹیوں کی نسبت سے جمادات ہے اس لیے کہ یہ دونوں ذی روح حیوانات میں سے ہیں' اور اگر وہ بول کر سلام کہتا تھا' تو یہ اس لحاظ سے بھی واضح اور عجیب تر بات ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی کی طرف گیا اور آپ جس شجر و حجر اور مٹی کے ڈھیلے کے پاس سے گزرے' اس نے کہا السلام علیکم یارسول اللہ! پس یہ نطق ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنا۔

پھر ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ احمد بن محمد بن الحارث العنبری نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن یوسف بن سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سوید نخعی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن اذینہ طائی نے ثور بن یزید سے بحوالہ خالد بن معلاۃ بن جبل ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ خیبر میں تھے کہ آپ کے پاس ایک سیاہ گدھا آیا' آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا عمرو بن فہران ہوں' ہم سات بھائی تھے اور ہم سب پر انبیاء نے سواری کی ہے اور میں ان سب سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کے لیے تھا' پس ایک یہودی نے مجھے قابو کر لیا اور میں جب کبھی آپ کو یاد کرتا اسے گرا دیتا اور وہ مار مار کر مجھے تکلیف دیتا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یعفور ہے' اس حدیث میں شدید نکارت پائی جاتی ہے اور اسے متقدم احادیث صحیحہ کے ساتھ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اس سے بے نیاز ہیں اور اسے ایک اور طرح بھی بیان کیا گیا ہے اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ کے حوالے سے اس کی نکارت کی صراحت کی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عطا کا بیان:

آپ کو مسیح کا نام دیا گیا ہے' بعض کا قول ہے کہ آپ کے زمین کو پونچھنے کی وجہ سے مسیح کہا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے قدموں کو پونچھنے' اور بعض کہتے ہیں کہ اپنی ماں کے پیٹ سے تیل لگے ہوئے خارج ہونے' اور بعض کہتے ہیں کہ جبریل کے برکت کے ساتھ ہاتھ پھیرنے اور بعض کہتے ہیں کہ خدا کے آپ سے گناہوں کو دور کر دینے کی وجہ سے مسیح کہا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ جس کسی پر ہاتھ پھیرتے تھے' وہ تندرست ہو جاتا تھا' اس وجہ سے آپ کو مسیح کہا جاتا ہے' یہ سب باتیں حافظ ابونعیم نے بیان کی ہیں' اور آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ مرد کے بغیر' عورت سے کلمہ سے مخلوق ہوئے ہیں' جیسے حضرت حوا' عورت کے بغیر مرد سے پیدا ہوئی ہیں اور جیسے حضرت آدم علیہ السلام مرد اور عورت کے بغیر پیدا ہوئے ہیں' انہیں اللہ تعالیٰ نے صرف مٹی سے پیدا کیا ہے انہیں کہا کن فیکون اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ' اور مریم کو جبریل کے نفخ کرنے سے ہوئے پس حضرت مریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

اور آپ کے اور آپ کی ماں کے خصائص میں یہ بھی ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو ابلیس ملعون آپ کو ضرب لگانے گیا' تو

اس نے پردے میں ضرب لگائی‘ جیسا کہ صحیح حدیث میں بیان ہوا ہے۔ نیز آپ کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ آپ زندہ ہیں اور فوت نہیں ہوئے‘ اور آپ اب بھی اپنے جسم کے ساتھ آسمان دنیا میں ہیں‘ اور قیامت کے دن سے قبل دمشق کے سفید شرقی مینار پر نازل ہوں گے‘ اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے‘ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی اور شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلے کریں گے پھر فوت ہو کر حجرۂ نبوی میں دفن ہوں گے‘ جیسا کہ ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور ہم نے آپ کے حالات میں اسے مفصل طور پر بیان کیا ہے۔

اور ہمارے شیخ علامہ ابن الزملکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے احیاءِ موتیٰ کا معجزہ ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے بھی ایسے بہت سے معجزات ہیں‘ اور جمادات کا زندہ کرنا‘ مردہ کے زندہ کرنے کے مقابلہ میں انتہا کو پہنچا ہوا معجزہ ہے اور رسول اللہ ﷺ سے دستِ مسموم نے کلام کیا‘ اور یہ احیاء‘ مردہ انسان کے احیاء کے مقابلہ میں کئی وجوہ سے ابلغ ہے:

اوّل: یہ حیوان کے بقیہ جسم کو چھوڑ کر اس کے ایک جزو کا احیاء ہے اور اگر یہ جسم سے متصل ہوتا تو بھی ایک اعجاز ہوتا۔

دوم: آپ نے اس حیوان کے بقیہ اجزاء سے الگ صرف اس کے لیے دست کو زندہ کیا جبکہ بقیہ جسم مردہ تھا۔

سوم: آپ نے ادراک و عقل کے ساتھ اسے دوبارہ زندگی دی‘ حالانکہ یہ حیوان جس کا یہ جزء تھا‘ اپنی زندگی میں نہ عقل رکھتا تھا اور نہ کلام کرنے والے حیوانات میں سے تھا‘ اور اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو ان طیور کی زندگی سے ابلغ ہے‘ جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے زندہ کیا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اس پتھر میں جو حضرت نبی کریم ﷺ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سلام کہتا تھا‘ زندگی‘ ادراک اور عقل کا حلول کر جانا ایک معجزہ ہے جو فی الجملہ حیوان کے احیاء سے ابلغ ہے اس لیے کہ وہ ایک وقت میں زندگی کا محل تھا‘ برخلاف اس کے کہ اسے اس سے قبل کلیتہً زندگی حاصل نہ تھی‘ اور اسی طرح پتھروں اور مٹی کے ڈھیلوں کا آپ کو سلام کہنا اور درختوں اور شاخوں کا آپ کی رسالت کی شہادت دینا اور تنے کے رونے کا حال ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے ان لوگوں کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے‘ جو موت کے بعد زندہ رہے‘ اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کا ذکر کیا ہے‘ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم انصار کے ایک مریض آدمی کے پاس گئے جو سمجھدار تھا پس ہم وہاں ٹھہرے رہے‘ حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا اور ہم نے اس کا کپڑا اس پر تان دیا اور اسے لپیٹ دیا‘ اور اس کی بڑھیا ماں اس کے سر کے پاس تھی‘ ہم میں سے ایک آدمی نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا تجھے جو مصیبت پہنچی ہے اس کے ثواب کی اللہ سے امید رکھ‘ تو وہ کہنے لگی‘ یہ کیا ہے؟ کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں‘ تو وہ کہنے لگی‘ کیا تم سچ کہتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں‘ تو اس نے اپنا ہاتھ اللہ کی طرف پھیلایا اور کہنے لگی اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں نے اسلام قبول کیا ہے اور تیرے رسول کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر تنگی اور آسائش میں میری مدد کرے گا‘ آج مجھ پر یہ مصیبت نہ ڈال‘ راوی بیان کرتا ہے کہ اس آدمی نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور بیٹھ گیا‘ اور ہم بھی وہاں رہے‘ حتیٰ کہ ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔

اس واقعہ کے متعلق قبل ازیں دلائل النبوۃ میں تنبیہ بیان ہو چکی ہے' اور انہوں نے طوفان کے معجزے کو' حضرت ابوالعلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے ساتھ بیان کیا ہے' اور ہمارے شیخ نے اس سیاق کا کچھ حصہ بالمعنی بیان کیا ہے' اور اسے ابوبکر بن ابی الدنیا اور حافظ ابوبکر بیہقی نے کئی طریق سے بحوالہ صالح بن بشیر المری جو بصرہ کے ایک درویش اور عابد ہیں۔ روایت کیا ہے' اور ان کی حدیث میں ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کمزوری پائی جاتی ہے۔

اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ اس آدمی کی والدہ اندھی بڑھیا تھی' پھر بیہقی نے اسے عیسیٰ بن یونس کے طریق سے' عبداللہ بن عون سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور اس کی عبارت مکمل ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہوا اور یہ ایسے اسناد کے ساتھ ہے' جس کے رجال ثقہ ہیں' لیکن اس میں عبداللہ بن عون اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

دوسرا واقعہ:

حسن بن عرفہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ ابی سبرہ نخعی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ یمن سے ایک آدمی آیا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اس کا گدھا مر گیا' اس نے اٹھ کر وضو کیا پھر دو رکعت نماز پڑھی' پھر کہا اے اللہ' میں مدینہ سے تیری راہ میں جہاد کرنے اور تیری رضامندی حاصل کرنے آیا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور قبروں والوں کو اٹھاتا ہے' آج مجھ پر کسی کا احسان نہ رکھ' میں آج تجھ سے اپنے گدھے کے اٹھانے کا خواہاں ہوں' پس گدھا اپنے کان جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا' بیہقی بیان کرتے ہیں یہ اسناد صحیح ہے اور اس قسم کی بات صاحب شریعت کی کرامت ہوتی ہے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح اسے محمد بن یحییٰ الذہلی نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ شعبی روایت کیا ہے گویا یہ اسماعیل کے پاس دو طریق سے آئی ہے۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں کہ اسی طرح اسے ابن ابی الدنیا نے اسماعیل کے طریق سے بحوالہ شعبی روایت کیا ہے' شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے گدھے کو کوفہ میں فروخت ہوتے یا فروخت شدہ دیکھا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے اسے اور طریق سے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا تھا اور ایک شخص نے اس بارے میں کہا تھا۔

''اور ہم میں وہ آدمی بھی ہے جس کے گدھے کو اللہ نے زندہ کر دیا حالانکہ اس کے سب جوڑ بند مر چکے تھے''۔

اور حضرت زید بن خارجہ کا واقعہ اور ان کا موت کے بعد کلام کرنا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر' حضرت عمر' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے صدق کی شہادت دینا ایک مشہور واقعہ ہے جو بہت سے صحیح طرق سے مروی ہے۔

حضرت امام بخاری' التاریخ الکبیر میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ خزرجی' انصاری رضی اللہ عنہ بدر میں شامل ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے' اور آپ ہی نے مرنے کے بعد کلام کیا۔ اور الحاکم نے اپنے مستدرک میں اور بیہقی نے اپنے دلائل میں روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے' جیسا کہ قبل ازیں العتبی کے طریق سے عن سلیمان بن بلال عن یحییٰ بن سعید انصاری عن سعید بن المسیب بیان ہو چکا ہے کہ زید بن خارجہ انصاری جو حارث بن خزرج میں سے ہیں' حضرت عثمان بن

عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہو گئے' اور انہیں کپڑے میں لپیٹ دیا گیا' پھر انہوں نے ان کے سینے میں گھنٹی کی جھنکار سنی' پھر وہ بولے اور کہا' کتاب اول میں حضرت احمدؐ سچے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ جو فی نفسہٖ کمزور ہیں اور امر الٰہی کے بارے میں قوی ہیں' کتاب اول میں سچے ہیں' اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جو کتاب اول میں قوی ہیں سچے ہیں' اور حضرت عثمان بن عفانؓ ان کے طریق پر ہیں' چار سال گزر گئے ہیں اور دو سال باقی رہ گئے ہیں' فتنے رونما ہوں گے اور طاقتور کمزور کو کھا جائے گا' اور قیامت قائم ہو جائے گی' اور تمہاری فوج کی جانب سے' عنقریب تم سے بھلائی ہو گی۔

یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا کہ پھر بنی حطمہ کا ایک شخص فوت ہو گیا اور اسے اس کے کپڑے میں لپیٹ دیا گیا اور اس کے سینے میں گھنٹی کی جھنکار سنی گئی' پھر وہ بولا اور اس نے کہا' بنی حارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے اسے اسی طرح ایک اور طریق سے زیادہ تفصیل اور طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ موت کے بعد کلام کرنے کے بارے میں ایک جماعت سے صحیح اسانید کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں کہ خندق کے روز حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بکری کے بچے کے واقعہ میں' میں نے قبل ازیں بیان کیا ہے کہ اس سے اور تھوڑے سے جو سے ایک ہزار آدمی نے کھانا کھایا' اور حافظ محمد بن المنذر نے جو یشکر کے نام سے مشہور ہیں' اپنی کتاب الغرائب والعجائب میں اپنی سند سے پہلے کی طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ہڈیوں کو جمع کیا' پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ بکری کا بچہ پہلے کی طرح ہو گیا' اور وہ اسے اپنے گھر میں چھوڑ گئے۔ واللہ اعلم

ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے ایک معجزہ جنون سے صحت یاب کرنا بھی ہے' اور حضرت نبی کریم ﷺ نے بھی اس سے صحت یاب کیا ہے اور ہم نے ان سے جو کچھ روایت کیا ہے یہ اس میں سے آخری بات ہے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جنون سے صحت یاب کرنے کے بارے میں مجھے کسی خاص بات کا علم نہیں' آپ صرف اندھوں' مبروصوں' پیٹھ کی بیماری والوں اور تمام آفتوں اور مزمن امراض کو ٹھیک کرتے تھے' اور حضرت نبی کریم ﷺ کے جنون سے صحت یاب کرنے کے متعلق امام احمد اور حافظ بیہقی نے کئی طریق سے یعلیٰ بن مرہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنے چھوٹے بچے کو' جسے جنون کی شکایت تھی آپ کے پاس لائی' میں نے اس سے زیادہ سخت جنون نہیں دیکھا' اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے اس بچے کو جیسے کہ آپ دیکھ رہے ہیں' مصیبت پہنچی ہے اور اس سے ہمیں مصیبت پہنچی ہے' اس کی حالت دن میں تکلیف دہ ہو جاتی ہے' پھر وہ کہنے لگی ایک دفعہ ایسا ہوتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے مجھے پکڑا دو' پس اس نے اس بچے کو آپ کے اور پالان کے اگلے حصے کے درمیان رکھ دیا' پھر آپ نے اس کے منہ کو کھولا اور اس میں تین دفعہ تھوکا' اور فرمایا بسم اللہ' میں اللہ کا بندہ ہوں' خدا کے دشمن ذلیل ہو جا' پھر آپ نے بچہ اس عورت کو دے دیا' وہ عورت بیان کرتی ہے کہ وہ بچہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا اور اس کے بعد کسی چیز نے انہیں پریشان نہ کیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن فرقد سبخی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس

رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت اپنے بچے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ اسے جنون ہے اور وہ اسے ہمارے کھانے کے وقت پکڑ لیتا ہے اور وہ ہمارے کھانے کو خراب کر دیتا ہے راوی بیان کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی تو اس نے منہ کھولا اور اس سے سیاہ پلے کی طرح کی چیز باہر نکلی اور وہ صحت یاب ہو گیا یہ اس طریق سے غریب ہے اور فرقد کے بارے میں کلام کیا گیا ہے اگرچہ وہ بصرہ کے درویشوں میں سے ہے لیکن پہلے اس کا کوئی شاہد بیان نہیں ہوا۔ اگرچہ یہ واقعہ ایک ہی ہے۔ واللہ اعلم

اور اسی طرح البزار نے فرقد کے طریق سے بحوالہ سعد بن عباس روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے کہ آپ کے پاس ایک انصاری عورت آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ! یہ خبیث مجھ پر غالب آ گیا ہے آپ نے اسے فرمایا اپنی حالت پر صبر کر تو قیامت کے روز اس حالت میں آئے گی کہ نہ تیرے ذمے کوئی گناہ ہوگا اور نہ تیرا حساب ہوگا وہ کہنے لگی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں ضرور صبر کروں گی حتیٰ کہ اللہ سے میری ملاقات ہو جائے پھر کہنے لگی میں خبیث سے ڈرتی ہوں کہ وہ مجھے برہنہ نہ کر دے پس آپ نے اس کے لیے دعا کی اور جب وہ اس کی آمد کو محسوس کرتی تو آ کر کعبہ کے پردوں کے ساتھ لپٹ جاتی اور اسے کہتی ذلیل ہو جا اور وہ اسے چھوڑ کر چلا جاتا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فرقد نے اسے یاد رکھا ہے۔

اور صحیح بخاری اور مسلم میں عطا بن ابی رباح کی حدیث سے اس کا شاہد موجود ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا کہ میں آپ کو جنتی عورت نہ دکھاؤں میں نے کہا بے شک دکھائیے آپ نے فرمایا یہ سیاہ فام عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے مرگی ہو جاتی ہے اور میں برہنہ ہو جاتی ہوں میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے صحت دے اس نے کہا نہیں بلکہ میں صبر کروں گی آپ اللہ سے دعا کریں کہ میں برہنہ نہ ہوا کروں راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اس عورت کے لیے دعا کی اور وہ برہنہ نہیں ہوا کرتی تھی۔

پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد نے ہم سے بیان کیا کہ مخلد نے بحوالہ ابن جریج ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ عطاء نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ام زفر کو۔ ایک دراز قد سیاہ فام عورت کعبہ کے پردے کے ساتھ لپٹے دیکھا اور حافظ ابن اثیر نے کتاب اسد الغابہ فی اسماء الصحابہ میں بیان کیا ہے کہ یہ ام زفر حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی مشاطہ تھی اور اس نے اس قدر عمر پائی کہ عطاء بن ابی رباح نے اسے دیکھا۔

اب رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اندھوں کو ٹھیک کرنا اکمہ اس شخص کو کہتے ہیں جو پیدائشی اندھا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ جو دن کو نہ دیکھ سکے اور رات کو دیکھ سکے اسے اکمہ کہتے ہیں اور بعض اس کے علاوہ بھی بیان کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے تفسیر میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اور ابرص اسے کہتے ہیں جسے پھلبہری ہو اور رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز قتادہ بن نعمان کی آنکھ کو رخسار پر ڈھلک جانے کے بعد اپنی جگہ پر واپس کر دیا تھا آپ نے اسے اپنے دست مبارک میں پکڑا اور اسے دوبارہ اس کی جگہ پر

رکھ دیا' اور وہ اپنے حال اور نگاہ پر قائم رہی اور وہ آپ کی دونوں آنکھوں میں سے خوبصورت آنکھ تھی' جیسا کہ محمد بن اسحاق بن یسار نے السیرۃ وغیرہ میں بیان کیا ہے' اور اسی طرح ہم نے بھی اسے مفصل بیان کیا ہے۔

اور ان کا ایک بیٹا عاصم بن عمر بن قتادہؓ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس گیا آپ نے اسے پوچھا تو وہ کہنے لگا۔

''میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ رخسار پر ڈھلک آئی تھی اور وہ دست مصطفیٰ ﷺ سے نہایت احسن رنگ میں واپس ہوئی' اور وہ دوبارہ اپنی پہلی حالت پر آ گئی' پس وہ آنکھ کیا ہی اچھی تھی اور وہ رخسار بھی کیا ہی اچھا تھا''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا:

یہ عمدہ کام ہیں نہ کہ دودھ کے وہ دو پیالے جن میں پانی ملایا گیا ہے اور وہ دوبارہ پیشاب بن گئے ہیں۔ پھر آپ نے اسے بہت اچھا عطیہ دیا' اور دارقطنی نے روایت کی ہے کہ ان کی دونوں آنکھیں معاً اکھڑ کر آپ کے رخساروں پر ڈھلک گئی تھیں' اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو اپنی جگہ پر واپس کر دیا تھا۔ اور ابن اسحاق کے بیان کے مطابق پہلی حدیث مشہور ہے۔

اس اندھے کا واقعہ' جس کی نظر' اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دعا سے واپس کر دی:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح اور عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ ابوجعفر المدینی ہم سے بیان کیا کہ میں نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کو بحوالہ حضرت عثمان بن حنیف بیان کرتے سنا کہ ایک اندھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے صحت دے' آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں اسے مؤخر کر دوں' اور یہ بات تیری آخرت کے لیے بہتر ہوگی' اور اگر تو چاہے تو میں دعا کروں' وہ کہنے لگا آپ میرے لیے اللہ سے دعا کریں' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے۔

اللھم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة انی اتوجه به فی حاجتی هذه فتقضی. اور عثمان بن عمر کی روایت میں ''فشفعه فی'' کے الفاظ آئے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس آدمی نے یہ دعا کی تو وہ صحت یاب ہو گیا۔ اور ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے' اور ہم اسے صرف ابوجعفر خطمی کی حدیث سے ہی جانتے ہیں' اور بیہقی نے اسے الحاکم سے اپنی سند کے ساتھ ابو جعفر خطمی تک سہل بن حنیف سے بحوالہ ان کے چچا عثمان بن حنیف روایت کیا ہے اور اسی کی طرح بیان کیا ہے' عثمان بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم ابھی ہم الگ نہیں ہوئے تھے اور نہ ہماری بات لمبی ہوئی تھی کہ وہ آدمی آیا' گویا اسے کبھی اندھا پن ہوا ہی نہ تھا۔

دوسرا واقعہ:

ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن عمرؒ نے ہم سے بیان کیا کہ بنی سلامان بن سعد کے ایک شخص نے اپنی ماں سے بحوالہ اپنے ماموں کے مجھ سے بیان کیا' یا اس شخص کے ماموں یا اس عورت کے ماموں حبیب بن قریط نے اس سے بیان کیا کہ اس کا باپ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور اس کی دونوں آنکھیں سفید ہو چکی تھیں' اور وہ ان سے کسی چیز کو نہ دیکھ سکتا تھا' آپ نے اسے پوچھا تجھے کیا تکلیف پہنچی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے ایک اونٹ کے ساتھ

تھا' کہ میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر جا پڑا اور میری نظر جاتی رہی' رسول اللہ ﷺ نے اس کی دونوں آنکھوں میں تھوکا تو وہ بینا ہو گیا' اور میں نے اسے دیکھا کہ وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتا تھا' اور اس کی عمر ۸۰ سال تھی اور اس کی دونوں آنکھیں سفید تھیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ وہ حبیب بن مدرک تھے' اور صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں جبکہ انہیں آشوبِ چشم کا عارضہ تھا' تھوکا تو وہ اسی وقت تندرست ہو گئے' پھر اس کے بعد انہیں کبھی آشوبِ چشم کا عارضہ نہیں ہوا۔ اور آپ نے حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ٹانگ پر ہاتھ پھیرا جو اس شب کو ٹوٹی تھی' جس شب کو انہوں نے ابو رافع کو قتل کیا تھا' تو وہ بھی اسی وقت تندرست ہو گئے تھے۔ اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ نے محمد بن حاطب کے ہاتھ پر جو آگ سے جل گیا تھا' ہاتھ پھیرا تو وہ بھی اسی وقت تندرست ہو گئے۔ نیز آپ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ٹانگ پر ہاتھ پھیرا جسے خیبر کے روز گزند پہنچا تھا' تو وہ اسی وقت درست ہو گئی۔ اور آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی کہ وہ اپنے اس مرض سے شفایاب ہوں تو وہ شفایاب ہو گئے۔

اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ کے چچا حضرت ابو طالب بیمار ہو گئے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ اپنے رب سے میرے لیے دعا کریں' تو آپ نے ان کے لیے دعا کی تو وہ اپنی اس بیماری سے شفایاب ہو گئے' اور اس قسم کے آلام واسقام سے صحت یاب کرنے کے آپ کے کتنے ہی واقعات ہیں' جن کی تفصیل وتشریح طوالت کا باعث ہو گی۔

اور اولیاء کی کرامات میں آیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے خلاف نابینا ہونے کی بددعا کرنے کے بعد اسے نابینائی سے صحت یاب کر دیا۔ جیسا کہ حافظ ابن عساکر نے ابی سعید اعرابی کے طریق سے بحوالہ ابوداؤد روایت کی ہے کہ عمر بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ بقیہ نے محمد بن زیاد سے بحوالہ ابومسلم ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت نے ان کی بیوی کو ان کے خلاف شرارت سکھائی تو انہوں نے اس کے خلاف بددعا کی تو اس کی نظر جاتی رہی' تو وہ آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے ابومسلم میں نے جو کہا سو کہا' اور میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گی' تو آپ نے کہا اے اللہ اگر یہ سچ کہہ رہی ہے تو اس کی نظر اسے واپس کر دے' تو وہ بینا ہو گئی۔

اور اسی طرح انہوں نے اسے ابوبکر بن ابی الدنیا کے طریق سے بھی روایت کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن واقد نے ہم سے بیان کیا کہ ضمرہ نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عطاء نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابومسلم خولانی جب گھر میں داخل ہوتے اور گھر کے وسط میں پہنچتے تو تکبیر کہتے' اور ان کی بیوی بھی تکبیر کہتی' اور جب گھر میں داخل ہو جاتے تو تکبیر کہتے اور ان کی بیوی بھی تکبیر کہتی' اندر جا کر وہ اپنی چادر اور جوتے اتار دیتے اور وہ آپ کے پاس کھانا لاتی اور وہ کھانا کھاتے' اور ایک روز آپ آئے اور تکبیر کہی تو اس نے آپ کو جواب نہ دیا پھر آپ گھر کے دروازے پر آئے اور تکبیر کہی تو اس نے آپ کو جواب نہ دیا' کیا دیکھتے ہیں کہ گھر میں چراغ بھی نہیں ہے۔ اچانک آپ نے دیکھا کہ وہ بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے ہاتھ میں لکڑی ہے جس سے وہ زمین کرید رہی ہے' آپ نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگی' لوگ بخیریت ہیں' اور آ کر کہنے لگی اگر آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے اور وہ ہمارے لیے ایک خادم کا حکم دیتے اور آپ کو کچھ عطیہ دیتے تو آپ اس سے عیش کرتے' آپ نے فرمایا اے اللہ جس نے میری بیوی کو میرا مخالف بنا دیا ہے اس کو اندھا کر دے' راوی بیان کرتا ہے کہ اس

کے پاس ایک عورت آیا کرتی تھی اور اس نے حضرت ابو مسلم کی بیوی سے کہا کہ کاش تو اپنے خاوند سے بات کرتی کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بات کریں تو وہ آپ کو خادم بھی دیتے اور عطیہ بھی دیتے راوی بیان کرتا ہے کہ اسی دوران میں کہ یہ عورت اپنے گھر میں موجود تھی اور چراغ روشن تھا کہ اس کی نظر جاتی رہی اور وہ کہنے لگی تمہارا چراغ بجھا ہوا ہے' انہوں نے کہا نہیں' وہ کہنے لگی اللہ نے مجھے اندھا کر دیا ہے' اور وہ اسی حالت میں حضرت ابو مسلم کے پاس آئی اور مسلسل آپ کی منتیں کرتی رہی اور عاجزی کرتی رہی تو آپ نے اللہ سے دعا کی تو اس نے اسے بینا کر دیا اور آپ کی بیوی بھی پہلی حالت پر واپس آ گئی۔

اور مائدہ کے واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (جب حواریوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے کہا کہ کیا تیرا رب آسمان سے ہم پر مائدہ اتارنے کی سکت رکھتا ہے' آپ نے فرمایا اگر تم مومن ہو تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو' انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور ہمیں معلوم ہو کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس کے گواہ ہوں' حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہا اے اللہ آسمان سے ہم پر مائدہ نازل کر کہ ہمارے اوّلین اور آخرین کے لیے عید ہو اور تیری طرف سے نشان ہو اور ہمیں رزق دے اور تو بہترین رازق ہے' اللہ نے فرمایا میں اسے تم پر اتارنے والا ہوں' پس اس کے بعد تم میں سے' جو کفر اختیار کرے گا' میں اسے ایسا عذاب دینے والا ہوں' جو میں نے عالمین میں سے کسی کو نہیں دیا)

اور ہم نے تفسیر میں اس کی تفصیل اور اس کے متعلق مفسرین کے اختلاف کو بیان کیا ہے' کیا یہ مائدہ نازل بھی ہوا تھا یا نہیں؟ اس بارے میں دو قول ہیں' جمہور کا مشہور قول یہ ہے کہ وہ نازل ہوا تھا' اور انہوں نے اس پر جو کھانا آیا تھا اس کے متعلق اختلاف کیا ہے' اس بارے میں کئی اقوال ہیں' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن نصیر جس نے بنی امیہ کے زمانے میں مغربی ممالک کو فتح کیا تھا' کو مائدہ ملا تھا' لیکن اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا جواہر سے مرصع مائدہ تھا' اور وہ سونے کا تھا' جسے اس نے ولید بن عبدالملک کی طرف بھیج دیا اور وہ اسی کے پاس رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا اور اس کے بھائی سلیمان نے اسے لے لیا' کہتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مائدہ تھا' لیکن یہ ایک مستبعد بات ہے' کیونکہ نصاریٰ مائدہ کو نہیں پہچانتے' جیسا کہ ان کے کئی علماء نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم' مقصد یہ ہے کہ مائدہ خواہ نازل ہوا تھا یا نہیں ہوا تھا۔[1] اور رسول اللہ ﷺ کے موائد کو آسمان سے مدد ملتی تھی اور جب آپ کے سامنے کھانا کھایا جاتا تھا تو لوگ کھانے کی تسبیح کو سنتے تھے۔ اور کتنی ہی دفعہ آپ نے تھوڑے سے کھانے سے ہزاروں' سینکڑوں اور دسیوں آدمیوں کو سیر کر دیا۔ یہ اوقات جب تک زمین و آسمان قائم ہیں' بار بار نہیں آئیں گے۔

ذرا ابو مسلم خولانی کو دیکھئے' حافظ ابن عساکر نے ان کے حالات میں ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کیا ہے' اور انہوں نے اسحاق بن یحییٰ الملطی کے طریق سے بحوالہ اوزاعی روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو مسلم خولانی کی قوم کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور وہ کہنے لگے اے ابو مسلم کیا آپ حج کی رغبت نہیں رکھتے؟ آپ نے کہا بے شک' کاش مجھے کچھ

---

[1] اس جگہ پر کتاب میں غلطی سے ایک لفظ رہ گیا ہے جس کی وجہ سے فقرہ مکمل نہیں ہوا۔ مترجم

ساتھی مل جائیں انہوں نے کہا ہم آپ کے ساتھی ہیں' آپ نے فرمایا تم میرے ساتھی نہیں ہو' میرے ساتھی وہ ہیں جو توشے اور توشے دان نہیں چاہتے' انہوں نے کہا سبحان اللہ! بھلا لوگ توشے اور توشے دان کے بغیر کیسے سفر کر سکتے ہیں؟ آپ نے انہیں کہا کیا تم پرندوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ صبح و شام بغیر توشے اور توشے دان کے سفر کرتے ہیں اور اللہ انہیں رزق دیتا ہے اور وہ خرید و فروخت بھی نہیں کرتے اور نہ ہل چلاتے اور کاشتکاری کرتے ہیں اور اللہ انہیں رزق دیتا ہے' راوی بیان کرتا ہے انہوں نے کہا ہم آپ کے ساتھ سفر کریں گے' آپ نے فرمایا اللہ کی برکت سے اٹھو راوی بیان کرتا ہے کہ وہ صبح کو غوطہ دمشق سے چلے ان کے پاس نہ کوئی توشہ تھا نہ توشہ دان' اور جب وہ منزل پر پہنچے' تو انہوں نے کہا اے ابومسلم ہمارے لیے کھانا اور ہمارے جانوروں کے لیے چارا لاؤ' آپ نے ان سے کہا بہت اچھا' پس آپ قریب ہی خاموشی کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ایک پتھریلی مسجد کا قصد کیا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی' پھر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہا اے میرے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں کس کام کے لیے گھر سے نکلا ہوں' میں تیری فرمانبرداری کرنے کے لیے نکلا ہوں اور میں نے اولاد آدم میں سے بخیل کو دیکھا ہے کہ اس کے پاس لوگوں کی ایک جماعت آتی ہے تو وہ ان کی اچھی طرح مہمان نوازی کرتا ہے اور ہم تیرے مہمان اور تیرے ملاقاتی ہیں پس تو ہمیں کھلا پلا' اور ہمارے جانوروں کو چارا دے' راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دسترخوان لایا گیا' جو ان کے آگے بچھا دیا گیا' اور ثرید کا ایک پیالہ لایا گیا اور پانی کے دو بڑے مٹکے لائے گئے اور چارا بھی لایا گیا اور انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ کون لا رہا ہے' اور جب سے وہ اپنے اہل کے پاس سے چلے تھے' واپسی تک ان کا یہی حال رہا وہ توشہ اور توشہ دان کی مشقت برداشت نہ کرتے' یہ تو اس امت کے ایک ولی کا حال ہے کہ اس پر اور اس کے ساتھیوں پر ہر روز دو بار کھانا نازل ہوتا اور مزید برآں پانی اور ان کے ساتھیوں کے جانوروں کا چارا بھی نازل ہوتا تھا' اور یہ ایک بڑا اہتمام ہے اور انہیں یہ سب کچھ نبی کریم ﷺ کی متابعت کی برکت سے حاصل ہوا۔

اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا (میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو) یہ بات انبیاء کے لیے آسان ہے بلکہ بہت سے اولیاء کے لیے بھی آسان ہے' حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دو قیدیوں کو جو آپ کے ساتھ قید تھے' فرمایا ہے کہ (تمہیں جو کھانا ملتا ہے اس کے آنے سے قبل میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا' یہ وہ بات ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہے)

اور رسول اللہ ﷺ نے اخبار ماضیہ کے واقعہ ہونے کے مطابق خبر دی ہے اور اخبار حاضرہ کے متعلق بھی خبر دی ہے' جو ہو بہو اسی طرح واقع ہوئیں' جیسے کہ آپ نے خبر دی کہ وہ ظالمانہ دستاویز جسے قریش کے بطون نے قدیم سے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے مقاطعہ کے لیے لکھا تھا' تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد کر دیں اسے دیمک چاٹ گئی ہے' انہوں نے اسے لکھ کر کعبہ کی چھت کے ساتھ لٹکا دیا' پس اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا اور وہ سوائے اس جگہ کے جہاں اللہ کا نام لکھا تھا' بقیہ ساری دستاویز کو چاٹ گئی' اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس میں سے اللہ کے نام چاٹ گئی تاکہ وہ ظلم و عدوان کی دستاویز کے ساتھ نہ ہو' رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کو شعب میں اس کی اطلاع دی' تو حضرت ابوطالب نے جا کر ان کو وہ بات بتائی' جس کی آپ نے انہیں اطلاع دی تھی' تو وہ کہنے لگے کہ اگر وہی بات ہو جو آپ نے کہی ہے پھر تو ٹھیک ہے اور اگر وہ بات نہ ہو تو انہیں ہمارے سپرد کر دینا'

انہوں نے کہا بہت اچھا اور انہوں نے دستاویز کو اتارا تو اسے ہو بہو اسی طرح پایا جیسے رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا پس قریش کے بطون نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کا مقاطعہ چھوڑ دیا' اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے بہت سے لوگوں کو ہدایت دی اور آپ کے اس قسم کے کتنے ہی واقعات ہیں' جن کی تفصیل قبل ازیں سیرت وغیرہ کے کئی مقامات پر بیان ہو چکی ہے۔

اور بدر کے روز جب آپ نے اپنے چچا عباس سے فدیہ طلب کیا تو انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کے پاس کوئی مال نہیں ہے' تو آپ نے انہیں کہا' وہ مال کہاں ہے جسے آپ نے اور ام الفضل نے دروازے کی چوکھٹ میں دبایا ہے اور آپ نے ام الفضل سے کہا ہے کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو یہ مال بچوں کے لیے ہوگا' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم یہ وہ بات ہے جس کے متعلق میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو علم نہیں' ہاں اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔

اور آپ نے جس روز نجاشی حبشہ میں فوت ہوا اس کے مرنے کی خبر دی اور اس کا جنازہ پڑھا اور جنگِ موتہ میں یکے بعد دیگرے فوت ہونے والے سالاروں کی وفات کی خبر منبر پر بیٹھ کر دی اور آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں' اور آپ نے اس خط کے متعلق بھی خبر دی جسے حاطب بن ابی بلتعہ نے بنی مطلب کی لونڈی شاکر کے ساتھ بھیجا تھا' اور آپ نے اس کی تلاش میں حضرت علیؓ' حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اس نے خط کو اپنے جوڑے میں رکھا ہوا تھا' اور ایک روایت میں ہے اپنی کمر میں باندھا ہوا تھا' اور قبل غزوۂ فتح میں اسے بیان کیا جا چکا ہے۔

اور آپ نے کسریٰ کے ان دو امیروں کو' جنہیں کسریٰ کے نائبِ یمن نے رسول اللہ ﷺ کے حالات معلوم کرنے بھیجا تھا' فرمایا کہ میرے رب نے آج شب تمہارے آقا کو قتل کر دیا ہے' ان دونوں نے اس شب کی تاریخ یاد کر لی' اور چانک اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے کو مسلط کر دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا اور وہ دونوں مسلمان ہو گئے' اور نائب یمن بھی مسلمان ہو گیا' اور وہ یمن کے رسول اللہ ﷺ کے قبضے میں آنے کا سبب بن گیا۔

اور آپؐ نے غیوب مستقبلہ کے بارے میں جو خبریں دی ہیں وہ بے شمار ہیں' جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے' اور عنقریب تواریخ کی خبروں میں بھی بیان ہوگا' تاکہ یہ اس کے برابر برابر بیان ہو۔

اور ابن حامد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جہاد کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے جہاد کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کے مقابلہ میں' رسول اللہ ﷺ کے زمین کے خزائن سے زہد اختیار کرنے کا ذکر کیا ہے' جنہیں آپ کے سامنے پیش کیا گیا' تو آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں ایک روز بھوکا رہوں گا اور ایک روز سیر ہوں گا اور آپ کی تیرہ بیویاں تھیں' ان کے ہاں مہینہ مہینہ' دو دو مہینے گزرنے پر بھی نہ آگ جلتی تھی' نہ چراغ جلتا تھا' اور صرف کھجور اور پانی پر گزارہ ہوتا تھا' اور بسا اوقات بھوک کے باعث آپؐ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے' اور تین راتیں مسلسل یہ لوگ گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے اور آپ کا بستر چمڑے کا تھا' جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی' اور بسا اوقات آپ بکری باندھتے اور اسے دوہتے اور اپنے کپڑے کو پیوند لگاتے اور اپنے جوتے کو اپنے دستِ مبارک سے گانٹھتے' صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ' آپؐ فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس کھانے کے عوض جو آپ نے اپنے گھر والوں کے لیے خریدا تھا' رہن پڑی تھی۔

اور مؤلفۃ القلوب کی تالیف کے لیے آپ نے کتنی ہی دفعہ اپنے اور اپنے اہل پر ترجیح دے کر فقرا محتاجوں' بیوگان' یتیموں' اسیروں اور مساکین کو اونٹ' بکریاں' غنائم اور تحائف دیئے۔

اور ابونعیم نے ملائکہ کی اس بشارت کے مقابلہ میں جو انہوں نے حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جنم دینے کے بارے میں دی' اس بشارت کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کو اس وقت دی گئی' جب آپ نے خواب میں حضورؐ کو حمل میں لیا' اور آپ کی والدہ سے کہا گیا کہ آپ نے اس امت کے سردار کو حمل میں لیا ہے' اس کا نام محمد (ﷺ) رکھنا۔ اور قبل ازیں ہم نے پیدائش کے باب میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اور اس جگہ ابونعیم نے پیدائش کے بارے میں ایک طویل غریب حدیث بیان کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسے بیان کریں' تاکہ اختتام' آغاز کے متساوی ہو جائے۔ وباللہ المستعان

وہ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن عمرو بن الصباح نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن مریم نے سعید بن عمرو الانصاری سے اس کے باپ کے حوالے سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے حمل کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ قریش کے تمام چوپاؤں نے اس شب باتیں کیں کہ رسول اللہ ﷺ کا حمل ہو گیا ہے اور رب کعبہ کی قسم وہ دنیا کی امان اور اہل دنیا کا چراغ ہیں اور قریش کے تمام کاہن اور قبائل اپنے ساتھیوں سے پردے میں ہو گئے اور کہانت کا علم ان سے چھن گیا اور شاہان دنیا کے تخت الٹ گئے' اور بادشاہ گونگے ہو گئے' اور اس روز بول نہ سکے اہل مشرق کے جنگلی جانور' مغرب کے جنگلی جانوروں کی طرف' بشارات لے کر بھاگ گئے' اور اسی طرح اہل نجار نے ایک دوسرے کو بشارت دی اور آپ کے حمل کے ہر مہینے میں زمین و آسمان میں منادی ہوتی کہ خوش ہو جاؤ' ابوالقاسم کے مبارک و میمون صورت میں زمین کی طرف جانے کا وقت آ گیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے آپؐ اپنی ماں کے بطن میں نو ماہ رہے اور آپ ابھی اپنی ماں کے بطن ہی میں تھے کہ آپؐ کے والد حضرت عبداللہ فوت ہو گئے تو ملائکہ نے کہا ہمارے معبود اور آقا! تیرا یہ نبی یتیم رہ گیا ہے' تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے کہا میں اس کا دوست نگہبان اور مددگار ہوں' اور انہوں نے آپ کی مبارک اور میمون پیدائش سے برکت حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیدائش پر آسمان کے دروازے اور اپنی جنات کے دروازے کھول دیئے۔ اور حضرت آمنہ خود بیان کرتی ہیں کہ جب آپ کے حمل پر چھ ماہ گزرے تو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور خواب میں اس نے مجھے اپنے پاؤں سے ٹھوکا دیا' اور کہا اے آمنہ آپ سب عالمین سے بہتر شخص سے حاملہ ہیں اور جب آپ اسے جنم دیں تو اس کا نام محمد یا نبی رکھنا' یہ تمہارا کام ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت آمنہ خود بیان کرتی ہیں کہ مجھے دردِ زہ نے آ لیا اور میرے متعلق کسی مرد اور عورت کو پتہ نہ تھا اور میں گھر میں اکیلی تھی' اور حضرت عبدالمطلب اپنے سفر میں تھے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک شدید دھماکے اور ایک امر عظیم کو سنا جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا اور یہ سوموار کا روز تھا' اور میں نے دیکھا کہ گویا سفید پرندے کے بازو نے میرے دل کو چھوا ہے' اور وہ سب خوف اور گھبراہٹ جاتی رہی جو میں محسوس کرتی تھی' پھر میں نے ایک سفید مشروب دیکھا' جسے میں نے دودھ خیال کیا اور میں پیاسی تھی' پس میں نے اس مشروب کو لے کر پی لیا اور مجھے

ایک بلند نور لاحق ہو گیا' پھر میں نے کھجور کے لمبے درختوں کی طرح عورتیں دیکھیں' گویا وہ عبدالمطلب کی بیٹیوں میں سے ہیں' وہ مجھے دیکھ رہی ہیں' اسی دوران میں' میں حیران ہو کر کہتی ہوں ہائے مدد' انہیں میرا پتہ کہاں سے چلا ہے؟ اور میرا معاملہ سخت ہو گیا اور میں ہر گھڑی بہت بڑا اور بہت خوفناک دھماکہ سن رہی تھی' کیا دیکھتی ہوں کہ سفید ریشم زمین و آسمان کے درمیان پھیلایا گیا ہے اور ایک کہنے والا کہتا ہے اسے لوگوں کی آنکھوں سے بچا کر پکڑلو وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے مردوں کو ہوا میں کھڑے دیکھا' ان کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے تھے' اور مجھ سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپک رہا ہے جو مشک ازفر سے بھی زیادہ اچھی خوشبو والا ہے' اور میں کہتی' کاش عبدالمطلب میرے پاس آتے' وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پرندوں کا ایک غول آیا ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اس نے میرے حجرے کو ڈھانپ لیا ہے' ان کی چونچیں زمردکی اور بازو یاقوت کے ہیں' پس اللہ نے میری نگاہ سے پردے اٹھا دیئے' اور میں نے اسی وقت زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا' اور میں نے تین علم لگے دیکھے' ایک علم مشرق میں' ایک مغرب میں' اور ایک کعبہ کی چھت پر' پس مجھے دردِ زہ نے آلیا' اور مجھے سخت دردِ زہ ہو گیا' مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں شریف عورتوں کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہوں اور وہ مجھ پر ہجوم کیے ہوئے ہیں' حتیٰ کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں بیت اللہ کے ساتھ ہوں اور میں کسی چیز کو نہیں دیکھتی' پس میں نے محمد ﷺ کو جنم دیا' اور جب آپ میرے بطن سے نکلے تو میں نے گھوم کر آپ کی طرف دیکھا' کیا دیکھتی ہوں کہ آپ سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اور آپ نے عاجز شخص کی طرح اپنی انگلی اٹھائی ہوئی ہے' پھر میں نے ایک سفید بادل دیکھا جو آسمان سے اترا ہے اور اس نے آپ کو ڈھانک لیا ہے' پس آپ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے' پھر میں نے ایک منادی کو آواز دیتے سنا' محمد ﷺ کے ساتھ زمین کے مشرق و مغرب کا چکر لگاؤ' اور سب سمندروں میں انہیں لے جاؤ تاکہ وہ آپ کی صورت' تعریف اور نام پہچان لیں اور یہ بھی جان لیں کہ ان کا نام ماحی رکھا گیا ہے جو شرک کی ہر باقی ماندہ چیز کو مٹا دیں گے' وہ بیان کرتی ہیں' پھر وہ جلد ہی آپ سے الگ ہو گئے' کیا دیکھتی ہوں کہ میں ایک سفید اُونی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہوں' جو دودھ سے بھی زیادہ سفید ہے اور اس کے نیچے سبز ریشم ہے اور محمد ﷺ نے سفید تازہ موتیوں کی تین چابیاں پکڑی ہوئی ہیں' اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ محمد ﷺ نے فتح' ہوا' اور نبوت کی چابیاں پکڑی ہیں۔

ابن حامد نے اسی طرح بیان کیا ہے اور اس پر سکوت اختیار کیا ہے اور یہ بہت ہی غریب ہے' اور شیخ جمال الدین ابوزکریا' یحییٰ بن یوسف بن منصور بن عمر انصاری صرصری جو احادیث و لغت کے ماہر اور رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت رکھنے والے ہیں' بیان کرتے ہیں' اور اپنے زمانے میں وہ حضرت حسانؓ بن ثابت کی مانند تھے' اور ان کے دیوان میں رسول اللہ ﷺ کی مدح لکھی ہوئی ہے اور آپ نابینا اور صاحب بصیرت تھے' اور آپ نے ۶۵۶ھ میں بغداد میں وفات پائی' آپ کو تاتاریوں نے بغداد میں قتل کر دیا' جیسا کہ اپنے موقع پر اور ہماری اس کتاب میں عنقریب بیان ہو گا' ان شاء اللہ تعالیٰ' آپ اپنے دیوان کے حرف ''حاء'' کے قصیدہ میں کہتے ہیں۔

محمد ﷺ کو لوگوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اور گمراہی نے جن باتوں کو کمزور کر دیا ہے وہ ان کی اصلاح کرتے ہیں' اور انہیں مضبوط کرتے ہیں' اور اگر حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ ٹھوس پہاڑوں نے تسبیح کی ہے یا چوڑا لوہا نرم ہو گیا ہے تو بلاشبہ ٹھوس

چٹانیں آپ کی ہتھیلی میں نرم ہو گئی ہیں اور سنگریزے آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرتے ہیں اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا سے پانی پھوڑا ہے تو وہ آپ کے ہاتھ سے بھی بہتا ہے اور اگر زم ہوا' حضرت سلیمان علیہ السلام کی مطیع تھی اور صبح و شام چلنے میں کوتاہی نہ کرتی تھی' تو صبا ہمارے نبی ﷺ کی مدد کے لیے چلتی تھی' اور دشمن ایک ماہ کی مسافت پر خوف سے گھبرا جاتا تھا' اور اگر انہیں عظیم بادشاہت دی گئی اور جنات کو ان کے لیے مسخر کر دیا گیا اور وہ ان کی رضامندی سے آرام فرماتے تھے' بلاشبہ سب خزانوں کی چابیاں آپ کے پاس آئیں اور عظیم زاہد نے انہیں واپس کر دیا' اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت دی گئی اور طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام بخشا گیا' تو حضرت نبی کریم ﷺ حبیب ہیں بلکہ وہ خلیل ہیں' جن سے کلام کیا جاتا ہے اور آپ رؤیا اور حق کے ساتھ مخصوص ہیں' نیز آپ عظیم حوض اور جھنڈے اور گنہگاروں کی شفاعت کے لیے مخصوص ہیں' جبکہ دوزخ کی آگ جھلس رہی ہوگی اور آپ کو اللہ کے ہاں بلند اور نزدیکی نشست حاصل ہے اور آپ اللہ کی عطاء سے آرام و راحت حاصل کرتے ہیں' اور بلند و بالا مرتبہ کے ورے تو فیاض لوگوں کے مراتب دیکھے گا' اور آپ جنت الفردوس میں پہلے داخل ہونے والے شخص ہیں' اور آپ کے لیے دیگر دروازے پسندیدگی کی وجہ سے کھولے جائیں گے۔

ہمارے زمانے تک اخبار غیبیہ جو وقوع پذیر ہو چکی ہیں' اور جن کے جمع کرنے کی اللہ نے توفیق دی ہے' یہ ان میں سے آخری خبر ہے' جو دلائل نبوت میں شامل ہے۔ واللہ الهادی

اور جب ہم آپ کی وفات کے بعد ہمارے زمانے تک کے واقعات کے بیان کرنے سے فارغ ہو جائیں گے' تو اس کے بعد آخری زمانے میں ہونے والی جنگوں اور فتنوں کا ذکر کریں گے پھر اس کے بعد قیامت کی علامات کو بیان کریں گے' پھر بعث و نشور کا ذکر کریں گے' پھر قیامت کے روز کے اہوال اور اس دن کی عظمت اور حوض' میزان اور پل صراط اور جنت و دوزخ کے حالات بیان کریں گے۔

باب:

تاریخ اسلام کے دور اوّل میں ہونے والے واقعات اور ۱۱ھ میں وفات پانے والے مشاہیر واعیان

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ مشہور قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو بروز سوموار آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اور اس بارے میں بہ کفایت ہم مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور اس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات:

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سوموار کو چاشت کے وقت ہوئی' اور لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت میں مشغول ہو گئے' پھر سوموار کے بقیہ دن میں اور منگل کی صبح کو مسجد میں بیعتِ عامہ ہوئی' جیسا کہ پہلے طوالت کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے' پھر صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کے غسل وکفن دینے اور منگل کے بقیہ دن میں آپ کا تسلیماً جنازہ پڑھنے میں مصروف ہو گئے' اور انہوں نے آپ کو بدھ کی رات کو دفن کر دیا جیسا کہ اس کے موقع پر اسے مبرہن طور پر پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

محمد بن اسحاق بن یسار بیان کرتے ہیں کہ زہری نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب سقیفہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی' تو دوسرے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قبل تقریر کی' اللہ کی حمد وثنا کے بعد آپ نے فرمایا اے لوگو! کل میں نے آپ سے کچھ باتیں کی تھیں' نہ میں نے انہیں کتاب اللہ میں پایا ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کی وصیت کی تھی' لیکن میں سمجھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ عنقریب ہمارے معاملے کا انتظام کریں گے' اور آپ فرماتے تھے کہ آپ ہمارے آخر میں ہوں گے' اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے جس سے اس نے رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی کی' اور اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو اللہ تعالیٰ تمہاری راہنمائی بھی کرے گا' اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہارے بہترین آدمی' رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اور آپ کے یار غار پر متفق کر دیا ہے' پس اٹھو اور اس کی بیعت کرو' پس لوگوں نے بیعت سقیفہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو! مجھے تم پر حکمران بنایا گیا ہے' حالانکہ میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں' پس اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں برائی کروں تو مجھے سیدھا کر دینا' سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور تمہارا کمزور جب تک میں اسے اس کا حق واپس نہ دلا دوں' میرے نزدیک قوی ہے اور تمہارا قوی' جب تک میں اس سے حق نہ لے لوں' ان شاء اللہ میرے نزدیک کمزور ہے' جو قوم جہاد کو چھوڑ دیتی ہے' اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دیتا ہے اور جس قوم میں بے حیائی

پھیل جاتی ہے اللہ ان سب پر مصیبت نازل کرتا ہے' میں جب تک اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں' میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں' اپنی نماز کے لیے تیار ہو جاؤ اللہ تم پر رحم کرے گا' یہ اسناد صحیح ہے' اور اس وقت صحابہؓ نے حضرت صدیق بن سد کی بیعت پر اتفاق کیا' حتیٰ کہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما نے بھی اتفاق کیا' اور اس کی دلیل بیہقی کی وہ روایت ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین علی بن محمد بن علی حافظ اسفرائینی نے ہمیں بتایا کہ ابوعلی الحسین بن علی حافظ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن خزیمہ اور ابراہیم بن ابی طالب نے ہم سے بیان کیا کہ بندار بن یسار نے ہم سے بیان کیا کہ ابوہشام مخزومی نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد بن ابی ہند نے ہم سے بیان کیا کہ ابونضرہ نے بحوالہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو لوگ سعد بن عبادہؓ کے گھر میں جمع ہوئے اور ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور کہنے لگا' کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار ہیں پس جس طرح ہم آپ کے انصار تھے اسی طرح آپؐ کے خلیفہ کے بھی انصار ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا' تمہارے Spoksman نے درست کہا ہے اور اگر تم اس کے سوا کوئی اور بات کرتے تو ہم تمہاری بیعت نہ کرتے' اور آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ تمہارا آقا ہے اس کی بیعت کرو' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیعت کی' اور انصار و مہاجرین نے بھی آپ کی بیعت کی' راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور قوم کے سرکردہ لوگوں کا اندازہ لگایا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہ پایا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا' وہ آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد آپ مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! گڑبڑ کی کوئی بات نہیں ہے اور کھڑے ہو کر آپ کی بیعت کر لی' پھر آپ نے قوم کے سرکردہ لوگوں کا اندازہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا' آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد اور داماد' کیا آپ مسلمانوں کی وحدت کو پارا پارا کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ' گڑبڑ کی کوئی بات نہیں ہے اور آپ کی بیعت کر لی۔

حافظ ابوعلی نیشاپوری نے اس حدیث یا اس کے مفہوم کے متعلق بیان کیا ہے کہ میں نے ابن خزیمہ کو بیان کرتے سنا کہ مسلم بن الحجاج میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا' تو میں نے انہیں اس حدیث کو ایک کاغذ پر لکھ دیا اور پڑھ کر بھی سنایا تو وہ کہنے لگے یہ حدیث ایک اونٹ کے برابر ہے۔ میں نے کہا یہ اونٹ کے برابر کر دیتی ہے بلکہ یہ دس ہزار درہم کی تھیلی کے برابر ہے۔ اور امام احمد نے اسے ثقہ سے بحوالہ وہیب مختصراً روایت کیا ہے اور الحاکم نے اسے اپنے مستدرک میں عفان بن مسلم کے طریق سے بحوالہ وہیب پہلے کی طرح طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے' اور ہم نے المحاملی کے طریق سے عن القاسم بن سعید بن المسیبؒ عن علی بن عاصم عن الحریری عن ابی نضرہ عن ابی سعید روایت کی ہے اور انہوں نے اس دن حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کے بارے میں اسی کی مانند بات بیان کی ہے' اور موسیٰ بن عقبہ اپنے مغازی میں بحوالہ سعید بن ابراہیم بیان

کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے باپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے' اور حضرت محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار توڑ دی' پھر حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کی اور لوگوں کے پاس معذرت کرتے ہوئے فرمایا' خدا کی قسم میں شب و روز میں کبھی امارت کا خواہش مند نہیں ہوا اور نہ کبھی میں نے پوشیدہ و اعلانیہ طور پر کبھی اس کے متعلق اللہ سے دعا کی ہے' تو مہاجرین نے آپ کی بات کو قبول کر لیا اور حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا ہمیں صرف یہ شکایت ہے کہ ہمیں مشورے میں پیچھے رکھا گیا ہے اور ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امارت کا زیادہ حقدار سمجھتے ہیں' نیز آپ یار غار ہیں اور ہم آپ کی شرافت و بزرگی کو جانتے ہیں' نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں آپ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا' اور یہی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناسب حال ہے۔ اور آثار سے پتہ چلتا ہے کہ آپ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازوں میں شامل ہوتے تھے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذوالقصہ کی طرف گئے' جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور آپ کو مشورے دیئے' اور آپ کی خیر خواہی کی' اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' اور آپ نے اپنے والد کے چھ ماہ بعد وفات پائی ہے۔

اسے بیعت ثانیہ پر محمول کیا جاتا ہے' جس نے اس انقباض کو دور کر دیا ہے' جو میراث کے بارے میں گفتگو کرنے سے پیدا ہوا تھا' اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نص ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ سے ان کو میراث سے روکا تھا' جیسا کہ پہلے اس کے الفاظ و اسانید بیان کیے جا چکے ہیں' اور ہم نے ان طرق کو استقصاء کے ساتھ ایک الگ کتاب میں سیرت صدیق میں لکھا ہے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے تقویت دی ہے اور آپ سے مروی احکام کو ابواب علم کے مطابق باب وار بیان کیا ہے۔

اور سیف بن عمر تمیمی نے عن ابی ضمرہ عن ابیہ عن عاصم بن عدی بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے منادی نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج کی تکمیل کے لیے اعلان کیا کہ آگاہ رہو کہ جیش اسامہ کا کوئی شخص مدینہ میں نہ رہے۔ اور جرف میں اپنی فوج کے پاس چلا جائے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح کا آدمی ہوں اور شاید تم مجھے اس بات کا مکلف کرو جس کی قوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمین میں برگزیدہ کیا ہے اور آپ کو آفات سے بچایا ہے اور میں صرف متبع ہوں مبتدع نہیں' پس اگر میں سیدھا رہوں تو تم میری بیعت کرنا اور اگر میں کج ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور اس امت کے کسی ایک شخص کا بھی ایک کوڑے کی ضرب یا اس سے کم تر ضرب کا آپ سے مطالبہ نہ تھا' اور بلاشبہ میرا ایک شیطان ہے جو میرے پاس آتا ہے' پس جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے رک جانا اور تم شام و سحر ایسی موت کے قابو میں ہو جس کا علم تم سے پوشیدہ ہے اور اگر استطاعت رکھو کہ وہ تمہیں اس وقت آئے جب تم نیک اعمال بجا لا رہے ہو' تو نیک اعمال کرو' مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر تم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے اور قبل اس کے کہ تمہاری موتیں تمہیں انقطاع اعمال کے حوالہ کر دیں' اپنی موت کا سامان تیار کرنے میں جلدی کرو' بلاشبہ ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جو اپنی موت کو بھول گئے اور اپنے

اعمال کو پیچھے چھوڑ گئے' ان کی مانند بننے سے بچو' سنجیدگی اختیار کرو نجات پاؤ' جلدی کرو' جلدی کرو' بلاشبہ تمہارے پیچھے ایک تیز طلب گار اور موت پڑی ہوئی ہے جس کا معاملہ بہت تیز ہے' موت سے ڈرو' اور بیٹوں' بھائیوں اور باپوں سے عبرت حاصل کرو اور زندوں کی اطاعت انہی کاموں میں کرو جن کی تم مردہ ہو کر اطاعت کرو گے' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی طرح آپ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا' خدا تعالیٰ صرف انہی اعمال کو قبول کرتا ہے جو اس کی رضامندی کے لیے کیے جائیں' پس تم اپنے اعمال سے اللہ کی رضامندی چاہو' تو صرف اپنے فقر و حاجت کے وقت مخلص ہو گئے' اللہ کے بندو' جو تم میں سے مر گئے ہیں ان سے عبرت پکڑو اور جو لوگ تم سے پہلے تھے' ان کے بارے میں تفکر سے کام لو' کہ وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں' وہ سرکش لوگ کہاں ہیں جن کے قتال و غلبہ کا ذکر میدان ہائے کارزار میں ہوتا تھا' زمانے نے انہیں ذلیل و عاجز کر دیا ہے اور وہ بوسیدہ ہو گئے ہیں اور ان پر فاقے مسلط ہو گئے ہیں' خبیث کام خبیثوں کے لیے ہیں اور خبیث لوگ' خبیث کاموں کے لیے ہیں' اور وہ بادشاہ کہاں ہیں' جنہوں نے زمین کو پھاڑا اور آباد کیا؟ وہ ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کی یاد بھی بھول گئی ہے اور وہ لاشئی ہو گئے ہیں' ہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر تاوان باقی رکھے ہیں اور خواہشات کو ان سے دور کر دیا ہے اور وہ چلتے بنے ہیں اور ان کے اعمال' ان کے اعمال ہیں' اور دنیا' دوسروں کی دنیا ہے اور ہم نے ان کے خلف کو بھیجا' پس اگر ہم نے ان سے عبرت حاصل کی تو ہم نجات پا جائیں گے اور اگر ہم پستی میں گئے تو ہم ان کی مانند ہوں گے' وہ حسین چہروں والے کہاں ہیں جو اپنے شباب پر نازاں تھے؟ وہ مٹی ہو گئے ہیں' اور جو انہوں نے اس میں کوتاہیاں کی تھیں' وہ ان کے لیے حسرت بن گئی ہیں' وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے شہر بنائے' اور انہیں فصیلوں سے مضبوط کیا اور ان میں عجائبات بنائے وہ انہیں اپنے پچھلوں کے لیے چھوڑ گئے ہیں' پس ان کی یہ رہائش گاہیں منہدم ہو چکی ہیں اور وہ قبروں کی تاریکیوں میں پڑے ہیں (کیا تم ان میں سے کسی کی خبر پاتے ہو یا ان کی آہٹ سنتے ہو) تمہارے وہ آباء اور بھائی کہاں ہیں جنہیں تم پہچانتے ہو' ان کی موتیں انہیں لے گئی ہیں اور جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا ہے اس تک پہنچ گئے ہیں اور موت کے بعد' شقاوت و سعادت کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں' آگاہ رہو اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور اس کے درمیان اور اس کی مخلوق میں سے کسی کے درمیان کوئی ذریعہ نہیں' جو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بغیر اسے بھلائی عطا کر سکتا ہو اور اس سے برائی کو دور کر سکتا ہو' اور جان لو تم حساب لیے گئے غلام ہو' اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت سے ہی لیا جا سکتا ہے' کیا تم میں سے کسی کے لیے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے سے دوزخ کو دور کرے' اور جنت اس سے دور نہ ہو؟۔

باب:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی فوج کی روانگی کے بارے میں

جن لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام میں بلقاء کی ملحقہ سرحد پر جہاں حضرت زید بن حارثہ‘ حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے‘ جانے کا حکم دیا تھا‘ کہ وہ اس علاقے کا قصد کریں‘ انہوں نے جرف میں جا کر خیمے لگا لیے‘ ان لوگوں میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے کہتے ہیں کہ ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لیے مستثنیٰ کر لیا تھا‘ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا تو انہوں نے وہاں قیام کر لیا‘ اور جب آپ کی وفات ہوگئی تو مصیبت بڑھ گئی اور حالات سنگین ہو گئے اور مدینہ میں نفاق پھوٹ پڑا‘ اور مدینہ کے اردگرد جن قبائل نے مرتد ہونا تھا‘ وہ مرتد ہو گئے‘ اور دوسروں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اور سوائے مکہ اور مدینہ کے ملک میں جمعہ کا کوئی مقام باقی نہ رہا‘ اور لوگوں کے حق کی طرف رجوع کرنے کے بعد سب سے پہلے جس بستی میں جمعہ پڑھا گیا‘ وہ بحرین کے علاقے کی جواثا نامی بستی تھی‘ جیسا کہ عنقریب صحیح بخاری کے حوالے سے بیان ہوگا‘ اور طائف کے ثقیف اسلام پر قائم رہے‘ نہ انہوں نے فرار کیا اور نہ ارتداد اختیار کیا۔ حاصل کلام یہ کہ جب یہ باتیں وقوع پذیر ہوئیں تو بہت سے لوگوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی اہم ضرورت کی وجہ سے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو نہ بھیجیں‘ کیونکہ اسے امن وسلامتی کی حالت میں تیار کیا گیا تھا‘ اور ان مشورہ دینے والوں میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے‘ مگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات کو قبول نہ کیا اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روکنے سے سختی سے انکار کیا‘ اور فرمایا خدا کی قسم! میں اس جھنڈے کو نہیں کھولوں گا‘ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے‘ خواہ پرندے اور درندے ہمیں مدینہ کے اردگرد سے اچک لیں‘ اور اگر امہات المومنینؓ کے پاؤں کو کتے گھسیٹ لیں تو بھی میں ضرور جیش اسامہ کو بھیجوں گا اور مدینہ کے اردگرد کے محافظوں کو حکم دوں گا کہ وہ اس کی حفاظت کریں۔ اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا اس حالت میں جانا بڑے مفاد میں رہا اور وہ عرب کے جس قبیلے کے پاس سے بھی گزرتے‘ وہ ان سے خوفزدہ ہو جاتا‘ اور وہ لوگ کہتے کہ یہ لوگ اس لیے نکلے ہیں کہ ان کو بڑی قوت حاصل ہے‘ پس انہوں نے چالیس دن قیام کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ستر دن قیام کیا‘ پھر وہ سالم و غانم واپس آئے‘ تو آپ نے انہیں اسی وقت مرتد قبائل اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کے لیے بھیج دیا‘ جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

سیف بن عمر‘ ہشام بن عروہ سے ان کے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی‘ اور انصار نے جس معاملے میں علیحدگی اختیار کی تھی اس میں اتفاق کر لیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی تکمیل چاہتے تھے‘ اور ہر قبیلے کے خاص و عام عرب مرتد ہو چکے تھے‘ اور نفاق پھوٹ پڑا تھا‘ اور یہودیت اور نصرانیت گردن اٹھا کر دیکھ رہی تھی اور مسلمان اپنے نبی کے فوت ہو جانے اور اپنی قلت اور اپنے دشمن کی کثرت کی وجہ سے سردرات میں تیز بھاگنے والی

بکریوں کی طرح تھے' پس لوگوں نے آپ سے کہا کہ تمام مسلمان اور عرب' جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں' آپ کے باغی ہو گئے ہیں' اور آپ کے لیے مناسب نہیں کہ آپ مسلمانوں کی جماعت کو اپنے سے الگ کر دیں' آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جان ہے' اگر مجھے یقین ہوتا کہ درندے مجھے اُچک لیں گے تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جیش اسامہ کو ضرور بھیجتا اور اگر بستیوں میں میرے سوا کوئی زندہ نہ رہتا تب بھی میں اسے ضرور بھیجتا۔ اور اسے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ بھی روایت کیا گیا ہے۔ نیز قاسم اور عمرہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی روایت کیا گیا ہے' آپ فرماتی ہیں' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے' تو تمام عرب مرتد ہو گئے' اور نفاق پھوٹ پڑا' اور قسم بخدا مجھ پر وہ مصیبت نازل ہوئی کہ اگر وہ ٹھوس پہاڑوں پر نازل ہوتی تو ان کو توڑ دیتی' اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب' درندوں کی زمین میں' برسات والی رات میں' باغ میں تیز دوڑنے والی بکریوں کی طرح تھے۔ خدا کی قسم انہوں نے میرے باپ کے نقطہ نگاہ کی غلطی' کوشش اور فیصلہ میں کوئی اختلاف نہیں کیا' پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا جس شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ اسلام کے کام آنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں' خدا کی قسم وہ ایک ماہر اور لاثانی آدمی تھے' اور آپ نے کاموں کے لیے ان کے ہمسر تیار کیے تھے۔

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن علی میمونی نے ہم سے بیان کیا کہ الفریابی نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن کثیر نے ابوالاعرج سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی' آپ نے یہ بات تین بار دہرائی' آپ سے کہا گیا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بس کیجیے آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو سات سو آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف بھیجا' اور جب آپ ذی خشب میں فروکش ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور مدینہ کے اردگرد کے عرب' مرتد ہو گئے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے' اور کہنے لگے' اے ابوبکرؓ ان لوگوں کو واپس بلا لیجیے' یہ لوگ رومیوں کی طرف جا رہے ہیں اور مدینہ کے اردگرد کے قبائل' مرتد ہو گئے ہیں' آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاؤں کتے گھسیٹ لیں' میں اس جیش کو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے' واپس نہیں بلاؤں گا' اور نہ اس جھنڈے کو کھولوں گا' جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے' پس آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا' اور آپ جس قبیلے کے پاس سے گزرتے' جو ارتداد کا خواہاں ہوتا' وہ کہتا اگر ان کے پاس فوج نہ ہوتی تو وہ اس قسم کی فوج کو اپنے ہاں سے باہر نہ بھیجتے' لیکن ہم انہیں چھوڑتے ہیں تاکہ یہ رومیوں سے جنگ کریں' پس انہوں نے رومیوں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور قتل کیا اور صحیح سلامت واپس آ گئے' پس وہ اسلام پر قائم رہے۔ میرے خیال میں یہ عباد بن کثیر برمکی ہے۔ کیونکہ الفریابی نے اس سے روایت کی ہے اور وہ متقارب الحدیث ہے' اور بصری ثقفی متروک الحدیث ہے۔ واللہ اعلم

اور سیف بن عمرو نے ابوضمرہ اور ابوعمرو وغیرہ سے بحوالہ حسن بصری روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جیش

اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو بعض انصار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گذارش کیجیے کہ وہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو ہمارا امیر مقرر کر دیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا' تو کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو داڑھی سے پکڑ لیا اور فرمایا اے ابن خطاب تیری ماں تجھے کھودے' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ امیر کے سوا کسی اور کو امیر مقرر کروں؟ پھر خود جرف کی طرف گئے اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا معائنہ کیا اور انہیں روانگی کا حکم دیا' اور خود ان کے ساتھ پیدل چلے' اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سوار تھے' اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت صدیق رضی اللہ عنہما کی اونٹنی کے آگے چل رہے تھے' حضرت اسامہؓ نے کہا اے خلیفۃ الرسولؐ یا آپ سوار ہو جائیں' یا میں اتر پڑتا ہوں' فرمایا خدا کی قسم نہ تو اترے گا اور نہ میں سوار ہوں گا' پھر حضرت صدیق نے حضرت اسامہ سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کے متعلق اجازت لی کہ آپ انہیں چھوڑ جائیں' حضرت عمر' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کی فوج میں شامل تھے' حضرت اسامہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی خاطر انہیں آزاد کر دیا' یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد جب بھی حضرت عمر' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما سے ملتے تو کہتے اے امیر! السلام علیک۔

کذاب متنبی اسود عنسی کا قتل:

ابوجعفر بن جریر بیان کرتے ہیں کہ عمر بن شیبہ نمیری نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن محمد المدائنی نے ابومعشر اور یزید بن عیاض سے بحوالہ جعد' اور غسان بن عبدالحمید اور جویریہ بن اسماء نے اپنے مشائخ سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کے جیش کو ربیع الاوّل کے آخر میں روانہ کیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد ربیع الاوّل کے آخر میں اسود کے قتل کا واقعہ پیش آیا اور یہ پہلی فتح تھی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں رہتے ہوئے حاصل کی۔

اس کے خروج وتملیک اور قتل کا حال:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یمن' حمیر کے ماتحت تھا اور ان کے بادشاہ تبابعہ کہلاتے تھے۔ اور ایام جاہلیت میں ہم نے اس کے ایک اچھے پہلو پر گفتگو کی ہے' پھر یہ کہ شاہ حبشہ نے اپنے جرنیلوں میں سے دو امیروں' اشرم اور ارباط کو بھیجا' ان دونوں نے اس کے لیے یمن کو حمیر سے چھین لیا اور وہ حبشیوں کی ملکیت میں آ گیا' پھر ان دونوں امیروں میں اختلاف ہو گیا اور ارباط قتل ہو گیا اور ابرہہ با اختیار نائب بن گیا اور اس نے ایک کلیسا بنایا اور اس کی بلندی کی وجہ سے اس کا نام عانس رکھا اور چاہا کہ عرب کعبہ کو چھوڑ کر اس کا حج کریں' پس ایک قریشی نے آ کر اس کلیسا میں پاخانہ کر دیا' اور جب اس کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے حلف اٹھایا کہ وہ مکہ کے بیت اللہ کو تباہ کر دے گا پس وہ فوجوں اور محمود نامی ہاتھی کے ساتھ مکہ کی طرف چل پڑا' اور ان کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ اور قبل ازیں اس کی تفصیل اپنے مقام پر بیان ہو چکی ہے' پس ابرہہ اپنی بقیہ فوج کے ساتھ نہایت برے حال اور بری ناکامی کے ساتھ واپس لوٹا اور اس کے اعضاء مسلسل پورا پورا ہو کر گرتے رہے اور جب وہ صنعا پہنچا تو اس کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا' اس کے بعد اس کا بیٹا یکسوم بن ابرہہ بادشاہ بنا' پھر اس کا بھائی مسروق بن ابرہہ بادشاہ بنا کہتے ہیں کہ یمن کی حکومت مسلسل ستر سال تک حبشیوں کے ہاتھوں میں رہی' پھر سیف بن ذی یزن حمیری جوش میں آ کر قیصر شاہ روم سے ان کے خلاف مدد مانگنے گیا' تو اس نے اسے قبول نہ کیا' کیونکہ اس کے اور ان کے درمیان دین نصرانیت میں اتفاق پایا جاتا تھا' پس وہ

ایرانیوں کے بادشاہ کسریٰ کے پاس چلا گیا اور اس سے مدد مانگی' اور اس کے' اس کے ساتھ گفتگو کے کئی مواقف و مقامات ہیں' جن میں سے بعض کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے' پھر اس وقت اس امر پر اتفاق ہوا کہ وہ قیدیوں میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ بھیجے' جن کی پیشوائی ان کا ایک شخص وہرز نام کر رہا تھا پس اس نے حبشیوں سے ملک کو چھڑا لیا اور مسروق بن ابرہہ کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور وہ صنعاء میں داخل ہو گئے' اور انہوں نے اپنے آباء کے دستور کے مطابق سیف بن ذی یزن کو بادشاہ مقرر کیا' اور ہر جانب سے عرب مبارکباد دینے آئے' اس کے علاوہ بھی کسریٰ کے ملکوں پر نائب مقرر تھے پس مسلسل یہی حال رہا' حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوگئی' اور آپ نے جتنا عرصہ مکہ میں ٹھہرنا تھا' ٹھہرے' پھر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے' اور جب آپ نے دنیا کے بادشاہوں کو خدائے واحد لاشریک کی عبادت کی دعوت دیتے ہوئے خطوط لکھے تو ان میں شاہ ایران کسریٰ کو بھی خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ایران کے عظیم بادشاہ کسریٰ کی طرف۔

''ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلامتی ہو' امابعد! تم مسلمان ہو جاؤ تو بچ جاؤ گے''۔ الخ

جب اس کے پاس یہ خط پہنچا تو اس نے کہا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ خط جزیرۂ عرب کے ایک شخص کی طرف سے آیا ہے' جو اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے' اور جب اس نے خط کو کھولا تو دیکھا کہ آپ نے کسریٰ کے نام سے قبل اپنے نام سے خط کا آغاز کیا ہے تو کسریٰ کو بہت غصہ آیا اور اس نے خط پڑھنے سے قبل خط کو پارا پارا کر دیا اور اپنے یمن کے گورنر باذام کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تجھے ملے تو جزیرہ عرب کے اس شخص کی طرف' جو اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے' اپنی طرف سے دو امیروں کو بھیجو اور اسے طوق ڈال کر میرے پاس بھیج دو' جب باذام کو خط ملا تو اس نے دو دانشمند امیروں کو اپنی طرف سے بھیجا اور کہا کہ اس شخص کے پاس جاؤ اور دیکھو وہ کیا ہے؟ پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اسے طوق ڈال کر کسریٰ کے پاس لے جاؤ اور اگر وہ کچھ اور ہے تو مجھے اطلاع دو کہ وہ کیا ہے تاکہ میں اس کے معاملے میں غور و فکر کروں' وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے تو انہوں نے آپ کو نہایت اچھے حالات میں پایا اور آپ کے عجیب امور دیکھے' جن کا بیان طویل ہے اور وہ دونوں آپ کے پاس ایک ماہ تک ٹھہرے رہے' حتیٰ کہ انہوں نے آپ تک وہ بات پہنچائی جس کے لیے وہ آپ کے پاس آئے تھے' پھر اس کے بعد انہوں نے آپ سے جواب کا تقاضا کیا تو آپ نے انہیں فرمایا' واپس جا کر اپنے آقا کو خبر دو کہ میرے رب نے آج شب اس کے آقا کو قتل کر دیا ہے' انہوں نے اس کی تاریخ یاد رکھی اور جلدی سے یمن واپس جا کر باذام کو اس بات کی اطلاع دی جو آپ نے انہیں کہی تھی' اس نے کہا اس رات کو یاد رکھو' پس اگر ایسے ہی ظہور میں آیا جیسے اس نے کہا ہے تو وہ نبی ہے' پس ان کے بادشاہ کی طرف سے خط آئے کہ فلاں شب کو کسریٰ قتل ہو گیا ہے اور وہ وہی شب تھی' جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا' اور اس کے بیٹوں نے اسے قتل کر دیا اسی لیے ایک شاعر نے کہا ہے ۔

کسریٰ کو اس کے بیٹوں نے تلواروں سے یوں ٹکڑے ٹکڑے کیا' جیسے گوشت فروخت کرنے والا اس کے حصے کرتا ہے'

موت نے اسے دن کو حرکت دی اور ہر حاملہ کے لیے ایک پورا وقت ہوتا ہے۔

اور اس کے بعد اس کا بیٹا یزدگرد بادشاہ بنا اور اس نے باذام کو لکھا کہ اپنی طرف سے میری بیعت کر لو اور اس شخص کے پاس جاؤ اور اس کی اہانت نہ کرو بلکہ اس کی عزت کرو پس یمن میں جو ایرانی رہتے تھے ان میں سے باذام اور اس کی اولاد کے دنوں میں اسلام داخل ہو گیا' اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے اسلام قبول کرنے کا پیغام بھیجا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے پورے یمن کی نیابت کا پیغام بھیجا اور اسے اس کی موت تک معزول نہ کیا' اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے شہر بن باذام کو صنعا اور بعض صوبوں پر نائب مقرر کیا اور آپ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کو دیگر صوبوں پر نائب بنا کر بھیجا' پس سب سے پہلے آپ نے ۱۰ھ میں حضرت علی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما کو بھیجا' پھر حضرت معاذ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور یمن کی عملداری کو صحابہ کی جماعت میں تقسیم کر دیا۔ جن میں شہر بن باذام اور عامر بن شہر الہمدانی کو ہمدان پر اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو مارب پر' اور خالد بن سعید بن العاص کو عامر نجران' رفع' زبید پر' اور یعلی بن امیہ کو الجند پر اور طاہر بن ابی ہالۃ کو علی اور اشعریوں پر اور عمرو بن حرام کو نجران پر اور زیاد بن لبید کو بلاد حضر موت پر اور عکاشہ بن مور بن اخضر کو سکاسک پر اور معاویہ بن کندہ کو سکون پر اپنا نائب مقرر کیا' اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن اور حضر موت کے باشندوں کے لیے معلم بنا کر بھیجا جو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتے رہتے تھے' اس کا ذکر سیف بن عمرو نے کیا ہے اور یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخر میں ۱۰ھ میں ہوا۔ اسی دوران میں یہ لعین اسود عنسی نمودار ہوا۔

اسود عنسی کا خروج:

اس کا نام عبہلۃ بن کعب بن غوث ہے اور اس کے شہر کو کہف حنان کہا جاتا ہے اس نے سات سو جانبازوں کے ساتھ خروج کیا اور حضرت نبی کریم ﷺ کے کارندوں کو لکھا۔ اے سرکشو! تم نے ہمارا جو علاقہ ہتھیایا ہے اور جو کچھ تم نے جمع کیا ہے' ہمیں واپس کر دو' ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں' اور تم جو کچھ ہو سو ہو' پھر وہ سوار ہو کر نجران کی طرف گیا اور اس نے اپنے نکلنے کی جگہ سے دس راتوں بعد اس پر قبضہ کر لیا' پھر اس نے صنعاء کا قصد کیا اور شہر بن باذام اس کے مقابلہ میں نکلا اور دونوں نے جنگ کی اور اسود نے اس پر غالب آ کر اسے قتل کر دیا اور اس کی فوج کو شکست دی اور اپنے نکلنے کی جگہ سے پچیسویں رات کو شہر صنعاء پر قابض ہو گیا' پس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ وہاں سے بھاگ کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے' پھر دونوں حضر موت کو گئے' اور رسول اللہ ﷺ کے کارندے طاہر کے پاس گئے' اور عمر بن حرام اور خالد بن سعید بن العاص' مدینہ واپس آ گئے' اور پورا یمن اسود عنسی کے قبضہ میں آ گیا اور اس کی حکومت شرارے کی طرح پھیلنے لگی' اور جب شہر بن باذام سے اس کی جنگ ہوئی تو اس کی فوج سات سو سواروں پر مشتمل تھی' اور قیس بن عبد یغوث اور معاویہ بن قیس اور یزید بن محرم بن حصن الحارثی اور یزید بن الافکل الازدی اس کے امراء تھے' اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی' اور یمن کے باشندے مرتد ہو گئے اور جو مسلمان وہاں موجود تھے' انہوں نے اس سے تقیہ کا معاملہ کیا اور مذحج پر اس کا قائم مقام عمرو بن معدی کرب تھا' اور اس نے فوج کا معاملہ قیس بن عبد یغوث کے سپرد کر دیا' اور ابناء کا معاملہ فیروز دیلمی اور داذویہ کے سپرد کر دیا اور شہر بن باذام کی بیوی جو فیروز دیلمی کی عمزاد تھی اس سے نکاح کر لیا۔ جس کا نام ذاذ تھا اور وہ نہایت حسین و جمیل عورت تھی' اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والی اور

صالحہ عورتوں میں سے تھی' سیف بن عمر تمیمی بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اسود عنسی کی اطلاع ملی تو آپ نے ایک شخص کے ہاتھ' جسے وبر بن یحنس کہا جاتا تھا' ایک خط بھیجا' جس میں آپ نے وہاں کے مسلمانوں کو اسود عنسی کے ساتھ جنگ کرنے اور اس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس خط کی ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا' اور آپ نے سکون کی ایک عورت سے جسے رملہ کہا جاتا تھا' نکاح کیا تھا' پس کون نے آپ کے ان میں ٹھہرنے کی وجہ سے اس کے خلاف جتھہ بندی کی اور انہوں نے اس بارے میں آپ کا ساتھ دیا' اور انہوں نے اس خط کو رسول اللہ ﷺ کے کارندوں تک' اور جن لوگوں تک وہ اسے پہنچا سکتے تھے' پہنچایا' اور انہوں نے متفقہ طور پر قیس بن عبد یغوث کو فوج کا سالار بنالیا۔ اور وہ اس پر غضبناک ہوگیا اور اس کو حقیر سمجھا اور اس کے قتل کا ارادہ کرلیا۔ اور فیروز دیلمی کا بھی یہی حال تھا' وہ بھی اس کے نزدیک کمزور ہوگیا' اور داذویہ کا بھی یہی حال تھا' اور جب دبر بن یحنس نے قیس بن عبد یغوث کو بتایا' جو قیس بن مکشوح تھا' تو اسے یوں معلوم ہوا گویا وہ آسمان سے اس پر نازل ہوئے ہیں اور اس نے اسود کے قتل کے بارے میں ان سے اتفاق کیا اور مسلمانوں نے بھی اس پر اتفاق کیا اور باہم اس پر معاہدہ کرلیا' اور جب اس نے باطن میں اس پر یقین کرلیا' تو اسود کے شیطان نے' اسود کو اس کے متعلق کچھ اطلاع دے دی تو اس نے قیس بن مکشوح کو بلایا اور اسے کہا اے قیس یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا یہ کہتا ہے کہ تو قیس کے پاس گیا اور تو نے اس کی عزت کی اور جب وہ ہر معاملے میں دخیل ہوگیا اور عزت میں تیری مانند ہوگیا تو وہ تیرے دشمن کی طرف مائل ہوگیا اور تیرا ملک حاصل کرنے کی کوشش کی اور اپنے دل میں خیانت کرنے کی ٹھان لی' یہ کہتا ہے اے اسود اے اسود! ہائے برائی ہائے برائی' اس کے نزدیک ہو اور قیس کو چوٹی سے پکڑ لے ورنہ تجھے برہنہ کردے گا اور تجھے گزند پہنچائے گا' قیس نے اسے کہا اور قسم کھائی اور جھوٹ بولا' اے ذوالخمار آپ کا مقام میرے نزدیک اس بات سے بہت بڑا ہے کہ میں تمہارے بارے میں اپنے دل کو کچھ بتاؤں' اسود نے اسے کہا میرا خیال ہے تو بادشاہ سے جھوٹ بول رہا ہے اور بادشاہ نے سچ کہا ہے اور اب اسے پتہ چل گیا ہے کہ اسے تمہارے متعلق جس بات کی اطلاع ملی ہے اس سے تو تائب ہوگیا ہے' پھر قیس اس کے پاس سے چلا گیا اور اپنے اصحاب فیروز اور داذویہ کے پاس آیا اور انہیں وہ کچھ بتایا جو اس نے اسے کہا اور جو اس نے اس کا جواب دیا' انہوں نے کہا ہم سب محتاط ہیں' اب کیا مشورہ ہے؟ اسی دوران میں کہ وہ آپس میں مشورہ کررہے تھے کہ ان کے پاس اس کا ایلچی آیا اور وہ انہیں اس کے سامنے لے گیا' اس نے کہا کیا میں نے تمہیں' تمہاری قوم کا سردار نہیں بنایا؟ انہوں نے کہا بے شک' اس نے کہا مجھے تمہارے متعلق کیا خبریں پہنچ رہی ہیں؟ انہوں نے کہا اب کی بار ہمیں معاف کیجئے' اس نے کہا مجھے تمہارے بارے میں کوئی خبر نہ پہنچے' میں تمہیں معاف کردوں گا' راوی بیان کرتا ہے' ہم اس کے ہاں سے نکلے تو وہ ہمارے معاملے میں پریشان ہی تھا' اور ہم بھی خطرہ میں تھے اسی دوران میں امرائے یمن میں سے ہمدان کے امیر عامر بن شہر اور ذی ظلیم اور ذی کلاع وغیرہ کے امیروں کے خطوط آئے' کہ وہ اسود کی مخالفت میں ہمارے معاون و مددگار رہوں گے' اور یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ کا خط ان کے پاس آیا جس میں آپ نے انہیں اسود عنسی پر حملہ کرنے کی ترغیب دی' پس ہم نے ان کی طرف لکھا کہ جب تک ہم پختہ فیصلہ نہ کرلیں وہ کوئی قدم نہ اٹھائیں' قیس بیان کرتا ہے کہ میں اس کی بیوی ازاذ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے میری عمزادی تیری قوم پر اس شخص نے

جو مصیبت ڈالی ہے تو اسے جانتی ہی ہے اس نے تیرے خاوند کو قتل کیا ہے اور تیری قوم میں قتلام کیا اور عورتوں کو رسوا کیا‘ کیا تو اس کے خلاف مدد کرے گی؟ اس نے کہا کس معاملے میں‘ میں نے کہا اس کے نکالنے میں‘ اس نے کہا یا اس کے قتل کرنے میں‘ میں نے کہا یا اس کے قتل کرنے میں‘ اس نے کہا ہاں خدا کی قسم‘ اللہ نے کوئی ایسا شخص پیدا نہیں کیا جو اس سے زیادہ مجھے مبغوض ہو‘ وہ نہ اللہ کی خاطر کسی حق پر ٹھہرتا ہے اور نہ اس کی کسی حرمت سے رکتا ہے‘ پس جب تم ارادہ کر لو تو مجھے بتانا‘ میں تمہیں اس معاملے میں بتاؤں گی‘ قیس بیان کرتا ہے میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فیروز اور داذویہ میرا انتظار کر رہے ہیں وہ اس کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور ابھی اس کی ان دنوں سے تک کر ملاقات نہ ہوئی تھی کہ اسود نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اپنی قوم کے دس آدمیوں کے ساتھ آ گیا اور کہنے لگا کیا میں نے تجھے سچ نہ کہا تھا اور تو مجھ سے جھوٹ بولتا رہا؟ وہ کہتا ہے ہائے برائی ہائے برائی‘ اگر تو نے قیس کا ہاتھ نہ کاٹا تو وہ تیری دراز گردن کاٹ دے گا‘ اور قیس کو یہاں تک گمان ہو گیا کہ وہ اسے قتل کرنے والا ہے‘ اس نے کہا یہ بات درست نہیں کہ تیرے اہل اور تو اللہ کا رسول ہیں‘ مجھے قتل ہونا اس موت سے زیادہ محبوب ہے‘ جو میں ہر روز مرتا ہوں‘ پس اس نے اس پر ترس کھایا اور اسے واپس چلے جانے کا حکم دیا‘ اس نے اپنے اصحاب کے پاس جا کر کہا‘ اپنا کام کرو‘ اسی دوران میں کہ وہ دروازے میں کھڑے ہو کر باہم مشورہ کر رہے تھے کہ اچانک اسود ان کے پاس آ گیا‘ اور اس نے ایک سو گائے اور اونٹ جمع کیے اور اس نے کھڑے ہو کر ایک لکیر لگائی اور انہیں اس کے پیچھے کھڑا کر دیا اور خود ان کے آگے کھڑا ہو کر انہیں بغیر باندھے اور روکے ذبح کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی لکیر سے آگے نہ بڑھا پس وہ چکر لگانے لگے حتیٰ کہ ان کی جانیں نکل گئیں‘ قیس بیان کرتا ہے کہ میں نے اس سے زیادہ قبیح کام اور اس دن سے زیادہ خوفناک دن نہیں دیکھا‘ پھر اسود نے کہا‘ اے فیروز تیرے بارے میں جو اطلاع ملی ہے کیا وہ درست ہے؟ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تجھے قتل کر کے ان بہائم کے ساتھ ملا دوں اور اس نے برچھا اس کے سامنے کیا تو فیروز نے اسے کہا تو نے ہمیں اپنی قرابت کے لیے پسند کیا ہے اور ہمیں بیٹوں پر برتری دی ہے اور اگر تو نبی نہ ہوتا تو ہم اپنے حصے کو تمہارے پاس کسی چیز کے بدلے فروخت نہ کرتے‘ پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے ساتھ ہماری دنیا اور آخرت کا معاملہ اکٹھا ہو گیا ہے‘ پس جو باتیں تمہارے پاس پہنچتی ہیں اس قسم کی باتیں لے کر ہمارے پاس نہ آنا‘ پس جو تو پسند کرتا ہے‘ میں بھی وہی پسند کرتا ہوں‘ تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اس دن جانوروں کا گوشت تقسیم کرنے کا حکم دیا اور فیروز نے اسے اہل صنعاء میں تقسیم کر دیا پھر وہ جلدی سے اس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص اسے فیروز کے خلاف اکسا رہا ہے اور اس کے متعلق اس کے پاس شکایت کر رہا ہے‘ فیروز نے کان لگا کر سنا۔ تو اسود کہہ رہا تھا‘ میں کل اسے اور اس کے اصحاب کو قتل کرنے والا ہوں‘ پس صبح کو اسے میرے پاس لے آنا‘ پھر اس نے مڑ کر دیکھا تو فیروز کھڑا تھا‘ اس نے کہا‘ ٹھہر جاؤ‘ فیروز نے اسے گوشت کی تقسیم کے متعلق بتایا تو اسود اپنے گھر چلا گیا‘ اور فیروز نے واپس آ کر جو کچھ سنا تھا اپنے اصحاب کو بتایا‘ اور جو کچھ اس نے کہا اور جو کچھ اسے کہا گیا‘ وہ بھی بتایا‘ پس انہوں نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ وہ اس کے معاملے میں عورت سے دوبارہ بات کریں‘ اور فیروز عورت کے پاس گیا تو وہ کہنے لگی کہ اس گھر کے سوا‘ اس حویلی کے ہر گھر کو محافظوں نے گھیرا ہوا ہے‘ اور اس کا بیرونی حصہ راستے میں فلاں فلاں جگہ تک ہے‘ پس جب شام ہو جائے تو محافظوں کے بغیر اس میں گھس جانا اور اس کے قتل میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہوگی‘ اور میں گھر میں چراغ

اور ہتھیار رکھ دوں گی' اور جب وہ اس کے ہاں سے نکلا تو اسود اسے ملا اور اس سے کہنے لگا تو میری بیوی کے پاس کس کام سے گیا تھا؟ اور اپنے سر کو حرکت دی اور اسود بڑا سخت آدمی تھا' پس عورت چلائی اور اس نے اسے اس کے بارے میں غافل کر دیا' اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اسے قتل کر دیتا' وہ کہنے لگی' میرا عمز اد میری ملاقات کو آیا تھا' اس نے کہا تیرا باپ نہ رہے خاموش ہو جا۔ میں نے اسے تجھے بخشا' پس وہ اپنے اصحاب کے پاس گیا اور کہنے لگا نجات' نجات' اور انہیں واقعہ کی اطلاع دی' تو وہ حیران ہو گئے کہ کیا کریں؟ اور عورت نے انہیں پیغام بھیجا کہ تم نے اس کے متعلق جو عزم کیا ہوا ہے اس سے باز نہ آنا' اور فیروز دیلمی اس عورت کے پاس گیا اور اس سے بات کی تصدیق کی اور وہ اس گھر میں داخل ہو گئے' اور اس کے اندر سے خواص نے سوراخ کیا تا کہ باہر سے ان پر سوراخ کرنا آسان ہو جائے' پھر وہ ان دونوں کے سامنے ملاقات کرنے والے کی طرح بیٹھ گیا اور اسود نے آ کر کہا یہ کون ہے؟ وہ کہنے لگی یہ میرا رضاعی بھائی ہے اور میرا عمز اد ہے' پس اسود نے اسے ڈانٹا اور باہر نکال دیا' اور وہ اپنے اصحاب کے پاس واپس آ گیا' اور جب رات ہوئی تو انہوں نے اس گھر میں سوراخ کیا اور اندر داخل ہو گئے' اور انہوں نے اس میں پیالے کے نیچے ایک چراغ دیکھا اور فیروز دیلمی آگے بڑھا اور اسود ایک ریشمی بستر پر سویا ہوا تھا اور اس کا سر اس کے جسم میں گھسا ہوا اور وہ مدہوش ہو کر خراٹے لے رہا تھا' اور عورت اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی' اور جب فیروز دروازے پر کھڑا ہوا تو اس کے شیطان نے اسے بٹھا دیا اور اس کی زبان سے بولا۔ باوجودیکہ وہ خراٹے لے رہا تھا' اور کہنے لگا اے فیروز مجھے اور تجھے کیا ہو گیا ہے؟ پس وہ ڈرا کہ اگر وہ واپس لوٹا تو وہ خود بھی اور عورت بھی ہلاک ہو جائے گی' پس وہ جلدی سے اس کے قریب ہوا اور اسود اونٹ کی مانند تھا' اور اس کے سر کو پکڑ کر اس کی گردن توڑ دی اور اس کی پشت پر دونوں گھٹنے رکھ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ کھڑا ہوا کہ جا کر اپنے اصحاب کو بتائے تو عورت نے اس کا دامن پکڑ کر کہا تو اپنی حرمت کو چھوڑ کر کہاں جاتا ہے' اس نے خیال کیا کہ اس نے اسے قتل نہیں کیا' اس نے کہا میں انہیں اس کے قتل کے متعلق بتانے جا رہا ہوں' پس وہ اس کا سر کاٹنے کے لیے اس کے پاس آئے تو اس کے شیطان نے اسے حرکت دی تو وہ حرکت کرنے لگا اور وہ اس کو قابو نہ کر سکے حتیٰ کہ دو آدمی اس کی پشت پر بیٹھ گئے' اور عورت نے اس کے بال پکڑ لیے اور وہ اپنی زبان سے بک بک کرنے لگا۔ پس دوسرے آدمی نے اس کی گردن کاٹ دی' تو وہ بیل کی طرح اتنا سخت ڈکارا کہ کبھی اس قسم کی آواز نہیں سنی گئی' اور محافظ جلدی سے کمرے کی طرف آئے اور کہنے لگے یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ تو عورت کہنے لگی نبی کی طرف وحی ہو رہی ہے' تو وہ واپس چلے گئے' اور قیس اور داذویہ اور فیروز مشورہ کرنے لگے کہ ان کے مددگاروں کو کیسے علم ہو گا' پس انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ جب صبح ہو گی تو وہ اس نشان امتیاز کے ساتھ آواز دیں گے' جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان مقرر ہے اور جب صبح ہوئی' تو قیس نے قلعے کی دیوار پر کھڑے ہو کر ان کے نشان امتیاز کے ساتھ آواز دی' تو مسلمان اور کافر قلعے کے اردگرد جمع ہو گئے' اور قیس نے اور بعض کہتے ہیں کہ وبر بن یحنس نے اذان دی اشهد ان محمدا رسول الله میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' اور عبہلۃ کذاب ہے اور اس نے اس کے سر کو ان کی طرف پھینک دیا' تو اس کے اصحاب نے شکست کھائی اور لوگوں نے انہیں پکڑنے کے لیے ان کا تعاقب کیا اور ہر راستے میں ان کی گھات لگائی' اور انہیں قیدی بنایا اور اسلام اور اہل اسلام غالب آ گئے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائبین اپنی اپنی عملداریوں کی طرف واپس

چلے گئے' اور ان تینوں نے امارت کے متعلق جھگڑا کیا' پھر انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعات لکھ بھیجے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی شب واقعہ سے باخبر کر دیا۔ جیسا کہ سیف بن عمرو تمیمی نے عن ابی القاسم الشنوی عن العلاء بن زید عن ابن عمر بیان کیا ہے کہ جس شب کو اسود عنسی قتل ہوا اسی شب کو ہمیں بشارت دینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے خبر ملی' تو آپ نے فرمایا گذشتہ شب عنسی قتل ہو گیا ہے اور اسے ایک بابرکت آدمی نے قتل کیا ہے جو بابرکت اہل بیت میں سے ہے' پوچھا گیا وہ کون شخص ہے؟ فرمایا فیروز فیروز کہتے ہیں کہ اس کے غالب آنے سے اس کے قتل ہونے تک اس کی حکومت کی مدت تین ماہ ہے' اور بعض کہتے ہیں چار ماہ ہے۔ واللہ اعلم

سیف بن عمرو نے عن المستیز عن عروہ عن الضحاک عن فیروز بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے اسود کو قتل کیا اور صنعا میں پہلے کی طرح دوبارہ ہماری حکومت قائم ہوگئی' ہاں ہم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور ہم ان پر رضامند ہو گئے' آپ ہمیں صنعاء میں نماز پڑھایا کرتے تھے' اور قسم بخدا ابھی ہم نے تین دن ہم نمازیں پڑھی تھیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچ گئی' پس حالات بگڑ گئے' اور بہت سے لوگ جنہیں ہم جانتے تھے' وہ بھی ہم سے بگڑ گئے' اور زمین ہل گئی۔

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس' جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کے تیار کرنے کے بعد' ربیع الاوّل کے آخر میں عنسی کی موت کی اطلاع آئی اور بعض کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی صبح کو' مدینہ میں اس کی موت کی بشارت پہنچی' پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

حاصل کلام یہ کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعے ہی ان میں اتحاد و اتفاق ہوا اور ان کے مفاد کے متعلقہ امور طے ہوئے' اور ابھی بیان ہوگا کہ آپ نے ان کے ممالک کے خراب امور کی درستی اور مسلمانوں کے ہاتھوں کو تقویت دینے اور ان میں اسلام کے ارکان کو مضبوطی سے قائم کرنے کے لیے آدمی بھیجے۔

باب:

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کی طرف متوجہ ہونا

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو اعراب کے بہت سے قبائل مرتد ہو گئے' اور مدینہ میں نفاق پھوٹ پڑا اور بنوحنیفہ اور بہت سے لوگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کی طرف مائل ہو گئے' اور بنواسد اور طئے اور بہت سے آدمی طلیحہ اسدی کے پاس چلے گئے۔ اور اس نے بھی مسیلمہ کی طرح نبوت کا دعویٰ کیا اور عظیم مصیبت پیدا ہوگئی' اور حالات خراب ہو گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ کو بھیجا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس فوج کم ہوگئی' اور بہت سے اعراب نے مدینہ کا لالچ کیا اور اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے راستوں پر محافظ مقرر کر دیئے' جو مدینہ کے ارد گرد فوجوں پر شب خون مارتے اور محافظوں کے امراء میں علی بن ابی طالب' حضرت زبیر بن العوام' حضرت طلحہ بن عبداللہ' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے' اور عربوں کے وفود مدینہ آنے لگے' وہ نماز کا اقرار کرتے اور ادائیگی زکوٰۃ سے رکتے اور ان میں سے بعض وہ بھی تھے جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو زکوٰج دینے سے رکتے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے حجت پکڑی کہ (خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ) اور انہوں نے کہا کہ ہم صرف اسی کو زکوٰۃ دیں گے جس کی نماز ہمارے لیے سکون کا باعث ہوگی' اور بعض نے یہ شعر بھی پڑھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے' ہم نے ان کی اطاعت کی پس تعجب ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا کیا حال ہے' صحابہؓ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ گفتگو کی کہ وہ عدم ادائیگی زکوٰۃ کی جس حالت پر قائم ہیں' آپ انہیں اسی حالت میں چھوڑ دیں اور ان سے دوستی کریں حتیٰ کہ ایمان ان کے دلوں میں جاگزین ہو جائے' پھر اس کے بعد وہ زکوٰۃ دینے لگیں گے' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور ابن ماجہ کے سوا ایک جماعت نے اپنی کتب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ لوگوں سے کس بات پر جنگ کریں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے' حتیٰ کہ وہ گواہی دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' اور جب وہ یہ گواہی دے دیں گے تو وہ اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیں گے' سوائے اس کے کہ حق ان کے لینے کا تقاضا کرتا ہو' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر انہوں نے مجھے بکری کا یکسالہ بچہ بھی نہ دیا' اور ایک روایت میں ہے کہ بکری یا اونٹ کی ایک سال کی زکوٰۃ نہ دی' جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے' تو میں اس کے روکنے پر ان سے جنگ کروں گا۔ بلاشبہ' زکوٰۃ مال کا حق ہے' خدا کی قسم جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا میں اس سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے دیکھا کہ جنگ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شرح

صدر کر دیا ہے' اور مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ حق پر ہیں۔

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو) اور صحیحین میں لکھا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے' توحید و رسالت کی گواہی دینا' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ دینا' بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان شریف کے روزے رکھنا۔ اور حافظ ابن عساکر نے دو طریق سے شبابہ بن سوار سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ بن یزید المدینی نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن کیسان نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ارتداد ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا کی' پھر فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہدایت دی اور کافی ہو گیا اور اس نے دیا اور غنی کر دیا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جبکہ علم غیر مانوس تھا' اور اسلام دھتکارا ہوا مسافر تھا' اس کی رسی بوسیدہ ہو چکی تھی اور اس کا عہد پرانا ہو چکا تھا۔ اور اس کے اہل اس سے گم ہو گئے تھے' اور اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ناراض تھا' اور وہ ان کی بھلائی کی وجہ سے ان سے بھلائی نہ کرتا تھا اور ان کے شر کی وجہ سے ان سے شر کو دور نہ کرتا تھا' انہوں نے اپنی کتاب کو بدل دیا تھا' اور اس میں اپنی طرف سے ملاوٹ کر دی تھی اور عرب اپنے آپ کو اللہ کی حفاظت میں خیال کرتے تھے' اور نہ اس کو پکارتے تھے۔ پس اس نے کھانے کے بارے میں انہیں مشقت میں ڈال دیا اور دین کے لحاظ سے گمراہ کر دیا اور انہیں متوسط امت بنایا اور ان کے اتباع سے ان کی مدد کی اور دوسروں پر انہیں فتح دی' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی اور شیطان اپنی سواری پر سوار ہو گیا اور اس نے ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور ان کی ہلاکت چاہی:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾

تمہارے اردگرد جو اعراب رہتے ہیں انہوں نے اپنے اونٹوں اور بکریوں کو روک لیا ہے' اور وہ اپنے دین میں۔ اگر وہ اس کی طرف رجوع کر لیں۔ آج سے زیادہ زاہد نہ تھے' اور نہ تم اپنے دین میں آج سے زیادہ قوی تھے' اور یہ بات تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی برکت سے ہے اور انہوں نے آپ لوگوں کو کفایت کرنے والے مولیٰ کے سپرد کیا تھا' جس نے آپ کو اپنی محبت میں گم پا کر آپ کی راہنمائی کی تھی' اور محتاج دیکھ کر غنی کر دیا تھا' (اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے' اور اس نے تمہیں اس سے بچا لیا) خدا کی قسم میں امر الٰہی پر جنگ کرنا نہیں چھوڑوں گا' یہاں تک کہ اللہ اپنا وعدہ پورا کر دے۔ اور وہ ہم سے اپنا وعدہ پورا کرے گا اور جو ہم میں سے قتل ہو گا وہ جنتی شہید ہو گا' اور جو باقی رہے گا وہ زمین میں آپ کی ذریت اور خلیفہ ہو گا' اللہ کا فیصلہ برحق ہے اور اس کے قول کے خلاف نہ ہو گا (اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا) پھر آپ منبر سے اتر آئے۔

اور حسن اور قتادہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے قول (اے مومنو! جو تم میں سے اپنے دین سے مرتد ہو جائے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا' جن سے وہ محبت کرتا ہو گا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے) کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب ہیں جنہوں نے مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کی ہے۔

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کی دو مسجدوں کے اہل کے سوا تمام عرب رسول اللہ ﷺ کی وفات پر مرتد ہو گئے اور اسد اور عطفان بھی مرتد ہو گئے' اور طلیحہ بن خویلد اسدی کاہن ان کا سردار تھا' اور کندہ اور اس کے آس پاس کے قبائل بھی مرتد ہو گئے اور اشعث بن قیس کندی ان کا سردار تھا' اور مذحج اور اس کے آس پاس کے قبائل بھی مرتد ہو گئے اور اسود بن کعب العنسی کاہن ان کا سردار تھا' اور ربیعہ بھی' المعرور بن نعمان بن المنذر کے ساتھ مرتد ہو گئے' اور حنیفہ' مسیلمہ بن حبیب کذاب کے ساتھ اپنی حالت پر قائم تھے' اور سلیم الفجاءۃ کے ساتھ مرتد ہو گئے' اس کا نام انس بن عبد یالیل تھا جو بنوتمیم' سجاح کاہنہ کے ساتھ مرتد ہو گئے' اور قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ اسد' غطفان اور طئے نے طلیحہ اسدی پر اتفاق کر لیا' اور انہوں نے مدینہ کی طرف وفود بھیجے اور وہ لوگوں کے سرداروں کے ہاں اترے' اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سوا' دیگر لوگوں نے انہیں اتارا اور انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں' پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حق پر پختہ کر دیا اور آپ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے بکری یا اونٹ کی زکوٰۃ بھی مجھ سے روکی تو میں ان سے جہاد کروں گا' اور ان کو واپس کر دیا اور انہوں نے واپس جا کر اپنے اپنے قبیلوں کو اہل مدینہ کی قلت کے متعلق بتایا اور مدینہ کے بارے میں انہیں لالچ دیا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے راستوں پر محافظ مقرر کر دیئے اور مدینہ والوں پر مسجد میں حاضر ہونا واجب کر دیا' اور فرمایا بلاشبہ علاقہ کافر ہو چکا ہے اور ان کے وفد نے تمہاری قلت کو دیکھ لیا ہے' اور تم نہیں جانتے کہ وہ رات کو آئیں گے یا دن کو' اور ان میں سے جو تمہارے قریب تر ہے وہ بارہ میل کی مسافت پر ہے' وہ لوگ امید کرتے تھے کہ ہم ان کی بات مان لیں گے اور ان سے مصالحت کر لیں گے' اور ہم نے ان کی بات نہیں مانی' پس تیار ہو جاؤ اور تیاری کرو' اور وہ تین دن ہی ٹھہرے تھے کہ انہوں نے رات کو مدینہ پر غارت گری کر دی اور اپنے نصف آدمیوں کو ذی حسی مقام پر پیچھے چھوڑ آئے' تاکہ وہ ان کے مددگار رہیں' اور محافظوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غارت گری کی اطلاع بھیجی' تو آپ نے ان کو پیغام بھیجا کہ اپنی جگہ پر ڈٹے رہو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اہل مسجد کے ساتھ اونٹوں پر ان کے مقابلہ میں گئے' پس دشمن بھاگ گیا اور مسلمانوں نے اپنے اونٹوں پر ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ ذی حسی مقام پر پہنچ گئے' اور مرتدین ان کے مقابلہ میں نکلے اور فوج کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی اور اللہ نے انہیں فتح دی۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

> ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی جب تک وہ ہمارے درمیان رہے' اے اللہ کے بندو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے بھی وہ کچھ ہے جو تمہارے لیے ہے' کیا جب وہ آپ کے بعد مر جائیں گے تو ہمیں اونٹ دیں گے' اور اللہ کی قسم یہ تو کمرتوڑ بات ہے' تم نے ہمارے وفد کو ان کے زمانے میں کیوں نہ واپس کیا اور تم اونٹوں کے چرواہے کی ہلکی آواز سے کیوں نہ ڈرے' اور جو چیز انہوں نے تم سے مانگی اور تم نے انکار کیا وہ تو کھجور کی طرح تھی یا میرے نزدیک کھجور سے زیادہ شیریں تھی''۔

اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اہل مدینہ اور راستوں کے امراء کے ساتھ سوار ہو کر جمادی الآخرۃ میں مدینہ کے اردگرد رہنے والے ان اعراب کی طرف گئے جنہوں نے مدینہ پر غارت گری کی تھی' اور جب آپ کا اور آپ کے دشمنوں بنی عبس' بنی مرۃ' ذبیان اور بنی کنانہ میں سے جنہوں نے ان کے ساتھ اعلان جنگ کیا تھا' کا آمنا سامنا ہوا' اور طلیحہ نے اپنے بیٹے حبال کے ذریعے انہیں

مدد دی' اور جب لوگ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تو انہوں نے ایک دھوکہ بازی کی اور وہ یہ کہ وہ اطراف میں چلے گئے اور ان میں پھونکیں مار کر آگ جلائی اور پھر اسے پہاڑوں کی چوٹیوں سے پھینک دیا' اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اونٹوں نے اسے دیکھا تو بدک کر جدھر منہ آیا بھاگ گئے اور وہ رات تک ان پر قابو نہ پا سکے' حتیٰ کہ وہ مدینے واپس آ گئے' اس بارے میں الخطیل بن اوس کہتا ہے۔

''بنی ذبیان پر میری ناقہ اور کجاوہ قربان ہو' جس شب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نیزوں کے ساتھ چلے جاتے تھے' لیکن وہ آدمیوں کے ساتھ لڑ سکتے تھے اور ہم نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا کہ وہ نہ کھڑے ہو سکتے تھے نہ چل سکتے تھے' اور ان فوجوں کا کیا کہنا جن کا مزا چکھا گیا تا کہ اسے زمانے کے عجائبات میں شمار کیا جائے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جب تک وہ ہمارے درمیان رہے' اے اللہ کے بندو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے بھی وہ کچھ ہے جو تمہارے لیے ہے''۔

پس جو کچھ ہونا تھا ہو چکا تو دشمنوں نے مسلمانوں کو کمزور خیال کیا اور انہوں نے دیگر نواح میں اپنے قبائل کی طرف آدمی بھیجے اور وہ اکٹھے ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تیار کرتے ہوئے کھڑے ہو کر رات گزاری' پھر آخر شب فوج کو مرتب کر کے چل پڑے اور آپ کے میمنہ پر نعمان بن مقرن اور میسرہ پر نعمان کے بھائی عبداللہ بن مقرن اور ساقہ پر ان دونوں کے بھائی سوید بن مقرن تھے۔ جونہی آپ نکلے تو آپ اور دشمن ایک بلند علاقے میں آمنے سامنے تھے' اور انہوں نے مسلمانوں کی کوئی آہٹ اور ہلکی آواز نہ سنی' اور آپ نے ان کو تلوار کی دھار پر رکھ لیا' اور ابھی آفتاب طلوع نہیں ہوا تھا کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور آپ نے ان کی اکثر سواریوں پر قبضہ کر لیا اور حبال قتل ہو گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ذوالقصہ تک ان کا تعاقب کیا اور یہ پہلی فتح تھی' جس سے مشرکین ذلیل ہو گئے اور مسلمان سر بلند ہو گئے اور بنو ذبیان اور عبس نے ان مسلمانوں کو قتل کر دیا' جو ان میں قیام پذیر تھے اور اس کے بعد دوسروں نے بھی یہی کچھ کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حلف اٹھایا کہ وہ ہر قبیلے سے ان لوگوں کو ضرور قتل کریں گے' جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے' بلکہ زائد آدمیوں کو بھی قتل کریں گے اس بارے میں زیاد بن حنظلہ تمیمی کہتا ہے۔

''صبح کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کا ایسے قصد کیا جیسے ہتھیار بند اپنی موت کا قصد کرتا ہے' اور پرندوں نے بلندی سے ان کی بو محسوس کی اور حبال نے اپنی جان ان کے لیے پھینکی''۔

پھر کہتا ہے۔

''ہم بائیں جانب ان کے لیے کھڑے ہو گئے' اور اس طرح اوندھے منہ گرے' جیسے جنگ جو بہت سے مال پر گرتے ہیں' جس صبح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جوانوں کے ساتھ چڑھائی کر رہے تھے وہ جنگ برپا ہونے پر ٹھہر بھی نہ سکے اور ہم نے کمر توڑ ڈانٹ کے ساتھ بنی عبس اور ذبیان کو تھوڑی سی سخت آواز پر رات کو جا لیا''۔

اس معرکہ نے اسلام اور اہل اسلام کی بڑی مدد کی اور وہ اس طرح کہ مسلمان ہر قبیلے میں معزز ہو گئے اور ہر قبیلہ میں کفار ذلیل ہو گئے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مؤید و منصور اور سالم و غانم ہو کر مدینہ واپس آئے' اور رات کو حضرت عدی بن حاتم اور حضرت

صفوان اور حضرت زبرقان کے صدقات مدینہ آئے' ایک صدقہ آغاز شب میں' دوسرا اوسط میں اور تیسرا رات کے آخری حصے میں آیا اور صدقہ بھیجنے والے کے پاس راستوں کے امراء میں سے بشارت دینے والا آیا' حضرت صفوان کو' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے' اور زبرقان کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے' اور عدی بن حاتم کو حضرت عبداللہ بن مسعود نے بشارت دی اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ انصاریؓ نے بشارت دی' اور یہ معرکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ساٹھویں رات کے سر پر ہوا' پھر کچھ راتوں کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آئے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ اپنی سواریوں کو آرام کرنے دیں' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے ساتھ' جو پہلے معرکہ میں آپ کے ساتھ تھے' ذوالقصہ کی طرف گئے' مسلمانوں نے آپ سے کہا' کاش آپ مدینہ کی طرف واپس چلے جاتے اور کسی اور آدمی کو بھیج دیتے' آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا' اور میں تم کو اپنے برابر سمجھوں گا' پس آپ اپنی فوج کے ساتھ ذی حسی اور ذوالقصہ کی طرف گئے اور مقرن کے بیٹے نعمان' عبداللہ اور سوید اپنی پہلی پوزیشنوں پر تھے' حتیٰ کہ آپ پتھریلی اور ریتلی سخت زمین میں اہل ربذہ کے ہاں اترے' وہاں بنی عبس' ذبیان اور بنی کنانہ کی ایک جماعت موجود تھی' پس انہوں نے باہم جنگ کی اور اللہ نے حارث اور عوف کو شکست دی اور حیطہ گرفتار ہو گیا' اور بنو عبس اور بنو بکر بھاگ گئے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پتھریلی اور ریتلی سخت زمین میں کئی روز تک ٹھہرے رہے۔ اور بنو ذبیان علاقے میں مغلوب ہو گئے' اور آپ نے فرمایا ان علاقوں پر بنی ذبیان کا قبضہ کرنا حرام ہے' ہم نے انہیں پتھریلی اور ریتلی زمین کی رکھ کو اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے غنیمت میں حاصل کیا ہے' اور آپ نے ربذہ کے دیگر علاقوں کو بھی چراگاہ بنا دیا۔ اور جب عبس اور ذبیان بھاگ گئے تو وہ طلحہ کی مدد کو آ گئے' اس وقت وہ بزاخہ میں فروکش تھا' اور پتھریلی اور ریتلی سخت زمین کی جنگ کے بارے میں حضرت زیاد بن حنظلہ فرماتے ہیں۔

''ہم پتھریلی اور ریتلی سخت زمین کے معرکہ میں ذبیان پر غصہ کھا کر حاضر ہوئے اور ہم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے پاس تباہ کن مصیبت لائے جبکہ آپ نے عتاب کو چھوڑ دیا''۔

گیارہ امراء کے جھنڈے باندھتے وقت آپ کی ذوالقصہ کی طرف روانگی:

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج کے آرام کرنے کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اسلامی افواج کے ساتھ تلوار سونتے ہوئے مدینے سے سوار ہو کر ذوالقصہ کی طرف گئے' جو مدینہ سے ایک رات اور ایک دن کے فاصلے پر ہے' اور حضرت علیؓ حضرت صدیق رضی اللہ عنہما کی ناقہ کی رسی پکڑے آگے آگے چل رہے تھے' جیسا کہ ابھی بیان ہو گا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' آپ سے باصرار کہا کہ آپ مدینہ میں واپس چلے جائیں' اور اعراب سے جنگ کے لیے اپنے سوا کسی دوسرے بہادر کو بھیج دیں' تو آپ نے ان کی بات مان لی اور ان کے گیارہ امراء کے جھنڈے باندھے جیسا کہ ہم ابھی تفصیل سے بیان کریں گے۔

اور دار قطنی نے عبدالوہاب بن موسیٰ الزہری کی حدیث سے عن مالک عن ابن شہاب عن سعید بن المسیبؒ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ القصہ کی طرف جانے کے لیے نکلے اور اپنی ناقہ پر سوار ہو گئے' تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کی مہار پکڑ لی اور پوچھا اے خلیفہ رسولؐ' کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں آپ سے وہ بات

کہتا ہوں‘ جو رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز فرمائی تھی‘ آپ نے تلوار کیوں سونتی ہے‘ ہمیں اپنی جان کی وجہ سے مصیبت میں نہ ڈالیے اور مدینہ کی طرف واپس چلے جائیے‘ خدا کی قسم اگر ہمیں آپ کی مصیبت پہنچی‘ تو ہمیشہ کے لیے اسلام کا نظام قائم نہ ہو سکے گا‘ پس آپ واپس آ گئے‘ یہ حدیث مالک کے طریق سے غریب ہے اور زکریا الساجی نے اسے عبدالوہاب بن موسیٰ بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمن کی حدیث سے روایت کیا ہے‘ اور اسی طرح زہری نے اسے عن ابی الزناد عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ میرے والد اپنی ناقہ پر سوار ہو کر اور تلوار سونتے ہوئے وادی القصہ کی طرف گئے‘ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ کی ناقہ کی مہار پکڑ لی اور کہا اے خلیفہ رسول! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں آپ سے وہ بات کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز فرمائی تھی‘ آپ نے تلوار کیوں سونتی ہے؟ ہمیں اپنی جان کی وجہ سے مصیبت میں نہ ڈالیے‘ خدا کی قسم اگر ہمیں آپ کی مصیبت پہنچی‘ تو آپ کے بعد ہمیشہ کے لیے اسلام کا نظام قائم نہ ہوگا‘ پس آپ واپس آ گئے‘ اور فوج کو بھیج دیا۔

سیف بن عمر‘ سہل بن یوسف سے بحوالہ قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور آپ کی فوج نے آرام کر لیا اور اتنے صدقات آئے کہ ان سے بچ رہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوج کے دستے بنائے‘ اور جھنڈے باندھے‘ پس آپ نے گیارہ جھنڈے باندھے‘ اور ایک جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لیے اور انہیں طلیحہ بن خویلد کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور جب فارغ ہو جائیں تو کشادہ نالے میں مالک بن نویرہ کے پاس چلے جائیں۔ اور ایک جھنڈا حضرت عکرمہ بن ابوجہل کے لیے باندھا اور انہیں مسیلمہ کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے پیچھے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا‘ پھر انہیں بنی قضاعہ کی طرف بھیجا‘ اور ایک جھنڈا حضرت مہاجر بن ابی امیہ کے لیے باندھا‘ اور انہیں عنسی کی افواج اور معونۃ الانباء قیس بن مکشوح کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ میں کہتا ہوں آپ نے یہ حکم اس لیے دیا کہ وہ اطاعت سے دستکش ہو گیا تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا‘ اور حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو شام کے قریبی دیہات کی طرف اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قضاعہ کے اکٹھ اور ودیعۃ الحارث کی طرف بھیجا‘ اور حضرت حذیفہ بن محصن غطفانی کے لیے جھنڈا باندھا اور انہیں عرفجہ میں اہل دباء اور ہرثمہ وغیرہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت طرفہ بن حاجب کے لیے جھنڈا باندھا اور انہیں بنی سلیم اور ان کے ہوازنی ساتھیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا‘ اور حضرت العلاء بن الحضرمی کے لیے جھنڈا باندھا اور انہیں بحرین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔

اور آپ نے ہر امیر کو علیحدہ علیحدہ عہد نامہ لکھ کر دیا‘ پس ہر امیر اپنی فوج کے ساتھ ذوالقصہ سے روانہ ہو گیا‘ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آ گئے‘ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ ربذہ کی طرف خط لکھا‘ جس کی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہر اس شخص کے نام جس کو میرا یہ خط پہنچے‘ خواہ وہ اسلام پر قائم ہو یا اس سے پھر گیا ہو۔ اس شخص پر سلام جس نے ہدایت کی پیروی کی اور ہدایت کے بعد اس نے ضلالت اور خواہشات کی طرف رجوع نہ

اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ کرے یہاں تک کہ وہ امر الٰہی کی طرف لوٹ آئے' پھر وہ ان میں سے جس پر قابو پائے اس پر رحم نہ کرے اور ان کو آگ سے جلا دے اور انہیں پوری طرح قتل کر دے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لے اور کسی سے اسلام کے سوا کچھ قبول نہ کرے' پس جو اس کی اتباع کرے گا وہ اس کے لیے بہتر ہوگا' اور جو اسے چھوڑے گا وہ اللہ کو ہرگز عاجز نہ کر سکے گا۔ اور میں نے اپنے ایلچی کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنا عہد نامہ تمہارے ہر مجمع میں پڑھے اور اذان دینے والے کو بھی یہی حکم دیا ہے' پس جب مسلمان اذان دیں تو ان سے رُکو' اور اگر وہ اذان نہ دیں تو ان سے ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھو' اور اگر وہ انکار کریں تو انہیں جلد قابو کر لو اور اگر وہ اقرار کریں تو ان پر مناسب بوجھ ڈالو۔

اسے سیف بن عمر نے عن عبداللہ بن سعید عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک روایت کیا ہے۔

باب:

امراء کی ذوالقصہ سے مقررہ مقامات پر روانگی

امراء اور بہادر سرداروں کے سرخیل حضرت ابوسلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے' امام احمد نے وحشی بن حرب کے طریق سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے جنگ کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے واسطے جھنڈا باندھا' تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خالد بن ولیدؓ اللہ کا کیا ہی اچھا بندہ ہے اور ہمارا بھائی ہے' جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین کے خلاف سونتا ہے اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ' ذوالقصہ سے چلے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے الگ ہو گئے تو آپ نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ عنقریب اپنے ساتھی امراء کے ساتھ انہیں خیبر کی جانب ملیں گے۔ اور وہ اعراب کو ڈرانے کے لیے یہ مظاہرہ کریں گے۔ آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سب سے پہلے طلیحہ اسدی کی طرف جائیں' پھر اس کے بعد بنو تمیم کی طرف جائیں' اور طلیحہ بن خویلد اپنی قوم بنی اسد اور غطفان میں تھا' اور بنو عبس اور ذبیان بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے' اور اس نے بنی جدیلہ' غوث اور طی کو بھی اپنے پاس بلانے کے لیے آدمی بھیجے' پس انہوں نے بھی اپنے آگے آگے کچھ لوگوں کو بھیجا تا کہ وہ جلدی سے انہیں پیچھے سے جا ملیں۔ اور حضرت صدیق نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما سے پہلے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں فرمایا اپنی قوم کے پاس پہنچو کہ وہ طلیحہ کے ساتھ نہ مل جائیں اور ان کی تباہی ہو جائے پس حضرت عدیؓ اپنی قوم بنی طے کے پاس گئے اور انہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے اور امر الٰہی کو دوہرانے کا حکم دیا' انہوں نے جواب دیا ہم ابوالفضل یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کریں گے' حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم ضرور تمہارے پاس فوج آئے گی اور وہ مسلسل تم سے جنگ کرتے رہیں گے تا آنکہ تمہیں پتہ چل جائے گا کہ آپ سب سے بڑے سردار ہیں اور حضرت عدی رضی اللہ عنہ مسلسل ان کے پاس چکر لگاتے رہے حتیٰ کہ وہ نرم ہو گئے' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوجوں کے ساتھ آئے اور آپ کے ساتھ جو انصار تھے ان کے ہراول میں حضرت ثابت بن قیس بن شماس تھے' اور آپ

نے اپنے آگے ثابت بن اقرم اور حضرت عکاشہ بن محصن کو ہراول کے طور پر بھیجا اور طلیحہ اور اس کا بھائی مسلمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان دونوں کو ملے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ ثابت اور عکاشہ ہیں تو مقابلے پر نکل آئے' پس حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے حبال بن طلیحہ کو قتل کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے حبال کو اس سے پہلے قتل کیا اور جو سامان اس کے پاس تھا' اسے لے لیا اور طلیحہ نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیا۔ اور طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ نے' حضرت ثابتؓ بن اقرم کو قتل کیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ آئے تو آپ نے دونوں کو مقتول پایا اور یہ بات مسلمانوں کو بہت شاق گذری اور طلیحہ نے اس بارے میں کہا۔

اس شب میں نے ابن اقرم اور عکاشہ کو میدان کارزار میں مرے ہوئے چھوڑا اور میں نے پیٹی کا سرا کھڑا کیا' اور وہ پہلے بھی آہن غرق بہادروں سے لڑنے کا عادی ہے' کسی روز تو اسے زرہ میں اور کسی روز نیزوں کے سائے میں محفوظ دیکھے گا' اگرچہ بچوں اور عورتوں کو مصیبت پہنچی ہے' پس وہ بھی حبال کے قتل سے خالی نہیں گئے۔

اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بنی طے کی طرف گئے تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس آ کر کہا' مجھے تین دن کی مہلت دیجیے' انہوں نے مجھ سے مہلت مانگی ہے تا کہ وہ اپنے ان لوگوں کو پیغام بھیجیں جنہوں نے طلیحہ کے پاس جانے میں جلد بازی سے کام لیا ہے' تا کہ وہ ان کے پاس واپس آ جائیں' بلاشبہ وہ اس بات سے خائف ہیں کہ اگر انہوں نے آپ کی پیروی کی تو طلیحہ ان لوگوں کو قتل کر دے گا جو ان میں سے اس کے پاس چلے گئے ہیں' اور انہیں جلد دوزخ پہنچانے کی نسبت یہ بات آپ کو زیادہ محبوب ہے' تین دن کے بعد حضرت عدیؓ' حق کی طرف رجوع کرنے والے پانچ سو جانبازوں کے ساتھ آپ کے پاس آئے' جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل ہو گئے' اور حضرت خالدؓ نے بنی جدیلہ کا قصد کیا' تو حضرت عدیؓ نے انہیں کہا اے خالدؓ! مجھے کچھ دنوں کی مہلت دو تا کہ میں انہیں لے آؤں' شاید اللہ تعالیٰ طے کی طرح انہیں بھی بچا لے' پس حضرت عدیؓ ان کے پاس آئے اور مسلسل ان کے پاس رہے' حتیٰ کہ انہوں نے آپ کی پیروی کر لی اور وہ ان کے اسلام کے ساتھ حضرت خالدؓ کے پاس آئے' اور ان میں سے ایک ہزار سوار مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے' اور حضرت اپنی قوم کے بہترین بیٹے اور ان کے لیے بڑی برکت کا باعث ہوئے۔ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ چل پڑے اور باجا اور سلمٰی میں اترے اور وہاں اپنی فوج کو منظم کیا اور بزاخہ مقام پر طلیحہ اسدی کے ساتھ برسر پیکار ہوئے' اور اعراب کے بہت سے قبائل کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے' کہ شکست کسے ہوتی ہے' اور طلیحہ بھی اپنی قوم کے ساتھ اور جو لوگ ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے' ان کی معیت میں آیا' اور عیینہ بن حصن بھی اپنی قوم بنی فزارہ کے سات سو جوانوں کی معیت میں اس کے ساتھ حاضر ہوا' اور لوگوں نے صف بندی کر لی اور طلیحہ اپنی چادر لپیٹ کر ان کے لیے خبر دریافت کرنے بیٹھ گیا تا کہ وہ اپنے خیال میں اس وحی کو دیکھے' جو اسے ہوتی ہے' اور عیینہ لڑتا رہا' اور جب وہ جنگ سے اکتا جاتا تو طلیحہ کے پاس آتا جو اپنی چادر میں لپٹا ہوا تھا' اور کہتا' کیا جبریل تمہارے پاس آیا ہے وہ جواب دیتا نہیں' پھر وہ واپس جا کر جنگ کرتا' پھر واپس آ کر وہی بات پوچھتا اور وہ بھی وہی جواب دیتا' جب تیسری بار وہ آیا تو اس نے اسے کہا' کیا تمہارے پاس جبریل آیا ہے؟ اس نے کہا ہاں اس نے پوچھا اس نے تجھے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے کہا ہے کہ تیرے لیے اس کی چکی کی طرح ایک چکی ہے اور ایسی بات ہے جسے تو نہیں بھولے گا' عیینہ کہنے لگا میرا خیال ہے کہ اللہ کو پتہ چل گیا ہے کہ عنقریب تمہاری ایسی بات ہو گی جسے

تو نہیں ہو سکے گا' پھر اس نے کہا اے بنی فزارہ! واپس چلے جاؤ اور اس نے شکست کھائی اور لوگ طلیحہ سے علیحدہ ہو گئے اور جب مسلمان اس کے پاس آئے تو وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا' جسے اس نے اپنے لیے تیار کیا ہوا تھا اور اس نے اپنی بیوی النوار کو اپنے اونٹ پر سوار کرایا' پھر اسے لے کر شام چلا گیا' اور اس کی فوج منتشر ہو گئی' اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں سے ایک گروہ کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا' اور جب اللہ تعالیٰ نے طلیحہ پر جو مصیبت ڈالنی تھی ڈالی تو بنو عامر' سلیم اور ہوازن کہنے لگے' ہم جس دین سے نکلے ہیں اس میں داخل ہوتے ہیں' اور ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں اس کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ طلیحہ حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی مرتد ہو گیا تھا اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی' تو عیینہ بن حصن' بدر سے اس کی مدد کو کھڑا ہو گیا اور اسلام سے مرتد ہو گیا اور اپنی قوم سے کہنے لگا خدا کی قسم بنی ہاشم کے نبی کی نسبت مجھے بنی اسد کا نبی زیادہ محبوب ہے' محمد (ﷺ) فوت ہو گئے ہیں اور یہ طلیحہ ہے اس کی اتباع کرو اور اس کی قوم بنو فزارہ نے اس بات پر اس سے اتفاق کیا' اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دونوں کو شکست دی تو طلیحہ اپنی بیوی کے ساتھ شام کو بھاگ گیا اور بنی کلب کے ہاں اترا اور حضرت خالدؓ نے عیینہ بن حصن کو قید کر لیا اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ کر اسے مدینہ کی طرف بھیج دیا اور وہ اسی حالت میں مدینہ میں داخل ہوئے اور لڑکے بالے اسے اپنے ہاتھوں سے مارنے لگے اور کہنے لگے' اے دشمن خدا تو نے اسلام سے ارتداد اختیار کیا ہے؟ اور وہ کہتا خدا کی قسم میں کبھی ایمان لایا ہی نہیں تھا' اور جب وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہوا تو آپ نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا اور اس کے خون کو گرنے سے بچا لیا' پھر اس کے بعد وہ بہت اچھا مسلمان بن گیا۔

اور اسی طرح آپ نے قرہ بن ہبیرہ پر احسان کیا' وہ طلیحہ کا ایک امیر تھا' اسے بھی حضرت خالدؓ نے عیینہ کے ساتھ قید کر لیا۔ طلیحہ نے تو اس کے بعد دوبارہ اسلام قبول کر لیا' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عمرہ کرنے مکہ گیا' اور وہ زندگی بھر آپ کا سامنا کرنے سے منقبض رہا' اور وہ واپس آ کر حضرت خالدؓ کے ساتھ جنگ میں شامل ہو گیا' اور حضرت صدیق نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ طلیحہ سے جنگ کے بارے میں مشورہ کر لو اور اسے امیر نہ بناؤ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دل میں اپنی سرداری قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی دانشمندی کی بات ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے طلیحہ کے بعض مسلمان ہونے والے اصحاب سے پوچھا ہمیں بتاؤ کہ طلیحہ تمہیں وحی سے کیا بات کہتا تھا؟ انہوں نے کہا وہ کہا کرتا تھا' کبوتر' جنگلی کبوتر' لٹورا' بے آب وگیاہ زمین' انہوں نے تم سے کئی سال پہلے روزہ رکھا ہوا ہے کہ تمہاری حکومت ضرور عراق وشام تک پہنچے گی اور اس قسم کی دیگر بیشمار خرافات وہذیانات بھی وہ بیان کرتا تھا۔

اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے طلیحہ کو اور اس کی فوج کو شکست دی ہے اور وہ آپ کی مدد کے لیے کھڑا ہو گیا ہے' تو آپ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو لکھا' اللہ تعالیٰ آپ پر مزید انعام فرمائے' اپنے معاملہ میں تقویٰ اللہ سے کام لینا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ تقویٰ شعاروں اور محسنین کے ساتھ ہے' اپنے کام میں کوشش کرو اور سستی نہ کرو' اور جس کسی مشرک نے کسی مسلمان کو قتل کیا ہے اس پر فتح پا کر اسے سزا دو' اور جس دشمن خدا اور مخالف کو پکڑو جو مخالفت اور دشمنی میں بھلائی سمجھتا ہوا سے

قتل کر دو۔

حضرت خالدؓ نے ایک ماہ تک بزاخہ میں قیام کیا اور جن لوگوں کے متعلق حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو حکم دیا تھا' آپ نشیب وفراز میں ان کی تلاش میں جاتے اور بزاخہ واپس آ جاتے' آپ ایک ماہ تک ان کی تلاش میں پھرتے رہے' تاکہ آپ ان مسلمانوں کے قتل کا بدلہ لیں' جن کو انہوں نے اپنے ارتداد کے زمانے میں اپنے درمیان رہتے ہوئے قتل کر دیا تھا' ان میں سے بعض کو آپ نے آگ سے جلا دیا اور بعض کو پتھروں سے کچل دیا اور بعض کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے گرا دیا' یہ سب کچھ آپ نے اس لیے کیا تاکہ مرتدین عرب کے حالات سننے والا ان سے عبرت حاصل کرے۔

ثوری' قیس بن مسلم سے بحوالہ طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ جب بزاخہ کا وفد اسد اور غطفان حضرت ابوبکرؓ کے پاس مصالحت کا مطالبہ کرتے ہوئے آیا' تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں حرب مجلیہ (کھلی جنگ) اور حیطہ مخزیہ کے درمیان اختیار دیا' تو وہ کہنے لگے اے خلیفہ رسول ہم حرب مجلیہ کو تو جانتے ہیں' حطۂ مخزیہ کیا ہے؟ تم سے زرہیں' گھوڑے' خچر اور گدھے لے لیے جائیں گے اور تمہیں ان لوگوں کی طرح چھوڑ دیا جائے گا جو اونٹوں کی دموں کے پیچھے چلتے ہیں' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے خلیفہ اور مومنین کو ایسی بات دکھائے گا' جس سے تمہیں ہلاک کر دیں گے اور جو کچھ تم نے ہم سے لیا ہے وہ ادا کرو گے اور جو ہم نے تم سے لیا ہے وہ ہم ادا نہیں کریں گے اور تم گواہی دو گے کہ ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ میں ہیں' اور تم ہمارے مقتولین کی دیت دو گے اور ہم تمہارے مقتولین کی دیت نہیں دیں گے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کا یہ کہنا کہ ''تم ہمارے مقتولین کی دیت دو گے'' اس کا کیا مطلب ہے' بلاشبہ ہمارے مقتولین تو اللہ کے امر پر قتل ہوئے ہیں' جن کی کوئی دیت نہیں' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رک گئے اور دوسری بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میری رائے کیا ہی اچھی ہے' اور بخاری نے اسے ثوری کی حدیث سے اپنی سند سے مختصراً روایت کیا ہے۔

دوسرا معرکہ:

بزاخہ کے روز طلیحہ کے اصحاب میں سے شکست خوردہ بنی غطفان کی ایک بہت بڑی پارٹی اکٹھی ہو گئی' اور وہ اکٹھے ہو کر ایک عورت کے پاس گئے جسے ام زمل کہا جاتا تھا۔ سلمیٰ بنت ملک بن حذیفہ اور وہ اپنی ماں قرفہ کی طرح سیدات العرب میں سے تھی اور کثرتِ اولاد اور قبیلے اور گھرانے کی عزت کی وجہ سے اس کی ماں کی مثال بیان کی جاتی تھی' اور جب وہ اکٹھے ہو کر اس کے پاس گئے تو اس نے انہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے پر اکسایا۔ تو وہ اس کام کے لیے جوش میں آ گئے' اور بنی سلیم طئے ہوازن اور اسد کے دوسرے لوگ بھی ان کے ساتھ مل گئے' اور یہ بہت بڑا لشکر بن گئے' اور اس عورت کا معاملہ سنگین ہو گیا' اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق سنا تو ان کی طرف گئے' اور شدید جنگ کی اور وہ عورت اپنی ماں کے اونٹ پر سوار تھی' جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ جو شخص اس کے اونٹ کو چھوئے گا اسے ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا' اور یہ بات اس کی عزت کی وجہ سے تھی' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں شکست دی اور اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور اس عورت کو قتل کر دیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو فتح کی اطلاع بھیجی۔

الفجاءۃ کا واقعہ:

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ اس کا نام ایاس بن عبداللہ بن عبد یالیل بن عمیرہ بن خفاف تھا' جو بنی سلیم سے تعلق رکھتا تھا' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں بقیع مقام پر الفجاءۃ کو جلا دیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ آپ کے پاس آیا' آپ نے خیال کیا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ میرے ساتھ مرتدین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فوج بھیجیں' آپ نے اس کے ساتھ فوج بھیج دی' اور جب وہ روانہ ہوا' تو وہ جس مسلمان اور مرتد کے پاس سے گزرتا اسے قتل کر دیتا اور اس کا مال لے لیتا' جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی' تو آپ نے اس کے پیچھے ایک فوج بھیجی جو اسے واپس لے آئی' پس جب آپ نے اس پر قابو پا لیا' تو اسے بقیع کی طرف لے گئے' اور اس کے ہاتھوں کو اس کی گدی کے ساتھ باندھ کر آگ میں ڈال دیا اور اسے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے جلا دیا۔

سجاح اور بنوتمیم کا واقعہ:

ارتداد کے زمانے میں بنوتمیم مختلف الآراء تھے' ان میں سے بعض نے ارتداد اختیار کیا اور زکوٰۃ روک دی اور بعض نے صدقات کے اموال' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے' اور بعض نے آپ کے معاملے میں غور و فکر کرنے کے لیے توقف کیا' اسی دوران میں سجاح بنت الحارث بن سوید بن عقفان تغلبیہ' جزیرہ سے آ گئی اور وہ عرب کے عیسائیوں میں سے تھی اور اس نے دعویٔ نبوت بھی کیا اور اس کے ساتھ اس کی قوم اور جو لوگ ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے' ان کی فوجیں بھی تھیں اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا' پس جب وہ بلاد بنی تمیم سے گزری تو اس نے انہیں اپنے امر کی طرف دعوت دی اور ان کے عوام نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور سجاح کے قبول کرنے والوں میں مالک بن نویرہ' عطارد بن حاجب اور بنی تمیم کے سادات امراء کی ایک جماعت بھی شامل تھی' اور ان کے دوسرے لوگوں نے اس سے تخلف کیا' پھر انہوں نے اس بات پر صلح کی کہ ان کے درمیان کوئی جنگ نہ ہو گی' ہاں جب مالک بن نویرہ نے اس سے مصالحت کی تو اسے اس کی اصل سے پھیر دیا اور اسے بنی یربوع کے خلاف اکسایا' پھر سب نے لوگوں سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا۔ اور کہنے لگے' ہم کس سے جنگ کا آغاز کریں؟ سجاح نے مقفّیٰ عبارت میں انہیں کہا اونٹوں کو تیار کرو اور لوٹ کے لیے تیار ہو جاؤ' پھر جماعت پر غارت گری کرو' ان کے ورے کوئی پردہ نہیں پھر انہوں نے اس کی مدد کرنے پر باہم معاہدہ کر لیا' اور ان میں سے ایک شاعر نے کہا ہے ۔

''تغلب کی بہن ہمارے پاس ایسے جوانوں کے ساتھ آئی جنہیں ہمارے باپ زادوں کے سرداروں سے جمع کیا گیا تھا' اور اس نے حماقت سے ہم میں دعوت کو قائم کیا اور وہ ہمارے دوسرے قبائل میں سے تھی' پس ہم نے انہیں کچھ بھی مصیبت نہیں ڈالی اور جب ہم آئے تو وہ بچ نہ سکتی تھی' آگاہ رہو اس شب جب تم اس کے لیے جھولیاں اکٹھی کر رہے تھے' تمہاری عقلیں بھٹک گئیں تھیں اور بیوقوف ہو گئی تھیں''۔

اور عطارد بن حاجب نے اس بارے میں کہا ۔

''ہماری نبیہ' عورت ہے' جس کا ہم احاطہ کیے ہوئے ہیں اور لوگوں کے انبیاء مرد ہیں''۔

پھر سجاح نے اپنی فوجوں کے ساتھ یمامہ کا قصد کیا تا کہ اسے مسیلمہ بن حبیب کذاب سے چھین لے اور اس کی قوم اس سے ڈر گئی اور وہ کہنے لگے کہ اس کا معاملہ بہت بڑھ گیا ہے تو وہ انہیں کہنے لگی تم پر یمامہ جانا لازم ہے کبوتری کی طرح آہستہ چلو بلاشبہ یہ سخت جنگ ہے اس کے بعد تمہیں کوئی ملامت نہ ہوگی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے مسیلمہ سے جنگ کرنے کی ٹھان لی اور جب اس نے سنا کہ وہ اس کی طرف آ رہی ہے تو وہ اس سے اپنے علاقے کے بارے میں خوفزدہ ہو گیا کیونکہ وہ ثمامہ بن آثال کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا اور حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی افواج کے ساتھ اسے مدد دی اور وہ اس کے علاقے میں اتر کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا پس اس نے سجاح کے پاس امان کا پیغام بھیجا۔ نیز یہ کہ اگر وہ واپس چلی جائے تو وہ اسے قریش کی نصف زمین دینے کی ضمانت دیتا ہے پس اللہ نے تجھے وہ بطور عطیہ واپس دی ہے اور اس نے سجاح کے ساتھ مراسلت کی کہ وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اور وہ اپنی قوم کے چالیس آدمیوں کے ساتھ اس کے پاس گیا اور ایک خیمہ میں ان دونوں کی ملاقات ہوئی اور جب مسیلمہ نے خلوت میں اس سے ملاقات کی اور اس کے سامنے نصف زمین کی پیشکش کی تو اس نے اسے قبول کر لیا مسیلمہ نے کہا سننے والے کی بات اللہ نے سن لی ہے اور جب وہ لالچ کرتا ہے تو وہ اسے بھلائی کا لالچ دیتا ہے اور ہمیشہ ہی اس کا امر جامع بھلائی میں رہتا ہے تمہارے رب نے تمہیں دیکھا تو تمہیں سلام کیا اور وحشت سے تمہیں نکالا اور اس نے اپنے بدلے کے دن تمہیں نجات دی اور تمہیں زندہ کیا ہم پر گروہ ابرار کی نمازیں واجب ہیں نہ کہ اشقیاء وفجار کی وہ تمہارے رب کیا اور بادلوں اور بارشوں کے رب کے لیے رات کو کھڑے ہوتے اور دن کو روزے رکھتے ہیں۔

اور اسی طرح اس نے کہا جب میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے خوبصورت ہو گئے ہیں اور ان کے بشرے صاف ہو گئے ہیں اور ان کے ہاتھ قریب ہو گئے ہیں تو میں نے انہیں کہا تم عورتوں کے پاس نہیں آ ؤ گے نہ شراب پیو گے بلکہ تم گروہ ابرار ہو تم روزے رکھو گے پس اللہ پاک ہے جب زندگی آئے گی تو تم کیسے زندہ رہو گے اور تم آسمان کے بادشاہ کی طرف کیسے چڑھو گے۔ اور اگر وہ رائے کا دانا بھی ہوتا تو اس پر گواہ کھڑا ہوتا جو دلوں کی باتوں کو جانتا ہے اور اکثر لوگ اس میں ہلاک ہو گئے ہیں اور ملعون مسیلمہ کے پیروکاروں کی ایک شریعت بھی تھی کہ مجرد شادی کرے اور جب اس کے ہاں نر بچہ پیدا ہو تو اس وقت اس پر عورتیں حرام ہو جائیں گی ہاں اگر وہ نر بچہ فوت ہو جائے تو عورتیں اس کے لیے حلال ہو جائیں گی یہاں تک کہ اس کے ہاں نر بچہ پیدا ہو جائے یہ اس ملعون کی اپنی بناوٹ ہے کہتے ہیں کہ جب وہ سجاح سے خلوت میں ملا تو اس نے اس سے پوچھا کہ اس کی طرف کیا وحی ہوتی ہے؟ اس نے کہا کیا عورتیں ابتداء کیا کرتی ہیں؟ بلکہ تم بتاؤ کہ تمہاری طرف کیا وحی ہوتی ہے؟ اس نے کہا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے حاملہ کے ساتھ کیا کیا اس نے پیٹ کی جھلی اور اندر سے دوڑتی ہوئی ایک روح پیدا کی سجاح نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے شرمگاہیں پیدا کی ہیں اور مردوں کو ان کے خاوند بنایا ہے وہ ان میں سینے نکال کر داخل کرتے ہیں پھر جب وہ نشوونما پاتا ہے تو ہم انہیں نکالتے ہیں اور وہ ہمارے لیے کمزور بچے جنتی ہیں سجاح نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ تو نبی ہے اس نے اسے کہا کیا میں تجھ سے نکاح کر لوں اور اپنی قوم اور تیری قوم کے ساتھ عربوں کو کھا جاؤں؟

اس نے کہاں ہاں! تو اس نے کہا۔

اری اٹھ جماع کے لیے تیار ہو جا' تمہارے لیے بستر تیار ہے اگر تو چاہے تو گھر میں اور اگر تو چاہے تو کوٹھڑی میں' اور اگر تو چاہے تو ہم تجھے چت لٹا دیں' اور اگر تو چاہے تو چار زانوں پر ہو جائے' اور اگر تو چاہے تو دو تہائی پر اور اگر تو چاہے تو یکجا ہو کر ہو جائے۔

سجاح نے کہا یکجا ہو کر ہو جائے' اس نے کہا یہ میری طرف وحی ہوئی ہے' اور وہ تین دن اس کے پاس رہی' پھر اپنی قوم کے پاس واپس چلی گئی' تو انہوں نے پوچھا اس نے تمہیں کیا مہر دیا ہے؟ اس نے کہا' اس نے مجھے کچھ مہر نہیں دیا' انہوں نے کہا' تیرے جیسی عورت کے لیے بغیر مہر کے نکاح کرنا بہت بری بات ہے' پس اس نے اس کے پاس مہر پوچھنے کے لیے آدمی بھیجا' اس نے کہا اپنے مؤذن کو میرے پاس بھیج دو' اس نے شبث بن ربعی کو اس کے پاس بھیجا' اس نے کہا اپنی قوم میں اعلان کر دو کہ مسیلمہ بن حبیب رسول اللہ نے تم سے دو نمازیں ساقط کر دی ہیں' جو محمد ﷺ لائے تھے۔ یعنی فجر اور عشا کی نمازیں۔ اور یہ اس کا مہر اس کے ذمے تھا۔ دونوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

پھر سجاح اپنے علاقے میں واپس آ گئی' اور یہ اس وقت کی بات ہے جب اسے پتہ چلا کہ حضرت خالدؓ' ارض یمامہ کے قریب آ گئے ہیں' وہ مسیلمہ سے زمین کا نصف خراج لینے کے بعد دوبارہ جزیرہ کی طرف واپس چلی گئی' اور حضرت معاویہؓ کے زمانے تک اپنی قوم میں قیام پذیر رہی' اور آپ نے انہیں عام الجماعۃ کو وہاں سے جلاوطن کر دیا' جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔

باب:

مالک بن نویرہ یربوعی تمیمی کے حالات

جب سجاح جزیرہ سے آئی تو اس نے اس سے رفاقت کی اور اس نے مسیلمہ سے رابطہ کر لیا' اللہ ان دونوں پر لعنت کرے۔ پھر اپنے علاقے کو چلی گئی۔ جب یہ بات ہوگئی تو مالک بن نویرہ اپنے بارے میں پشیمان ہوا اور کشادہ نالے میں اترے ہوئے اپنے کام کے لیے ٹھہر گیا' حضرت خالدؓ نے اپنی فوجوں کے ساتھ کشادہ نالے کا رخ کیا اور انصار آپ سے پیچھے رہ گئے اور کہنے لگے' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں جو حکم دیا تھا' وہ ہم پورا کر چکے ہیں' حضرت خالدؓ نے انہیں کہا' یہ کام ضرور کرنا ہے اور اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھانا ہے اور مجھے اس بارے میں کوئی خط نہیں آیا اور میں امیر ہوں اور میرے پاس خبریں آتی ہیں اور میں تمہیں چلنے پر مجبور نہیں کروں گا' اور میں کشادہ نالے میں جا رہا ہوں' پس آپ دو روز تک چلتے رہے' پھر انصار کا ایلچی آپ سے ملا اور انہوں نے آپ سے انتظار کرنے کا مطالبہ کیا اور وہ آپ کے ساتھ آ ملے' جب آپ کشادہ نالے میں پہنچے تو وہاں آپ نے مالک بن نویرہ کو قابض پایا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دعوت دینے کے لیے کشادہ نالے میں دستے بھیجے اور بنی تمیم کے امراء نے سمع وطاعت سے آپ کا استقبال کیا اور زکوۃ وصدقات دیئے' مگر مالک بن نویرہ اپنے معاملے میں حیران اور لوگوں سے الگ تھلگ

تھا' فوجوں نے آ کر اسے اور اس کے ساتھیوں کو قید کر لیا اور ایک دستے نے ان کے بارے میں اختلاف کیا اور حضرت ابوقتادہ الحرث بن ربعی انصاری نے گواہی دی کہ انہوں نے نماز پڑھی ہے اور دوسروں نے کہا کہ نہ انہوں نے اذان دی ہے اور نہ نماز پڑھی ہے۔

کہتے ہیں کہ قیدیوں نے سخت سرد رات میں اپنی بیڑیوں میں شب بسر کی اور حضرت خالدؓ کے منادی نے اعلان کیا کہ اپنے قیدیوں کو گرم کرو' لوگوں نے خیال کیا آپ ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں' پس انہوں نے انہیں قتل کر دیا' اور حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا۔ اور جب دعوت دینے والے نے سنا تو وہ باہر نکلا اور لوگ ان سے فارغ ہو چکے تھے' اس نے کہا جب اللہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کر کے رہتا ہے اور حضرت خالدؓ نے مالک بن نویرہ کی بیوی ام تمیم دختر المنہال کو اپنے لیے منتخب کر لیا' اور وہ خوبصورت عورت تھی اور جب وہ حلال ہوئی تو آپ اس کے پاس آئے' کہتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے مالک کو طلب کیا اور جو کچھ اس نے سجاح کی متابعت اور زکوٰۃ کے روکنے کے بارے میں کہا تھا' اس سے اسے آگاہ کیا اور فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ زکوٰۃ' نماز کی ساتھی ہے؟ مالک نے کہا بلاشبہ تمہارے ساتھی کا بھی یہی خیال ہے' آپ نے فرمایا کیا وہ ہمارا ساتھی ہے اور تمہارا ساتھی نہیں؟ اے ضرار اسے قتل کر دو' پس اسے قتل کر دیا گیا اور آپ کے حکم سے اس کا سر دو پتھروں کے ساتھ رکھا گیا اور تینوں پر ہنڈیا پکائی گئی' اور اس شب حضرت خالدؓ نے اس سے کھانا کھایا' تا کہ آپ مرتد اعراب وغیرہ کو اس سے خوفزدہ کر دیں' کہتے ہیں کہ مالک کے بالوں کو آگ میں ڈالا گیا' یہاں تک کہ ہنڈیا کا گوشت پک گیا' اور بال اپنی کثرت کی وجہ سے ختم نہ ہوئے' حضرت خالدؓ نے جو کچھ کیا تھا' اس کے متعلق حضرت ابوقتادہؓ نے آپ سے گفتگو کی اور دونوں نے باہم اس بارے میں قیل وقال کیا' حتیٰ کہ حضرت ابوقتادہؓ نے جا کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کی شکایت کر دی اور حضرت عمرؓ نے بھی حضرت ابوقتادہؓ کے ساتھ حضرت خالدؓ کے بارے میں گفتگو کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا اسے معزول کر دیجیے' اس کی تلوار میں ظلم پایا جاتا ہے' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں اس تلوار کو نیام میں نہیں کروں گا جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر سونتا ہے' اور متمم بن نویرہ بھی آ کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت کرنے لگا' اور حضرت عمرؓ اس کی مدد کرنے لگے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مرثیے سنانے لگے' جو اس نے اپنے بھائی کے بارے میں کہے تھے' پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے پاس سے دیت دی' اور اس بارے میں متمم کے اشعار یہ ہیں۔

''ہم کچھ عرصہ جذیمہ کے دو شراب نوش ساتھیوں کی طرح رہے یہاں تک کہ کہا گیا کہ یہ دونوں الگ الگ نہ ہوں گے اور ہم جب تک زندہ رہے خیریت سے رہے' اور ہم سے پہلے موتوں نے کسریٰ اور تبع کی قوم کو ہلاک کر دیا' پس جب ہم جدا ہوئے تو میں اور مالک طویل اجتماع کے بعد یوں تھے' گویا ہم نے ایک رات بھی اکٹھے بسر نہیں کی''۔

نیز کہتا ہے:

''میرے دوست نے قبروں پر اشک ریزی سے رونے پر مجھے ملامت کی اور کہا' کیا تو جس قبر کو دیکھے گا اس پر اس قبر کی وجہ سے روئے گا' جو لویٰ اور دکادک کے درمیان ہے' میں نے اسے کہا' غم' غم کو برانگیختہ کرتا ہے' مجھے چھوڑ دو یہ سب

مالک ہی کی قبریں ہیں''۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت عمر بن الخطابؓ مسلسل حضرت صدیق کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امارت سے معزول کر دینے پر ابھارتے رہے اور کہتے رہے کہ اس کی تلوار میں ظلم پایا جاتا ہے' حتیٰ کہ حضرت صدیق نے' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ آئے اور آپ اپنی فولادی زرہ پہنے ہوئے تھے جسے خون کی کثرت سے زنگ لگ گیا تھا' نیز آپ نے اپنے عمامہ میں خون سے لتھڑے ہوئے تیر بھی لگائے ہوئے تھے' پس جب آپ مسجد میں داخل ہوئے' تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے آپ کے پاس جا کر آپ کے عمامے سے تیر کھینچ کر انہیں توڑ دیا' اور فرمایا تم نے ایک مسلمان شخص کو ریا کاری سے قتل کیا ہے اور اس کی بیوی سے جفت ہوئے ہو' خدا کی قسم میں تمہیں پتھروں سے سنگسار کروں گا' حضرت خالدؓ نے ان سے کوئی بات نہ کی' اور ان کا خیال تھا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی ان کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سی رائے رکھتے ہیں' حتیٰ کہ آپ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے' اور ان کے پاس معذرت کی' تو انہوں نے آپ کو معذور قرار دیا اور جو کچھ اس بارے میں آپ سے ہو چکا تھا' اس سے درگذر کیا اور مالک بن نویرہ کی دیت دے دی' آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں سے باہر نکلے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے' حضرت خالدؓ نے کہا اے ابن ام شملہ میرے پاس آؤ' تو انہوں نے آپ کو جواب نہ دیا اور سمجھ گئے' کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان سے راضی ہو گئے ہیں' اور حضرت ابوبکر نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امارت پر قائم رکھا' اگرچہ ان سے مالک بن نویرہ کے قتل کرنے میں اجتہادی غلطی ہو گئی تھی۔ جس طرح کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ابوجذیمہ کی طرف بھیجا' تو آپ نے ان قیدیوں کو جنہوں نے کہا کہ ہم صابی ہو گئے ہیں' قتل کر دیا اور وہ اچھی طرح یہ نہ کہہ سکے کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت ادا کر دی' حتیٰ کہ کتے کی قیمت بھی انہیں دی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ خالدؓ نے جو کچھ کیا ہے میں تیرے حضور اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں' اس کے باوجود آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امارت سے معزول نہیں کیا۔

مسیلمہ کذاب ملعون کا قتل:

جب حضرت صدیق' حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئے اور آپ کی معذرت پر آپ کو معذور قرار دیا تو آپ کو یمامہ میں بنوحنیفہ کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا اور سب مسلمان بھی آپ کے ساتھ گئے اور انصار کے امیر حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ تھے' پس آپ روانہ ہوئے اور جن مرتدین کے پاس سے گزرتے' انہیں سزا دیتے اور آپ سجاح کے اصحاب کے گھوڑوں کے پاس سے گزرے' اور ان کو بھگا دیا اور انہیں جزیرۂ عرب سے باہر نکال دینے کا حکم دیا' اور حضرت صدیق نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ایک فوج کے ساتھ ان کے پیچھے بھیجا تاکہ وہ پیچھے سے ان کا مددگار ہو' اور آپ نے حضرت خالدؓ سے پہلے حضرت عکرمہ بن ابوجہلؓ اور حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ کو بھیجا تھا' اور وہ دونوں بنوحنیفہ کا مقابلہ نہ کر سکے' کیونکہ وہ کوئی چالیس ہزار کے قریب جانباز تھے' پس حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی آمد سے قبل جلد بازی سے کام لیا اور ان سے جنگ کی۔ اور مصیبت میں پڑ گئے' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔ اور جب مسیلمہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی آمد کے متعلق سنا تو اس نے

یمامہ کی ایک جانب ایک جگہ پر جسے عقرب کہا جاتا تھا' پڑاؤ کرلیا' اور سبزہ زاران کے پیچھے تھا' اور اس نے لوگوں کو اکسایا اور برانگیختہ کیا اور اہل یمامہ نے اس کو فوج اکٹھی کردی اور اس نے اپنی فوج کے میمنہ اور میسرہ پر الحکم بن الطفیل اور عنقوہ بن نہشل کے رجال کو مقرر کیا اور یہ رجال اس کا دوست تھا جس نے اس کے لیے گواہی دی تھی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ مسیلمہ بن حبیب کو ان کے ساتھ حکومت میں شریک کیا گیا ہے' اور یہ ملعون اہل یمامہ کو سب سے بڑا گمراہ کرنے والا تھا' حتیٰ کہ انہوں نے مسیلمہ کی اتباع کرلی اللہ تعالیٰ ان دونوں پر لعنت کرے' اور یہ رجال حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آیا' اور سورۃ البقرہ پڑھی' اور ارتداد کے زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ نے اسے اہل یمامہ کو دعوت الی اللہ دینے اور انہیں اسلام پر ثابت قدم رکھنے کے لیے بھیجا تو یہ مسیلمہ کے ساتھ مرتد ہوگیا' اور اس کی نبوت کی گواہی دی۔

سیف بن عمر نے عن طلحہ عن عکرمہ عن ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ میں ایک روز ایک جماعت کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا' اور رجال بن عنفوہ بھی ہمارے ساتھ تھا آپ نے فرمایا بلاشبہ تم میں ایک ایسا آدمی ہے' جس کی ڈاڑھ جو احد سے بھی بڑی ہے' آگ میں ہوگی' پس سب لوگ مرگئے اور میں اور رجال باقی رہ گئے' اور میں اس بات سے خوفزدہ تھا حتیٰ کہ رجال' مسیلمہ کے ساتھ چلا گیا' اور اس کی نبوت کی گواہی دی اور رجال کا فتنہ' مسیلمہ کے فتنہ سے بھی بڑا تھا' ابن اسحاق نے اسے ایک شیخ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کیا ہے اور حضرت خالدؓ قریب آگئے' اور آپ نے مقدمہ میں حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ' اور میمنہ اور میسرہ میں حضرت زید اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما کو رکھا اور رات کو ہراول دستہ چالیس یا ساٹھ سواروں کے پاس گزرا' جن کا امیر مجاعۃ بن مرارہ تھا' اور وہ بنی تمیم اور بنی عامر سے اپنا بدلہ لینے گیا تھا' اور اب اپنی قوم کی طرف واپس جارہا تھا' پس ہراول دستہ کے جوانوں نے انہیں پکڑلیا' اور جب سب کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو انہوں نے آپ کے پاس معذرت کی مگر آپ نے ان کی تصدیق نہ کی اور مجاعۃ کے سوا' سب کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور آپ نے اسے پابجولاں اپنے پاس رکھا' کیونکہ وہ جنگ اور جنگی چالوں کا ماہر تھا۔ اور بنی حنیفہ کا شریف مطاع سردار تھا' کہتے ہیں کہ جب انہیں حضرت خالدؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے انہیں کہا' اے بنی حنیفہ تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم کہتے ہیں کہ ہم میں سے بھی نبی ہے اور تم میں سے بھی نبی ہے' پس آپ نے ایک کے سوا' جس کا نام ساریہ تھا' سب کو قتل کردیا' اس نے آپ سے کہا اے شخص اگر تو اس سے عدول کے سوا' خیر وشر کا خواہاں ہے تو اس شخص یعنی مجاعۃ بن مرارۃ کو باقی رکھ لے' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے پابجولاں اپنی بیوی کے ساتھ خیمہ میں رکھا اور اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا' اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں' تو مسیلمہ نے اپنی قوم سے کہا' آج غیرت کا دن ہے' اگر آج تم نے شکست دی تو قیدی عورتوں سے شادیاں ہوں گی' اور وہ پیاری لونڈیاں بنے بغیر نکاح کریں گی' پس اپنے شرف کی حفاظت کرو جنگ کرو اور اپنی عورتوں کو بچاؤ اور مسلمان آگے بڑھے' حتیٰ کہ حضرت خالدؓ ان کے ساتھ ایک ٹیلے پر اترے جو یمامہ پر جھانکتا تھا' وہاں آپ نے اپنی فوج بٹھادی اور مہاجرین کا جھنڈا' سالم مولیٰ ابوحذیفہ اور انصار کا جھنڈا' ثابت بن قیس بن شماس کے پاس تھا' اور عرب اپنے اپنے جھنڈوں تلے تھے' اور مجاعۃ بن مرارہ' حضرت خالد کی بیوی ام تمیم کے ساتھ خیمہ میں مقید تھا' پس مسلمان اور کفار آپس میں ایک دوسرے سے بھڑ گئے' اور اس ہلے میں مسلمان بھاگ گئے' اور اعراب کو شکست ہوئی' حتیٰ کہ بنو

حنیفہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمے میں داخل ہو گئے اور ام تمیم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یہاں تک کہ مجاعہ نے اسے پناہ دی اور کہا یہ شریف عورت کیا ہی اچھی ہے اور اس ہلے میں رجال بن عنفوہ ملعون قتل ہو گیا اسے حضرت زید بن الخطاب نے قتل کیا' پھر صحابہ نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی اور حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ نے کہا' تم نے اپنے مدمقابل کو بری بات کا عادی بنایا ہے اور انہوں نے ہر جانب سے آواز دی اے خالد ہمیں منتخب کرو' پس مہاجرین وانصار کی ایک پارٹی منتخب کی گئی' اور البراء بن معرور غصے میں آ گیا۔ وہ جب جنگ کو دیکھتا تو اسے کپکپی آ جاتی اور اونٹ کی پشت پر بیٹھ جاتا اور اپنی شلوار میں پیشاب کر دیتا اور پھر شیر کی طرح حملہ کرتا۔ اور بنو حنیفہ نے ایسی جنگ لڑی جس کی مثال نہیں دیکھی گئی' اور صحابہ رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے' اور کہنے لگے اے اصحاب سورۃ البقرہ! آج جادو بیکار ہو گیا ہے اور حضرت ثابت بن قیسؓ نے زمین میں اپنی نصف پنڈلیوں تک اپنے پاؤں کے لیے گڑھا کھودا اور وہ کفن پہننے اور خوشبو لگانے کے بعد انصار کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے' اور وہ وہیں پر ثابت قدم رہ کر قتل ہو گئے' اور مہاجرین نے سالم مولیٰ ابو حذیفہ سے کہا' کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ ہمیں آپ سے پہلے جھنڈا دیا جائے گا؟ انہوں نے کہا اس صورت میں میں بہت بڑا حامل قرآن ہوں گا' اور حضرت زید بن خطابؓ نے کہا' مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاؤ' اور دشمن کی طرف چلو اور آگے بڑھو' نیز کہا کہ خدا کی قسم میں بات نہیں کروں گا یہاں تک کہ اللہ انہیں شکست دے دے یا میں اللہ سے جا ملوں گا اور اس سے اپنی دلیل کے ساتھ بات کروں گا' اور آپ شہید ہو کر فوت ہوئے۔

اور حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اہل قرآن! قرآن کو افعال کے ساتھ زینت دو' اور آپ نے ان پر حملہ کر کے انہیں دور بھگا دیا اور شہید ہو گئے۔

اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے حملہ کیا' حتیٰ کہ ان سے آگے نکل گئے' اور مسیلمہ کے پہاڑوں کے پاس چلے گئے' اور انتظار کرنے لگے کہ وہ آئے' تو آپ اسے قتل کریں' پھر آپ واپس آئے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر مبارزت طلب کی اور کہا' میں ابن الولید العود ہوں' میں عامر اور زید کا بیٹا ہوں' پھر آپ نے مسلمانوں کے نشان امتیاز سے پکارا۔ ان دنوں ان کا نشان امتیاز یا محمداہ تھا۔ اور جو کوئی بھی آپ کے مقابلہ میں آتا آپ اسے قتل کر دیتے اور جو چیز بھی آپ کے قریب آتی اسے فنا کر دیتے اور مسلمانوں کی چکی گھومنے لگی' پھر آپ مسیلمہ کے نزدیک ہوئے اور اس کو نصف اور حق کی طرف رجوع کرنے کی پیشکش کی اور مسیلمہ کا شیطان اس کی گردن کج کرنے لگا' وہ آپ کی کوئی بات قبول نہ کرتا' اور جب کبھی مسیلمہ کسی بات کے قریب آنے لگتا' اس کا شیطان اسے اس سے برگشتہ کر دیتا' پس حضرت خالدؓ اس کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور حضرت خالدؓ نے اعراب انصار سے مہاجرین کو الگ کر لیا اور سب بنی اب اپنے اپنے جھنڈوں تلے جنگ کرتے تھے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ انہیں کہاں سے دیا جاتا ہے اور اس میدان کارزار میں صحابہ نے جس استقلال کا مظاہرہ کیا اس کی مثال نہیں دیکھی گئی' اور وہ مسلسل اپنے دشمنوں کے سینوں کی طرف پیش قدمی کرتے رہے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان پر فتح دی اور کفار نے پشت پھیر دی۔ اور انہوں نے ان کو پیچھے سے مارتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور ان کی گردنوں پر جہاں چاہی تلوار ماری حتیٰ کہ انہیں مجبور کر کے موت کے باغیچے میں لے گئے' اور محکم الیمامہ۔ یعنی محکم بن الطفیل لعنہ اللہ نے انہیں اس باغیچے میں جانے کا مشورہ دیا تھا' اور اس میں دشمن خدا مسیلمہ لعنہ اللہ

موجود تھا' اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے محکم بن الطفیل کو مل کر اس کی گردن میں تیر مارا اور وہ تقریر کر رہا تھا' پس آپ نے اسے قتل کر دیا' اور بنو حنیفہ نے باغیچے کا دروازہ بند کر دیا اور صحابہؓ نے ان کا محاصرہ کر لیا' اور حضرت البراء بن مالکؓ نے کہا' اے گروہ مسلمین! مجھے باغیچہ میں ان تک پہنچا دو پس انہوں نے آپ کو لاٹھیوں پر اٹھا کر اور انہیں نیزوں پر بلند کر کے آپ کو باغیچے کی دیوار کے اوپر سے ان تک پہنچا دیا' اور آپ دروازے کے آگے مسلسل ان سے جنگ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ نے دروازے کو کھول دیا اور مسلمان' باغیچے کی دیواروں اور دروازوں سے باغیچے میں داخل ہو گئے' اور اہل یمامہ کے جو مرتد بھی اس میں موجود تھے' انہیں قتل کر دیا' حتیٰ کہ وہ مسیلمہ ملعون تک پہنچ گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دیوار کے ایک شگاف میں کھڑا ہے گویا وہ خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اور وہ اس پر چڑھنا چاہتا تھا' اور غصے سے بے عقل ہو چکا تھا' اور جب اس کا شیطان اس کے پاس آتا تو اس کی باچھوں سے جھاگ نکلنے لگتا' پس حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا غلام وحشیؓ بن حرب' حضرت حمزہؓ کا قاتل اس کی طرف بڑھا اور اسے اپنا نیزہ مارا جو اسے لگ کر دوسری جانب نکل گیا اور حضرت ابودجانہؓ، سماک بن حرشہؓ نے جلدی سے جا کر اسے تلوار ماری اور وہ گر پڑا اور محل سے ایک عورت نے آواز دی ہائے حسینوں کے امیر کو ایک سیاہ فام غلام نے قتل کر دیا ہے۔ باغیچے اور معرکہ میں مجموعی طور پر قتل ہونے والے تقریباً دس ہزار جانباز تھے' اور بعض کا قول ہے کہ اکیس ہزار تھے' اور مسلمانوں میں سے چھ سو آدمی شہید ہوئے' اور بعض کا قول ہے کہ پانچ سو تھے۔ واللہ اعلم

اور ان میں سادات صحابہؓ اور لوگوں کے سردار بھی تھے' جن کا ذکر ابھی ہوگا' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور مجاعۃ بن مرارہ بھی پابجولاں آپ کے پیچھے آ رہا تھا' اور آپ اسے مقتولین کو دکھانے لگے تاکہ وہ آپ کو مسیلمہ کا تعارف کرائے' اور جب وہ رجال بن عنفوہ کے پاس سے گذرے تو حضرت خالدؓ نے اسے کہا کیا وہ یہ ہے؟ اس نے کہا نہیں' خدا کی قسم یہ اس سے بہتر ہے یہ رجال بن عنفوہ ہے۔

سیف بن عمر بیان کرتے ہیں' پھر وہ ایک زرد رنگ چپٹی اور سرے سے اٹھی ہوئی ناک والے شخص کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا یہ تمہارا ساتھی ہے' حضرت خالدؓ نے کہا اس شخص کی اتباع کرنے پر خدا تمہارا برا کرے۔ پھر حضرت خالدؓ نے سواروں کو یمامہ کے ارد گرد قلعوں کے آس پاس جو مال اور قیدی تھے' انہیں لانے کو بھیجا' پھر آپ نے قلعوں پر حملہ کرنے کا عزم کیا' اور ان میں صرف عورتیں' بچے اور بوڑھے ہی باقی رہ گئے تھے' پس مجاعۃ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دیا اور کہا کہ یہ نوجوان اور جانبازوں سے بھرے ہوئے ہیں' آؤ مجھ سے ان کے بارے میں مصالحت کر لو' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی تکلیف و مشقت دیکھ کر اس سے مصالحت کر لی اور وہ بکثرت جنگ وقتال سے درماندہ ہو چکے تھے' اس نے کہا مجھے ان کے پاس جانے کے لیے چھوڑ دیجیے' تاکہ وہ مجھ سے صلح پر اتفاق کر لیں' آپ نے فرمایا جاؤ' پس مجاعۃ نے ان کے پاس جا کر عورتوں کو زرہیں پہنے اور قلعوں کی چوٹیوں پر چڑھ جانے کا حکم دیا' حضرت خالدؓ نے دیکھا تو چوٹیاں لوگوں کے سروں سے بھری ہوئی تھیں' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں مجاعۃ کے قول کے مطابق آدمی خیال کیا اور صلح کی انتظار کرنے لگے' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں دعوتِ اسلام دی تو وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے' اور حق کی طرف رجوع کر لیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جن عورتوں کو قیدی بنایا تھا'

ان میں سے بعض کو انہیں واپس کر دیا اور بقیہ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے' اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک لڑکی کو لونڈی بنایا اور وہی آپ کے بیٹے محمد کی ماں ہے' جسے محمد بن الحنفیہ کہا جاتا ہے' اور حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ کے متعلق یہ اشعار کہے۔

اگر ہمارے بارے میں جنوب سے دریافت کیا گیا تو وہ اس شام کو ضرور جواب دے گی جب عقرباء اور ملہم سوال کریں گی۔
اور اس نے وادی کی چوٹی سے پوچھا تو اس کے پتھروں سے دشمنوں کا خون بہنے لگا' اس شام کو سوائے کاٹنے والی مشرقی تلوار کے نیزے اور تیر اپنی جگہ کام نہ دیتے تھے' اے جنوب اگر تو مسیلمہ کے سوا' کفار کی تلاش کرتی ہے تو میں دین کا تابع مسلمان ہوں' جب جہاد کا موقع ہوگا تو میں جہاد کروں گا اور اس مرد مجاہد کے کیا کہنے جو زیادہ علم رکھتا ہے۔

خلیفہ بن حناط محمد بن جریر اور سلف میں سے بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ ۱۱ھ میں ہوئی تھی' اور ابن قانع کا قول ہے کہ ۱۱ھ کے آخر میں ہوئی تھی' اور واقدی اور دیگر لوگوں کا قول ہے کہ وہ ۱۲ھ میں ہوئی تھی' اور ان دونوں کے درمیان تطبیق یوں ہوگی کہ اس جنگ کا آغاز ۱۱ھ میں ہوا تھا اور اس سے فراغت ۱۲ھ میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

اور جب بنو حنیفہ کے وفود' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' تو آپ نے انہیں فرمایا' مسیلمہ کے قرآن سے ہمیں کچھ سناؤ تو وہ کہنے لگے۔ اے خلیفہ رسول کیا آپ ہمیں معاف کریں گے آپ نے فرمایا آپ کو وہ ضرور سنانا پڑے گا' وہ کہنے لگے' وہ کہا کرتا تھا:

یاضفدع بنت ضفد عین نقی لکم نقین، لا الماء تدرکین ولا الشارب تمنعین' رأسک فی الماء و ذنبک فی الطین.

''اے مینڈکی جو دو مینڈکوں کی بیٹی ہے' تمہارے لیے پانی صاف ہے اور تو پانی کو گدلا نہیں کرتی اور نہ پینے والے کو منع کرتی ہے' تیرا سر پانی میں اور تیری دم کیچڑ میں ہوتی ہے''۔

نیز وہ کہتا تھا:

و المبذرات زرعاً والحاصدات حصدا والذریات قمحا و الطاحنات طحنا و الخابزات خبزا والثاردات ثردا واللاقمات لقما اہالۃ و ثمنا لقد فضلتم علیٰ اہل الوبر' و ما سبقکم اہل المدر' رفیقکم فامنعوہ' والمعتر فآووہ' والناعی فواسوہ.

''اور قسم ہے کھیتی کا بیج ڈالنے والی جماعتوں کی اور کھیتی کاٹنے والی جماعتوں کی اور گندم اڑانے والی جماعتوں کی' اور پیسنے والی جماعتوں کی اور روٹی پکانے والی جماعتوں کی اور ثرید بنانے والی جماعتوں کی اور چربی اور گھی کے لقمے لینے والی جماعتوں کی' تحقیق تم دیہاتی لوگوں سے بڑھ گئے ہو اور نہ شہر والوں نے تم سے سبقت کی ہے اور اپنے ساتھی کی حفاظت کرو اور فقیر کو پناہ دو۔ اور موت کی خبر دینے والے سے ہمدردی کرو''۔

اور انہوں نے ان خرافات کا بھی ذکر کیا جن کے بیان کرنے سے کھیلتے ہوئے بچے بھی برا مناتے ہیں' کہتے ہیں حضرت

صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا تمہارا برا ہو! اور وہ تمہارے قول کو کہاں لے جاتا تھا؟ بلاشبہ یہ کلام اچھے اصل سے نہیں نکلا اور وہ کہا کرتا تھا۔

والفیل وما ادرک ماالفیل' له زلوم طویل نیز کہتا تھا واللیل الدامس والذئب الهامس ماقطعت اسد من رطب ولا یابس اور قبل ازیں اس کا یہ قول بیان ہو چکا ہے کہ لقد انعم الله علی الحبلی' اخرج منها نسمة تسعٰی من بین صفاق وحشی اور اسی قسم کا کمزور پھسپھسا ردی اور خفیف کلام بیان کیا کرتا تھا۔

اور ابوبکر ابن الباقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اعجاز القرآن میں مسیلمہ' طلیحہ' اسود اور سجاح وغیرہ جاہل اور کذاب نبیوں کے کلام کا کچھ حصہ بیان کیا ہے' جو ان کی کم عقلی اور ان کے پیروکاروں کی کم عقلی پر دلالت کرتا ہے' جنہوں نے گمراہی اور باطل میں ان کی پیروی کی۔

اور ہم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے زمانے جاہلیت میں مسیلمہ کے پاس گئے' تو مسیلمہ نے ان سے پوچھا' اس وقت تمہارے ساتھی پر کیا کلام اترا ہے؟ تو عمرو نے اسے کہا' ان پر ایک مختصر اور بلیغ صورت اتری ہے' اس نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا:

﴿ وَالْعَصْرِ' اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ' اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾

راوی بیان کرتا ہے' مسیلمہ نے کچھ دیر سوچا' پھر اپنا سر اٹھایا اور کہا' مجھ پر بھی اس جیسی صورت نازل ہوئی ہے' عمرو نے اس سے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو مسیلمہ نے کہا:

یادبر یادبر انما انت ایراد و صدر' وسائرک حضر نقر

پھر کہنے لگا اے عمرو تیرا کیا خیال ہے؟ عمرو نے اسے کہا خدا کی قسم تجھے اچھی طرح علم ہے کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔

علمائے تاریخ نے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی نقل کیا کرتا تھا' اسے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی بڑھ گیا' پس اس نے ایک کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی کلیتہً خشک ہو گیا اور ایک اور کنوئیں میں تھوکا تو اس کا پانی کڑوا ہو گا' اور اس نے وضو کیا اور اپنے وضو کے پانی سے کھجور کے ایک درخت کو سیراب کیا تو وہ خشک ہو گیا اور تباہ ہو گیا' اور وہ کچھ لڑکوں کے پاس انہیں برکت دینے آیا اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگا اور ان میں سے بعض کے سر کو اس نے چھیل دیا' اور بعض کی زبان ہکلاتی تھی۔

کہتے ہیں کہ اس نے ایک شخص لیے دعا کی جس کی آنکھوں میں تکلیف تھی' پس اس نے اس کی دونوں آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ اندھا ہو گیا۔

اور سیف بن عمر نے عن خلید بن زفر نمری عن عمیر بن طلحہ عن ابیہ بیان کیا ہے کہ وہ یمامہ آیا تو اس نے پوچھا مسیلمہ کہاں

ہے؟ اس نے کہا خاموش ہو جاؤ اور رسول اللہ کہو' اس نے کہا جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں' رسول اللہ نہیں کہوں گا' جب وہ آیا تو اس نے پوچھا تو مسیلمہ ہے؟ اس نے کہا ہاں' اس نے پوچھا تیرے پاس کون آتا ہے؟ اس نے کہا رجس' اس نے کہا کیا نور میں آتا ہے یا ظلمت میں؟ اس نے کہا ظلمت میں' اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو کذاب ہے اور محمد ﷺ صادق ہیں' لیکن ربیعہ کا کذاب ہمیں مضر کے صادق سے زیادہ محبوب ہے اور یہ اجڈ بدو اس کا پیروکار بن گیا' اور عقرباء کے روز اس کے ساتھ ہی قتل ہوا' اللہ اس پر رحم نہ کرے۔

باشندگان بحرین کے ارتداد اور اسلام کی طرف واپسی کا بیان:

ان کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت العلاء بن الحضرمی کو ان کے بادشاہ المنذر بن ساوی العبدی کے پاس بھیجا اور اس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا' اور ان میں اسلام اور عدل و انصاف کو قائم کیا۔ اور جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے' تو آپ کے تھوڑا عرصہ بعد المنذر بھی فوت ہو گیا' اور اس کی بیماری کے وقت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے' تو اس نے آپ سے کہا اے عمرو! کیا رسول اللہ ﷺ' مریض کے لیے اس کے مال میں سے کچھ مقرر کرتے ہیں' آپ نے جواب دیا تہائی مال مقرر کرتے ہیں' اس نے کہا میں اس مال کو کیا کروں' آپ نے فرمایا اگر آپ چاہیں تو اپنے بعد اسے محفوظ وقف بنا دیں' اس نے کہا میں پسند نہیں کرتا کہ اسے بحیرہ[1]' سائبہ[2]' وصیلہ[3]' اور حام[4] کی طرح بنا دوں۔ بلکہ میں اسے صدقہ کر دوں گا' پھر اس نے ایسے ہی کیا اور فوت ہو گیا' اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس سے تعجب کرتے تھے' پس جب المنذر فوت ہو گیا تو بحرین کے باشندے مرتد ہو گئے' اور انہوں نے الغرور کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور وہ المنذر بن النعمان بن المنذر تھا' اور ان کے ایک آدمی نے کہا' اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے اور جواثا بستی کے سوا کوئی بستی اسلام پر قائم نہ رہی اور یہ پہلی بستی تھی جس نے مرتدین میں سے نماز جمعہ کو قائم کیا' جیسا کہ بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' مرتدین نے ان کا محاصرہ کر لیا اور انہیں تنگ کیا اور ان کا غلہ روک لیا اور وہ سخت بھوکے ہو گئے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے کشائش پیدا کی اور ان کے ایک شخص عبداللہ بن حذف نے' جو بکر بن کلاب کا آدمی تھا' بھوک کی شدت سے تنگ ہو کر کہا۔

''اے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مدینہ کے سب جوانوں کو پیغام پہنچا دو' کہ کیا تمہارے پاس ان معزز لوگوں کے لیے کچھ ہے جو جواثا میں محصور ہیں؟ اور ہر راستے میں ان کے خون سورج کی شعاع کی طرح دیکھنے والوں کو ڈھانکے ہوئے ہیں' ہم نے رحمٰن خدا پر توکل کیا ہے اور ہم نے توکل کرنے والوں کے لیے صبر پایا ہے''۔

اور ان کے اشراف میں سے ایک شخص جارود بن معلّی نے جو رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شامل تھا۔

---

1. بحیرہ: اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دس بچے جنتی اور آخری نر ہوتا تو اس کا کان چیر دیا جاتا اور آزاد چھوڑ دیا جاتا۔
2. سائبہ: وہ اونٹنی جسے دس بچے جننے کی وجہ سے آزاد چھوڑ دیا جاتا اور چارہ اور پانی سے نہ روکا جاتا۔
3. وصیلہ: وہ بکری جو سات دفعہ دو دو بچے جنے اور آخر میں ایک نر اور مادہ ہو۔ تو ماں کا دودھ صرف مرد پئے۔
4. حام: وہ نر جس سے سواری کا کام نہ لیا جائے۔ یہ تمام مشرکانہ رسوم تھیں۔ (مترجم)

ان میں کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہوئے کہا اے گروہ عبدالقیس میں تم سے ایک بات دریافت کرنے والا ہوں اگر تمہیں اس کے متعلق علم ہو تو مجھے بتانا اور اگر تجھے اس کا علم نہیں تو مجھے جواب نہ دینا انہوں نے کہا پوچھے اس نے کہا کیا تمہیں علم ہے کہ محمد ﷺ سے پہلے بھی اللہ کے انبیاء تھے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں اس نے کہا تم اسے جانتے ہو یا اسے دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اسے جانتے ہیں اس نے کہا انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا وہ فوت ہو گئے اس نے کہا محمد ﷺ بھی اسی طرح فوت ہو گئے ہیں جیسے وہ فوت ہو گئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں انہوں نے کہا ہم بھی یہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تو ہمارا افضل اور سردار آدمی ہے اور وہ اپنے سلام پر قائم رہے اور انہوں نے بقیہ لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بھیجا آپ جب بحرین کے نزدیک آئے تو ثمامہ بن آثال ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ کے پاس آیا اور ان نواح کے سب امراء بھی آ کر حضرت العلا بن الحضرمی کی فوج میں شامل ہو گئے حضرت العلاء نے ان کا اکرام کیا اور انہیں خوش آمدید کہا اور ان سے حسن سلوک کیا اور حضرت العلاء مستجاب الدعوات عبادت گزار علماء صحابہ کے سادات میں سے تھے اس غزوہ میں آپ سے یہ اتفاق ہوا کہ آپ ایک منزل پر اترے اور ابھی لوگ زمین پر ٹکے بھی نہ تھے کہ اونٹ فوج کے سامان خوردونوش اور خیموں سمیت بھاگ گئے اور وہ صرف اپنے کپڑوں کے ساتھ ہی زمین پر باقی رہ گئے اور اس کے سوا ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ اور یہ واقعہ رات کو ہوا اور وہ ایک اونٹ کو بھی نہ پکڑ سکے اور لوگوں کو بے حد اور ناقابل بیان غم نے آلیا اور وہ ایک دوسرے کو وصیتیں کرنے لگے حضرت العلاء کے منادی نے آواز دی تو لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم مسلمان نہیں؟ کیا تم راہ خدا میں جہاد میں نہیں؟ کیا تم انصار اللہ نہیں؟ انہوں نے کہا بے شک آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ خدا کی قسم جس شخص کی حالت تمہارے جیسی ہو اللہ تعالیٰ اس کو بے یارومددگار نہیں چھوڑتا فجر کے طلوع ہونے پر اذان دی گئی تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور جب آپ نماز پڑھ چکے تو آپ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور لوگ بھی دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور دعا میں لگ گئے اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیے اور لوگوں نے بھی اسی طرح کیا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا اور لوگ آفتاب کے سراب کی طرف دیکھنے لگے۔ جو یکے بعد دیگرے چمکتا تھا اور وہ خوب زور سے دعا کر رہے تھے اور جب آپ نے تیسری بار دعا کی تو اچانک اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک جانب خالص پانی کا تالاب بنا دیا پس آپ اور لوگ چل کر اس کے پاس گئے اور پانی پیا اور غسل کیا اور ابھی دن بلند نہیں ہوا تھا کہ اونٹ ہر راستے سے مع ساز و سامان آ گئے اور لوگوں کے سامان سے ایک دھاگہ بھی گم نہ ہوا اور انہوں نے اونٹوں کو ایک دفعہ سیراب کرنے کے بعد دوسری دفعہ سیراب کیا اور اس فوج کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ نشان دیکھا پھر جب آپ مرتدین کی فوجوں کے نزدیک ہوئے۔ اور انہوں نے بہت مخلوق کو جمع کیا۔ تو آپ اتر پڑے اور وہ بھی اتر پڑے اور انہوں نے ایک دوسرے کے نزدیک منازل میں رات گزاری اسی دوران میں کہ مسلمان شب بسری میں تھے کہ مرتدین کی فوجوں میں حضرت العلاء نے بلند آوازوں کو سنا تو آپ نے فرمایا ہمیں ان لوگوں کے حالات کے بارے میں کون شخص اطلاع فراہم کرے گا؟ تو عبداللہ بن حذف کھڑے ہوئے اور ان کے اندر چلے گئے تو انہوں نے ان کو شراب میں مدہوش

پایا اور واپس آ کر آپ کو اطلاع دی۔ حضرت العلاء رضی اللہ عنہ بلاتوقف سوار ہو گئے' اور فوج بھی آپ کے ساتھ تھی' آپ نے ان پر اچانک حملہ کر دیا اور انہیں خوب قتل کیا اور ان میں سے تھوڑے لوگ ہی بھاگ سکے' اور آپ نے ان کے اموال وذخائر اور سامان پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ ایک بہت بڑی غنیمت تھی' اور الحطم بن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ کا بھائی جو قوم کے سرداروں میں سے تھا' سویا ہوا تھا' اور جب مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تو وہ حیران ہو کر اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کی رکاب ٹوٹ گئی' اور وہ کہنے لگا میری رکاب کون درست کرے گا' تو رات کو ایک مسلمان آیا اور اس نے کہا میں رکاب کو تمہارے لیے درست کر دیتا ہوں' اپنا پاؤں اٹھاؤ' جب اس نے اسے اٹھایا تو اس نے اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کے پاؤں کے ساتھ اسے بھی کاٹ دیا۔ اس نے مسلمان کو کہا میرا کام تمام کر دو' اس نے کہا میں نہیں کروں گا' اور وہ چھپڑا پڑ رہا اور جب کوئی شخص اس کے پاس سے گزرتا تو وہ اسے قتل کرنے کو کہتا' تو وہ انکار کر دیتا' یہاں تک کہ قیس بن عاصم اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے کہا میں الحطم ہوں مجھے قتل کر دو' تو اس نے اسے قتل کر دیا اور جب اس نے اس کے پاؤں کو کٹا ہوا دیکھا تو اس کے قتل کرنے پر نادم ہوا اور کہنے لگا' ہائے برا ہوا' اگر مجھے اس کی حالت کا علم ہوتا تو میں اسے حرکت نہ دیتا' پھر مسلمان شکست خوردوں کے تعاقب میں لگ گئے اور انہیں ہر گھات اور راستے میں قتل کرنے لگے' اور ان میں سے فرار کرنے والے یا ان کی اکثریت سمندر میں کشتیوں پر سوار ہو کر دارین کی طرف چلی گئی' پھر حضرت العلاء بن الحضرمیؓ' غنیمت کی تقسیم اور سامان کے اٹھانے میں مصروف ہو گئے' اور اس سے فارغ ہو کر آپ نے مسلمانوں سے کہا' ہمیں دارین لے چلو تا کہ ہم ان دشمنوں سے جنگ کریں' جو وہاں موجود ہیں' تو انہوں نے جلدی سے اس کا جواب دیا اور آپ ان کو لے کر ساحل سمندر پر آ گئے تا کہ وہ کشتیوں میں سوار ہوں' آپ نے دیکھا کہ مسافت دور ہے اور یہ کشتیوں پر ان کے پاس نہیں پہنچیں گے اور دشمنانِ خدا چلے جائیں گے' پس آپ گھوڑے سمیت سمندر میں داخل ہو گئے' اور آپ کہہ رہے تھے' یا ارحم الراحمین یا حکیم یا کریم یا احد یا صمد یا حی یا محیی یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام لا الہ الا انت یا ربنا' اور آپ نے فوج کو حکم دیا کہ یہ کلمات پڑھیں اور سمندر میں گھس جائیں' انہوں نے ایسے ہی کیا اور آپ انہیں اذن الٰہی سے کھاڑی سے پار لے گئے' اور وہ نرم ریت پر چلتے تھے' جس کے اوپر پانی تھا' جو اونٹوں کے پاؤں اور گھوڑوں کے گھٹنوں تک نہ پہنچتا تھا' اور کشتیوں کے لیے اس کا سفر ایک دن رات کا تھا' پس آپ نے دوسرے کنارے تک اسے طے کیا' اور آپ نے اپنے دشمنوں سے جنگ کر کے ان کو مغلوب کر لیا اور ان کی غنائم کو سمیٹا پھر واپس آ گئے' اور دوسرے کنارے تک اسے طے کیا اور اپنی پہلی جگہ پر واپس آ گئے' اور یہ سب کچھ ایک دن میں ہوا اور آپ نے دشمن کا کوئی مخبر نہ چھوڑا اور بچوں' چوپاؤں اور اموال کو لے آئے اور مسلمانوں نے سمندر میں کوئی چیز ضائع نہ کی' ہاں ایک مسلمان کے گھوڑے کا توبرا گم ہو گیا اور حضرت العلاء رضی اللہ عنہ واپس جا کر اسے بھی لے آئے' پھر آپ نے مسلمانوں میں غنائم کو تقسیم کیا اور فوج کی کثرت کے باوجود' سوار کو دو ہزار اور پیادے کو ایک ہزار درہم ملے اور آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر یہ بات بتائی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کارنامے پر شکریہ ادا کرنے کے لیے آدمی بھیجا اور ایک مسلمان عفیف بن المنذر نے ان کے سمندر پر سے گزرنے پر کہا۔

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سمندر کو رام کر دیا ہے اور کفار پر ایک عظیم مصیبت اتاری ہے' انہوں نے ہمیں

سمندر کے کنارے کی طرف بلایا' تو وہ ہمارے پاس اوائل کے سمندر پھٹنے سے بھی عجیب تر کرامت لایا۔

اور سیف بن عمرو تمیمی نے بیان کیا ہے کہ وہ ان مواقف و مشاہد میں مسلمانوں کے ساتھ تھا' جن میں انہوں نے حضرت العلاء کی ان کرامات کو دیکھا' جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر جاری کیں' اس وقت ہجر کے باشندوں میں سے ایک راہب نے اسلام قبول کیا تو اس سے دریافت کیا گیا کہ تجھے کون سی چیز اسلام کی طرف لائی ہے تو اس نے کہا جو نشانات میں نے دیکھے ہیں اگر میں ان کے دیکھنے کے بعد اسلام قبول نہ کرتا تو مجھے خدشہ تھا کہ اللہ مجھے مسخ کر دے گا' نیز کہا میں نے سحر کے وقت ہوا میں پکار سنی' لوگوں نے پوچھا وہ کیا تھی؟ اس نے کہا:

اللّٰھم انت الرحمٰن لا الہ غیرک' والبدیع لیس قبلک شیئ' والدائم غیر الغافل والذی لایموت و خالق مایری و ما لا یری' و کل یوم انت فی شأن و علمت اللھم کل شیئ علما.

وہ بیان کرتا ہے کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ امر الٰہی پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ بہت اچھا مسلمان ہوا اور صحابہؓ اس سے باتیں سنا کرتے تھے۔

اہل عمان اور مہرہ یمن کے ارتداد کا بیان:

اہل عمان میں ایک شخص نمودار ہوا جسے ذوالتاج لقیط بن مالک ازدی کہا جاتا تھا' اور جاہلیت میں اس کا نام الحسبندی تھا' اس نے بھی اسی طرح دعویٰ نبوت کیا اور اہل عمان کے جہلاء نے اس کی متابعت کی اور وہ عمان پر متغلب ہو گیا اور اس کے جیفر اور عباد کو مغلوب کر کے ان دونوں کو پہاڑوں اور سمندر کی نواحی اطراف کی طرف جانے پر مجبور کر دیا' پس جیفر نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا' جس نے آپ کو سب حالات بتائے اور آپ سے کمک مانگی' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے دو امیروں' حذیفہ بن محصن حمیری اور عرفجہ البارقی ازدی کو اس کے پاس بھیجا' حذیفہ کو عمان کی طرف اور عرفجہ کو مہرہ کی طرف' اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ دونوں اکٹھے رہیں اور عمان سے ابتداء کریں اور حذیفہ امیر ہوں گے اور جب وہ بلاد مہرہ کی طرف جائیں تو عرفجہ امیر ہوں گے۔

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کی طرف بھیجا تو ان کے پیچھے شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا' اور حضرت عکرمہؓ نے جلد بازی سے کام لیا اور شرحبیل کی آمد سے قبل ہی مسیلمہ پر حملہ کر دیا' تا کہ آپ اکیلے ہی فتح حاصل کریں' پس مسیلمہ سے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو زخم لگے' اور وہ واپس پلٹ آئے' حتیٰ کہ خالدؓ بن ولید آ گئے' اور انہوں نے مسیلمہ کو مغلوب کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کی جلد بازی پر ملامت کا خط لکھا اور فرمایا کہ میں آزمائش کے بعد تمہارے بارے میں نہ کچھ سنوں اور نہ دیکھوں' اور انہیں حکم دیا کہ وہ حذیفہ اور عرفجہ کے ساتھ مل کر عمان کو جائیں' اور تم میں سے ہر کوئی اپنی فوج کا امیر ہو گا' اور جب تک تم عمان میں ہو' لوگوں کے امیر حذیفہ ہوں گے' اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مہرہ کی طرف چلے جاؤ اور جب تم وہاں سے فارغ ہو جاؤ' تو یمن اور حضر موت کی طرف چلے جانا اور مہاجر بن ابی امیہ کے ساتھ ہو جانا اور حضر موت اور یمن کے درمیان تمہیں جو مرتد ملے' اسے سزا دو' حضرت عکرمہ' حضرت

صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حذیفہ اور عرفجہ کے عمان پہنچنے سے قبل ان کے ساتھ جا ملے' اور ان دونوں کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ وہ فراغت کے بعد عمان سے چلنے یا وہاں پر ٹھہرنے کے بارے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی رائے تک پہنچیں' پس وہ چل پڑے اور جب وہ عمان کے نزدیک آئے تو انہوں نے جیفر سے مراسلت کی اور لقیط بن مالک کو بھی فوج کی آمد کی اطلاع مل گئی' پس وہ اپنی فوج کے ساتھ نکلا اور دبا مقام پر پڑاؤ کرلیا' یہ مقام اس علاقے کا شہر اور بڑی منڈی تھی' اور اس نے بچوں اور اموال کو ان کے پیچھے رکھا تا کہ ان کی جنگ کے لیے قوت کا باعث ہو اور جیفر اور عباذ' صحار' مقام پر اکٹھے ہو گئے' اور وہیں پڑاؤ کر لیا۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے امراء کی طرف پیغام بھیجا اور وہ مسلمانوں کے پاس آئے' اور دونوں فوجیں وہاں آمنے سامنے ہو گئیں اور شدید جنگ ہوئی' اور مسلمان آزمائش میں پڑ گئے' اور قریب تھا کہ وہ پشت پھیر جائیں' پس اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس نازک گھڑی میں بنی ناجیہ اور عبدالقیس کے امراء کی جماعت کے ساتھ ان کے پاس فوج بھیج دی اور جب وہ ان کے پاس پہنچے تو انہیں فتح و کامیابی حاصل ہوئی' اور مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان میں سے دس ہزار جانبازوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قید کر لیا اور تمام اموال اور منڈی پر قبضہ کر لیا۔ اور امیر عرفجہ کے ساتھ خمس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' پھر عرفجہ اپنے اصحاب کے پاس واپس آ گئے۔

اور جب وہ عمان سے فارغ ہو گئے' جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فوجوں کے ساتھ اور جو لوگ ان میں شامل ہو گئے تھے' ان کے ساتھ بلاد مہرہ کو گئے' حتیٰ کہ آپ مہرہ میں داخل ہو گئے' اور آپ نے ان کو دو فوجوں میں منقسم پایا' ایک کا امیر جو زیادہ تھی۔ المصبح تھا' جو بنی محارب کا ایک شخص تھا' اور دوسری فوج کا امیر شخریت تھا اور دونوں میں اختلاف پایا جاتا تھا' اور یہ اختلاف' مومنین کے لیے رحمت تھا' حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے' شخریت کے ساتھ خط و کتابت کی تو اس نے آپ کو جواب دیا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گیا اور مسلمان اس سے طاقتور ہو گئے اور المصبح کا دل کمزور ہو گیا' حضرت عکرمہؓ نے اسے دعوت الی اللہ اور سمع و اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا تو وہ اپنے ساتھیوں کی کثرت اور شخریت کی مخالفت کی وجہ سے دھوکہ کھا گیا اور اپنی سرکشی پر اصرار کرنے لگا' تو حضرت عکرمہؓ اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھے اور المصبح کے ساتھ' دبا مقام کی جنگ سے بڑھ کر سخت جنگ کی پھر اللہ تعالیٰ نے فتح و کامیابی عطا فرمائی اور مشرکین بھاگ گئے اور المصبح اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کے اموال کو غنیمت میں حاصل کیا اور غنیمت میں منجملہ اور چیزوں کے ایک ہزار عمدہ گھوڑیاں بھی تھیں پس ان سب چیزوں نے حضرت عکرؓمہ کو دلیر کر دیا اور آپ نے اس کے خمس کو شجریت کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فتح عطا فرمائی اس کے متعلق آپ کو بتایا اور مخزوم کے بنی عابد کے ایک شخص السائب کے ہاتھ خوشخبری بھی بھیجی اور اس بارے میں علجوم نامی ایک شخص نے یہ اشعار کہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ شخریت اور ہاشم اور فرضم کو جب وہ دو ڈھیل اونٹنیوں کو ہمارے پاس لائے' ایسے خطا کار کی جزا دے جو کسی عہد کی نگہبانی نہیں کرتا اور نہ اس سے اس چیز کی امید رکھتا ہے جس کی اقارب سے امید کی جاتی ہے اے عکرمہؓ اگر میری قوم کی فوج اور ان کے کارنامے نہ ہوتے تو فضا میں بھی تمہارے لیے راستے تنگ ہو جاتے اور ہماری مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک ہاتھ سے

دوسرے ہاتھ کو کاٹا اور زمانے میں ہم پر مصائب نازل ہوئے۔

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب اسود عنسی یمن میں نمودار ہوا تو اس نے یمن کے بہت سے کمزور عقل اور کمزور دین آدمیوں کو گمراہ کر دیا تھا کہ ان میں سے بہت سے لوگ یا ان کی اکثریت اسلام سے مرتد ہوگئی اور یہ کہ اسے تین امراء قیس بن مکشوح' فیروز دیلمی اور داذویہ نے قتل کیا' اس بات کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اور جب انہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو اہل یمن جس حیرت وشک میں پڑے ہوئے تھے اس میں اضافہ ہوگیا اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل یمن کے امراء ورؤسا کو لکھا کہ وہ فیروز اور قیس بن مکشوح کی مدد کریں اور آپ کی فوجیں جلد ان کے پاس پہنچ جائیں گی اور قیس نے دو آخری امیروں کے قتل کی خواہش کی مگر وہ داذویہ پر ہی قابو پا سکا اور فیروز دیلمی اس سے بچ گیا اور یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ اس نے کھانا پکایا اور سب سے پہلے داذویہ کو پیغام بھیجا جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے جلدی سے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا پھر اس نے فیروز کو اپنے ہاں آنے کا پیغام بھیجا اور جب وہ راستے ہی میں تھا تو اس نے ایک عورت کو دوسری عورت سے کہتے سنا کہ خدا کی قسم یہ بھی اپنے ساتھی کی طرح قتل ہوگا' پس وہ راستے ہی سے واپس مڑ گیا اور اس نے اصحاب کو داذویہ کے قتل کے متعلق اطلاع دی اور وہ اپنے خولانی ماموؤں کے پاس چلا گیا اور ان کے ہاں قلعہ بند ہوگیا اور عقیل' ملک اور خلق نے اس کی مدد کی اور قیس نے فیروز' داذویہ کی اولاد کو یمن سے جلاوطن کر دیا اور ایک دستہ خشکی میں اور ایک دستہ سمندر میں بھیجا' پس فیروز غضبناک ہو کر بہت سی مخلوق کے ساتھ نکلا اور اس کی اور قیس کی مڈبھیڑ ہوئی اور باہم شدید جنگ ہوئی پس اس نے قیس اور اس کی عوامی فوج اور اسود عنسی کی بقیہ فوج کو شکست دی اور انہوں نے ہر جانب انہیں شکست دی اور قیس اور عمرو بن معدی کرب قید ہوگئے اور عمرو بھی اسی طرح مرتد ہوگیا تھا اور اس نے اسود عنسی کی بیعت کر لی تھی اور مہاجر بن ابی امیہ نے ان دونوں کو قید کر کے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو آپ نے ان دونوں کو زجر وتوبیخ کی تو ان دونوں نے آپ کے پاس معذرت کی اور آپ نے ان کے ظاہری عذر کو قبول کر لیا اور ان کی اندرونی کیفیت کو حوالہ بخدا کیا اور ان کو آزاد کر دیا اور ان کو اپنی اپنی قوم کی طرف واپس بھیج دیا اور رسول اللہ ﷺ کے یمنی کارندے طویل جنگوں کے بعد اپنی ان جگہوں پر واپس آ گئے جہاں وہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تھے' اگر ہم ان کے بیان کا استقصاء کریں تو ان کا ذکر طویل ہو جائے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ جزیرہ عرب کی ہر جانب کے باشندوں میں سے بعض نے ارتداد اختیار کر لیا تھا' پس حضرت صدیق نے امراء اور جیوش کو ان کی طرف بھیجا تا کہ وہ ان اطراف میں رہنے والے مؤمنین کے مددگار رہوں۔ اور ان میدان ہائے کارزار میں جس میدان میں بھی مؤمنین اور مشرکین کا مقابلہ ہوا' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فوج وہاں کے مرتدین پر غالب آئی اور ان کو خوب قتل کیا اور بہت سی غنائم حاصل کیں' جس سے وہاں کے باشندے طاقت حاصل کرتے اور خمس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجتے اور وہ اسے لوگوں میں خرچ کر دیتے اور اسی طرح انہیں بھی قوت حاصل ہو جاتی اور عجمیوں اور رومیوں میں سے جو لوگ ان سے جنگ کے خواہاں ہوتے وہ ان سے جنگ کے لیے تیار ہو جاتے' جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

اور مسلسل یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ جزیرہ عرب میں صرف اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل ذمہ[1] ہی باقی رہ گئے' جیسا کہ اہل نجران اور ان کے طریق کو اختیار کرنے والوں کا حال ہے اور ان جنگوں میں سے اکثر جنگیں ۱۱ھ کے آخر اور ۱۲ھ کے شروع میں ہوئیں اب ہم ان حوادثات کے بعد ان مشاہیر واعیان کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے اس سال وفات پائی۔ وباللہ المستعان

اور اس سال میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' یمن سے واپس آ گئے' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس رکھا۔

اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر:

یعنی ۱۱ھ میں وفات پانے والے مشاہیر واعیان' ہم نے ان کے ساتھ یمامہ میں شہید ہونے والوں کا بھی ذکر کیا ہے' کیونکہ یہ جنگ بعض کے قول کے مطابق ۱۱ھ میں ہوئی تھی' اگرچہ مشہور یہ ہے کہ یہ ربیع الاوّل ۱۲ھ میں ہوئی تھی' اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبداللہ سید ولد آدم فی الدنیا والآخرۃ نے وفات پائی اور مشہور قول کے مطابق یہ واقعہ بروز سوموار ۱۲/ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو ہوا اور مشہور ترین قول کے مطابق آپ کے چھ ماہ بعد آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں اور وہ اپنے باپ کی ماں سے کنیت کرتی تھیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وصیت کی تھی کہ وہ آپ کے اہل میں سب سے پہلے مجھے ملیں گی اور اس کے ساتھ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تو جنتی عورتوں کی سردار ہو؟ اور مشہور قول کے مطابق آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں' اور آپ کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ کی کوئی اولاد باقی نہیں تھی' اس لحاظ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اجر بہت بڑھ گیا' کیونکہ آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھ پہنچا۔

کہتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے عبداللہ کی توام تھیں اور نہی کی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل باقی ہے۔

زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں' روایت ہے کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی شب زفاف کو' حضور علیہ السلام نے وضو کیا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما پر پانی ڈالا اور ان دونوں کے لیے دعا کی کہ اے اللہ ان دونوں کی نسل میں برکت دے' اور آپ کے عمزاد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے بعد آپ سے نکاح کیا اور یہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ احد کے بعد کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کرنے کے ساڑھے چار ماہ بعد کا واقعہ ہے اور اس کے ساڑھے سات ماہ بعد آپ ان کے پاس گئے' اور آپ نے انہیں اپنی حطمی زرہ مہر میں دی' جس کی قیمت چار سو درہم تھی' اور اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ سال پانچ ماہ تھی' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ سے چھ سال بڑے تھے' اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کے بارے میں موضوع احادیث بیان ہوئی ہیں' جن کا ذکر ہم عدم دلچسپی کی بنا پر نہیں کرتے' اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں' حضرت حسن' حضرت حسین' حضرت محسن اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا

---

[1] اہل ذمہ ان غیر مسلموں کو کہتے ہیں جو دارالاسلام میں جزیہ ادا کر کے رہتے ہیں۔ مترجم

ہوئیں۔ جن سے بعد میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن السائب نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا' تو حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ایک چادر' کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ' ایک چکی اور دو گھڑے بھیجے' ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا خدا کی قسم پانی لا لا کر میرے سینے میں درد ہو گیا ہے' اللہ تعالیٰ آپ کے باپ کے پاس قیدی عورتیں لایا ہے' جا کر ان سے خادم کا مطالبہ کرو' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' خدا کی قسم چکی پیس پیس کر' میرے ہاتھ بھی کھردرے ہو گئے ہیں' پس آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں' آپؐ نے پوچھا اے بیٹی! کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگیں میں آپ کو سلام کہنے آئی تھی۔ اور آپؐ سے سوال نہ کیا۔ اور واپس چلی گئیں' حضرت علیؓ نے پوچھا' آپ نے کیا کہا ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' مجھے آپ سے سوال کرتے ہوئے حیا محسوس ہوئی ہے' پس وہ دونوں اکٹھے آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم' پانی لا لا کر میرے سینے میں درد ہو گیا ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' چکی پیس پیس کر میرے ہاتھ کھردرے ہو گئے ہیں اور اللہ آپ کے پاس قیدی عورتیں اور کشادگی لایا ہے' پس ہمیں ایک خادم عنایت فرما دیں' آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں تمہیں نہیں دوں گا' میں اہل صفہ کو بھوکے پیٹ چھوڑ دوں اور ان پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ پاؤں' پس وہ دونوں واپس لوٹ آئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور ان دونوں نے اپنی چادر اوڑھ لی' جب وہ دونوں اپنے سروں کو ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے' اور جب اپنے پاؤں کو ڈھانپتے تو ان کے سر ننگے ہو جاتے' پس وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے' آپ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو' پھر فرمایا' کیا میں تم دونوں کو وہ بات نہ بتاؤں' جو اس سے بہتر ہے' جو تم نے مجھ سے مانگا ہے؟ انہوں نے کہا بے شک' آپ نے فرمایا یہ کلمات مجھے جبریل نے سکھائے ہیں' تم دونوں ہر نماز کے بعد دس دفعہ سبحان اللہ' دس دفعہ الحمد للہ اور دس دفعہ اللہ اکبر پڑھنا' اور جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو ۳۳ دفعہ سبحان اللہ' ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھنا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں' جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کلمات سکھائے ہیں' میں نے انہیں ترک نہیں کیا۔ راوی بیان کرتا ہے ابن الکواء نے آپ سے کہا شب صفین کو بھی آپ نے انہیں نہیں چھوڑا؟ آپ نے فرمایا: اے اہل عراق! اللہ تم پر لعنت کرے' ہاں میں نے شب صفین کو بھی انہیں ترک نہیں کیا۔ اس حدیث کا آخری حصہ کسی اور طریق سے صحیحین سے ثابت ہے' حضرت فاطمہ تنگی گذران کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبر واستقلال کے ساتھ رہیں اور آپ کی وفات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی نکاح نہیں کیا' لیکن انہوں نے بدرۃ بنت ابوجہل سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے برا منایا اور لوگوں میں تقریر کی اور فرمایا میں حرام کو حلال نہیں کرتا اور نہ حلال کو حرام کرتا ہوں' بلاشبہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے' جو بات اسے پریشان کرتی ہے' مجھے بھی پریشان کرتی ہے اور جو بات اسے اذیت دیتی ہے' مجھے بھی اذیت دیتی ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ وہ اپنے خون کے بارے میں فتنہ میں پڑ جائے گی' بلکہ میں ابن ابی طالب سے چاہوں گا کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دے' اور ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کر لے اور قسم بخدا اللہ کے نبی کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک شخص کے ماتحت نہ ہوں گی' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ نے منگنی کو چھوڑ دیا۔

اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی' تو حضرت فاطمہؓ نے ابوبکرؓ سے میراث کا مطالبہ کیا تو انہوں نے آپ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مطالبہ کیا کہ ان کے خاوند' اس صدقہ کے نگران ہوں گے' تو حضرت ابوبکرؓ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور فرمایا کہ میں ان لوگوں کی پرورش کروں گا' جن کی رسول اللہ ﷺ پرورش کرتے تھے' اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے ان کاموں میں سے جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے' کچھ بھی چھوڑ دیا' تو میں گمراہ ہو جاؤں گا' اور خدا کی قسم! مجھے رسول اللہ ﷺ کی قرابت' اپنی قرابت کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے۔ معلوم ہوتا ہے' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس سے دکھ ہوا اور وہ زندگی بھر آپ سے متنفر رہیں' اور جب آپ بیمار ہوئیں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور انہیں راضی کرنے لگے' اور فرمایا خدا کی قسم! میں نے گھر بار' مال اور اہل اور خاندان کو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور اے اہل بیت! تمہاری رضامندی کی خاطر چھوڑا ہے' تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ سے راضی ہو گئیں' بیہقی نے اسے اسماعیل بن ابی خالد کے طریق سے بحوالہ شعبی روایت کیا ہے' پھر بیان کیا ہے کہ یہ صحیح اسناد کے ساتھ مرسل حسن ہے۔

اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس' حضرت صدیق رضی اللہ عنہا کی بیوی کو وصیت کی' کہ وہ انہیں غسل دے' پس انہوں نے اور حضرت علی بن ابی طالبؓ اور سلمیٰ ام رافع نے آپ کو غسل دیا اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل تھے۔ اور یہ جو روایت کی گئی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات سے قبل غسل کیا اور وصیت کی کہ انہیں اس کے بعد غسل نہ دیا جائے۔ یہ روایت ضعیف ہے' جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ اعلم

اور آپ کی نماز جنازہ آپ کے خاوند حضرت علیؓ نے پڑھائی' اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے چچا' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی' اور بعض کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ واللہ اعلم

اور آپ کو ۳/ رمضان ۱۱ھ کو منگل کے روز رات کو دفنایا گیا' اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضور علیہ السلام کی وفات کے دو ماہ بعد وفات پائی' اور بعض ۷۰ دن اور بعض ۷۵ دن' اور بعض تین ماہ اور بعض آٹھ ماہ بیان کرتے ہیں' اور صحیح بات وہی ہے جو صحیح میں زہری کے طریق سے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہوئی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں اور رات کو دفن ہوئیں' کہتے ہیں کہ آپ حضور علیہ السلام کے بعد زندگی بھر نہیں ہنسیں' اور آپ حضور کے غم اور شوق میں لاغر ہو گئی تھیں' اور اس بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر کیا تھی' بعض ستائیس بعض اٹھائیس' بعض انتیس اور بعض تیس اور بعض پینتیس سال عمر بتاتے ہیں اور یہ مستبعد ہے اور اس سے قبل کے قول اقرب ہیں۔ واللہ اعلم

آپ بقیع میں دفن ہوئیں' آپ پہلی عورت ہیں جن کی چارپائی کو چھپایا گیا اور صحیح میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں سے الگ تھلگ تھے' اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنی چاہی اور آپ کی بیعت کر لی' جیسا کہ بخاری میں مروی ہے اور یہ بیعت اس انقباض کے باعث تھی' جو

میراث کے سبب پیدا ہو گیا تھا' اور یہ اس سے پہلی بیعت کی نفی نہیں کرتی' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی وفات:

برکتہ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصین بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن النعمان' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں' آپ نے اپنے باپ سے انہیں ورثہ میں حاصل کیا' اور بعض کا قول ہے کہ اپنی ماں سے ورثہ میں حاصل کیا' چھوٹی عمر میں حضرت ام ایمنؓ نے آپ کی پرورش کی اور اسی طرح بعد میں بھی' اور انہوں نے آپ کا پیشاب بھی پیا' اور آپؐ نے انہیں فرمایا' تحقیق تو آگ سے دوڑنے والوں کے ساتھ دوڑ گئی ہے' اور آپ نے انہیں اور ان کے خاوند عبید کو آزاد کر دیا' اور انہوں نے اس کے ایک بیٹے ایمن کو جنم دیا' اور اسی سے یہ مشہور ہو گئیں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ان کے ہاں پیدا ہوئے' اور آپ نے حبشہ اور مدینہ کی طرف دو ہجرتیں کیں' اور آپ صالحہ عورتوں میں سے تھیں' حضور علیہ السلام ان کے گھر میں ان کی ملاقات کیا کرتے تھے' کہ میری ماں کے بعد یہ میری ماں ہیں' اور اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے گھر جا کر ان کی ملاقات کیا کرتے تھے' جیسا کہ قبل ازیں موالی کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے' آپ نے حضور علیہ السلام کی وفات کے پانچ ماہ بعد وفات پائی۔ اور بعض چھ ماہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت ثابت بن اقرم بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن عدی بن العجلان البلوی' انصار کے حلیف' جو بدر اور بعد کی جنگوں میں شامل ہوئے آپ جنگ موتہ میں بھی شامل ہوئے اور جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے' تو جھنڈا انہیں دیا گیا' تو آپ نے اسے حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کر دیا۔ اور کہا آپ فن حرب کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں' اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ طلیحہ اسدی نے آپ کو اور عکاشہؓ بن محصن کو قتل کر دیا تھا' اور وہ کہتا ہے۔

''اس شب میں نے ابن اقرم اور عکاشہ غنمی کو میدان میں قتل کر کے چھوڑ دیا''۔

یہ ۱۱ھ کا واقعہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۲ھ کا ہے اور عروہ سے روایت ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شہید ہو گئے تھے' اور یہ روایت غریب ہے اور پہلی بات صحیح ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ

آپ خزرجی انصار میں سے ہیں' آپ کو ابو محمد خطیب انصار اور خطیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہا جاتا ہے' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے انہیں شہادت کی بشارت دی۔ اور قبل ازیں دلائل النبوۃ میں حدیث بیان ہو چکی ہے کہ آپ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور اس روز' انصار کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اور ترمذی نے مسلم کی شرط کے اسناد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے۔ اور ابو القاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ احمد بن معلی دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے بحوالہ عطا خراسانی مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ آیا اور میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا' جو مجھ سے

ثابت بن قیس بن شماس کی بات بیان کرے‘ تو انہوں نے اس کی بیٹی کی طرف میری راہنمائی کی‘ میں نے اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگی‘ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر آیت (اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ) نازل ہوئی‘ تو حضرت ثابتؓ پر یہ گراں گزری اور انہوں نے اپنا دروازہ بند کرلیا۔ اور رونے لگے‘ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت ثابتؓ سے پوچھا‘ تو انہوں نے اس آیت سے جو بات گراں گزری تھی‘ رسول اللہ ﷺ کو بتائی‘ اور کہا میں حسن و جمال کو پسند کرنے والا آدمی ہوں‘ اور میں اپنی قوم کی سیادت بھی کرتا ہوں‘ آپ نے فرمایا بلاشبہ تم ان میں سے نہیں ہو‘ بلکہ تم بھلائی سے زندگی بسر کرو گے۔ اور بھلائی کے ساتھ فوت ہو گے‘ اور اللہ تعالیٰ تم کو جنت میں داخل کرے گا۔

اور جب رسول اللہ ﷺ پر آیت (یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ الخ) نازل ہوئی تو آپ نے اسی طرح کیا‘ حضرت نبی کریم ﷺ کو اطلاع ہوئی‘ تو آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور انہوں نے آپ کو وہ بات بتائی جو اس آیت سے آپ کو گراں گزری تھی‘ آپ بلند آواز شخص تھے اور ڈرتے تھے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا عمل برباد ہو چکا ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ تم ان میں سے نہیں ہو‘ بلکہ تم قابل تعریف حالت میں زندہ رہو گے‘ اور شہید ہو کر فوت ہو گے‘ اور اللہ تعالیٰ تم کو جنت میں داخل کرے گا‘ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین‘ یمامہ اور مسیلمہ کذاب کی طرف مسلمانوں کو بھیجا تو حضرت ثابتؓ بھی ان لوگوں کے ساتھ گئے‘ اور جب مسیلمہ اور بنوحنیفہ سے مسلمانوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو انہوں نے مسلمانوں کو تین بار شکست دی‘ تو ثابتؓ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ کہنے لگے‘ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو ہم اس طرح جنگ نہیں کیا کرتے تھے‘ اور ان دونوں نے اپنے لیے گڑھا کھود لیا اور اس میں داخل ہو گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے‘ ان کی بیٹی کا بیان ہے کہ ایک مسلمان نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ گذشتہ کل جب میں قتل ہوا تو ایک مسلمان میرے پاس سے گزرا اور اس نے میری زرہ چھین لی‘ اس کا مال و منزل‘ فوج کے انتہائی کنارے پر ہے اور اس کی منزل کے پاس ایک گھوڑا ہے اور اس نے زرہ پر پتھر کی ہنڈیا الٹا کر رکھی ہے اور ہنڈیا کے اوپر کجاوہ رکھ دیا ہے‘ حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس جاؤ‘ اور وہ میری زرہ کی طرف آدمی بھیجیں جو اسے لے لے‘ اور جب تو رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کے پاس جائے تو انہیں بتانا کہ مجھ پر اس اس طرح قرض ہے اور میرے پاس اتنا مال ہے اور میرا فلاں غلام آزاد ہے‘ اور تو اسے خواب کہنے سے اجتناب کرنا‘ ایسا نہ ہو کہ تو اسے ضائع کر دے۔ راوی بیان کرتا ہے وہ شخص حضرت خالدؓ کے پاس آیا اور انہوں نے زرہ کی طرف آدمی بھیجا تو اس نے زرہ کو اسی طرح پایا‘ جیسا کہ انہوں نے بیان کیا تھا‘ اور اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آ کر بتایا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کی موت کے بعد ان کی وصیت کو نافذ کر دیا اور ہمیں کسی شخص کے متعلق علم نہیں کہ حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس کے سوا‘ اس کی وصیت اس کی موت کے بعد نافذ ہوئی ہو۔

اس حدیث اور واقعہ کے اور بھی شواہد موجود ہیں‘ اور وہ حدیث جو آیت‘ (لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ) سے متعلق ہے وہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اور حماد بن سلمہ‘ ثابت سے بحوالہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس‘ جنگ یمامہ کے روز

خوشبو لگا کر آئے' اور آپ نے اپنا کفن کھول دیا اور کہا' اے اللہ جو کچھ یہ لوگ لائے ہیں' میں تیرے حضور اس سے برأت کرتا ہوں' اور جو کچھ ان لوگوں نے کیا ہے اس سے تیرے حضور معذرت کرتا ہوں' پس آپ شہید ہو گئے' اور آپ کی زرہ چوری ہو گئی' تو ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا میری زرہ ایک پتھر کی ہنڈیا میں انگیٹھی کے نیچے فلاں جگہ پر پڑی ہے اور آپ نے اسے وصیتیں بھی کیں اور انہوں نے زرہ کو تلاش کیا تو وہ انہیں مل گئی اور انہوں نے وصایا کو نافذ کر دیا۔ طبرانی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

حضرت حزن بن ابی وہب:

ابن عمرو بن عامر بن عمران مخزومی' آپ نے ہجرت کی' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے' اور آپ حضرت سعید بن المسیبؒ کے دادا ہیں' رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام سہیل رکھنا چاہا تو انہوں نے انکار کیا اور کہنے لگے کہ میرے والدین نے میرا جو نام رکھا ہے میں اسے تبدیل نہیں کروں گا' اور ہم میں ہمیشہ سختی رہی ہے' آپ جنگ یمامہ کے روز شہید ہوئے' اور آپ کے ساتھ آپ کے دونوں بیٹے عبدالرحمٰن اور وہب بن حزن بھی شہید ہو گئے۔

اور اس سال شہید ہونے والوں میں داذویہ ایرانی بھی ہیں' جو ان یمنی امراء میں سے ایک تھے' جنہوں نے اسود عنسی کو قتل کیا تھا' اور آپ کو قیس بن مکشوح نے اسلام کی طرف رجوع کرنے سے پہلے اپنی حالتِ ارتداد میں' دھوکے سے قتل کیا اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے ان کے قتل پر زجر و توبیخ کی' تو اس نے ناواقفیت کا اظہار کیا' پس آپ نے اس کے ظاہری بیان اور اسلام کو قبول کر لیا۔

حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن نفیل القرشی العدوی ابو محمد' یہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے علاتی بھائی تھے اور حضرت زید' حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بڑے تھے' بہت پہلے مسلمان ہوئے' اور بدر اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور معن بن عدی انصاری کے درمیان مؤاخات کروائی' اور یہ دونوں جنگِ یمامہ میں شہید ہو گئے' اس روز مہاجرین کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا' اور آپ اسے لے کر مسلسل آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے' اور جھنڈا گر گیا اور حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور اس روز حضرت زید رضی اللہ عنہ نے رجال بن عنفوہ کو قتل کیا اور اس کا نام نہار تھا' اور یہ رجال مسلمان ہو چکا تھا' اور اس نے سورہ بقرہ پڑھی تھی' پھر مرتد ہو گیا اور مسیلمہ کی تصدیق کی اور اس کی رسالت کی گواہی دی' جس سے ایک عظیم فتنہ پیدا ہوا اور اس کی موت' حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی' پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ایک اور شخص نے قتل کر دیا جسے ابو مریم حنفی کہا جاتا تھا' اور وہ اس کے بعد مسلمان ہو گیا' اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا یا امیر المومنین' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عزت دی ہے اور مجھے ان کے ہاتھوں رسوا نہیں کیا ہے' بعض کا قول ہے کہ آپ کو اس ابو مریم کے عمزاد سلمہ بن صبیح نے قتل کیا تھا اور ابو عمر نے اسے ترجیح دی ہے' کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو مریم کو قاضی بننے کے لیے طلب کیا تھا' اور یہ بات پہلی بات کی نفی پر دلالت نہیں کرتی۔ واللہ اعلم

جب حضرت عمر کو حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا وہ مجھ سے دو نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں' وہ مجھ سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں اور مجھ سے پہلے شہید ہوئے ہیں' اور آپ نے متمم بن نویرہ کو جب وہ متقدم الذکر اشعار سے اپنے بھائی کا مرثیہ کہنے لگا کہا اگر میرا بھائی آپ کے بھائی کے راستہ پر جاتا تو میں اس پر غم نہ کرتا۔ حضرت عمرؓ نے اسے کہا جس طرح تو نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مجھ سے تعزیت کی ہے اس طرح کسی نے مجھ سے تعزیت نہیں کی' اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے' کہ جب بادصبا چلتی ہے تو وہ مجھے حضرت زیدؓ الخطاب کی یاد دلا دیتی ہے۔

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کی وفات:

آپ کو ابن یعمل مولیٰ ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کہا جاتا ہے' آپ اپنی بیوی ثبیتہ بنت یعاد کے آزاد کردہ تھے' اور ابوحذیفہ نے آپ کو متبنیٰ بنا لیا تھا اور اپنے بھائی کی بیٹی' فاطمہ بنت ولید بن عتبہ سے آپ کا نکاح کر دیا تھا' اور جب اللہ تعالیٰ نے آیت **(ادعوھم لآباء ھم)** اتاری تو میرے باپ حذیفہ کی بیوی سہلہ بنت سہل بن عمرو آ کر کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ! حضرت سالمؓ بے خبری میں میرے پاس آ جاتے ہیں' تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ ان کو دودھ پلا دے' اس نے آپ کو دودھ پلا دیا اور وہ اس رضاعت کی وجہ سے اس کے پاس آیا کرتے تھے اور وہ مسلمانوں کے سادات میں سے تھے' انہوں نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور آپ وہاں پر موجود' بکثرت حفظ قرآن کی وجہ سے' مہاجرین کو نماز پڑھایا کرتے تھے' جن میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' اور آپ ان چار اشخاص میں سے ایک ہیں' جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا' کہ چار اشخاص سے قرآن پڑھو' اور ان میں آپ نے سالم مولیٰ ابی حذیفہ کا بھی ذکر کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا اگر حضرت سالمؓ زندہ ہوتے تو میں خلافت کے لیے شوریٰ نہ بناتا ابوعمر بن عبدالبر بیان کرتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ اپنی رائے سے اظہار کر دیتے کہ آپ کس کو خلافت سپرد کرتے ہیں۔ اور جب آپ نے جنگ یمامہ میں حضرت زیدؓ بن الخطاب کے بعد جھنڈا پکڑا تو مہاجرین نے آپ سے کہا' کیا آپ کو خدشہ ہے کہ ہمیں آپ سے قبل جھنڈا دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا اس صورت میں' میں بہت بڑا حامل قرآن ہوں گا' آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو آپ نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا' بایاں ہاتھ کٹ گیا تو آپ نے جھنڈے کو گود میں لے لیا' اور آپ (وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) اور (وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ) پڑھ رہے تھے' جب آپ پچھڑ گئے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ابوحذیفہ نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا' وہ قتل ہو گئے ہیں' آپ نے فرمایا' فلاں نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا' وہ قتل ہو گیا ہے' آپ نے فرمایا' مجھے ان دونوں کے درمیان لٹا دو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی میراث آپ کی مالکہ کے پاس بھیج دی جس نے آپ کو آزاد کیا تھا' اس نے میراث کو واپس کر دیا' اور کہا' میں نے انہیں آزاد کر کے چھوڑ دیا ہے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بیت المال میں داخل کر دیا۔

حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

آپ کو سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الخزرجی کہا جاتا ہے' آپ بدر میں شامل ہوئے' اور احد کے روز بہادری وشجاعت کا اظہار کیا' اور شدید جنگ کی' اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی تلوار عطا فرمائی' اور آپ نے اس کا حق ادا کر دیا' اور آپ جنگ کے وقت ناز وادا کے ساتھ چلا کرتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس میدان کارزار کے سوا' اس چال کو ناپسند کرتا ہے۔ اور آپ اپنے سر پر سرخ پٹی باندھا کرتے تھے' جو آپ کی شجاعت کی علامت تھی۔ آپ جنگ یمامہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ اس روز ان لوگوں میں شامل تھے' جنہوں نے بنی حنیفہ پر باغ میں حملہ کیا تھا' اور آپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی' اس کے باوجود آپ مسلسل جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ اس روز شہید ہو گئے' اور آپ نے وحشی بن حرب کے ساتھ مسیلمہ کو قتل کیا' وحشی نے مسیلمہ کو نیزہ مارا اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ تلوار کے ساتھ اس پر غالب آ گئے' وحشی نے کہا' آپ کا رب بہتر جانتا ہے کہ ہم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ آپ زندہ رہے' یہاں تک کہ حضرت علیؓ کے ساتھ صفین میں شامل ہوئے' مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تعویذ کی جو روایت بیان کی جاتی ہے' اس کا اسناد ضعیف ہے اور نہ ہی وہ قابل توجہ ہے۔ واللہ اعلم

حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کی وفات:

ربیعہ اسدی کے صاحبزادے اور بنی عبد شمس کے حلیف بہت پہلے مسلمان ہوئے اور ہجرت کی' اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے۔ اور آپ حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی تھے' اس نے اسلام قبول نہ کیا اور اس کا دربان سوی مسلمان ہو گیا۔ حضرت شجاع بن وہبؓ چالیس سال سے چند سال کم عمر میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے' آپ دراز قد' دبلے اور کبڑے تھے۔

حضرت الطفیل بن عمرو بن طریف رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن العاص بن ثعلبہ بن سلیم بن فہر بن غنم بن دوس الدوسی' آپ نے ہجرت سے بہت پہلے اسلام قبول کیا' اور اپنی قوم کے پاس جا کر انہیں دعوت الی اللہ دی' اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں انہیں ہدایت دی' اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپؓ دوس کے نوے مسلمان گھرانوں کے ساتھ آپؐ کے پاس آئے۔ اور آپ یمامہ کے سال مسلمانوں کے ساتھ گئے اور آپ کا بیٹا عمرو بھی آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت الطفیلؓ نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپ کا سر منڈا ہوا ہے' اور ایک عورت نے اسے اپنی فوج میں داخل کر لیا ہے' اور آپ کا بیٹا اس سے ملنے کی کوشش کرتا ہے مگر اسے مل نہیں پاتا' آپ نے اس کی تعبیر کی' کہ آپ عنقریب قتل ہو کر دفن ہوں گے' اور آپ کا بیٹا شہادت کی خواہش کرے گا' مگر اس سال شہید نہ ہو گا۔ اور جس طرح آپ نے تعبیر کی تھی' ایسے ہی وقوع میں آیا' پھر آپ کا بیٹا جنگِ یرموک میں شہید ہوا جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا۔

حضرت عباد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات:

آپ ہجرت سے قبل حضرت معاذ اور حضرت اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہما کے اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے' اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' اور کعب بن اشرف کے قاتلوں میں شامل تھے' اور جب آپ تاریکی میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے نکلتے' تو آپ کی چھڑی آپ کے لیے روشن ہو جاتی تھی' موسیٰ بن عقبہ' بحوالہ زہری بیان کرتے ہیں کہ آپ جنگ یمامہ کے روز' چالیس سال سے چند سال کم عمر میں شہید ہوئے اور آپ نے بہت تکلیف اٹھائی۔ اور محمد بن اسحاق' عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عباد بن عبید اللہ بن الزبیر عن عائشہؓ بیان کرتے ہیں' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو آپ نے حضرت عباد رضی اللہ عنہ کی آواز سنی' اور فرمایا' اے اللہ! انہیں بخش دے۔

حضرت السائبؓ بن عثمان بن مظعون کی وفات:

آپ بدری تیراندازوں میں سے ہیں' جنگ یمامہ کے روز آپ کو تیر لگا' جس نے آپ کا کام تمام کر دیا' آپ ابھی جوان ہی تھے۔

حضرت السائبؓ بن العوام کی وفات:

آپ حضرت زبیرؓ بن العوام کے بھائی ہیں آپ نے بھی جنگِ یمامہ میں ہی شہادت پائی۔

حضرت عبداللہ بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن عبد شمس عبد ود القرشی العامری بہت پہلے مسلمان ہوئے اور ہجرت کی' پھر مکہ میں ضعیف ہو گئے' اور بدر کے روز' ان کے ساتھ نکلے' اور جب مقابلہ ہوا' تو مسلمانوں کی طرف بھاگ گئے' اور ان کے ساتھ جنگ میں شامل ہوئے' اور یمامہ کے روز شہید ہوئے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو آپ کے باپ نے ان کی تعزیت کی' تو حضرت سہیل نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہید اپنے اہل کے ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا' مجھے امید ہے کہ وہ مجھ سے آغاز کرے گا۔

حضرت عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی بن سلول کی وفات:

آپ خزرجی انصاری تھے اور سادات اور فضلاء صحابہؓ میں سے تھے آپ نے بدر' اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت کی' آپ کا باپ منافقین کا سرخیل تھا' اور آپ اپنے باپ پر بہت سخت تھے' اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اجازت دیتے تو آپ اسے قتل کر دیتے' آپ کا نام حباب تھا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ رکھا' آپ نے جنگِ یمامہ کے روز شہادت پائی۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی وفات:

آپ بہت پہلے مسلمان ہوئے' آپ ہی غار ثور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے پینے کی چیزیں' اور خبریں لایا کرتے تھے' اور رات کو ان دونوں کے پاس رہتے تھے۔ اور شب باش کی طرح صبح مکہ میں کرتے تھے۔ اور جس سازش کے متعلق بھی آپ سنتے' اس کے متعلق آپ دونوں کو اطلاع دے دیتے' آپ جنگِ طائف میں شامل ہوئے' اور ایک

آدمی نے' جسے ابومحجن ثقفی کہا جاتا ہے' آپ کو تیر[1] مارا' جس سے آپ پژمردہ ہو گئے۔ پھر وہ زخم اچھا ہو گیا لیکن ہمیشہ اس سے آپ کی صحت خراب رہی' حتیٰ کہ آپ شوال ۱۱ھ میں وفات پا گئے۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی' بنی عبد شمس کے حلیف' آپ کی ابومحصن کنیت کرتے تھے' اور آپ سادات اور فضلاء صحابہؓ میں سے تھے۔ آپ نے ہجرت کی اور بدر میں شامل ہوئے' اور اس روز بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ اور آپ کی تلوار ٹوٹ گئی' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کھجور کی ایک شاخ دی جو آپ کے ہاتھ میں لوہے سے بھی زیادہ تیز اور سخت تلوار بن گئی۔ اور اس تلوار کو العون کہا جاتا تھا۔ آپ احد' خندق' اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ستر ہزار لوگوں کا ذکر کیا تو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے' تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ستر ہزار لوگوں کا ذکر کیا تو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے' تو اس تلوار کو العون کہا جاتا تھا۔ آپ احد' خندق' اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ستر ہزار لوگوں کا ذکر کیا تو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے' تو حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے' تو آپ نے فرمایا' اے اللہ! عکاشہ کو ان میں شامل کر دے۔ پھر ایک اور شخص اٹھ کر کہنے لگا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے' آپؐ نے فرمایا' اس بارے میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ تجھ سے سبقت لے گئے ہیں۔

یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے' جو یقین کا افادہ کرتے ہیں۔ اور حضرت عکاشہ' حضرت خالد کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہم کی امارت کے زمانے میں ذوالقصہ کی طرف گئے' حضرت خالدؓ نے آپ کو اور حضرت ثابتؓ بن اقرم کو اپنے آگے ہر اوّل کے طور پر بھیجا تو طلیحہ اسدی اور اس کے بھائی نے مل کر ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اور حضرت عکاشہؓ نے اپنے قتل ہونے سے پہلے حبال بن طلیحہ کو قتل کیا' پھر اس کے بعد طلیحہ مسلمان ہو گیا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اس وقت حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی عمر ۴۴ سال تھی' اور آپ بہت خوبصورت تھے۔

حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن جعد بن عجلان بن صبیعۃ البلوی' بنی عمرو بن عوف کے حلیف' عاصم بن عدی کے بھائی' آپ بدر' احد' خندق اور دیگر معرکوں میں شامل ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت زید بن الخطابؓ کے درمیان مواخات کروائی' اور دونوں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

مالک نے عن ابن شہاب عن سالم عن ابیہ بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو لوگ آپ پر روئے' اور کہنے لگے' خدا کی قسم' خدا کی قسم' ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپؐ سے پہلے مرتے' اور آپؐ کے بعد فتنہ میں پڑنے سے ڈرتے

---

[1] حافظ ابن عبدالبر کی عبارت یہ ہے کہ آپ کا زخم ٹھیک ہو گیا' پھر خراب ہو گیا جس سے آپ کی وفات ہو گئی۔

ہیں' تو حضرت معن بن عدیؓ نے کہا' خدا کی قسم' میں پسند نہیں کرتا کہ میں آپؐ سے پہلے مروں' تاکہ میں نے جس طرح آپ کے زندہ ہونے کی حالت میں تصدیق کی ہے' اسی طرح مردہ ہونے کی حالت میں آپ کی تصدیق کروں۔

اور ولید بن عمارہ کے دونوں بیٹے' ولید اور ابوعبیدہ بھی مرنے والوں میں شامل ہیں' ان دونوں نے اپنے چچا حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ مل کر کشادہ نالے میں جنگ کی۔ اور ان دونوں کے باپ عمارہ بن ولید نے بھی' حضرت عمارہ بن ولید' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ نجاشی کے پاس گئے تھے' اور آپ کا واقعہ مشہور ہے۔

حضرت ابوحذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ کی وفات:

ابن عبد شمس القرشی العبشمی ' دار ارقم میں جانے سے بہت پہلے مسلمان ہوئے۔ اور حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کی' اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت عباد بن بشرؓ کے درمیان مؤاخات کروائی' اور دونوں قد اور خوبصورت تھے' اور آپ کے دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے' اور آپ ہی کے دانت زائد تھے' اور آپ کا نام ہشیم تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ ہاشم تھا۔

اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ بھی وفات پانے والوں میں شامل تھے' آپ کا نام سماک بن خرشہ تھا ابھی ان کا حال بیان ہوا ہے۔ جنگِ یمامہ میں مجموعی طور پر ساڑھے چار سو حاملین قرآن اور صحابہؓ وغیرہ شہید ہوئے' اور ہم نے ان لوگوں کی شہرت کی وجہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں' اس روز شہید ہونے والے مہاجرین کے نام یہ ہیں:

شہدائے مہاجرین رضی اللہ عنہم:

۱۔ مالک بن عمرو' بنی غنم کے حلیف' مہاجر اور بدری رضی اللہ عنہ

۲۔ یزید بن اقیش بن رباب اسدی' بدری رضی اللہ عنہ

۳۔ الحکم بن سعید بن العاص بن امیہ الاموی رضی اللہ عنہ

۴۔ حسن بن مالک بن بحیفہ رضی اللہ عنہ ' عبداللہ بن مالک ازدی کے بھائی' بنی المطلب بن عبد مناف کے حلیف۔

۵۔ عامر بن البکر لیثی رضی اللہ عنہ ' بنی عدی کے حلیف' بدری

۶۔ مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ' بنی عبد شمس کے حلیف

۷۔ ابوامیہ صفوان بن امیہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

۸۔ یزید بن اوس رضی اللہ عنہ ' بنی عبد الدار کے حلیف

۹۔ حسبی اور معلیٰ بن حارثہ ثقفی رضی اللہ عنہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔

۱۰۔ حبیب بن اسید بن حارثہ ثقفی رضی اللہ عنہ

۱۱۔ ولید بن عبد شمس مخزومی رضی اللہ عنہ

۱۲۔ عبداللہ بن عمرو بن بجرہ عدوی رضی اللہ عنہ

۱۳۔ ابوقیس بن الحارث بن قیس سہمی رضی اللہ عنہ' آپ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔

۱۴۔ عبداللہ بن حارث بن قیس رضی اللہ عنہ

۱۵۔ عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر العامری رضی اللہ عنہ' آپ اولین مہاجرین میں سے ہیں' بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۶۔ عمرو بن اویس بن سعد بن ابی سرح العامری رضی اللہ عنہ

۱۷۔ سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ

۱۸۔ ربیعہ بن ابی خرشہ العامری رضی اللہ عنہ

۱۹۔ عبداللہ بن الحارث بن رحضہ عامری رضی اللہ عنہ

شہدائے انصار رضی اللہ عنہم:

جن کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں' ان میں عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان البخاری بھی ہیں' جو عمرو بن حزم کے بھائی ہیں' فتح کے روز' آپ کی قوم کا جھنڈا آپ کے پاس تھا' آپ بدر میں شامل ہوئے' اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے' اور عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام سلمی' آپ عقبہ اولیٰ میں شامل ہوئے اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں بھی شامل ہوئے۔

اور بنی سالم بن عوف کے ثابت بن ہزال ایک قول کے مطابق بدری ہیں' اور ابوعقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ' بنی جحجبی میں سے ہیں۔ آپ نے بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی' اور جنگِ یمامہ کے روز آپ کو تیر لگا' جسے آپ نے کھینچ کر نکال دیا' پھر کمر کس لی اور اپنی تلوار پکڑ کر جنگ کرنے لگے' حتیٰ کہ شہید ہو گئے' آپ کو بہت زخم لگے' عبداللہ بن عتیک' رافع بن سہل' حاجب بن یزید اشہلی' سہل بن عدی' مالک بن اوس' عمرو بن اوس بن جحجبی سے طلحہ بن عتبہ' الحارث کا غلام رباح' معن بن عدی' اور بنی جحجبی سے جزء بن مالک بن عامر' ورقہ بن ایاس بن عمرو خزرجی بدری' مروان بن العباس' عامر بن ثابت' بشر بن عبداللہ' کلیب بن تمیم' عبداللہ بن عتبان' ایاس بن ودیعہ' اسید بن یربوع' سعد بن حارثہ' سہل بن حمان' محاسن بن حمیر' سلمہ بن مسعود' اور بعض کا قول ہے کہ مسعود بن سنان' ضمرہ بن عیاض' عبداللہ بن انیس' ابوحبۃ بن غزیہ مازنی' خباب بن زید' حبیب بن عمرو بن محصن' ثابت بن خالد' فروۃ بن النعمان' عائذ بن ماعص' زید بن ثابت کے بھائی' یزید بن ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہم۔

خلیفہ بن حناط بیان کرتے ہیں' کہ جنگِ یمامہ میں شہید ہونے والے مہاجرین وانصار کی کل تعداد ۵۸ تھی' یعنی بقیہ ساڑھے چار سو ان کے علاوہ ہیں۔ واللہ اعلم' اس دوران میں جن میدان ہائے کارزار میں مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ اور ان سے قبل میدان ہائے کارزار میں کفار کے مقتولین کی تعداد پچاس ہزار سے متجاوز تھی' اور ان کے مشاہیر میں سے اسود عنسی لعنہ اللہ ہے' جس کا نام عبہلۃ بن کعب بن غوث تھا۔ سب سے پہلے یہ یمن کے شہر کہف خبان سے نمودار ہوا' اور اس کے ساتھ سات

جو جانباز تھے اور ابھی ایک مہینہ بھی نہیں گذرا تھا کہ اس نے صنعاء پر قبضہ کر لیا۔ پھر تھوڑی سی مدت میں تمام یمن اس کے قبضہ میں آ گیا' اور اس کے ساتھ ایک شیطان تھا جو اسے ہوشیار کرتا تھا' لیکن جس چیز کی اسے بہت ضرورت تھی' اس نے اس میں اس سے خیانت کی' پھر تین یا چار ماہ نہیں گذرے تھے' کہ اللہ تعالیٰ نے راست بازوں اور امرائے حق کے ہاتھوں اسے قتل کروا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں' اور وہ داذویہ ایرانی' فیروز دیلمی اور قیس بن مکشوح مرادی تھے۔

یہ واقعہ ربیع الاوّل ۱۱ھ میں رسول اللہ ﷺ کی وفات سے چند راتیں قبل ہوا اور بعض کا قول ہے کہ ایک رات قبل ہوا۔ واللہ اعلم' اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی رات کے متعلق آگاہ کر دیا تھا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

مسیلمہ بن حبیب یمامی کذاب:

یہ اپنی قوم بنوحنیفہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آیا' رسول اللہ ﷺ اس سے آگاہ ہوئے تو آپؐ نے اسے کہتے سنا کہ اگر محمد ﷺ اپنے بعد مجھے حکومت دے دیں تو میں ان کی اتباع کروں گا' آپؐ نے اسے کہا' اگر تو مجھ سے یہ لکڑی۔ آپؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی۔ بھی مانگے' تو میں تجھے نہیں دوں گا۔ اور اگر تو نے پیٹھ پھیری' تو اللہ تجھے قتل کر دے گا' اور میں تجھے ضرور اس پوزیشن میں دیکھوں گا جو مجھے دکھائی گئی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا آپؐ کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں' آپؐ ان کی وجہ سے پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں آپ کی طرف وحی کی کہ آپؐ ان دونوں کو پھونک ماریں' آپؐ نے ان کو پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے تو آپ نے اس کی یہ تعبیر کی' کہ دو کذاب ظاہر ہوں گے۔ اور وہ صاحب صنعاء اور صاحب یمامہ ہیں' اور اسی طرح وقوع پذیر ہوا' وہ دونوں مر گئے' اور ان کی حکومت بھی جاتی رہی' اسود تو اپنے گھر میں قتل ہوا' اور مسیلمہ کو اللہ تعالیٰ نے وحشی بن حرب کے ہاتھوں قتل کیا' اس نے اونٹوں کے ذبح کرنے کی طرح اسے نیزہ مار کر آر پار کر دیا' اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر تلوار مار کر' اسے پھاڑ دیا۔ اور یہ واقعہ اس کے گھر کے صحن کے اس باغیچے میں ہوا' جسے موت کا باغیچہ کہا جاتا ہے۔ جب وہ قتل ہوا پڑا تھا تو حضرت خالدؓ بن ولید کو اس کا پتہ چلا۔ آپ کو مجاعۃ بن مرارہ نے مقتولین کے درمیان اسے دکھایا۔ کہتے ہیں کہ وہ زرد رنگ اور چپٹی اور سرے سے اٹھی ہوئی ناک والا تھا' اور بعض کہتے ہیں کہ وہ گندم گوں اور موٹا تھا' گویا خاکستری اونٹ ہے' کہتے ہیں موت کے وقت اس کی عمر ایک سو چالیس سال تھی۔ واللہ اعلم

اور اس سے قبل اس کے دونوں وزیر اور مشیر قتل ہو چکے تھے۔ ان میں سے ایک محکم بن الطفیل تھا' جسے محکم الیمامہ کہا جاتا ہے' اسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے قتل کیا' آپ نے اسے اپنی قوم میں تقریر کرتے ہوئے جبکہ وہ انہیں ان کی جنگ کے مفادات بتا رہا تھا' تیر مارا' جس نے اس کا کام تمام کر دیا' اور دوسرا نہار بن عنفوۃ تھا' جسے رجال عنفوۃ کہا جاتا ہے' یہ مسلمان ہو کر پھر مرتد ہو گیا تھا' اس نے مسیلمہ کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ اس گواہی کے بارے میں دونوں پر لعنت کرے' اور اللہ تعالیٰ نے حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اپنے قتل ہونے سے قبل اس کے قتل کرنے کی توفیق دی۔

اور دین اسلام کے بارے میں رجال کی اس ضروری شہادت میں جھوٹ بولنے پر دلالت کرنے والی یہ بات ہے' جسے

بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ مسیلمہ نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسیلمہ رسول کی طرف سے محمد رسول کی طرف۔

آپ کو سلام ہو، امابعد، مجھے حکومت میں آپ کے ساتھ شریک کیا گیا ہے، شہر آپ کے لیے اور دیہات میرے لیے ہیں۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ زمین کا نصف آپؐ کے لیے اور نصف ہمارے لیے ہے، لیکن قریش زیادتی کرنے والی قوم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کی طرف:

ہدایت کے پیرو پر سلام ہو۔ امابعد!

بلاشبہ اللہ تعالیٰ زمین کا مالک ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے، اور انجام، تقویٰ شعاروں کے لیے ہے۔

اور قبل ازیں ہم مسیلمہ کے خادموں اور معاونین کا ذکر کر چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کلام کے باعث اس پر لعنت کرے، جو ہذیان سے بھی زیادہ کمزور ہے، جسے وہ وحی الٰہی خیال کرتا تھا، اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بالا ہے، اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی، تو اس نے خیال کیا کہ وہ آپؐ کے بعد بااختیار حاکم ہے، اور اس نے اپنی قوم کو حقیر خیال کیا، اور انھوں نے اس کی اطاعت کرلی، اور وہ کہا کرتا تھا:

''اے لڑکی ڈھول لے لے اور کھیل، اور اس نبی کے محاسن کی اشاعت کر، بنی ہاشم کا نبی چلا گیا ہے، اور بنی یعرب کا نبی کھڑا ہوگیا ہے''۔

پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسے تھوڑی سی مہلت دی اور اس پر تلواروں میں سے ایک تلوار، اور اپنی موتوں میں سے ایک موت مسلط کردی، جس نے اس کا پیٹ پھاڑ دیا، اور سر پھوڑ دیا۔ اور جلد ہی اللہ تعالیٰ اس کی روح کو دوزخ کی طرف لے گیا جو بہت بڑا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِيَ اِلَيْهِ وَ لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْتَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْا اَنْفُسَكُمُ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾

پس مسیلمہ اور اسود، اور ان جیسے لوگ ان آیت کریمہ میں داخل ہونے کے زیادہ حقدار ہیں اور اس عظیم عقوبت کے زیادہ مناسب حال ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب پر لعنت کرے۔

ہجرتِ نبویؐ کا بارھواں سال:

یہ سال شروع ہوا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فوجیں اور وہ امراء جنہیں آپ نے مرتدین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا' اسلام کی بنیادوں کو استوار کرنے' اور سرکشوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے شہروں میں دائیں بائیں چکر لگا رہے تھے' حتیٰ کہ دین سے بھاگنے والوں کو انہوں نے بھاگ جانے کے بعد واپس کیا' اور حق اپنے اصل کی طرف لوٹ آیا' اور جزیرۂ عرب ہموار ہو گیا۔ اور دور تر جانے والا' قریب تر کی طرح ہو گیا۔ اور علمائے سیر وتواریخ کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ جنگِ یمامہ اس سال کے ربیع الاوّل میں ہوئی تھی' اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال کے آخر میں ہوئی تھی۔ اور ان دونوں اقوال کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اس جنگ کا آغاز گذشتہ سال ہوا تھا' اور اس کا اختتام اس آنے والے سال میں ہوا۔ اور اس قول کی بناء پر چاہیے کہ وہ اس کا ذکر گذشتہ میں کریں' جیسا کہ ہم نے اس احتمال کی بناء پر اس کا ذکر کیا ہے کہ وہ گذشتہ سال قتل ہوئے تھے' اور قبل اس کے کہ اس سال میں شام وعراق میں قتل ہونے والوں کے ساتھ ان کا ذکر ہو۔ ہم ان کے حالات مکمل کرنے کے لیے سبقت کریں گے' جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جواثا' عمان اور مہرہ کے جن معرکوں کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے' ان کا وقوع ۱۲ھ میں ہوا ہے' اور اسی سال میں چاروں بادشاہ' حمد' مخرس' ابضعہ اور مشرحا قتل ہوئے' اور ان کی بہن العمروۃ بھی قتل ہوئی' جن کے متعلق مسند احمد میں لعنت کی حدیث بیان ہوئی ہے' اور ان کو زیادہ بن لبید انصاری نے قتل کیا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عراق کی طرف روانگی:

جب حضرت خالد بن ولیدؓ یمامہ سے فارغ ہوئے' تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں عراق جانے کا پیغام بھیجا' اور یہ کہ وہ فرج الہند یعنی ابلہ سے آغاز کریں' اور عراق کے بالائی علاقے سے عراق آئیں' اور لوگوں سے دوستی کریں' اور ان کو دعوت الی اللہ دیں۔ پس اگر وہ قبول کریں تو فبہا' ورنہ ان سے جزیہ لیں' اور اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کریں تو ان سے جنگ کریں۔ نیز آپ نے حضرت خالد کو یہ حکم بھی دیا' کہ آپ کسی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کریں اور اسلام سے مرتد ہونے والے کسی شخص سے مدد نہ لیں' خواہ وہ اسلام میں واپس آ گیا ہو۔ اور جس مسلمان کے پاس سے گذریں' اسے اپنے ساتھ لے لیں' اور حضرت ابوبکر' حضرت خالد رضی اللہ عنہما کی مدد کے لیے فوجیں بھیجنے میں مصروف ہو گئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت خالد کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے' بعض کہتے ہیں کہ آپ یمامہ سے سیدھے عراق چلے گئے' اور بعض کہتے ہیں کہ آپ یمامہ سے مدینہ واپس آئے' پھر مدینہ سے عراق گئے' اور کوفہ کے راستے سے گذرے' حتیٰ کہ حیرہ پہنچ گئے۔

میں کہتا ہوں' پہلا قول مشہور ہے' اور المدائنی نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ' محرم ۱۲ھ میں عراق کی طرف گئے' اور آپ نے بصرہ کا راستہ اختیار کیا' جہاں قطبہ بن قتادہ گورنر تھا' اور کوفہ پر المثنیٰ بن حارثہ شیبانی گورنر تھا۔

اور محمد بن اسحاق بحوالہ صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ عراق

چلے جائیں' اور حضرت خالد عراق جانے کے ارادے سے چل پڑے' اور صفافات کی بستی بانقیا اور باروسما میں اترے' یہاں کا حکمران جابان تھا' پس وہاں کے باشندوں نے آپ سے مصالحت کر لی۔ میں کہتا ہوں کہ صلح سے قبل ان میں سے بہت سے مسلمان قتل ہو گئے تھے۔ اور یہ صلح رجب میں ایک ہزار درہم پر ہوئی' اور بعض کا قول ہے کہ ایک ہزار دینار پر ہوئی اور آپ سے مصالحت کرنے والا بصبہری بن صلوبا تھا۔ اور صلوبا بن بصبہری بھی کہا جاتا ہے' پس حضرت خالد نے ان کی بات قبول کر لی' اور انہیں تحریر لکھ دی' پھر آ کر حیرہ اتر گئے' اور اس کے اشراف قبیصہ بن ایاس بن حیہ الطائی کے ساتھ آپ کے پاس آئے' اور نعمان بن المنذر کے بعد کسریٰ نے اسے حیرہ کا امیر مقرر کیا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' میں تمہیں اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ پس اگر تم اسے قبول کر لو' تو تم مسلمانوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اور جو سہولتیں انہیں میسر ہوں گی' وہ تمہیں بھی ملیں گی' اور جو ذمہ داریاں ان پر ہوں گی' وہ تم پر بھی ہوں گی۔ اور اگر تم انکار کرو تو تمہیں جزیہ دینا ہوگا۔ میں تمہارے پاس ایسے لوگوں کے ساتھ آیا ہوں' جو زندگی کی نسبت تم سے بڑھ کر موت کی آرزو رکھتے ہیں۔ ہم تم سے جہاد کریں گے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا' قبیصہ نے آپ سے کہا' ہمیں آپ سے جنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے' بلکہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں گے' اور تمہیں جزیہ ادا کریں گے' حضرت خالدؓ نے انہیں کہا' تم ہلاک ہو جاؤ کفر ایک گمراہ کن جنگل ہے' وہ شخص عربوں میں سب سے بڑا احمق ہے جو اس جنگل میں چلتا ہے' پس آپ کو دو شخص ملے' ایک عربی اور دوسرا عجمی تھا' آپ نے اسے چھوڑ دیا' اور عجمی سے دلیل پکڑی' پھر ان سے نوے ہزار' درہم پر مصالحت کر لی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ دو لاکھ درہم پر کی' اور یہ پہلا جزیہ تھا جو عراق سے وصول ہوا' اور اسے اور اس سے پہلی بستیوں' جن پر ابن صلوبا نے مصالحت کی تھی' ان کا جزیہ مدینہ لایا گیا۔ اور حیرہ پر کسریٰ کے نائب کے ساتھ جو اشخاص حضرت خالدؓ کے پاس آئے' ان میں عمرو بن عبدالمسیح بن حیان بن بقیلہ[1] بھی تھا' جو عرب نصاریٰ میں سے تھا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' تمہارا جوہر کہاں سے ہے؟ اس نے جواب دیا' میرے باپ کی پشت سے' آپ نے کہا' تو کہاں سے نکلا ہے؟ اس نے کہا' اپنی ماں کے پیٹ سے' آپ نے کہا' تو ہلاک ہو' تو کس چیز پر ہے؟ اس نے کہا' زمین پر' آپ نے کہا' تو ہلاک ہو' تو کس چیز میں ہے؟ اس نے کہا' اپنے کپڑوں میں' آپ نے کہا' تو ہلاک ہو' تو عقل سے کام لیتا ہے؟ اس نے کہا' ہاں! اور اندازہ کرتا ہوں' آپ نے کہا' میں تجھ سے پوچھ رہا ہوں' اس نے کہا' میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔ آپ نے کہا' تو اسلام قبول کرے گا یا جنگ کرے گا' اس نے کہا' بلکہ صلح کروں گا' آپ نے کہا' یہ کیسے قلعے ہیں جو میں دیکھ رہا ہوں' اس نے کہا' ہم نے انہیں بیوقوف کو قید کرنے کے لیے بنایا ہے تا کہ بردبار آ کر اسے منع کر دے پھر آپ نے انہیں اسلام قبول کرنے' یا جزیہ دینے یا جنگ کرنے کی طرف دعوت دی تو انہوں نے نوے ہزار' یا دو لاکھ درہم جزیہ دینا قبول کیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

---

[1] تاریخ طبری میں عبدالمسیح بن عمرو بن بقیلہ ہے۔

پھر حضرت خالد بن ولیدؓ نے المدائن میں کسریٰ کے امراءٗ صوبیداروں اور وزراء کی طرف خط بھیجا' جیسا کہ ہشام بن الکلبی نے عن ابی مخنف عن مجالد عن شعبی بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ بنو اقیلہ نے مجھے وہ خط پڑھایا' جو حضرت خالد بن ولیدؓ نے اہل مدائن کی طرف بھیجا تھا۔

خالدؓ بن ولید کی طرف سے اہل فارس کے صوبیداروں کی طرف۔

''ہدایت کے پیروکار پر سلامتی ہو' امابعد! اس خدا کا شکر ہے' جس نے تمہاری جماعت میں پھوٹ ڈال دی' اور تمہاری حکومت چھین لی' اور تمہاری تدبیروں کو کمزور کر دیا بلاشبہ جو شخص ہماری نماز پڑھے گا' اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے گا اور ہمارے ذبیحہ کو کھائے گا تو وہ مسلمان ہے' جو سہولتیں ہمیں حاصل ہیں وہ اسے حاصل ہوں گی' اور جو ذمہ داریاں ہم پر ہیں اس پر بھی ہوں گی''۔

امابعد! اور جب میرا یہ خط تم تک پہنچے' تو میرے پاس ضامن بھیج دو' اور میرے عہد پر یقین کرو' ورنہ اس خدا کی قسم' جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں ضرور تمہارے پاس لوگ بھیجوں گا جو موت سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح تم زندگی سے محبت کرتے ہو۔ پس جب وہ خط پڑھ چکے تو تعجب کرنے لگے۔

اور سیف بن عمرو نے طلیحۃ الاعلم سے بحوالہ مغیرہ بن عیینہ جو اہل کوفہ کے قاضی تھے۔ بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یمامہ سے عراق کی طرف جاتے ہوئے اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا' اور انہیں ایک راستے پر نہ لے گئے' آپ نے المثنیٰ کو اپنے سے دو دن پہلے بھیجا اور اس کا راہنما ظفر تھا' اور عدی بن حاتم اور عاصم بن عمرو کو بھیجا۔ اور ان دونوں کے راہنما مالک بن عباد اور سالم بن نصر تھے' ایک کو دوسرے سے ایک دن پہلے بھیجا' اور حضرت خالدؓ ان کے آخر میں نکلے' اور آپ کا راہنما رافع تھا' اور آپ نے ان سب سے الحفیر کا وعدہ کیا کہ وہ وہاں جمع ہو جائیں اور اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ اور فرج الہند' قوت و جنگ کے لحاظ سے ایرانی خروج میں سب سے بڑی فوج تھی' اور اس کا مالک ہرمز خشکی میں اور ہندوستان کے ساتھ سمندر میں جنگ کرتا تھا' حضرت خالدؓ نے اس کی طرف خط لکھا' اور ہرمز نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خط کو شیری بن کسریٰ اور اردشیر بن شیری کی طرف بھیج دیا۔ اور ہرمز نے جو کسریٰ کا نائب تھا' بہت سی فوجیں اکٹھی کر لیں' اور ان کے ساتھ کاظمہ آ گیا' اور اس کے میمنہ اور میسرہ پر قباذ اور انوشجان تھے' جو شاہی گھرانے سے تھے۔ اور فوج لمبائی میں پھیل گئی' تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں۔ اور یہ ہرمز بڑا بدباطن اور سخت کافر تھا اور ایرانیوں میں صاحبِ مرتبت تھا' اور جب کوئی شرف میں بڑھ جاتا تو وہ اپنے رنگ و روپ میں اضافہ کر دیتا' ہرمز کی ٹوپی ایک لاکھ کی تھی' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی اپنی اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ آئے' اور ان کے بالمقابل ایک بے آب جگہ میں اتر پڑے' آپ کے اصحاب نے اس امر کی شکایت کی۔ تو آپ نے فرمایا' انہیں تلواروں سے مارو' حتیٰ کہ انہیں پانی سے بھگا دو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ دونوں گروہوں میں سے زیادہ صابر گروہ کو پانی دینے والا ہے۔ جب مسلمان اپنی فرودگاہ پر ٹک گئے' اور وہ اپنے گھوڑوں پر سوار تھے تو اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیا' جس نے ان پر بارش برسا دی۔ حتیٰ کہ ان کے لیے پانی کے جوہڑ بن گئے۔ پس مسلمان اس سے قوی ہو گئے' اور بہت خوش ہوئے۔ اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں اور فریقین لڑنے لگے' تو ہرمز

پیادہ ہو گیا اور اس نے مقابلہ کی دعوت دی' اس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی پیادہ ہو گئے' اور ہرمز کی طرف بڑھے' دو دو وار ہوئے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے گود میں لے لیا اور ہرمز کے محافظ آ گئے' مگر آپ کو اس کے قتل سے روک نہ سکے۔ اور قعقاع بن عمرو نے ہرمز کے محافظوں پر حملہ کر دیا' اور ایرانی شکست کھا گئے' اور رات تک مسلمان ان کے کندھوں پر سوار رہے' اور مسلمانوں اور حضرت خالدؓ نے ان کے سامان اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا جو ایک ہزار اونٹ کے بوجھ تک تھا۔ اور اس غزوہ کا نام ذات السلاسل رکھا گیا' کیونکہ اس میں بکثرت ایرانی سواروں کو زنجیریں ڈالی گئی تھیں' اور قباذ اور انوشجان بھاگ گئے۔

اور جب تلاش کرنے والے واپس آ گئے' تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے منادی نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ پس آپ لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گئے' اور آپ کے پیچھے بوجھ تھے' یہاں تک کہ آپ بصرہ میں اس جگہ اترے جہاں آج کل بڑا پل ہے۔ اور آپ نے فتح' بشارت اور خمس کو زر بن کلیب کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' اور ایک اس کے ساتھ ایک ہاتھی بھی بھیجا' اور جب اہل مدینہ کی عورتوں نے اسے دیکھا تو وہ کہنے لگیں' کیا یہ خدا کی مخلوق ہے یا کوئی مصنوعی چیز ہے؟ پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے زر کے ساتھ واپس کر دیا۔ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا' اور ہرمز کا سامان غنیمت میں انہیں دیا' اور اس کی ٹوپی ایک لاکھ کی تھی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے امراء کو دائیں بائیں وہاں کے قلعوں کا محاصرہ کرنے بھیج دیا۔ پس انہوں نے بزور قوت اور صلح سے انہیں فتح کر لیا' اور ان کے سب اموال قابو کر لیے۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کسانوں اور ان کے بیٹوں سے متعرض نہیں ہوئے۔ جنہوں نے آپ سے جنگ نہیں کی۔ بلکہ صرف ایرانی جانبازوں سے متعرض ہوئے۔

پھر اسی سال کے صفر میں المذار کا معرکہ ہوا جسے الثنی کا معرکہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک دریا ہے' اور ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ اس دن لوگوں نے کہا' اصفار کا صفر' اس میں سرکش دریاؤں کے سنگم پر قتل ہوگا' اور اس معرکے کا سبب یہ تھا کہ ہرمز نے اردشیر اور شیری کو لکھا تھا کہ حضرت خالدؓ یمامہ سے اس کی طرف آ رہے ہیں' پس کسریٰ نے امیر قارن بن قریانس کے ساتھ ایک فوج اس کی طرف بھیج دی۔ اور ابھی وہ ہرمز کے پاس نہیں پہنچا تھا کہ حضرت خالدؓ کے ساتھ اس کا وہ معاملہ ہو گیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور ایرانیوں میں سے بھاگنے والے بھاگ گئے' پس قارن انہیں ملا اور وہ اس کے گرد جمع ہو گئے' اور ایک دوسرے کو جنگ پر اکسانے لگے' اور انہوں نے حضرت خالد کی طرف' واپس جانے پر اتفاق کر لیا' اور ایک جگہ کی طرف چل پڑے' جسے المذار کہا جاتا ہے۔ اور قارن کے میمنہ اور میسرہ پر قباذ اور انوشجان تھے' جب یہ اطلاع حضرت خالد کو ملی تو آپ کے پاس جنگ ذات السلاسل کے جو چار خمس تھے' آپ نے انہیں تقسیم کر دیا' اور ولید بن عقبہ کے ذریعے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع بھیج دی' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی فوجوں کے ساتھ چل پڑے' اور المذار مقام پر اتر گئے' اور آپ پوری طرح تیار تھے۔ اور انہوں نے غصے اور غیرت کے ساتھ جنگ کی' اور قارن دعوتِ مبارزت دیتا ہوا باہر نکلا' اور حضرت خالدؓ اس کے مقابلہ میں نکلے' اور جری اور دلیر امراء نے آپ سے سبقت کی۔ اور معقل بن الاعشیٰ بن النباش نے قارن کو قتل کر دیا' اور حضرت عدیؓ بن حاتم نے قباذ کو اور حضرت عاصمؓ نے انوشجان کو قتل کر دیا' اور ایرانی بھاگ گئے' اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اور اس روز ان کے تیس ہزار آدمی قتل ہو

گئے اور بہت سے دریاؤں اور پانیوں میں غرق ہو گئے اور حضرت خالدؓ المذار میں ٹھہر گئے۔ اور جس نے کسی کو قتل کیا تھا' اس کا سامان اسے دیا' اور قارن ایرانیوں میں اپنے شرف کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ اور آپ نے بقیہ غنیمت اور اس کے خمس کو اکٹھا کیا' اور بنی عدی بن کعب کے بھائی سعید بن نعمان کے ذریعے' فتح' بشارت اور خمس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا' اور حضرت خالدؓ نے وہیں قیام کیا' حتیٰ کہ آپ نے چار خمسوں کو تقسیم کیا' اور کسانوں کو چھوڑ کر جن جانبازوں کا آپ نے محاصرہ کیا تھا' ان کی اولاد کو قیدی بنالیا۔ آپ نے کسانوں کو جزیہ دینے پر ٹھہرالیا۔ اوران قیدیوں میں حبیب ابوالحسن بصری بھی تھا جو نصرانی تھا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام' اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابوزیاد بھی تھا۔ پھر آپ نے فوج پر سعید بن نعمان کو اور جزیہ پر سوید ابن مقرن کو امیر مقرر کیا' اور اسے حکم دیا کہ وہ الحفیر اتر کر آپ کے پاس اموال لے کر آئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ قیام کر کے دشمنوں کے حالات دریافت کرنے لگے۔

پھر اسی سال کے صفر میں الولجہ کا واقعہ ہوا' جیسا کہ ابن جریر نے بیان کیا ہے۔ اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب ایران کے بادشاہ اردشیر کو المذار میں قارن اور اس کے اصحاب کے ساتھ ہونے والے واقعہ کی اطلاع پہنچی' تو اس نے ایک شجاع امیر اندرزغر کو بھیجا' جو مضافات کے باشندوں میں سے تھا' جو مدائن میں پیدا ہوا' اور وہیں پروان چڑھا' اور اسے ایک دوسرے امیر بہمن جاذویہ کی فوج کے ساتھ مدد دی' اور وہ روانہ ہو کر الولجہ مقام پر پہنچے' حضرت خالدؓ نے ان کے متعلق سنا تو آپ اپنی فوجوں کے ساتھ چل پڑے' اور وہاں جس شخص کو اپنا قائم مقام بنایا' اسے احتیاط کرنے اور ہوشیار رہنے کی تاکید کی' پس آپ نے زغر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کی اور الولجہ میں اس کے پاس اکٹھے ہو گئے' اور انہوں نے پہلی جنگ سے بھی زیادہ سخت جنگ کی' یہاں تک کہ فریقین نے خیال کیا کہ صبر ختم ہو گیا ہے' اور آپ کی گھاتی فوج نے جسے آپ نے اپنے پیچھے دو جگہوں پر گھات میں بٹھایا ہوا تھا' آہستگی سے کام لیا اور تھوڑی ہی دیر میں دونوں گھاتی فوجیں اس جگہ سے بھی اور اس جگہ سے بھی نکل آئیں' پس اعاجم کی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں آگے سے آ پکڑا' اور دونوں گھاتی فوجوں نے انہیں پیچھے سے آلیا' اور ان میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی کے مقتل کو پہچانتا تھا۔ اور اندرزغر' معرکہ سے بھاگ گیا' اور پیاس سے مر گیا' اور حضرت خالدؓ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں تقریر کی' اور انہیں بلاد اعاجم میں رغبت دلائی' اور بلاد عرب سے انہیں رغبت ترک کرائی' اور فرمایا کیا تم یہاں کے کھانوں کو نہیں دیکھتے؟ اور قسم بخدا' اگر راہ خدا میں جہاد کرنا اور دعوتِ اسلام دینا ہمیں لازم نہ ہوتا' اور صرف معاش کی بات ہوتی تو یہی رائے تھی کہ ہم اس سبزہ زار پر جنگ کرتے۔ حتیٰ کہ ہم اس کے اوّلین حقدار ہوتے' اور ہم بھوک اور تنگدستی انہیں دے دیتے جنہوں نے اس جہاد میں' جو تم کر رہے ہو' سستی کی ہے۔ پھر آپ نے غنیمت کا خمس لگایا' اور اس کے چار خمسوں کو غنیمت حاصل کرنے والوں کے درمیان تقسیم کر دیا' اور خمس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور دشمن کے جانبازوں کی اولاد کو قید کر لیا۔ اور کسانوں کو جزیہ پر وہاں رہنے دیا۔

سیف بن عمرؒ عمرو سے بحوالہ شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے الولجہ کے روز اعاجم کے ایک ایسے شخص سے مقابلہ کیا' جو ایک ہزار اشخاص کے برابر تھا' اور آپ نے اسے قتل کر دیا' پھر آپ نے اس پر ٹیک لگائی' اور آپ کا کھانا لایا گیا تو

جب اسے دیکھتے' تو کہتے' یہ چیتھڑے کیسے ہیں؟ وہ انہیں کپڑے خیال کرتے تھے۔ اور سبزہ زاروں اور شہروں کے باشندے جو انہیں پہچانتے تھے' وہ انہیں کہنے لگے' کیا تم نے رقیق العیش (آسودہ زندگی) نہیں سنا؟ انہوں نے کہا' بے شک' تو وہ کہنے لگے' یہ رقیق العیش ہے' اسی دن سے اس کا نام انہوں نے رقاق رکھ دیا' اور عرب اسے العود کہا کرتے تھے۔

اور سیف بن عمر' عن عمرو بن محمد عن شعبی اس شخص سے جس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز لوگوں کو روٹیاں' تربوز اور بھنا ہوا گوشت غنیمت میں دیا' اور اسے جمع کرنے والوں کے سوا' انہوں نے کچھ نہیں کھایا اور اس معرکہ میں یوم الیس کو امغیشیا شہر کے تمام باشندے قتل ہو گئے۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر اسے برباد کرنے کا حکم دے دیا۔ اور جو کچھ وہاں موجود تھا' اس پر قبضہ کر لیا' وہاں سے انہیں بڑی غنیمت ملی' پس آپ نے اسے غنیمت حاصل کرنے والوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور غنیمت کے بعد سوار کو ڈیڑھ ہزار درہم ملے' جو پہلی حاصل کردہ غنیمت کے علاوہ تھے۔ اور حضرت خالد نے بنی عجل کے ایک شخص جندل کے ذریعے بشارت' فتح اور اموال کا خمس اور قیدی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے' اور وہ بہادر' راہنما تھا' پس جب اس نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام پہنچا دیا اور امانت ادا کر دی' تو آپ نے اس کی تعریف کی اور قیدی عورتوں سے ایک لونڈی اسے بطور انعام عطا فرمائی' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اے گروہ قریش' تمہارے شیر نے ایک شیر پر حملہ کیا ہے اور اس کے گوشت کے ٹکڑوں پر غالب آ گیا ہے' عورتیں' خالد رضی اللہ عنہ بن ولید جیسا بیٹا جننے سے عاجز آ گئی ہیں۔ پھر متعدد مقامات پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر طویل معاملات پیش آئے' جن کا سننا' باعث ملال ہوگا۔ اس کے باوجود حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے درماندہ ہوتے تھے' نہ اکتاتے تھے' نہ کمزور ہوتے تھے' اور نہ غمگین ہوتے تھے۔ بلکہ پوری قوت وشدت اور تیز فہمی میں رہتے تھے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام اور اہل اسلام کی عزت اور کفر کی ذلت اور اس کی جمعیت کی پریشانی کے لیے پیدا کیا تھا۔

باب:

حیرہ کے محلات پر قبضہ

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ چل پڑے' اور خورنق' سدیر اور نجف میں اترے' اور اپنے دستوں کو ادھر اُدھر پھیلا دیا' جو حیرہ کے قلعوں کا محاصرہ کرتے تھے' ان کے باشندوں کو بالجبر اور صلح و آشتی کے ساتھ اتارتے تھے' اور جو لوگ صلح سے اترے' ان میں عرب نصاریٰ کی ایک قوم بھی تھی جن میں متقدم الذکر ابن بقیلہ بھی تھا' آپ نے اہل حیرہ کو امان کا پروانہ لکھ دیا۔ اور عمرو بن عبدالمسیح ابن بقیلہ نے آپ کو دھوکہ دیا' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس ایک تھیلی دیکھی' اور فرمایا اس میں کیا ہے؟۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے کھولا' اور اس میں کوئی چیز پائی' ابن بقیلہ نے کہا' یہ فوراً ہلاک کر دینے والا زہر ہے' آپ نے فرمایا' تو نے اسے اپنے پاس کیوں رکھا ہے؟ اس نے کہا' جب میں اپنی قوم کی بری حالت دیکھوں گا' تو میں اسے کھا لوں گا۔ اور موت مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس زہر کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور فرمایا' ہر جان' اپنی مقررہ میعاد کے بغیر ہرگز نہیں مرے گی۔ پھر فرمایا'

بسم اللہ‘ خیر الاسماء‘ رب الارض والسماء‘ الذی لیس یضر مع اسمہ داء الرحمان الرحیم‘ اور امراء آپ کو اس سے روکنے کے لیے آگے بڑھے‘ اور آپ نے ان سے سبقت کر کے اسے نگل لیا۔

اور جب ابن بقیلہ نے یہ بات دیکھی‘ تو کہنے لگا‘ اے گروہ عرب‘ خدا کی قسم‘ جب تک تم میں سے ایک آدمی بھی موجود ہے‘ تم ضرور اس چیز پر قبضہ کر لو گے جس پر تم قبضہ کرنا چاہو گے‘ پھر اس نے اہل حیرہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا‘ میں نے آج کی مانند اس سے واضح برتری نہیں دیکھی‘ پھر اس نے انہیں بلایا‘ اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے صلح کا مطالبہ کیا‘ پس آپ نے ان سے مصالحت کر لی‘ اور انہیں صلح کی تحریر لکھ دی‘ اور فوری طور پر ان سے چار لاکھ درہم لیے‘ اور آپ نے ان سے اس وقت تک صلح نہیں کی‘ جب تک انہوں نے عبدالمسیح کی بیٹی کرامت کو ایک صحابی شویل کے سپرد نہیں کر دیا۔ اور آپ نے یہ اس لیے کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیرہ کے محلات کا ذکر کیا‘ جن کے کنگرے کتوں کی کچلیوں کی طرح تھے‘ تو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا‘ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بقیلہ کی بیٹی بخش دیجیے‘ آپؐ نے فرمایا‘ وہ تیری ہوئی‘ اور جب یہ فتح ہو گئی‘ تو شویل نے اس لڑکی کا دعویٰ کیا‘ اور دو صحابہؓ نے اس کی گواہی دی‘ تو وہ اس کو اسے سپرد کرنے سے رک گئے‘ اور کہنے لگے کہ تو اسی سال کی عورت کو لے کر کیا کرے گا؟ وہ اپنی قوم سے کہنے لگی‘ مجھے اس کے سپرد کر دو‘ میں اس سے چھٹکارا حاصل کر لوں گی۔

اس نے مجھے اس وقت دیکھا ہے‘ جب میں جوان تھی‘ پس اسے اس کے سپرد کر دیا گیا اور جب وہ اسے خلوت میں ملا‘ تو وہ کہنے لگی‘ تو اسی سالہ عورت سے کیا چاہتا ہے؟ میں مال دیتی ہوں کہ تجھ سے چھٹکارا حاصل کر لوں گی۔ پس تو جو چاہتا ہے‘ اس کا فیصلہ کر لے۔ اس نے کہا‘ خدا کی قسم‘ میں تجھ سے ایک ہزار سے کم فدیہ قبول نہیں کروں گا‘ اس نے فریب کاری سے اسے زیادہ سمجھا‘ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئی‘ اور انہوں نے اس کو ایک ہزار درہم دے دیئے اور لوگوں نے اسے ملامت کی‘ اور کہنے لگے‘ اگر تو ایک لاکھ سے بھی زیادہ طلب کرتا تو وہ تجھے دے دیتے‘ اس نے کہا‘ کیا ایک ہزار سے زیادہ عدد بھی ہو سکتا ہے؟ اور حضرت خالدؓ کے پاس جا کر کہنے لگا‘ میں نے تو زیادہ عدد ہی طلب کیا تھا‘ حضرت خالدؓ نے فرمایا‘ تو نے ایک بات کا ارادہ کیا ہے‘ اور اللہ تعالیٰ نے دوسری بات کا ارادہ کیا ہے۔ اور ہم تیرے قول کے ظاہر پر فیصلہ کرتے ہیں‘ اور تیری نیت کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے کہ تو صادق ہے یا کاذب۔

سیف بن عمر‘ عمرو بن محمد سے بحوالہ شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے حیرہ کو فتح کیا‘ تو ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعت نماز پڑھی‘ اور عمرو بن القعقاع نے ان ایام اور مسلمان مقتولین اور ارتداد کے بارے میں کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مقتولین کو سیراب کرے‘ جو فرات میں مقیم ہیں اور دوسروں کو بھی جو محفوظ ٹیلوں کے بڑے حصوں پر ہیں۔ اور ہم نے کواظم میں ہرمز کو روند دیا۔ اور الثنی میں قارن کے دو سینگوں کو گڑھوں میں پامال کر دیا۔ اور جس روز ہم نے محلات کا گھیراؤ کیا تو پے در پے حیرہ روحاء پر ایک مصیبت آتی تھی‘ اور ہم نے انہیں وہاں سے اتار لیا‘ اور ان کا تخت مخالف بزدل کی طرح انہیں لے کر ڈولتا تھا‘ ہم نے قبولیت کے ساتھ ان پر حاکم بنایا‘ اور انہوں نے ان بدقسمتوں کے اردگرد موتوں کی شہراب دیکھی‘ اس صبح کو انہوں نے کہا‘ ہم قوم ہیں‘ اور وہ عربوں کی سفید زمین سے سبزہ زاروں کی طرف چلے گئے۔

اور جریر بن عبداللہ البجلی' حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' آپ متعدد واقعات' اور متقدم الذکر غنائم کے بعد حیرہ میں مقیم تھے' اور وہ ان میں سے کسی معرکہ میں بھی حاضر نہ ہوئے تھے' اس لیے کہ انہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن سعید بن العاص کے ساتھ شام کی طرف بھیجا تھا۔ پس خالد بن سعید نے' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی' تاکہ وہ اپنی بجیلہ قوم کو آپ کے لیے اکٹھا کریں' اور وہ آپ کے ساتھ ہو جائیں۔ اور وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہ سوال کیا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے غصے ہو کر فرمایا تو مجھے اس کام سے غافل کرنے آیا ہے جو اس کام کی نسبت' جس کی طرف تو مجھے بلاتا ہے' زیادہ خدا کو راضی کرنے والا ہے' پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس عراق بھیج دیا۔

سیف اپنے اسانید سے بیان کرتے ہیں کہ پھر ابن صلوبا آیا' اور اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے بانقیا اور بسما اور اس کے اردگرد کے علاقے پر دس ہزار دینار پر صلح کی' اور ان علاقوں کے نمبردار بھی آپ کے پاس آئے' اور انہوں نے اپنے شہروں اور ان کے اہالیان کے بارے میں اہل حیرہ کی طرح صلح کی۔ اور جن ایام میں آپ نے عراق کی اطراف پر قبضہ کیا' اور حیرہ اور ان شہروں پر غلبہ پایا اور الیس اور الثنی کے باشندوں پر حملہ کیا۔ اور ان کے بعد ایرانیوں اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کر کے ان کے سواروں کو بری طرح قتل کیا' اس وقت یہ واقعہ بھی ہوا کہ ایرانیوں نے اپنے بڑے بادشاہ اردشیر اور اس کے بیٹے شیرین پر حملہ کر کے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اور جو کوئی ان کی طرف منسوب ہوتا تھا' ان سب کو بھی قتل کر دیا' اب ایرانی' حیران رہ گئے' کہ اپنی حکومت کس کے سپرد کریں' اور انہوں نے آپس میں اختلاف کیا' مگر انہوں نے ایسی فوجیں بھی تیار کیں' جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور مدائن کے درمیان حائل ہوں' جس میں کسریٰ کا ایوان اور حکومت کا تخت تھا۔

پس وہ حضرت خالد کی جرأت و شجاعت سے تعجب کرنے لگے' اور اپنی حماقت و رعونت سے تمسخر کرنے لگے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حیرہ کی صلح کے بعد وہاں ایک سال تک قیام کیا۔ آپ بلاد فارس میں اِدھر اُدھر پھرتے تھے' اور اس کے باشندوں پر بڑا سخت اور بہادرانہ حملہ کرتے تھے' جو دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا تھا' اور سننے والوں کے کانوں کو ششدر اور تدبر کرنے والوں کی عقلوں کو حیرت میں ڈال دیتا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا انبار کو فتح کرنا

ان غزوات کو ذات العیون کہتے ہیں:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر انبار پہنچ گئے' جہاں کا حکمران' ایرانیوں کا سب سے بڑا دانشمند' اور ان کا سب سے بڑا سردار تھا جسے شیرزاذ کہا جاتا تھا' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انبار کا محاصرہ کر لیا' جس کے اردگرد خندق تھی' اور اس کے اردگرد اس کی قوم کے اعراب تھے' جو اپنے دین پر قائم تھے اور ان کے علاقے کے لوگ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو خندق تک پہنچنے سے روکا' پس آپ نے ابتداء میں ان کے ساتھ شمشیر زنی کی' اور جب فریقین ایک دوسرے کے سامنے ہو گئے' تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو تیراندازی کا حکم دے دیا' حتیٰ کہ انہوں نے ان میں سے ایک ہزار آنکھ پھوڑ دی اور لوگ چیخ اٹھے کہ اہل انبار کی آنکھیں ختم ہو گئی ہیں' اور اس غزوہ کو ذات العیون کہتے ہیں۔ پس شیرزاذ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے بارے میں مراسلت کی' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کچھ باتوں کی شرطیں عائد کیں' جن کے قبول کرنے سے شیرزاذ نے انکار کیا' تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ خندق کی طرف بڑھے' اور نڈھال اونٹوں کو منگوا کر انہیں ذبح کر دیا' حتیٰ کہ خندق کو ان سے پر کر دیا اور ان کے اوپر سے آپ اور آپ کے اصحاب گذر گئے' اور جب شیرزاذ نے اس بات کو دیکھا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جو شروط عائد کی تھیں' انہی پر صلح کرنا قبول کر لیا' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا' کہ اسے اس کے مامن کی طرف واپس کر دیا جائے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے یہ وعدہ پورا کیا' اور شیرزاذ انبار سے چلا گیا' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس پر قبضہ کر لیا' اور وہاں اتر کر اطمینان حاصل کیا' اور وہاں جو عرب صحابہؓ تھے' ان سے عربی کتابت سیکھی' اور ان عربوں نے اسے اپنے سے پہلے عربوں سے سیکھا اور وہ بنوایاد تھے جو بخت نصر کے زمانے میں وہاں رہتے تھے۔ جب اس نے عراق کو عربوں کے لیے مباح کر دیا تھا۔ اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بنوایاد کے ایک شخص کے اشعار سنائے' جو اپنی قوم کی مدح کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''میری قوم ایاذ اگر ارادہ کرتی یا اقامت اختیار کرتی تو اونٹ لاغر ہو جاتے' میری قوم وہ ہے کہ جب وہ سب کی سب چلتی ہے تو عراق کے نخلستان اور لوح وقلم اس کے ہو جاتے ہیں''۔

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بوازیج اور کلواذی کے باشندوں سے مصالحت کی' پھر اہل انبار اور ان کے اردگرد کے لوگوں نے حالات کے خراب ہونے کی وجہ سے عہد شکنی کی اور بوازیج اور بانقیا کے باشندوں کے سوا' اور کوئی اپنے عہد پر قائم نہ رہا۔

سیف نے عبدالعزیز بن سیاہ سے بحوالہ حبیب بن ابی ثابت بیان کیا ہے کہ اہل معرکہ سے قبل بنوصلوبا جو حیرۃ' کلواذی اور فرات کی بستیوں کے باشندے تھے' کے سوا' اہل مضافات میں سے کسی کے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہ تھا' ان لوگوں نے خیانت کی' اور

خیانت کے بعد انہیں عہد کی طرف دعوت دی گئی۔

سیف نے بحوالہ محمد بن قیس بیان کیا ہے کہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ بعض قلعوں اور ٹیلوں کے سوا' مضافات اور سب علاقے کو بزور قوت قابو کیا گیا ہے' انہوں نے جواب دیا' نہیں بلکہ جب انہیں دعوت دی گئی' تو وہ ٹیکس دینے سے راضی ہوگئے' اور ان سے ٹیکس لیا گیا۔ اور وہ ذمی ہو گئے۔

معرکہ عین التمر:

جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ انباء پر بااختیار ہو گئے' تو آپ نے زبرقان بن بدر کو اس پر نائب مقرر کیا' اور خود عین التمر کا قصد کیا' جہاں ان دنوں مہران بن بہرام جوبین' عربوں کی ایک عظیم فوج کے ساتھ مقیم تھا۔ اور ان کے اردگرد' نمر' تغلب' ایاد اور ان سے ملنے جلنے والے اعراب کے قبائل تھے' اور ان کا سردار عقہ بن ابی عقہ تھا' جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نزدیک ہوئے تو عقہ نے مہران سے کہا' عرب' عربوں سے جنگ کرنا بہتر جانتے ہیں' پس ہمیں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیجیے۔ اس نے اسے کہا' تم کو اور ان کو پکڑیں گے۔ اگر تم ہمارے محتاج ہوئے تو تم کو تکلیف پہنچائیں گے' پس عجم نے اس پر اپنے امیر سے ملاقات کی تو اس نے کہا' انہیں چھوڑ دو' پس اگر یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر غالب آ جائیں تو وہ تمہارا ہوا' اور اگر مغلوب ہو گئے تو ہم حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے جنگ کریں گے' حالانکہ وہ کمزور' اور ہم طاقتور ہیں' پس انہوں نے اقرار کیا اور وہ رائے کی بہتری میں ان سے بڑھ گیا ہے' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے' تو عقہ آپ کو ملا۔ اور جب وہ آمنے سامنے ہوئے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ سے فرمایا' اپنی جگہ کی حفاظت کرو' میں حملہ کرنے والا ہوں اور آپ نے اپنے محافظوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کے پیچھے رہیں' عقبہ جب صفیں درست کر رہا تھا تو آپ نے اس پر حملہ کر دیا' اور اسے گود میں لے کر قید کر لیا' اور عقہ کی فوج جنگ کے بغیر ہی شکست کھا گئی پس انہوں نے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عین التمر کے قلعے کا قصد کیا۔

اور جب مہران کو عقہ اور اس کی فوج کی شکست کی اطلاع ملی' تو وہ قلعے سے اتر کر بھاگ گیا اور قلعے کو چھوڑ گیا۔ اور اعراب نصاریٰ کی جماعتیں قلعے کی طرف واپس آئیں تو انہوں نے اسے کھلا ہوا پایا' اور وہ اس میں داخل ہو گئے' اور اس کی پناہ لے لی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آ کر ان کا شدید محاصرہ کر لیا۔ اور جب انہوں نے اس صورتِ حال کو دیکھا تو آپ سے صلح کی درخواست کی' مگر آپ نے فرمایا کہ جب تک تم خالدؓ کے حکم کو نہیں مانو گے' صلح نہیں ہوگی' پس انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا حکم مان لیا' اور انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا' اور قلعے پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قبضہ کر لیا۔ پھر آپ کے حکم سے عقہ' اور جو لوگ اس کے ساتھ قید ہوئے تھے' اور جن لوگوں نے آپ کے حکم کو مان لیا تھا' سب کو قتل کر دیا گیا' اور جو کچھ اس قلعے میں موجود تھا' اسے غنیمت بنا لیا' اور آپ نے وہاں سے کلیسا میں چالیس غلاموں کو انجیل سیکھتے پایا' اور ان کا دروازہ بند تھا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے توڑ دیا' اور انہیں امراء اور مالداروں میں تقسیم کر دیا۔ خمس میں سے حمران' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف آیا' اور ان میں محمد بن سیرین کے والد سیرین بھی تھے' جنہیں حضرت انس بن مالکؓ نے لے لیا' اور دیگر مشہور غلاموں کی ایک جماعت بھی تھی' آپ نے ان کی اور ان کی اولاد کی خیر خواہی کی۔

اور جب ولید بن عقبہ‘ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس خمس لے کر آئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے واپس بھیج دیا۔ اور وہ دومۃ الجندل کا محاصرہ کیے ہوئے تھے‘ پس جب یہ ان کے پاس گئے‘ تو انہیں عراق کی ایک جانب ایک قوم کا محاصرہ کیے ہوئے پایا‘ اور انہوں نے بھی آپ کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ اور آپ بھی اسی طرح محصور ہی تھے‘ حضرت عیاضؓ نے ولید سے کہا‘ بلاشبہ کوئی رائے بہت بڑی فوج سے بھی بہتر ہوتی ہے‘ ہم جس پوزیشن میں ہیں‘ اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ ولید نے انہیں کہا‘ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو خط لکھیے‘ وہ اپنی فوج سے آپ کو مدد دیں گے‘ حضرت عیاضؓ نے انہیں امداد کا خط لکھا اور ان کا خط معرکہ عین التمر کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ملا جس میں وہ آپ سے مدد مانگ رہے تھے‘ آپ نے انہیں لکھا:

”خالد سے عیاض رضی اللہ عنہما کی طرف‘ میں آپ کی طرف آیا چاہتا ہوں‘ تھوڑی دیر ٹھہرو‘ آپ کے پاس دو ڈھیل اونٹنیاں آئیں گی‘ جو شیروں کو اٹھائے ہوئے ہوں گی‘ جن پر صیقل شدہ تلواریں ہوں گی‘ اور فوجوں کے پیچھے فوجیں ہوں گی“۔

دومۃ الجندل کے حالات:

جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ عین التمر سے فارغ ہوئے تو آپ نے دومۃ الجندل کا قصد کیا‘ اور عین التمر پر عوایمر بن الکاہن اسلمی کو قائم مقام مقرر کیا اور جب اہالیان دومۃ الجندل نے سنا کہ آپ ہماری طرف آ رہے ہیں تو انہوں نے اپنی بہراء‘ تنوخ‘ کلب غسان اور ضجاعم کی فوجوں کی طرف پیغام بھیجا‘ اور وہ ان کے پاس آ گئیں۔ اور غسان اور تنوخ کا امیر ابن الایہم تھا۔ اور ضجاعم کا امیر ابن الحدرجان تھا۔ اور دومۃ کے لوگوں کا اتفاق دو اشخاص اکیدر بن عبدالملک اور الجودی بن ربیعہ پر تھا‘ ان دونوں میں اختلاف ہو گیا‘ اکیدر کہنے لگا‘ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے بہتر جانتا ہوں‘ جنگ میں اس سے زیادہ خوش قسمت شخص کوئی نہیں‘ اور نہ خود اس سے کوئی زیادہ خوش قسمت ہے‘ اور جس قوم نے بھی خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر‘ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھا ہے اس نے شکست کھائی ہے‘ پس میری مانو اور ان لوگوں سے صلح کر لو‘ مگر انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا‘ اس نے کہا‘ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے میں ہرگز تمہاری مدد نہیں کروں گا۔ اور وہ ان سے علیحدہ ہو گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عاصم بن عمرو کو اس کی طرف بھیجا‘ انہوں نے اس کا مقابلہ کر کے اسے پکڑ لیا۔ اور جب اسے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو آپ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا‘ اور جو کچھ اس کے پاس تھا‘ آپ نے لے لیا‘ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور اہالیان دومۃ الجندل کا آمنا سامنا ہوا‘ ان کا امیر الجودی بن ربیعہ تھا۔ اور اعراب کا ہر قبیلہ اپنے امیر کے ساتھ تھا‘ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دومۃ کو اپنے اور حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کی فوج کے درمیان کر دیا۔ اور اعراب کی فوج دو گروہوں میں بٹ گئی‘ اور ایک گروہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جانب‘ اور دوسرا گروہ حضرت عیاض رضی اللہ عنہ کی جانب تھا‘ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابل کے لوگوں پر حملہ کر دیا‘ اور حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے دوسروں پر حملہ کر دیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے الجودی کو قید کر لیا۔ اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے ودیعہ کو قید کر لیا اور اعراب قلعے کی طرف بھاگ گئے‘ اور انہوں نے اسے بھر دیا‘ اور بہت سے لوگ باقی رہ گئے‘ اور قلعہ ان سے تنگ ہو گیا‘ پس بنو تمیم نے ان لوگوں پر جو قلعے سے باہر تھے مہربانی کی اور انہیں غلہ دیا‘ تو ان میں سے کچھ

لوگ بچ گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے جن لوگوں کو قلعے سے باہر پایا' انہیں قتل کر دیا' اور الجودی اور اس کے ساتھ جو قیدی تھے ان نے قتل کرنے کا حکم دے دیا' اور بنی کلب کے قیدیوں کو قتل نہ کیا' کیونکہ عاصم بن عمرو' اور اقرع بن حابس اور بنی تمیم نے ان کو پناہ دی تھی' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' مجھے اور تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا تم جاہلیت کی بات کی حفاظت کرتے ہو اور اسلام کی بات کو ضائع کرتے ہو؟ عاصم بن عمرو نے آپ سے کہا کیا تم ان کی عافیت سے حسد کرتے ہو' اور شیطان کو ان کا محافظ بناتے ہو' پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دروازے کا چکر لگایا' اور وہ آپ سے نہ ہلا' حتیٰ کہ آپ نے اسے اکھاڑ پھینکا۔ اور لوگوں نے قلعے میں گھس کر اس میں جتنے بھی جانباز موجود تھے' انہیں قتل کر دیا اور بچوں کو قید کر لیا۔ اور انہیں زیادہ رقم دینے والوں کے پاس فروخت کر دیا۔ اور اس روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے الجودی کی بیٹی کو خرید لیا' جو بڑی حسین تھی' اور آپ نے دومۃ الجندل میں قیام کیا اور اقرع کو انبار کی طرف واپس بھیج دیا' پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ حیرہ کی طرف واپس آ گئے' اور وہاں کے باشندوں نے ڈھول تاشے بجا کر اور کھیلوں کا مظاہرہ کر کے آپ کا استقبال کیا۔ اور آپ نے ان کے ایک آدمی کو اپنے ساتھی سے کہتے سنا کہ ہمارے ساتھ چلو' یہ شیر کی خوشی کا دن ہے۔

الحصید اور المصیخ کے لوگوں کے حالات:

سیف نے بحوالہ محمد' طلحہ اور مہلب بیان کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دومۃ الجندل میں قیام کیا تو اعاجم کو آپ کے متعلق بدظنی ہوگئی' اور انہوں نے جزیرہ کے عربوں سے خط و کتابت کی' اور وہ آپ سے جنگ کرنے کے لیے اکٹھے ہو گئے' اور انبار کو زبرقان سے چھیننے کا قصد کیا' وہ انبار پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا نائب تھا' جب زبرقان کو یہ اطلاع ملی' تو اس نے قعقاع بن عمرو کو خط لکھا جو حیرہ پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا نائب تھا۔ قعقاع رضی اللہ عنہ نے اعبد ابن فدر کی سعدی کو بھیجا' اور اسے الحصید جانے کا حکم دیا' اور عروہ بن ابی الجعد البارقی کو بھیجا' اور اس کو خنافس جانے کا حکم دیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ دومہ سے حیرہ کی طرف واپس آئے' اور آپ اہل مدائن کے ساتھ جو کسریٰ کا پایہ تخت تھا' جنگ کرنے کا عزم کیے ہوئے تھے' لیکن آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر جنگ کرنا پسند نہیں کرتے تھے' اور اعراب نصاریٰ کے ساتھ اعاجم کی جو فوجیں' آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اکٹھی ہو چکی تھیں' انہوں نے آپ کو مصروف رکھا' پس آپ نے قعقاع بن عمرو کو لوگوں کا امیر بنا کر بھیج دیا اور الحصید مقام پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی' اور اعاجم کا امیر' روزبہ تھا۔ اور ایک دوسرے امیر' زرمہر نے اسے مدد دی اور ایک شخص نے' جسے عصمۃ بن عبداللہ الضبی کہا جاتا تھا' روزبہ کو قتل کر دیا' اور مسلمانوں نے بہت سی غنائم حاصل کیں' اور اعاجم بھاگ گئے' اور خنافس مقام پر پناہ لی' پس ابولیلیٰ بن فدکی سعدی ان کے مقابلہ میں گیا' جب انہیں اس بات کا پتہ چلا تو وہ المصیخ کی طرف چلے گئے' اور جب وہ وہاں کے اعاجم و اعارب کے ساتھ ٹک گئے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا قصد کیا' اور فوج کو تین دستوں میں تقسیم کر دیا۔ اور رات کو جب وہ سوئے ہوئے تھے' ان پر حملہ کر کے ان کو سلا دیا' اور ان میں سے تھوڑے سے لوگ ہی بچ سکے' اور وہ بھی بچھڑی ہوئی بکری کی طرح تھے۔

اور ابن جریر نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس حملہ میں ایک شخص کے پاس پہنچے جسے حرقوص بن نعمان نمری کہا جاتا تھا اور اس کے اردگرد اس کے بیٹے بیٹیاں اور بیوی بیٹھی تھی اور اس نے ان کے لیے ایک شراب کا ٹب رکھا ہوا تھا' اور وہ کہہ رہے تھے ایک شخص اس گھڑی شراب پی رہا تھا' اور یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فوجیں آ گئی کھڑی ہیں' اس نے انہیں' کہا آخری گھونٹ پی لو' اس کے بعد تم مجھے شراب پیتے نظر نہیں آتے' پس انہوں نے شراب پی لی اور وہ کہنے لگا:

''اے میرے دوستو! فجر کی دشمنی سے پہلے مجھے شراب پلا دو' شاید ہماری موتیں' قریب ہوں' اور ہمیں پتہ ہی نہ ہو''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا' اور ایک آدمی نے اس کے سر پر تلوار ماری تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے ٹب میں پڑا ہوا ہے' اور اس کے بیٹے' بیٹیاں اور بیوی گرفتار ہو گئے' اور اس معرکہ میں دو مسلمان آدمی بھی قتل ہو گئے' جن کے پاس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا امان نامہ بھی تھا مسلمانوں کو اس بات کا علم نہ تھا' اور دو آدمی عبدالعزیٰ بن ابی رہم بن قرداش اور لبید بن جریر تھے عبدالعزیٰ کو جریر بن عبداللہ البجلی نے اور لبید کو ایک اور مسلمان نے قتل کیا' اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے متعلق اطلاع ملی تو آپ نے دونوں کی دیت ادا کر دی۔ اور ان کے بچوں کو مہربانی کرنے کا پیغام بھیجا' اور دونوں کے قتل کی وجہ سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے متعلق گفتگو کی' جیسا کہ مالک بن نویرہ کے قتل کے باعث آپ کے متعلق گفتگو کی تھی' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' جو لوگ اہل حرب کے دیار میں رہتے ہیں' انہیں ایسے حالات سے دو چار ہونا پڑتا ہے یعنی ان دونوں کا مشرکین کے پڑوس میں رہنا گناہ ہے' اور یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ۔ میں ہر اس شخص سے بری ہوں جو مشرک کے گھر میں رہتا ہے۔ اور دوسری حدیث میں ہے۔ تو ان دونوں کی آگ کو نہیں دیکھے گا۔ یعنی مسلمان اور مشرکین ایک محلہ میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

پھر الثنی اور الزمیل کے معرکے ہوئے' اور انہوں نے ان پر شب خون مارا' اور وہاں جو اعراب اور اعاجم موجود تھے' انہیں قتل کر دیا' اور ان میں سے ایک شخص بھی نہ بچ سکا۔ اور نہ ان کی خبر معلوم ہوئی' پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اموال کا خمس اور قیدی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان قیدی عورتوں سے ایک عرب لونڈی خریدی' یعنی ربیعہ بن بجیر تغلبی کی بیٹی' جس سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئے۔

معرکہ الفراض:

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ الفراض کے معرکہ کی طرف گئے جو شام' عراق اور جزیرہ کی ملحقہ سرحد پر واقعہ ہے۔ آپ نے وہاں پر دشمنوں کے ساتھ مصروفیت کی وجہ سے رمضان شریف کا مہینہ افطاری کی حالت میں قیام کیا' اور جب رومیوں کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے متعلق اور آپ کے اور ان کے علاقے کے قریب پہنچ جانے کا علم ہوا تو وہ غیظ وغضب میں آ گئے' اور انہوں نے بہت سی فوجیں جمع کیں' اور تغلب' ایاد اور تمر سے استمداد کی۔ پھر انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کیا' اور فرات ان کے درمیان حائل ہو گیا' رومیوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا' فرات کو عبور کر کے ہمارے پاس آ جاؤ۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے رومیوں سے کہا' بلکہ تم فرات کو عبور کرو' پس رومی' فرات کو عبور کر کے ان کے پاس آ گئے۔

یہ ۱۵ ذوالقعدہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے۔ پس وہاں ایک زبردست جنگ ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رومی فوجوں کو شکست دی' اور مسلمانوں نے ان کا بھرپور تعاقب کیا' اور اس معرکہ میں ایک لاکھ آدمی قتل ہوئے' اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دس دن الفراض میں قیام کیا' پھر ۲۵ ذوالقعدہ کو حیرہ واپس جانے کا اعلان کیا' اور عمرو بن عاصم کو ہراول میں اور شجرہ بن الاعز کو ساقہ میں چلنے کا حکم دیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے متعدد ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے' اور مسجد حرام کا قصد کیا' اور اس راستے سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے' جس پر پہلے کبھی نہ چلے تھے۔ اور اس میں آپ کو ایسا معاملہ پیش آیا' جو کسی دوسرے کو نہیں آیا آپ مقررہ راستے سے ہٹ کر چلنے لگے' یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے' اور اس سال کے حج کو پالیا' پھر واپس آ گئے' اور حیرہ پہنچنے سے پہلے پہلے ساقہ سے آملے' اور سوائے ان تھوڑے سے آدمیوں کے' جو آپ کے ساتھ تھے' اور کسی کو اس بات کا پتہ نہیں چلا' کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سال حج کیا ہے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی اس وقت پتہ چلا' جب حاجی حج کے اجتماع سے واپس آ گئے۔ پس آپ نے فوج سے علیحدگی اختیار کرنے پر آپ کو عتاب نامہ بھیجا' اور آپ کو یہ سزا دی کہ آپ کو عراق کی جنگ سے ہٹا کر شام کی جنگ کی طرف بھیج دیا' اور آپ کو خط میں یہ بھی لکھا کہ: بلاشبہ فوجیں اللہ کی مدد سے تمہارے غمگین ہونے سے غمگین نہیں ہوں گی۔ اے ابوسلیمان' آپ کو نیت اور نصیبہ مبارک ہو' اپنا کام پورا کیجئے' اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس کی تکمیل کر دے گا' تمہارے دل میں فخر و عجب پیدا نہ ہو' وگرنہ ناکام و نامراد ہو جاؤ گے' اور کسی کام پر فخر کرنے سے اجتناب اختیار کرو بلاشبہ اللہ احسان کرنے والا' اور وہی جزاء دینے والا ہے۔

باب:

اس سال میں ہونے والے واقعات

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سال حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کھجور کی ٹہنیوں' کپڑوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن' جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ حکم آپ نے جنگِ یمامہ میں قراء کے زبردست قتلِ عام کے بعد دیا' جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے' اور اسی سال میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی لڑکی امامہ سے نکاح کیا جو ابوالعاص بن الربیع بن عبد شمس اموی سے تھیں' اور ان کے باپ نے اسی سال وفات پائی' اور یہی وہ لڑکی ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اٹھا لیتے تھے' اور جب سجدہ کرتے تھے تو نیچے بٹھا دیتے تھے' اور جب کھڑے ہوتے تھے تو اٹھا لیتے تھے' اور اسی سال میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جو آپ کے چچا کی بیٹی تھیں' آپ ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان سے بہت خوش ہوتے تھے' اور آپ انہیں نماز کے لیے باہر جانے سے نہیں روکتے تھے' اور ان کے باہر نکلنے کو ناپسند کرتے تھے۔ ایک شب تاریکی میں آپ ان کے راستے میں بیٹھ گئے' اور جب وہ گذریں تو آپ نے ان کے سرین پر اپنا ہاتھ مارا' اور وہ اس کے بعد باہر نہیں نکلیں۔ آپ سے پہلے وہ حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں

تھیں وہ آپ کو چھوڑ کر قتل ہو گئے۔ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پہلے آپ حضرت عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں' وہ بھی آپ کو چھوڑ کر قتل ہو گئے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا' اور جب وہ شہید ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو پیغام نکاح دیا تو وہ کہنے لگیں' میں آپ کی نسبت' موت کو ترجیح دیتی ہوں' اور نکاح سے باز رہیں' حتیٰ کہ فوت ہو گئیں۔ اور اسی سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام اسلم کو خریدا' پھر وہ تابعین کے سادات میں سے ہو گئے۔ اور ان کے بیٹے زید بن اسلم بلند مقام ثقات میں سے ایک تھے' اور اسی سال میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر اپنا قائمقام بنایا۔

اسے ابن اسحاق نے الحرقہ کے غلام العلاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب سے' بنی سہم کے ایک شخص سے بحوالہ ابی ماجدہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں بارہویں سال ہمیں حج کروایا' اور کان قطع ہونے کے قصاص کے بارے میں حدیث بیان کی' اور حضرت عمر نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہما کے حکم سے اس بارے میں فیصلہ کیا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حج نہیں کروایا' اور آپ نے بارھویں سال کے حج کے اجتماع میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔

باب:

اس سال میں وفات پانے والے

کہتے ہیں کہ جنگِ یمامہ اور اس کے بعد ہونے والے معرکے ۱۲ھ میں ہوئے تھے' اس جگہ یمامہ اور اس کے بعد کے معرکوں میں قتل ہونے والوں کا ذکر کیا جاتا ہے' جن کا پہلے ۱۱ھ میں ذکر ہو چکا ہے لیکن مشہور وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

حضرت بشیر بن سعد بن ثعلبہ خزرجی رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت نعمان بن بشیرؓ کے والد ہیں' عقبہ ثانیہ اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' کہتے ہیں کہ انصار میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا اور سقیفہ کے روز' انصار میں سے آپ نے سب سے پہلے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں شامل ہوئے۔ اور عین التمر کے معرکہ میں شہید ہوئے۔ اور نسائی نے آپ کی حدیث النحل کو روایت کیا ہے' اور محکم بن جثامہ کے بھائی الصعب بن جثامہ نے آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کی ہیں' ابو حاتم بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ہجرت کی' اور ودان میں فروکش ہوئے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

حضرت ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام معاذ بن الحصین تھا اور آپ کو ابن حصین بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن خرشہ بن سعد بن طریف بن خیلان بن غنم بن غنی بن سعد بن قیس بن غیلان بن مضر بن نزار ابو مرثد الغنوی کہا جاتا ہے' آپ اور آپ کا بیٹا مرثد' بدر میں شامل ہوئے

اوران دونوں کے سوا کوئی باپ بیٹا بدر میں شامل نہیں ہوا۔اور آپ کے بیٹے نے جنگ رجیع میں شہادت پائی' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔اور آپ کے پوتے انیس بن مرثد بن ابی مرثد بھی صحابی تھے۔ جو فتح مکہ اور حنین میں شامل ہوئے اور وہ جنگ اوطاس کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوس تھے' اور وہ بالترتیب تین آدمی تھے۔ اور حضرت ابومرثد' حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے حلیف تھے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی ایک ہی روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قبور کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھو' اور نہ ان پر بیٹھو۔ واقدی کا بیان ہے کہ آپ نے ۱۲ھ میں وفات پائی۔ دوسروں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ نے شام میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ دراز قد اور بہت بالوں والے آدمی تھے۔ میں کہتا ہوں اور دمشق کے سامنے کھلی زمین میں ایک قبر' قبر کثیر کے نام سے مشہور ہے' اور میں نے اس کی قبر پر پڑھا ہے کہ یہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کناز بن الحصین کی ہے' اور میں نے اس مقام پر سکون اور جلالت کو دیکھا ہے' اور تعجب ہے کہ حافظ ابن عساکر نے تاریخ شام میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

حضرت ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی القرشی العبشمی' آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' اور آپ ان کے ساتھ بہت محبت' اور بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے پر مسلمانوں نے آپ کو انہیں طلاق دینے کا مشورہ دیا تو آپ نے اس بات سے انکار کر دیا' اور آپ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے' اور ان کی والدہ کا نام ہالۃ تھا' اور ہند بنت خویلد بھی بیان کیا جاتا ہے' اور آپ کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' بعض لقیط بیان کرتے ہیں' اور یہی زیادہ مشہور ہے۔ اور بعض مہشم' اور بعض ہشیم بیان کرتے ہیں' آپ کفار کی طرف سے بدر میں شامل ہوئے اور قید ہو گئے' اور آپ کا بھائی عمرو بن الربیع فدیہ دے کر آپ کو چھڑانے آیا' اور اس نے فدیہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وہ ہار بھی پیش کیا' جسے آپ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے وقت دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کو دیکھا' تو آپ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر ترس آ گیا' اور اس کے باعث ابوالعاص کو رہا کر دیا اور اس پر شرط عائد کی کہ وہ زینب کو مدینہ بھیج دے گا' تو اس نے یہ وعدہ پورا کیا۔ اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ فتح سے کچھ عرصہ قبل تک مدینہ میں اپنے کفر پر قائم رہے' اور قریش کی تجارت کے لیے باہر نکلے تو حضرت بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو روکا اور آپ کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا' اور قافلے کو غنیمت بنا لیا۔ اور ابوالعاص مدینہ کی طرف بھاگ گئے' اور اپنی بیوی سے پناہ طلب کی تو انہوں نے آپ کو پناہ دی' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پناہ کو جائز قرار دیا' اور اس کے پاس قریش کے جو اموال تھے' وہ واپس کر دیئے۔ اور ابوالعاص وہ اموال لے کر ان کے پاس واپس آیا' اور ہر آدمی کو اس کا مال واپس کیا' پھر حق کی شہادت دی اور مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو نکاح اوّل کے ساتھ آپ کو واپس کر دیا' اور آپ کی ان سے علیحدگی اور اجتماع کے درمیان چھ سال کا عرصہ پایا جاتا ہے' اور یہ عمرۃ الحدیبیہ میں مسلمان مستورات کے مشرکین پر حرام قرار دیئے جانے کے دو سال بعد کا واقعہ ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے نکاح جدید کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیج۔ واللہ اعلم

اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے آپ کے ہاں علی بن ابوالعاص پیدا ہوا۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا' تو آپ علی کے ساتھ وہاں گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دامادی کی تعریف کیا کرتے تھے' اور فرمایا کرتے تھے' اس نے مجھ سے بات کی' تو مجھ سے سچ بولا۔ اور مجھ سے وعدہ کیا تو مجھ سے پورا کیا' آپ کی وفات ۱۲ھ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی' اور اسی سال حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیٹی امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے اس کی خالہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نکاح کیا' مجھے معلوم نہیں کہ یہ نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ہوا یا اس کے بعد ہوا۔ واللہ اعلم